مکمل و مدلل

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد ۵

کتابُ الصلوٰۃ (ربع رابع)

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

مکمل و مدلل

فتاویٰ دار العلوم دیوبند

جلد ۵

کتاب الصلوٰۃ (ربع رابع)

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی مہتمم دار العلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دار العلوم دیوبند

مدلّل و مکمّل فتاویٰ دار العلوم دیوبند

مُرتّبہ :- محمد ظفیر الدین

علماء کرام کی نظر میں

حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب دامت برکاتہم
مہتمم دار العلوم دیوبند

اس دور میں کئی مرتب فتاویٰ کیے بعد دیگرے رکھے جاتے رہے، بالآخر اس سلسلہ کی انتہا جناب مولانا محمد ظفیر الدین صاحب زید مجدہٗ پر ہوئی اور انھوں نے غیر معمولی جاں فشانی اور تندہی سے لگ کر ترتیب فتاویٰ کا کام حسن اسلوب سے انجام دینا شروع کیا جو آج اپنی مرتب صورت میں ناظرین کے سامنے موجود ہے ..... امید ہے کہ بہت جلد فتاویٰ کا یہ پورا ذخیرہ منصۂ شہود پر آجائیگا۔ اور جس طرح فتاویٰ عالمگیری نے قدیم ہندوستان کے قانون میں جگہ پائی تھی، اسی طرح امید ہے کہ فتاویٰ دار العلوم ہندوستان جدید کے قانون زندگی میں روح بن کر دوڑ جائیگا (پیش لفظ فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص ۵۰)

محدث جلیل حضرت الاستاذ مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی دامت برکاتہم

مدلل مکمل فتاویٰ دار العلوم دیوبند (مرتب علی الابواب والفصول) کی دو جلدیں میری نظر سے گذریں، مرتب فتاویٰ مولانا محمد ظفیر الدین سلمہ اللہ کی محنت قابل تحسین وداد ہے۔ انھوں نے صرف ترتیب ہی کا کام نہیں کیا ہے بلکہ ہر فتوی کی سند بھی تلاش کر کے پیش کر دی ہے، اور جن فتووں میں کسی فقہی کتاب کا حوالہ درج تھا مگر کتاب کی جلد اور صفحہ کی نشاندہی نہیں تھی، موصوف نے جلد اور صفحہ کی نشاندہی کر دی ہے۔ غرضیکہ اب ان فتاویٰ کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے ..... اللہ تعالیٰ مرتب موصوف کو جزائے خیر دے۔

حضرت مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی مدظلہ
صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی نور اللہ مرقدہٗ۔ غیر منقسم ہندوستان کے ان اکابر مشائخ و علماء میں سے تھے جنھوں نے اپنے انفاس قدسیہ سے ہزاروں انسانوں کے دل میں یقین و معرفت ربانی کی شمع روشن کی اور لاکھوں مسلمانوں کو اصل احکام شرعیہ بتا کر اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کا طریقہ بتایا۔ حضرت ممدوح ایک بلند پایہ

عارف باللہ اور نامور شیخ طریقت ہونے کے علاوہ دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم بھی تھے اور آپ نے چالیس برس مسلسل یہ اہم خدمت اس شان سے انجام دی ہے کہ پورے ملک میں اس کی نظیر نہیں مل سکی۔ تفقہ اور مسائل میں دقت و وسعت نظر کا یہ عالم تھا کہ بڑے سے بڑا پیچیدہ مسئلہ آپ کے سامنے آتا اور آپ باتیں کرتے کرتے بلا تامل اس کا تشفی بخش اور قطعی جواب دیدیتے تھے۔ دارالعلوم دیوبند کی مرکزیت اور حضرت مفتی صاحب کی عظیم شخصیت کو سامنے رکھ کر سوچئے، اس چالیس برس کی مدت میں اسلام کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے تعلق رکھنے والا کونسا ایسا جزیہ اور مسئلہ ہوگا جو حضرت مفتی صاحب سے نہ پوچھا گیا، اور آپ نے اس کا جواب نہ دیا ہوگا۔ چنانچہ حضرت کے قلم سے نکلے ہوئے کم و بیش چالیس ہزار فتاوی ضخیم مجلدات کی شکل میں مدرسہ کے دارالافتاء میں محفوظ تھے اور ان سے استفادۂ عام کی کوئی صورت نہ تھی۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آخر مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم کی تحریک و تجویز سے مدرسہ کی مجلس شوری نے اس اہم کام کو انجام دینے کا بیڑا اٹھایا اور مولانا محمد ظفیر الدین کو اس کا ذمہ دار قرار دیا، اب تک اس سلسلہ کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں، جن میں سے جلد اوّل کتاب الطہارۃ پر اور جلد دوم کتاب الصلوٰۃ پر مشتمل ہے۔ ترتیب بالکل کتب فقہ کے طرز پر ہے، یعنی پہلے کتاب پھر باب اور باب کے ماتحت فصول۔ ان دونوں جلدوں کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ اس عظیم اور اہم کام کی ترتیب و سرانجام دہی کے لئے غالباً مولانا موصوف سے بہتر کسی اور شخص کا انتخاب نہیں ہو سکتا تھا۔

فاضل مرتب نے تقریباً ہر فتوی پر بصیرت افروز حواشی لکھے ہیں جن میں، اگر فتوی میں صرف جواب ہے تو اس کے ماخذ کی سراغ رسانی کرکے متعلقہ عبارتیں نقل کی ہیں، اگر فتوی مع دلیل کے ہے تو اس کے مزید شواہد اور نظائر فراہم کئے ہیں، کہیں اجمال ہے تو اس کی تشریح اور ابہام ہے تو اس کی تفصیل دی ہے غرض کہ ترتیب فتاوی جیسے اہم کام کا انھوں نے حق ادا کردیا ہے، جو محنت و جفاکشی کی صلاحیت کے ساتھ ان کی پختہ استعداد علمی اور وسعت نظر کی بھی روشن دلیل ہے۔ جلد اوّل کے شروع میں جناب مہتمم صاحب کے قلم سے حضرت مفتی صاحبؒ کے حالات و سوانح پر پچیس ۲۵ صفحہ کا جو پیش لفظ ہے اس نے اس جلد کی افادیت کو چار چاند لگا دئیے ہیں۔ ایک عارف ربانی، محرم اسرار و رموز یزدانی، جنید وقت اور شبلی عصر کے حالات اور دودمان قاسمی کے چشم و چراغ کے قلم سے! بس

بن گیا رقیب آخر جو تھا راز داں اپنا

خود تبصرہ نگار کا یہ عالم رہا ہے کہ بغیر چشم گریاں کے اس پیش لفظ کو ختم نہیں کر سکا ہوں، اسکے بعد

(بقیہ ص ۴۸۰ پر دیکھیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین مدلل ومکمل فتاویٰ دار العلوم دیوبند

جلد پنجم

عنوان	صفحہ
الباب الخامس عشر في صلاة الجمعة	
مسائل نماز جمعہ	

الباب السادس عشر
فی صلوٰۃ العیدین

الباب السابع عشر فی الاستسقاء
بارش طلب کرنے کا طریقہ

كتابُ الجنائز

فصل اوّل

موت کے وقت مرنیوالوں سے سلوک

فصل ثانی

میت کو غسل دینا

فصل ثالث

مُردوں کے کفن کا بیان

فصل رابع
جنازہ اٹھانے کا بیان

فصل خامس

نماز جنازہ

فصل سادس

قبر، دفن اور اُن کے متعلقات

ساتویں فصل

تعزیت کے بیان میں

آٹھویں فصل

زیارت قبور اور ایصال ثواب

نویں فصل

متفرقات جنائز

دسویں فصل

احکام شہید میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد پنجم مدلل و مکمل فتاویٰ دار العلوم دیوبند

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

فتاویٰ کی یہ پانچویں جلد اہل علم اور عام مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے میرا دل حمد و شکر سے لبریز اور میری پیشانی اس رب کریم کے آگے جھکی ہوئی ہے، جس کی توفیق و عنایت سے یہ عظیم خدمت انجام پارہی ہے۔ ورنہ کبھی اس کا تصور بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ مجھ جیسا ظلوم و جہول انسان دار الافتاء کے اٹھارہ سالہ غیر مرتب ریکارڈ میں ان سوا لاکھ بکھرے ہوئے مسائل کا بہ نظر غائر کے ساتھ مطالعہ کرنے، اور پھر انہیں فقہی ترتیب پر موجودہ دور کے علمی تقاضوں کے مطابق مہذب و مرتب کرکے پیش کرنے میں کامیابی سے ہمکنار ہوسکے گا ..... اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس جلد پر کتاب الصلوٰۃ پوری ہوگئی۔ اور اس طرح دو ہزار صفحات اور کم و بیش چار ہزار مسائل آپ کے ہاتھوں میں پہنچ چکے خدا وہ دن بھی جلد لائے کہ اس سلسلے کے بقیہ حصے بھی خاکسار آپ کی خدمت میں پیش کرکے کہہ سکے ؎

شادم از زندگیِ خویش کہ کارے کردم

یہاں خاکسار اپنے نگران کار و سرپرست شعبہ حکیم الاسلام حضرت مولانا القاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم مہتمم دار العلوم دیوبند کی خدمت اقدس میں یہ امتنان و تشکر پیش کرنا اپنا فریضہ سمجھتا ہے جنہوں نے شروع سے ابتک قدم قدم پر حوصلہ افزائی کی اور بالخصوص اس علمی دینی خدمت میں مدد فرمائی، بلکہ اس خدمت کی قدر شناسی فرماکر آپ نے میرے جوشِ عمل، دلچسپی اور علمی ولولہ و حوصلہ کو توانائی بخشی اسی کے ساتھ اپنے شفیق ترین اساتذۂ کرام و سرپرست شعبہ اور ان بزرگوں کی خدمت میں ہدیۂ عقیدت و محبت پیش ہے جن کی دلی دعاؤں اور حوصلہ افزا کلمات سے مری یہ ساری علمی جد و جہد باقی اور ترقی پذیر ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی بے پناہ شفقتوں، محبتوں اور فیض و برکات سے نوازتا رہے۔

یہاں یہ عرض کردینا بھی ضروری ہے کہ نماز سے متعلق وہ بعض خاص مسائل جنہیں عوام و خواص زیادہ الجھتے ہیں انہیں کہیں کہیں سوال و جواب کی نوعیت کے فرق سے تکرار باقی رہنے دی گئی ہے اگرچہ آئندہ یہ برائے نام تکرار بھی باقی رکھنے کا ارادہ نہیں ہے۔

اخیر میں دعا ہے: بار الٰہ العالمین! اپنے ایک بے مایہ بندے کی یہ حقیر خدمت قبول فرمالے، اور اس کی اس خدمت کو اس کیلئے زادِ آخرت اور فلاحِ دارین کا ذریعہ بنادے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ آمین یارب العٰلمین۔

طالب دعا محمد ظفیر الدین غفرلہ ... مرتب فتاویٰ دار العلوم دیوبند۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام
علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

الباب الخامس عشر
فی صلوٰۃ الجمعۃ
مسائل نماز جمعہ

جس گاؤں کی آبادی سوا سو گھر کی ہو اس میں جمعہ وعید درست نہیں

سوال (۲۳۲۱) گاؤں میں سوا سو گھر ہوں، وہاں جمعہ اور عید ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وہ گاؤں چھوٹا ہے اس میں جمعہ وعید درست نہیں[1]۔ فقط۔

قصبہ کے حدود میں جمعہ درست ہے

سوال (۲۳۲۲) اگر قصبہ کے نواح میں کوئی جمعہ پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر قصبہ کے حدود میں جمعہ پڑھیں تو صحیح ہے، اور جو دیہات متصل قصبہ کے ہیں ان میں جائز نہیں ہے اور مراد حدود قصبہ سے فنائے شہر ہے جس میں قصبہ کے کاروبار ہوتے ہوں، جیسے رکفن خیل وغیرہ[2]۔ فقط۔

---

[1] وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۸ ج ۱ ظفیر) [2] ویشترط لصحتہا المصر او فنائہ وھو ما حولہ اتصل او لا لاجل مصالحہ کدفن الموتی ورکض الخیل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۷ ج ۱ وص ۷۴۹ ج ۱ ظفیر)

جہاں تحصیلدار ہو اور دو ہزار آبادی ہو، جمعہ جائز ہے

سوال (۲۳۲۳) جس شہر میں تحصیلدار وغیرہ رہتے ہوں اور اسکی مردم شماری دو ہزار یا اس کے قریب ہو، اس کو مصر کہنا جائز ہے یا نہیں اس کے نواح میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ بڑے قریہ اور قصبہ میں جمعہ واجب الاداء ہے پس شہر مذکور قریہ کبیرہ میں داخل معلوم ہوتا ہے لہٰذا اس میں جمعہ اور اس کے فناء میں درست ہے۔[۱] فقط

فناء مصر

سوال (۲۳۲۴) فناء مصر کے میل تک ہوتی ہے۔

الجواب:۔ فناء مصر کے لئے میلوں کی تعداد معتبر نہیں ہے بلکہ فناء مصر وہ ہے کہ جو مصالح مصر کے لئے اور کارہائے مصر کے لئے مہیا ہو، کدفن الموتی و رکض الخیل والدواب وجمع العساکر والخروج للرمی وغیر ذٰلک۔ شامی۔[۲] فقط

ہندوستان کے شہر میں جمعہ درست ہے

سوال (۲۳۲۵) بعض شخصوں نے لوگوں کو نماز جمعہ سے روک رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ شرائط جمعہ ہندوستان میں پائی نہیں جاتیں اسلئے نہ شہر میں جمعہ ہو سکتا ہے اور نہ قصبہ میں، کیا یہ ان کا کہنا درست ہے۔

الجواب:۔ قصبہ، شہر اور قریہ کبیرہ میں بلا ارتیاب جمعہ واجب الادا ہو جاتا ہے مانعین و منکرین جمعہ غلطی پر ہیں اور تارک فرض ہیں قال فی رد المحتار وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ وفیہ قبیلہ وبہذا ظہر جہل من یقول لا تصح الجمعۃ فی ایام الفتنۃ مع انہا تصح فی البلاد التی استولی علیہا الکفار کما سنذکرہ۔[۳] الخ فقط

---

[۱] وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (رد المحتار۔ باب الجمعۃ ص ۷۴۸ ج ۱) ۱۲

ظفیر [۲] او فناءہ ما اتصل بہ لاجل مصالحہ کدفن الموتی ورکض الخیل (درمختار) اعلم ان بعض المحققین اہل الترجیح اطلق الفناء عن تقدیرہ بمسافۃ وکذا محرر المذہب الامام محمد وبعضہم قدرہ بہا (رد المحتار ص ۷۴۹ ج ۱) ظفیر [۳] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر

خطبہ کی جگہ قرآن کا رکوع کافی ہے

سوال (۲۳۲۶) اگر بجائے خطبہ کے کوئی قرآن شریف کا رکوع پڑھ دیا جائے تو جمعہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے وکفت تحمیدۃ او تھلیلۃ او تسبیحۃ[1] الخ یعنی خطبہ کے لئے کافی ہے، ایک دفعہ الحمد للہ پڑھنا یا لا الہ الا اللہ پڑھنا یا سبحان اللہ پڑھنا اس سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف کا رکوع پڑھنے سے خطبہ فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن اس پر اکتفاء کرنا خلاف سنت ہے۔ سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جاویں۔ ویسن خطبتان[2] فقط

تین چار سو آبادی والے گاؤں میں جمعہ درست نہیں

سوال (۲۳۲۷) ہمارے گاؤں میں تخمیناً تین چار سو آدمی بستے ہیں اور ضروریات وغیرہ کچھ نہیں ملتیں، ایسے گاؤں میں عند الحنفیہ نماز جمعہ وعیدین واجب اور ادا ہوتی ہے یا نہ اور قول اکبر مساجد کی حد ناقص وغیر صحیح و مزیف و منقوض عند المحققین ہے یا نہ۔

الجواب:- ایسے گاؤں میں موافق مذہب حنفیہ نماز جمعہ وعیدین صحیح نہیں ہے کما فی الشامی وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض الخ وقال قبیلہ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ[3] رد المختار جلد اول۔ اور اکبر مساجد کی عدم وسعت کی تعریف منقوض و مزیف ہے کما قال فی شرح المنیۃ فکل تفسیر لا یصدق علی احد ھما فھو غیر معتبر حتی التعریف الذی اختارہ جماعۃ من المتاخرین کصاحب المختار والوقایۃ وغیرھما وھو ما لو اجتمع اھلہ فی اکبر مساجدہ لا یسعھم فانہ منقوض بھما اذ مسجد کل منھما یسع اھلہ وزیادۃ الی ان قال فلا یعتبر ھذا التعریف[4]۔ فقط۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۵۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] ایضاً ۱۲ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [4] غنیۃ المستملی باب الجمعہ ص ۵۱۱۔ ۱۲ ظفیر۔

مؤذن کا خطیب کو بعض جملے پڑھکر عصا دینا درست نہیں

سوال (۲۳۲۸) علاقہ مدراس کی چند بستیوں میں یہ عادت مستمرہ ہے کہ مؤذن بروز جمعہ قبل از خطبہ ہاتھ میں عصا پکڑے ہوئے یہ الفاظ پڑھتا ہے الجمعۃ عید للفقراء والمساکین قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صعد الخطیب المنبر فلا صلاۃ ولا کلام ولغی الخ بعدہ اس کے مؤذن خطیب کے ہاتھ میں عصا پکڑا دیتا ہے۔ اس کو بعض علماء منع کرتے ہیں اور بدعت سیئہ کہتے ہیں اور بعض جائز مستحب کہتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ اس کے متعلق علامہ شامی نے آخر میں یہ لکھا ہے اقول کون ذلک متعارفاً لا یقتضی جوازہ عند الامام القائل بحرمۃ الکلام ولو امراً بمعروف اورد سلام استدلالاً امر ولا عبرۃ بالعرف الحادث اذا خالف النص[1] اس سے معلوم ہوا کہ ممانعت ارجح ہے، پس قول مانعین صواب ہے۔

تکبیر کے وقت درود جہر سے پڑھنا ثابت نہیں

سوال (۲۳۲۹) علیٰ ہذا مؤذن نماز کی تکبیر و اقامت کے پہلے درود جہر یہ کے پڑھنے کو بعض منع کرتے ہیں اور بعض اس کو مستحب قرار دیتے ہیں، کونسا قول صحیح ہے۔

الجواب:۔ شامی میں مواضع استحباب درود شریف میں لکھا ہے۔ وعند الاقامۃ[2] یعنی تکبیر کہنے کے وقت بھی درود شریف مستحب ہے لیکن جہر کی قید اس میں نہیں ہے اور جہر کو فقہاء نے سوائے ان مواضع کے جہاں جہر وارد ہے منع کیا ہے۔ پس بہتر ہے کہ درود شریف آہستہ پڑھے[3]۔ فقط۔

---

[1] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۹ مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی تالیف الصلاۃ مطلب نص العلماء علی استحباب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مواضع ص ۴۸۳ ۱۲ ظفیر۔ [3] وستحبۃ فی کل اوقات الامکان الخ وازعاج الاعضاء برفع الصوت جہل وانما ھی دعاء لہ والدعاء یکون بین الجہر والمخافتۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۴۸۳ و ص ۴۸۵) ظفیر

جہاں جمعہ جائز نہیں وہاں پڑھنے سے گناہ ہوگا

سوال (۲۲۳۰) جس بستی میں تخمیناً دو ہزار آدمی آباد ہوں وہاں جمعہ و عیدین جائز ہے یا نہیں اور جس جگہ نماز جمعہ و عیدین جائز نہیں وہاں جمعہ و عیدین پڑھنے سے وہ لوگ گنہ گار ہوں گے یا نہیں۔ جمعہ و عیدین کی ادائیگی کے لئے کتنی مردم شماری ہونی چاہئے۔ فقہاء یہ شرط کہاں سے نکالتے ہیں کہ جمعہ و عیدین کے لئے تین آدمیوں کا ہونا ماسوائے امام کے شرط ہے۔ حالانکہ جمعہ و عیدین کے واسطے جماعت شرط ہے اور جماعت کے لئے دو آدمی کافی ہیں۔ نیل الاوطار میں ہے اما الاثنان فبانضمام احدھما الی الآخر یحصل الاجتماع وقد اطلق الشارع علیھما اسم الجماعۃ فقال الاثنان فما فوقھما جماعۃ۔ الحدیث کا کیا جواب ہے۔

الجواب:- قال فی الدر المختار المعروف بالشامی وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ اللتی فیھا اسواق الیٰ ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیھا قاض الخ شامی باب الجمعہ[1] .... ان عبارات سے ظاہر ہے کہ جمعہ قصبات اور بڑے قریہ میں ادا ہوتا ہے جس میں بازار ہوں، اور چھوٹے قریہ میں ادا نہیں ہوتا۔ اور ردمختار باب العیدین میں ہے وفی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ قولہ صلوٰۃ العید، ومثلہ الجمعۃ[2] ۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں جس میں شرائط جمعہ نہیں پائی جاتی اگر نماز جمعہ و عیدین ادا کی جاوے گی تو وہ لوگ گنہ گار ہوں گے، باقی یہ کہ دو ہزار آدمی جس بستی میں ہوں وہ قریہ کبیرہ ہے یا نہیں۔ سو ظاہر یہ ہے کہ وہ قریہ کبیرہ ہے۔ اگر اس میں بازار اور دوکانیں ہوں تو جمعہ وہاں ادا ہوگا ورنہ نہیں آدمیوں کی تعداد صحیح روایات سے ثابت نہیں ہے بلکہ عرفاً جس کو قریہ کبیرہ سمجھیں وہ قریہ

---

[1] ردالمحتار، باب الجمعہ ص ۷۴۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

کبیرہ ہے، اور جس کو قریہ صغیرہ سمجھیں وہ قریہ صغیرہ ہے۔ اور در مختار میں ہے والسادس الجماعۃ واقلھا ثلثۃ رجال ولو غیر الثلثۃ الذین حضروا الخطبۃ سوی الامام بالنص لانہ لا بد من الذاکر وھو الخطیب وثلثۃ سواہ بنص فاسعوا الی ذکر اللہ[1]۔ اس عبارت نے جماعت جمعہ میں سوائے امام کے تین کا ہونا نص سے ثابت کیا ہے، یعنی آیت فاسعوا الی ذکر اللہ سے اور جیسا کہ نیل الاوطار میں ہے، یہ مذہب صاحبین کا ہے۔ امام صاحب نے نص قرآنی کی وجہ سے احتیاطاً تین ہونا شرط کیا۔

خطبۂ جمعہ میں وعظ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۳۳۱) خطبۂ جمعہ میں قرآن شریف کا وعظ جائز ہے یا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کا کیا معمول تھا۔

الجواب:۔ خطبہ جمعہ میں وعظ کہنا رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دستور اور طریق نہ تھا یعنی سوائے عربی زبان کے خطبہ میں دوسری زبان داخل نہیں ہوئی، لہٰذا اردو فارسی پڑھنا خطبہ میں مکروہ ہے[1]۔

کیا ہندوستان میں جمعہ وعیدین درست ہے

سوال (۲۳۳۲) ہندوستان میں جمعہ وعیدین جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ہندوستان کے شہروں اور قصبوں اور بڑے قریوں میں جمعہ صحیح ہے اور چھوٹے قریہ میں درست نہیں ہے[2]۔ کما مر۔ فقط۔

احتیاط الظہر کا حکم نہیں ہے

سوال (۲۳۳۳) ہندوستان میں بعد ادائے جمعہ احتیاط الظہر ہے یا نہیں

الجواب:۔ احتیاط الظہر نہیں ہے۔ شہروں وغیرہ میں اس لئے کہ وہاں

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۲ و ص ۷۵۷ ج ۱ ظفیر۔ لا یشترط کونہا بالعربیۃ فلو خطب بالفارسیۃ او بغیرھا جاز لکن آفا لوا و المراد بالجواز فی حق الصلوٰۃ بمعنی انہ یکفی لاداء الشرطیۃ وتصح بہ الصلوٰۃ لا الجواز بمعنی الاباحۃ المطلقۃ فانہ لا شک فی ان الخطبۃ بغیر العربیۃ خلاف السنۃ المتوارثۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم والصحابۃ رضی اللہ عنہم فیکون مکروھا تحریما الخ (عمدۃ الرعایۃ علی ہامش شرح الوقایۃ باب الجمعۃ ص ۲۰۰ ج ۱) ۔ [2] فی الدر لا تصح فی قریۃ ولا مفازۃ قال الجمعۃ (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۵ ج ۱) ظفیر۔

جمعہ صحیح ہے[1] اور قریہ صغیرہ میں جمعہ ادا نہیں ہوتا وہاں نماز ظہر باجماعت پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

پہلی اذان جمعہ کے بعد بیع جائز نہیں

سوال (۲۳۳۴) آجکل نماز جمعہ کے لئے دو اذان ہوتی ہیں، ایک پہلے اور دوسری خطبہ کے شروع سے پہلے تو کس اذان کے بعد بیع ناجائز ہے

الجواب :- قال فی الدر المختار ووجب سعی الیہا وترک البیع ولو مع السعی وفی المسجد اعظم وزرًا بالاذان الاول فی الاصح۔ وفی الشامی قلت وسیذکر الشارح فی آخر البیع الفاسد انہ لا باس بہ ای بالبیع لتعلیل النہی بالاخلال بالسعی فاذا انتفی انتفی اھ[2] عبارات مذکورہ سے دونوں باتوں کا جواب معلوم ہوگیا کہ اذان اول سے ہی سعی الی الجمعۃ واجب ہوجاتی ہے اور بیع ممنوع ہوجاتی ہے اور یہ کہ جب سعی الی الجمعۃ فوت نہ ہو تو بیع درست ہے۔ فقط۔

پانچسو یا ڈیڑھ ہزار آبادی میں جمعہ نہیں

سوال (۲۳۳۵) ایک گاؤں میں پانچسو کی آبادی ہے، یہاں جمعہ درست ہے یا نہیں۔ اگر دوسرے گاؤں میں ڈیڑھ ہزار کی آبادی ہو اس میں بھی جمعہ درست ہے یا نہیں۔ ان ہر دو گاؤں کے درمیان ایک بزرگ کی خانقاہ ہے اسمیں جمعہ درست ہے یا نہیں۔ کس قدر آبادی کے لحاظ سے جمعہ درست ہوتا ہے۔

الجواب :- وتقع فرضًا فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاضٍ[3] اھ شامی جلد اول باب الجمعۃ۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ بڑے گاؤں میں جمعہ ہوتا ہے جو مثل قصبہ کے ہو اور اس میں بازار اور دوکانیں ہوں اور چھوٹے قریہ میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا۔ پس اس قاعدہ فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں گاؤں میں جمعہ صحیح نہیں ہے

---

[1] وفی البحر وقد افتیت مرارًا بعدم صلاۃ الاربع بعدھا بنیۃ آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وھو الاحتیاط فی زماننا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب الجمعۃ ص ۷۴۴ ج ۱)

ظفیر [2] رد المحتار، باب الجمعۃ ص ۷۶۴ ج ۱ ۱۲ ظفیر [3] ایضاً ص ۷۴۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

اور درمیان میں مزار جو بزرگ کا ہے وہاں بھی جمعہ درست نہیں ہے۔ مگر واضح ہو کہ قصبہ کی آبادی کم از کم چار پانچ ہزار آدمی کی ہوتی ہے پس جو گاؤں ایسا بڑا ہوگا اسمیں جمعہ صحیح ہوگا فقط

پہلے شہر تھا پھر اجڑ کر چار سو آبادی رہ گئی تو جمعہ جائز نہیں

سوال (۲۳۳۶) بستی شیخپورہ جو کسی زمانہ میں بڑا بھاری شہر تھا، سکھوں نے اس کو لوٹا اور تباہ کیا، جس کی موجودہ حالت یہ ہے کہ کل ساڑھے چار سو آدمی آباد ہیں، دو دُکانیں پرچون کی ہیں نہ کوئی بازار ہے اور نہ کوئی ضروری شئے ملتی ہے، زمیندار مسلمان ہیں۔ دریا کے قرب وجوار کے باعث کئی گاؤں کے مُردے وہاں پھنکتے آئے ہیں۔ آیا ایسی جگہ شرعاً جمعہ جائز ہے یا نہ۔ کسی جگہ کا زمانہ سابق میں شہر ہونا اور دوسری جگہ کے مُردوں کا وہاں آکر پھنکنا یا دفن ہونا شرائط جواز جمعہ میں سے ہے یا نہیں۔ شرائط جمعہ مثلاً سلطان یا نائب سلطان وغیرہ ہندوستان میں مفقود ہیں لہٰذا ہندوستان میں کسی جگہ بھی جمعہ جائز نہ ہونا چاہئیے۔

الجواب:۔ فی الحال جب کہ آبادی موضع شیخپورہ کی کل ساڑھے چار سو آدمیوں کی ہے یا فرض کرو اس سے کچھ زیادہ ہو اور بازار وغیرہ وہاں نہیں ہے نہ ضروری اشیاء وہاں ملتی ہیں تو وہ موضع یقیناً قریہ صغیرہ ہے جس میں فقہاء نے جمعہ پڑھنا ناجائز اور مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ شامی میں ہے وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض[1] الخ اور درمختار باب العیدین میں ہے منقول قنیہ سے صلوۃ العید فی القری تکرہ تحریماً الخ شامی میں ہے ومثلہ الجمعۃ[2]۔ کسی زمانہ سابقہ میں موضع مذکور کا شہر یا قصبہ ہونا یا قرب وجوار کے مردے کفار ومسلمین کے وہاں آکر پھنکنا یا دفن ہونا علامت اس موضع کے شہر ہونے یا جمعہ کے جائز ہونے کی نہیں ہے یہ محض کسی کا غلط بیان ہے کہ دوسرے دیہات قرب وجوار کے مردوں کا وہاں دفن ہونا یا پھنکنا دلیل جواز جمعہ ہے اسکی کچھ اصل شریعت میں نہیں ہے (اور سوال میں یہ لکھنا کہ ہندوستان میں شرائط جمعہ میں سے

[1] ردالمحتار۔ باب الجمعہ ص ۴۳۰ ج ۱ ۱۲ ظفیر [2] ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

سلطان یا نائب سلطان وغیرہ مفقود ہیں اس لئے ہندوستان میں کسی جگہ بھی جمعہ درست نہونا چاہئے) یہ غلط ہے اور کتب فقہ کی عبارات و تصریحات سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے یہ شرط وہاں ہے کہ بادشاہ اسلام کا ہو تو وہ خود امام جمعہ ہونا چاہئے یا اس کا نائب اور ماذون اور جس جگہ بادشاہ اسلام کا نہ ہو وہاں تراضی مسلمین سے جس کو امام جمعہ مقرر کرلیں وہ امام جمعہ ہوجاتا ہے اور نماز جمعہ وہاں واجب وادا ہوجاتی ہے۔ درمختار میں ہے ونصب العامة الخطيب غير معتبر مع وجود ذكرامام مع عدمه فيجوز للضرورة۔ وقال في الشامي فلو الولاة كفارا يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين[1]۔ الخ فقط۔

شہر اور قصبات میں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے

سوال (۲۳۳۷) بلاد و قصبات میں جمعہ کے بعد احتیاط الظہر ضرور پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

الجواب:۔ بلاد و قصبات میں چونکہ بلاشبہ و بلاتردد ہوجاتا ہے لہذا جمعہ کے بعد احتیاط الظہر نہ پڑھنی چاہئے جیسا کہ درمختار میں صاحب بحر کا فتویٰ نقل فرمایا ہے وفی البحر وقد افتيت مرارا بعدم صلوة الاربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا[2] الخ فقط۔

جمعہ میں جلدی مطلوب ہے

سوال (۲۳۳۸) انجمن اسلامیہ انبالہ کے زیر اہتمام ایک جامع مسجد ہے جس میں انجمن کی طرف سے ایک امام مقرر ہیں، چند مرتبہ ان سے کہا گیا کہ بنظر استحباب نماز جمعہ میں جلدی نہ کی جائے اور بموجب احکام حنفیہ کافی انتظار کے بعد نماز جمعہ ادا کی جائے۔ آیا امام کا جمعہ کو جلدی پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ حنفیہ کے نزدیک موافق قول جمہور جمعہ میں ابراد یعنی تاخیر مشروع نہیں ہے بلکہ جمعہ کو بعد زوال کے جلد پڑھنا بہتر ہے قال فی الشامی لكن جزم فی الاشباه

---

[1] ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۵۴ ج ۱ ۱۲ ظفیر [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۴۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر

من فن الاحکام انه لا یسن لها الا براد[1] الخ پس معلوم ہوا کہ امام کا یہ فعل کہ جمعہ کو جلد پڑھتے ہیں موافق شریعت کے ہے۔ لہٰذا انجمن وغیرہ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ امام کو تعجیل جمعہ سے منع کریں۔ فقط۔

جمعہ کے لئے مستحب وقت

سوال (۲۳۳۹) بموجب عقائد حنفیہ آجکل جمعہ کے لئے مستحب وقت کیا ہے۔

الجواب:۔ حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جمعہ میں تعجیل مستحب ہے۔ ابراد یعنی تاخیر جو کہ ظہر کی نماز میں موسم گرما میں مستحب ہے وہ جمعہ میں نہیں ہے بلکہ جمعہ کو جلد ادا کرنا مستحب ہے اور احادیث سے بھی جمعہ کی تعجیل ہی ثابت ہوتی ہے۔ پس زوال کے بعد مثلاً ساڑھے بارہ بجے اذان جمعہ ہونی چاہئے، پھر دس پندرہ منٹ بعد خطبہ، اور اس کے بعد نماز ہونی چاہئے، مثلاً ایک بجے تک یہ سب کام ہوجاویں یا کسی قدر کم و بیش ہو۔ قال فی رد المحتار لکن جزم فی الاشباہ من فن الاحکام انه لا یسن لها الابراد الخ ثم قال وقال الجمهور لیس بمشروع لانها تقام بجمع عظیم فتاخیرها مفض الی الحرج[1]۔ شامی جلد اول ص ۲۴۵۔ پس ایسے امور میں امام کو اوقات مستحبہ کی رعایت چاہئے۔ متولی کی ہدایات پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے، اور متولی کو ہدایات دینے کی حاجت بھی نہیں ہے۔ جو اوقات نمازوں کے مستحب ہیں امام خود ان کی رعایت رکھیگا۔ فقط۔

تعدہ جمعہ میں ملنے سے نماز جمعہ ادا ہوگئی

سوال (۲۳۴۰) ایک شخص نماز جمعہ کے قعدہ میں شامل ہوا تو کیا نماز جمعہ ادا ہوئی یا کیا۔

الجواب:۔ نماز جمعہ ادا ہوگئی۔[2]

---

[1] رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۲۴۰ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دار سعادت ص ۳۴۰ و ص ۳۴۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] ومن ادرکها (ای الجمعة) فی تشهد او سجود سهو علی القول به فیها یتمها جمعة الخ ویبنی جمعة لا ظهرا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۷ ج ۱) ظفیر۔

اذان ثانی کے بعد زبان سے نہ دعا پڑھی جائے اور نہ جواب دیا جائے

سوال (۲۳۴۱) بعد اذان خطبہ جمعہ دعا پڑھنا اور جواب اذان دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ اذان خطبہ کا جواب دینا اور دعاء وسیلہ پڑھنا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ فی الدر المختار۔ قال وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب[1]۔ فقط۔

جمعہ فی القری

سوال (۲۳۴۲) آجکل جمعہ فی القریٰ کے جواز و عدم جواز میں علماء احناف کی رائیں مختلف ہیں، بعض حضرات اس طرف گئے ہیں کہ جمعہ دیہات میں پڑھنا چاہئے اور بعضے جمعہ فی القریٰ کے منافی ہیں اور مصر کی تعریف امر مختلف فیہ معلوم ہوتا ہے۔ فریق اول جو جواز جمعہ فی القریٰ کے قائل ہیں، تعریف مصر کی یوں کرتے ہیں کہ وہ موضع جس میں دو ہزار کی آبادی ہو اس کو ہم مصر کہہ سکتے ہیں۔ دوسرے وہ موضع جس کے باشندگان وہاں کی بڑی سے بڑی مسجد میں نہ سما سکیں۔ فریق دوئم کہتے ہیں کہ مصر وہ جگہ ہے جس میں بازار وغیرہ ضروریات ملتی ہوں۔ یہ شرائط تو حسب مذہب امام اعظمؒ ہیں اور مفقود ہیں۔ لہٰذا وہ موضع جہاں صفت فریق اول نہ پائی جاتی ہو وہاں کے لوگ بمذہب ائمہ ثلاثہ عمل کریں تو جائز ہوگا یا نہیں کیونکہ آجکل بہت سے مسئلوں میں امام شافعی کی تقلید کا حکم بغرض رفع فتنہ دیا جاتا ہے جیسا کہ مسئلہ مفقود میں۔ اس مسلک میں عملدرآمد بمسلک فریق اول کیا جائے جیسا کہ قریہ ہند میں جاری ہے جائز ہے یا نہیں اور جس جگہ یہ شرائط مفقود ہیں وہ لوگ از روئے مذہب شافعی نماز جمعہ ادا کریں تو جائز ہے یا نہ۔

الجواب :۔ دیہات دو قسم کے ہیں قریہ کبیرہ اور قریہ صغیرہ۔ قریہ کبیرہ کو بحکم قصبہ و شہر قرار دیکر فقہاء نے اس میں وجوب جمعہ کا فتویٰ دیا ہے، کما فی الشامی۔ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق[2] الخ ص ۵۳۷ جلد اول ۔۔ اور

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاذان ص ۳۷۱ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الجمعہ مطبوعہ نعمانیہ دیوبند ص ۷۴۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

اور قریہ صغیرہ میں باتفاق فقہاء حنفیہ جمعہ صحیح نہیں ہے۔ کما فی الشامی وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ الخ[1] وفی باب العیدین من الدر المختار وفی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ[2] وفی الشامی قولہ صلوٰۃ العید ومثلہ الجمعۃ[3] الخ باقی رہا یہ کہ جس قریہ میں دو ہزار آدمی آباد ہوں اور وہاں دوکانیں بھی ہوں تو اگر اس کو قریہ کبیرہ قرار دیا جائے تو مستبعد نہیں ہے۔ تین چار ہزار آدمی آباد ہوں تو اس کے قریہ کبیرہ ہونے میں شبہ نہیں معلوم ہوتا۔ اکبر مساجد میں وہاں کے مکلفین کے نہ سمانے کی تعریف ضعیف ہے جیسا کہ شارح منیہ نے اس کو بیان فرمایا ہے کہ یہ تعریف خود حرمین شریفین کی مسجدوں پر صادق نہیں آتی۔ کما ہو ظاہر۔ اور حنفیہ کو مذہب دیگر ائمہ اس مسئلہ میں عمل کرنے کی فقہاء نے اجازت نہیں دی اور ہم لوگ پابند ہیں اس امر کے کہ جس جگہ اور جس مسئلہ میں ہمارے فقہاء نے فتویٰ غیر کے مذہب پر دیدیا ہے اس پر عمل کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ زوجہ مفقود الخبر کے بارے میں فقہاء حنفیہ نے فتویٰ امام مالک رحمۃ اللہ کے مذہب پر دیدیا ہے اس پر عمل کیا جاوے گا۔ اسی طرح جس مسئلہ میں تصریح فقہاء کی ہے وہاں عمل کر سکتے ہیں اور جس جگہ تصریح ان حضرات کی نہیں ہے وہاں عمل نہیں کر سکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خطبہ جمعہ کے شروع میں تعوذ و تسمیہ

سوال (۲۳۴۳) خطبہ جمعہ کے شروع میں اعوذ اور بسم اللہ جہر سے پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

الجواب: خطبہ کے شروع میں اعوذ اور بسم اللہ جہر سے نہ کہے[4]۔ فقط

دیہاتیوں پر جمعہ فرض نہیں

سوال (۲۳۴۴) ما قولکم ایہا العلماء الکرام من الاحناف العظام فی ہذہ المسئلۃ ان صلوٰۃ الجمعۃ واجبۃ علی اہل القری ام لا۔ بینوا بجواب شاف وتوجروا بثواب واف۔

الجواب: (از بعض علماء) الجمعۃ علی اہل القری لیست بواجبۃ

---

[1] رد المحتار باب الجمعۃ۔ مطبوعہ در سعادت ص ۴۲۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3،2] رد المحتار ص ۷۷۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [4] ویبدأ بالتعوذ سراً (درمختار) ای قبل الخطبۃ الاولیٰ بالتعوذ سراً ثم بحمد اللہ تعالیٰ والثناء علیہ (رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۵۹ ج ۱) ظفیر

لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا صلوٰة فطر ولا اضحى الا في مصر جامع او مدينة عظيمة في فتح القدير ان قوله تعالى فاسعوا الى ذكر الله ليس على اطلاقه اتفاقاً بين الائمة اذ لا يجوز اقامتها في البوادي اجماعاً ولا في كل قرية عند الشافعي فكان خصوص المكان مراداً بالاجماع فقدر الشافعي القرية الخاصة وقدرنا المصر وهو اولى لحديث على رضى الله عنه وهو لو عورض بفعل غيره كان على مقدماً عليه فكيف ولم يتحقق معارضة ما ذكرنا اياه ولهذا لم ينقل عن الصحابة انهم لما فتحوا البلاد واشتغلوا بنصب المنابر والجمع الا في الامصار دون القرىٰ ولو كانت لنقل ولو احاداً وايضاً ان الجمعة فرضت على النبي صلى الله عليه وسلم وهو بمكة قبل الهجرة كما اخرجه الطبراني عن ابن عباس رضى الله عنه فلم يكن اقامتها من اجل الكفار فلما هاجر النبي صلى الله عليه وسلم ومن هاجر معه من اصحابه الى المدينة بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم في بني عمرو بن عوف بضع اربعة عشر ايام ولم يصل الجمعة فهذا دليل على عدم الجمعة في القرى والا يصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم الجمعة ومع ان البخارى روى في صحيحه كان الناس ينتابون وفي رواية يتناولون الجمعة من منازلهم والعوالي فياتون في الغبار فيصيبهم الغبار ويخرج من العرق الحديث وفي القدوري لا تصح الجمعة الا في مصر جامع او في مصلى المصر ولا تجوز في القرى وقال المولانا بحر العلوم في اركانه تحت قوله تعالىٰ يا ايها الذين آمنوا اذا نودي للصلوٰة من يوم الجمعة الخ المراد من وذروا البيع اى يحرم البيع ويجب السعي الى الجمعة بعد سماع النداء لان البيع قد يطول الكلام فيه فيفوت الخطبة والجمعة لان التجار لا يتركون

صنفا تهم فی هذا الزمان فلذا منع من النداء الاول فالبیع والشراء فی المصر
ظاهر وقال ایضا فیه ویکره للمریض وغیره من المعذورین ان یصلوا
الظهر یوم الجمعة بجماعة ولا بأس بالجماعة للظهر للقروی لان الجمعة
جامعة للجماعات فی المصر فعلم ان المصر شرط بوجوب الجمعة مشروع
لانه جاء التوارث من لدن رسول الله صلی الله علیه وسلم الی هذ
الآن ان لا یصلی الجمعة اهل البدو والقری فالعمل علی قول صاحب القدوری
لازم علی المقلدین لان قوله مطابق لمذهب الحنفی واتبعوه وصححوه
جمهور فقهاء المحققین ولم ینکره احد من علماء الحنفیین کما فی رد المحتار فعلینا
اتباع ما رجحوه وما صححوه کما لو افتونا فی حیاتهم الحق احق بالاتباع
المقلد الذی یخالفه فحکمه غیر جائز کما فی در المختار واما مقلد
الذی فلا ینفذ قضاءه بخلاف من مذهبه اصلا فشرط المصر لصحة
الجمعة محقق عند جمهور الحنفیة بلا انکار احد لکن الاختلاف
بینهم فی تعریف المصر البتة فقال الامام الشافعی موضع فیه بنیان
غیر منتقلة ویکون المقیمون اربعین رجلا من اصحاب المکلفین
فاذا کان کذلک لزمت الجمعة واختلف الروایات فی مذهبنا
ففی ظاهر الروایت بلدة لها امام او قاض یصلح لاقامة الحدود وفی
فتح القدیر قال الامام ابو حنیفة بلدة فیها سکک واسواق ووال ینتصف
المظلوم من الظالم وعالم یرجع الیه من الحوادث وفی روایة عن الامام
ابی یوسف المصر موضع .... یبلغ المقیمون فیه عددا لا یسع اکبر
مساجد ایاهم فی الهدایة هو اختیار البلخی وبه افتی اکثر المشائخ
لما رأو فساد اهل الزمان والولاة وعنه ایضا کل موضع فیه یسکن

عشرة آلاف رجل وعنه ايضا ان كل موضع له امير وقاض ينفذ الاحكام ويقيم الحدود وهو اختيار الكرخي كذا في الهداية وقال بعضهم هو ان يعيش كل محترف بحرفته من سنة الى سنة من غير ان يحتاج الى حرفة اخرى وقال بعضهم هو ان يكون بحال لو قصدهم عدو يمكنهم دفعه وقال بعضهم ان يولد فيه كل يوم ويموت فيه انسان وقال بعضهم هو ان لا يعرف عدد اهله الا بكلفة ومشقة فمختار اكثر الفقهاء مراعاة لضرورة زماننا والمفتى به عند جمهور المتاخرين في تعريف المصر الرواية المختارة للبلخي اى ما لا يسع اكبر مساجده اهله المكلفون بها وقال ابو شجاع هذا احسن ما قيل فيه وفي الولوالجية وهو صحيح بحر وعليه مشى في الوقاية ومتن المختار وشرحه وقدمه في متن الدرر على القول الآخر وهو ظاهره ترجيحه وايده صدر الشريعة بقوله لظهور التوانى في احكام الشرع سيما في اقامة الحدود في الامصار فكل موضع يصدق عليه التعريف المذكور فهو مصر تجب الجمعة على اهله والا فلا تجب سواء ذلك الموضع يتعارف بقرية او دونها غير المصر فالان هي لاحقة في حكم المصر شرعا لا عرفا لتطبيق تعريف المتاخرين وهذا احسن وما لا يصدق عليه التعريف المذكور فهو ليس بمصر شرعا وعرفا ففي لفظ القرية اعتبار ان شرعا بحيث ترسم به وبحيث لا ترسم ففي الاول تصح الجمعة وهي مدينة عظيمة او قرية كبيرة وفي الثاني لا تصح الجمعة وهي قرية صغيرة ومفازة ومثلها كما يدل عليه عبارة القهستاني وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة فيها اسواق وفي البحر لا تصح في قرية ولا مفازة لقول على رضي

رضی اللہ عنہ۔ لاجمعۃ ولاتشریق ولاصلوٰۃ فطر ولااضحیٰ الا فی مصر جامع اومدینۃ عظیمۃ ثم قال فلا تجب علی غیر اہل المصر کذا فی الطحطاوی فبینہما عموم وخصوص فتنبہ بان لامثل المذکورۃ فرضیۃ الجمعۃ مخصصۃ بالاجماع فان صلی الجمعۃ اہل قریۃ لایقال لہا مصر شرعا لایسقط الظہر عن ذمتہ وان صلی الظہر فرادی یعصی بکبیرۃ لترک الواجب ای الجماعۃ الظہر باداء جماعۃ النفل وھذا من قباحۃ عظیمۃ فان الجمعۃ جامعۃ للجماعات وفی اداء الظہر بالجماعۃ تفریق الجماعۃ عن الجمعۃ وتقلیلہا فیکون ذلک فی حقہم کسائر الایام فی جواز اداء الظہر بالجماعۃ من غیر کراھۃ مجالس الابرار فالقول لمن یقول ما الفرق بین الجمعۃ والظہر غیر الخطبتین وصحت الجمعۃ بلاکراھۃ فی کل موضع مثل الظہر سواء کان ذلک الموضع مصرا او قریۃ او غیرہ وتارکہا بلاعذر فاسق وعاص ومردود وقائلہ ضال ومضل لیس من المقلدین وعلی المقلدین الاجتناب عن اقوالہ وافعالہ ومصاحبتہ۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔ کتبہ ابو الفیض محمد حبیب الرحمن غفرلہ۔

(۲) جواب از حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب۔

بے شک قریہ صغیرہ میں عند الحنفیہ جمعہ صحیح نہیں ہے اور قریہ صغیرہ میں جمعہ پڑھنے والے مرتکب امر مکروہ ممنوع کے ہیں اور قریہ کبیرہ اور قصبات میں جمعہ صحیح ہے، کما فی رد المحتار عن القہستانی. وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لاتجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر[1] وفی باب العیدین من الدر المختار صلوٰۃ العید فی القری تکرہ تحریما

---

[1] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۴۲۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

وفی الشامی قولہ (صلوٰۃ العید) ومثلہ الجمعۃ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

(۳) جواب از حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب۔ مدرس دارالعلوم۔

عبارات اصحابنا فی تفسیر المصر کلہا متوافقۃ فی المعنی وانما اختلفت التعبیرات والالفاظ فاشتراط القاضی فی ظاہر الروایۃ بناءً علی اشتراط المصر لنفاذ القضاء فی ظاہر الروایۃ ایضاً کما فی التنویر من باب القضاء ونص بعض المتاخرین بانہ لا یسع اہ مبنی علی تعدد المساجد هناك لکثرۃ الابنیۃ فآل الی القریۃ الکبیرۃ وفی العنایۃ زیادۃ مالا یسع اکبر مساجدہ اهلہ المکلفین بہا حتی یحتاجوا الی بناء مسجد جامع والحاصل ان تفسیر المصر محول علی العرف واللغۃ۔ نعم فی بعض عباراتہم ان القریۃ الصغیرۃ مجتہد فیہا عندنا فینفذ قضاء القاضی الشافعی بصحتہا علی الحنفی فی ضمن دعوی صحیحۃ لا اذا کانت فتوی لا دعوی من حاضر علی حاضر۔ کتبہ محمد انور عفا اللہ عنہ۔ مدرس دارالعلوم دیوبند۔

اذان ثانی ممبر کے پاس دی جائے

سوال (۲۳۴۵) اذان ثانی جمعہ عند المنبر ہونی چاہیئے یا علی باب المسجد یا خارج عن المسجد۔ اگر عند المنبر ہونی چاہیئے تو اس کی کیا سند ہے حدیث ابوداؤد سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ اذان دروازۂ مسجد پر ہوتی تھی اور مولانا عبدالحی صاحب نے اپنے فتاویٰ کے صفحہ ۱۹۴ میں نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اذان ثانی خارج عن المسجد ہونی چاہیئے۔ بینوا توجروا

الجواب: جمعہ کی اذان ثانی حنفیہ کے نزدیک مسجد میں منبر کے پاس ہونا سنت ہے اور یہی متوارث ہے۔ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ صحابہ

ردالمختار باب العیدین ص ۷۷۵ / ۱ ۱۲ ظفیر۔

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے جیسا کہ شراح ہدایہ نے اس کو پوری طرح ثابت اور متحقق کیا ہے اور ابوداؤد کی تاویل اور جواب حنفیہ کی طرف سے مفصل شائع ہوچکا ہے بہت سے رسائل اور فتاویٰ میں اس کو مفصل لکھا گیا ہے، آپ ان رسائل اور فتاویٰ مطبوعہ کو منگا کر دیکھیں بندہ کو ان کے نقل کرنے کی فرصت نہیں ہے۔ حنفیوں کو اس میں چون وچرا کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ تمام کتب فقہ معتبرہ میں اس اذان کو منبر کے پاس خطیب کے سامنے ہونے کو لکھا ہے[1]۔ فقط

دو مسجدیں جو قریب قریب ہوں دونوں میں نماز جمعہ درست ہے

سوال (۲۳۴۵) دو مسجدیں متصل اور قریب قریب واقع ہیں، آیا ان دونوں میں جمعہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ دونوں میں نماز جمعہ صحیح ہے۔ کذا فی الدرالمختار[2]۔ فقط۔

قصبہ اور بڑی آبادی

سوال (۲۳۴۶) قہستانی کی عبارت وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ فیہا اسواق سے مفہوم ہوتا ہے کہ نماز جمعہ قریہ صغیرہ میں عند الحنفیہ درست نہیں اور قریہ کبیرہ تعریف مصر کے تحت میں واقع ہے، لہٰذا ملتجی ہوں کہ قریہ صغیرہ وکبیرہ کی تفصیلی تعریف بدلائل بیان کریں۔ اور مالایسع الخ مصر کی اجمالی تعریف ہے۔ اور قریہ کبیرہ کے لئے کس قدر مکلفین ہونے چاہئیں اور جیسا کہ مفقود کے بارہ میں احناف نے ضرورۃً امام مالکؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے، جمعہ کے بارے میں مذہب شافعی کو اختیار کرسکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ قہستانی کی عبارت مذکورہ فی السوال جس موقعہ پر شامی میں منقول ہے اس کے بعد یہ عبارت بھی منقول ہے وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ

---

[1] ویؤذن ثانیا بین یدیہ ای الخطیب (الدرالمختار) قولہ ویؤذن ثانیا بین یدیہ ای علی سبیل السنیۃ کما یظہر من کلامہم (ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۶۷ ج ۱ ظفیر)

[2] وتؤدی (ای الجمعۃ) فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذہب وعلیہ الفتوی (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار ص ۷۵۵ ج ۱ باب الجمعۃ ظفیر)

التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب کما فی المضمرات والظاھر انہ اراد بہ کراھۃ النفل بالجماعۃ الا تری ان فی الجواھر لو صلوا فی القری لزمھم اداء الظھر[۱] الخ شامی جلد اول باب الجمعۃ۔ اور در مختار باب العیدین میں ہے وفی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ الخ شامی میں ہے قولہ صلوٰۃ العید ومثلہ الجمعۃ[۲] ص ۵۵۵ شامی جلد اول۔

ان عبارات سے واضح ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں اور قریہ کبیرہ میں صحیح ہے اور قریہ کبیرہ کی تعریف کچھ نہ کرنا اور قصبات کے ساتھ اس کو بیان کرنا اس طرف مشیر ہے کہ مدار اس کا عرف پر ہے اور اہل عرف قریہ صغیرہ وکبیرہ کے فرق کو جانتے ہیں اور یہ کہ قریہ کبیرہ مثل قصبہ کے ہونا چاہئے، اس لئے یہاں کے علماء محققین نے یہ فرمایا ہے کہ جو قریہ باعتبار آبادی کے قریب قصبہ صغیرہ کے ہو اس میں جمعہ صحیح ہوگا اور قصبہ صغیرہ میں ان اطراف میں تین چار ہزار آدمی ہوتے ہیں یا کم وبیش، اور تعریف مالا یسع الخ درحقیقت حد حقیقی مصر کی نہیں ہے ورنہ منقوض ہونا اس کا ظاہر ہے کہ وہ چھوٹے سے چھوٹے قریہ پر صادق آتی ہے اور بعض اوقات بڑے سے شہر پر صادق نہیں آتی جیسا کہ خود حرمین شریفین کی مساجد پر صادق نہیں آتی کیونکہ مسجد حرام تمام اہل مکہ سے بلکہ باہر والوں کو ملا کر بھی کبھی نہیں بھرتی اور وسعت اسمیں باقی رہتی ہے کما ھو مشاہد۔ اور یہ نقض اس تعریف پر شارح غنیہ نے بھی بیان فرمایا ہے معلوم ہوا کہ یہ تعریف حقیقی مصر کی نہیں بلکہ علامت مصر کی باعتبار غالب کے ہے کیونکہ بڑے بڑے شہروں میں جہاں مردم شماری بہت زیادہ ہوتی ہے غالباً ایسا ہوتا ہے کہ وہاں کی بڑی سے بڑی مسجد میں بھی وہاں کے تمام مکلفین نہیں سما سکتے پس محقق ہوا کہ تعریف مذکور عام تعریف نہیں ہے۔ رہا یہ کہ اس مسئلہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ کے مذہب پر عمل کر کے انکی قید

[۱] شامی باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

کے موافق قریہ میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ بندہ نے اس کی تصریح کلام فقہاء سے نہیں دیکھی اور عمل کرنا دوسرے امام کے مذہب پر۔ اس جگہ ہم لوگوں کے لئے صحیح ہو سکتا ہے کہ ہمارے فقہاء نے تصریح فرمائی ہو۔ فقط۔

الجواب صواب۔ اور بعض عبارات فتاوی سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ عند الحنفیہ مجتہد فیہ نہیں۔ البتہ کسی دعوی میں بعد توفر شرائط دعوی کے مجتہد فیہ ہے انہ فتوی اہل زیانت میں۔ فقط محمد انور عفا اللہ عنہ۔

اردو زبان میں خطبہ احتیاط کے خلاف ہے

سوال (۲۳۴۷) ایک دو دفعہ جناب کو دربارۂ اردو نظم وغیرہ خطبہ تکلیف دی مگر اس طرف توجہ نہیں کی خاص اشخاص سے کہا گیا انھوں نے فرمایا کہ بڑے بڑے عالم خود کرتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ حدیث نبوی یقرأ القرآن ویذکر الناس ہے اور مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ میں اس کے ترجمہ اور تشریح میں صاف لکھا ہے کہ غیر عربی زبان میں نصیحت خطبہ میں درست ہے اور عیدین کے خطبہ میں حکم ہے کہ احکام قربانی و عید الفطر سمجھائے جائیں اور یہ بغیر ملک کی زبان کے ممکن نہیں۔

الجواب:۔ خطبہ چونکہ سوائے عربی زبان کے اور کسی زبان میں سلف سے ثابت نہیں اس لئے غیر زبان عربی کو اس میں محققین نے مکروہ بدعت کہا ہے اور عید الفطر و عید الاضحیٰ میں چونکہ احکام عیدین بتلانے مقصود ہوتے ہیں تو وہ خارج عن الخطبہ سمجھے جاتے ہیں گویا خطبہ عربی کا علیحدہ ہو گیا اور یہ احکام خطبہ سے علیحدہ بتلائے جاتے ہیں اور خطبہ جمعہ کے اندر حیثیت نماز کی بھی ملحوظ ہوتی ہے اور نماز میں ترجمہ قرآن شریف کا صحیح اور معتبر مذہب اور راجح قول کے درست نہیں ہے اور قول ضعیف و مرجوح کا اعتبار نہیں ہے۔ بہرحال احتیاط اس میں ہے کہ ایسے مختلف فیہ امر میں احتیاط کی جاوے۔ اور غیر عربی کو ترک کیا جاوے، باقی جیسا کوئی کرے اس کی رائے ہے۔ دوسروں پر حجت نہیں ہے۔[1]

[1] ولا یشترط کونہا بالعربیۃ فلو خطب بالفارسیۃ او بغیرہا (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(نماز ہر دو صورت درست ہوگی۔ ظفیر)

رمضان میں جمعہ الوداع ثابت نہیں

سوال (۲۳۴۸) رمضان شریف کے اخیر جمعہ میں الوداع پڑھنا خطبہ میں کیسا ہے۔

الجواب:- خطبۃ الوداع اخیر رمضان المبارک میں ثابت نہیں ہے اور پڑھنا اسکا مناسب نہیں ہے۔

اگر خطبہ میں صحابہ کا ذکر نہ آئے تو بھی خطبہ درست ہوگا

سوال (۲۳۴۹) ایک شخص امام جمعہ خطبہ اولیٰ میں حمد و ثنا ذات باری و خطبۂ آخر میں آیات قرآنی و درود شریف پڑھے۔ ذکر آل اطہار و صحابہ کبار نہیں کرتا۔ ایسی حالت میں نماز جائز ہوتی یا نہیں۔

الجواب:- ذکر خلفائے راشدین و آل اطہار خطبہ میں مستحب ہے اس کے ترک سے خطبہ تو ادا ہو جاتا ہے لیکن ترک مستحب لازم آتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر خلفائے راشدینؓ و آل اطہار بھی کرے، قال فی الدر المختار۔ ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین[۱] الخ

اذان خطبہ کا جواب زبان سے درست نہیں

سوال (۲۳۵۰) اذان خطبہ کا جواب دینا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے۔

الجواب:- جمعہ کی اذان ثانی کی اجابت اور اس کے بعد دعاء ہاتھ اٹھا کر ممنوع ہے۔ کما فی الدر المختار[۲]۔ فقط۔

ایسا گاؤں جس کی آبادی ۱۲۵۴ ہے وہاں جمعہ

سوال (۲۳۵۱) ایک بڑا گاؤں جس کی آبادی ۱۲۵۴ آدمیوں کی ہے اور مدرسہ اور مسجدیں بھی ہیں اور اس علاقہ کے گرد و نواح کے لوگ

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) جائز کذا قالوا، والمراد بالجواز هو الجواز فی حق الصلوٰة بمعنی انه یکفی لاداء الشرطیة وتصح بها الصلوٰة، لا الجواز بمعنی الاباحة المطلقة فانه لاشك فی ان الخطبة بغیر العربیة خلاف السنة المتوارثة من النبی صلی الله علیه وسلم والصحابة (عمدة الرعایه علی حاشیه شرح الوقایه باب الجمعة ص ۲۴۲/۱) ظفیر

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص ۷۵۹/۱ ۱۲ ظفیر [۲] حوالہ پہلے گذر چکا ۱۲۔

اس کو قدیم سے بڑا گاؤں سمجھتے ہیں اس میں جمعہ جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ علامہ شامی نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ قریہ کبیرہ میں جمعہ فرض ہے اور ادا ہوجاتا ہے۔ عبارت اس کی یہ ہے وتقع فرضًا فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ[1] اس عبارت سے فرق ما بین القریۃ الکبیرۃ والصغیرۃ ظاہر ہوگیا کہ قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے اور صغیرہ میں نہیں ہوتا اور عرف میں جس کو قریہ کبیرہ سمجھیں وہ قریہ کبیرہ ہے۔ اور جس کو قریہ صغیرہ سمجھیں وہ قریہ صغیرہ ہے۔ فقط۔

نفل پڑھتے ہوئے دوسرے کو امام بنانا

سوال (۲۳۵۲) چند مقتدیان جہاں بر امام مسجد کہ عالم است عداوتے دنیاوی گرفتہ بجائے او بغیر از نش منشی دیگرے کہ از علم دین چنداں خبردار نیست مقرر کردہ نماز عیدین دائمی نمایند، امنش شرعاً چہ حکم دارد۔ بوجہ فساد دنیاوی در مسجد دیگر جمعہ و نماز پنجگانہ خواندن چہ حکم دارد۔

الجواب:۔ در کتب فقہ مسطور است: الاحق بالامامۃ الاعلم باحکام الصلوٰۃ[2] پس باوجود موجود بودن عالم بمسائل نماز دیگرے را کہ نہ چناں باشد امام مقرر کردن ترک فضیلت است و تعدد جمعہ در مصر و امثال جائز است پس اگر آں بلدہ کہ دراں بازار است مصر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ است کہ حکم مصر دارد نماز جمعہ و عیدین دراں ادا می شود و تعدد جمعہ ہم روا است نماز جمعہ در ہر دو مسجد ادا می شود۔ اما نفسانیت در بارہ نماز قبیح است ضد و نفسانیت را بگزارند خالصًا للہ نماز ہر دو مسجد ادا کنند واللہ تعالیٰ الموفق والمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ فقط

پچاس آدمی میں نماز جمعہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۳۵۳) حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا قول حجۃ اللہ البالغہ میں قابل عمل ہے یا نہ وہ یہ کہ جب قریہ میں پچاس آدمی مرد مسلم ہوں اس میں نماز جمعہ درست ہے یا نہیں۔

---

[1] ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۴۳ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الامامۃ ص ۵۲۰ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: یہ حنفیہ کا مذہب نہیں ہے، حنفیہ کو اپنے مذہب کے فقہ کی کتابوں کے موافق عمل کرنا چاہئے۔ حضرات محققین کے کلام سے حجت نہ لانا چاہئے۔ فقط۔

چھوٹے گاؤں میں جمعہ مکروہ تحریمی ہے

سوال (۲۳۵۴) بصورت عدم جواز اگر کوئی شخص نہ مانے اور پڑھے تو کیا حرج واقع ہوگا۔

الجواب:۔ جس قریہ صغیرہ میں کہ جمعہ صحیح نہیں ہے وہاں جمعہ کو تحریمی لکھا ہے کذا فی المختار[1]۔

بوقت ضرورت صفیں چیر کر آگے جانا درست ہے

سوال (۲۳۵۵) امام و مؤذن جامع مسجد و عیدگاہ کے اگر امور متعلقہ ضروریہ متعلق نماز کی وجہ سے اول وقت منبر اور مصلی پر نہ جاسکیں بلکہ بعد جمع ہونے نمازیوں کے صفوف کو چیر کر اور گردنوں کو پھلانگ کر مصلی پر جانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے لاباس بالتخطی مالم یاخذ الامام فی الخطبة ولم یؤذ احدا[2] اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو ایذا نہ ہو تو تخطی درست ہے، خصوصاً بضرورت مذکورہ امام و مؤذن کو آگے جانا صفوف چیر کر درست ہے الا ان لا یجد الا فرجة امامه فیتخطی الیها للضرورة[3]۔ فقط

صف سیدھی کرنے کے لئے پکار کر کہنا درست ہے

سوال (۲۳۵۶) بعد خطبہ جمعہ کے قبل تکبیر تحریمہ کے زید نے آواز سے کہا صف سیدھی کرلو۔ بکر کہتا ہے کہ زید کی نماز نہیں ہوئی آیا صف سیدھی کرنے کے لئے کہنا مستحب اور درست ہے، اور نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ صف سیدھی کرنے کیلئے کہنا مستحب و مسنون ہے، بکر کا قول غلط

---

[1] صلاة العید فی القری تکره تحریما ای لانه اشتغال بما لا یصح (در مختار) ومثله الجمعة (رد المحتار باب صلاة العید ج ۱ ص ۷۷۵) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۲ ۱۲ ظفیر۔ [3] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

ہے[1]۔ نماز ہوگئی۔ فقط۔

دو ہزار کی آبادی میں جمعہ | **سوال** (۲۳۵۷) موضع کھیڑہ میں دو مسجدیں ہیں اور موضع ڈنڈولی اور کھیڑہ میں ایک گاڑی کا فاصلہ ہے۔ موضع ڈنڈولی میں مسجد نہیں ہے۔ ڈنڈولی کے مسلمان کھیڑے مساجد میں نماز کو آتے ہیں۔ مردم شماری دونوں جگہ کی دو ہزار کی ہے تو عند الحنفیہ وہاں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر وہ دونوں گاؤں عرف میں ایک ہیں اور ایک ہی سمجھے جاتے ہیں اور کل آبادی دونوں گاؤں کی دو ہزار آدمیوں کی ہے اور وہ بڑا قریہ سمجھا جاتا ہے تو جمعہ وہاں صحیح ہے۔ کما فی الشامی۔ وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق[2] الخ۔ فقط

گاؤں میں جمعہ | **سوال** (۲۳۵۸) ہمارے گاؤں میں تین مسجدیں ہیں۔ دو میں حنفی ایک میں اہل حدیث۔ اہل حدیث کی مسجد میں جمعہ ہوتا ہے۔ حنفی لوگ جمعہ نہیں پڑھتے۔ پس حنفیوں کو اہل حدیث کے ساتھ جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر وہ گاؤں بڑا ہے کہ اس میں بازار وغیرہ ہے جس کی وجہ سے وہ قصبہ سا معلوم ہوتا ہے تو عند الحنفیہ بھی وہاں جمعہ صحیح ہے[3] اور چند جگہ بھی جمعہ جائز ہے۔ پس اگر وہ بستی ایسی ہے کہ جمعہ اس میں عند الحنفیہ صحیح ہے تو حنفیوں کو لازم ہے کہ اپنی مسجد میں علیحدہ جمعہ پڑھیں، غیر مقلدوں کے ساتھ شریک نہ ہوں۔ اور اگر وہ گاؤں چھوٹا ہے تو اس میں جمعہ حنفیہ کے نزدیک درست نہیں ہے، وہاں جمعہ نہ پڑھیں نہ اپنی مسجد میں نہ غیر مقلدوں کے ساتھ شامی میں لکھا ہے کہ قصبہ اور بڑے قریہ میں جس میں بازار اور دوکانیں ہوں جمعہ ادا ہوتا ہے

---

[1] ینبغی ان یامرھم بان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا مناکبھم (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۳۱ ج ۱) ظفیر [2] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر [3] وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۸ ج ۱) ظفیر۔

اور چھوٹے قریہ میں ادا نہیں ہوتا[1]۔

ایک آبادی کے اندر جمعہ باری باری سے کئی مسجدوں میں

سوال (۲۳۵۹) ہمارے قصبہ میں تین مسجدیں ہیں اندر ہر سہ مساجد میں نماز جمعہ علیحدہ علیحدہ ہوتی تھی اب چند ماہ سے لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ایک جمعہ کی نماز قدیم مسجد میں اور آئندہ جمعہ کی نماز دوسری مسجد میں ہو چنانچہ باری باری سے جمعہ کی نماز ہوتی ہے یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - جمعہ ہر ایک مسجد میں صحیح ہے اور یہ صورت جو سوال میں درج ہے کہ ایک دفعہ جمعہ ایک مسجد میں ہوا اور دوسرا جمعہ دوسری مسجد میں اور تیسرا جمعہ تیسری مسجد میں یہ بھی دراصل درست ہے اور نماز جمعہ صحیح ہوتی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ جو مسجد ان میں سے بڑی ہو اور پرانی قدیم ہو اس میں جمعہ قائم کیا جاوے اور اس کو جامع مسجد قرار دیا جاوے کیونکہ یہ صورت تناوب کی جو سوال میں درج ہے پسندیدہ نہیں ہے اور اس میں بوئے نفسانیت معلوم ہوتی ہے وافادان المساجد تغلق یوم الجمعۃ الا الجامع[2] - درمختار۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے لئے خاص مسجد جامع موضوع ہے۔ اگرچہ دوسری مساجد میں بھی جمعہ صحیح ہے۔ فقط

جنگلی مقام میں جمعہ درست نہیں

سوال (۲۳۶۰) ایک جنگلی مقام پر اپنے اپنے کام کے ذریعہ سے تقریباً پچیس، تیس مسلمان کم از کم چھ ماہ کے مستقل قیام کے لئے مجتمع ہیں درانحالیکہ اس مقام پر نہ کوئی آبادی سابق تھی اور نہ کوئی مسجد ان مذکورہ بالا مسلمانوں نے جو قریب قریب کل شہروں میں ایک پھونس کے چھپر کو نامزد کر کے نماز جمعہ کا باقاعدہ بندوبست کیا جس میں مذکورہ بالا تعداد سے زیادہ اور کبھی اس سے کچھ کم کئی جمعہ تک لوگ

---

[1] وتقع فرضا فی القری الکبیرۃ والقصبات التی فیہا اسواق (الی قولہ) فیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض الخ ردالمحتار باب الجمعہ جلد اول ص ۷۴۸۔ ظفیر

[2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۶۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

شریک ہوتے رہے اور ناواقف مسلمانوں کو ارکان نماز وغیرہ کی بھی تعلیم ہوتی تھی۔ کل کے جمعہ میں ایک نوآمدہ شخص یہ کہہ کر نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوا کہ یہاں جمعہ ناجائز ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

الجواب:۔ واقعی موافق روایات کتب فقہ کے اس موقع پر نماز جمعہ صحیح نہیں ہے۔ نماز جمعہ کی صحت اور وجوب کے لئے مصر یعنی شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ یعنی بڑا گاؤں شرط ہے۔ پس ایسے موقع پر نماز ظہر باجماعت بجائے جمعہ کے پڑھا کریں اور اسی میں تلقین و تعلیم مسائل شرعیہ کرتے رہیں۔ درمختار و شامی میں ہے کہ قریہ صغیرہ میں نماز جمعہ وعیدین مکروہ تحریمی ہے[1] اور جہاں بالکل آبادی ہی نہ ہو اور وہ جگہ کسی بڑی آبادی کے قریب نہ ہو وہاں بالاتفاق جمعہ صحیح نہیں ہے[2]۔ فقط۔

سوال (۲۳۶۱) دو ہزار کی آبادی میں نماز جمعہ جائز ہے | موضع پلہری میں چالیس گھر مسلمانوں کے ہیں سو مکان سے زیادہ ہنود کے ہیں تخمیناً دو ہزار کی آبادی ہے، ہفتہ میں دو مرتبہ بازار لگتا ہے۔ تین دوکانیں مستقل ضرورت کی چیزیں ہمیشہ فروخت کرتے ہیں۔ دو مساجد ایک عیدگاہ ہے۔ اس موضع میں جمعہ کی نسبت کیا حکم ہے، جمعہ ادا کریں یا ظہر۔ اکثر جمعہ کے بعد ظہر پڑھ لیا کرتے ہیں۔

الجواب:۔ حنفیہ کا مذہب جمعہ کے بارے میں یہ ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ صحیح نہیں ہے اور قریہ کبیرہ میں اور قصبہ میں جمعہ واجب و ادا ہوتا ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق[3] الخ اور موضع مذکور فی السوال بظاہر بڑا قریہ ہے[4] وہاں جمعہ صحیح ہو جاوے گا۔ احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے[5]۔ فقط

---

[1] وتکرہ تحریماً صلاۃ العید فی القری الصغیرۃ (درمختار) ومثلہ الجمعۃ (ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱) ظفیر۔ [2] ولاجمعۃ بعرفات فی قولہم جمیعاً لانہا فضاء (ہدایہ باب الجمعہ ص ۱۵۱ ج ۱) ظفیر۔ [3] ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱۲ ظفیر۔ [4] آبادی کی مردم شماری رتفیہ حاشیہ صفحہ آئندہ

عرفات میں آں حضرتؐ کے جمعہ نہ پڑھنے کی وجہ

سوال (۲۳۶۲) مولوی محمد اسمٰعیل اہل حدیث کہتا ہے کہ بمقام عرفات حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ خطبہ حج پڑھنے کے جمعہ ادا نہیں کیا اور فتح الدین حنفی کہتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرفات میں بباعث جنگل ہونے کے جمعہ ادا نہیں فرمایا، دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے۔

الجواب:- فتح الدین حنفی کا قول صحیح ہے۔ کما صرح بہ الفقہاء[۱]۔ فقط۔

جمعہ کی اذان ثانی کے بعد کی دعا

سوال (۲۳۶۳) اذان ثانی جمعہ کے بعد دعا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- اذان ثانی جمعہ کی اجابت اور اس کے بعد دعاء امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک درست نہیں ہے۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام کذا فی الہدایہ[۲] وفی الدر المختار وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب[۳] الخ۔

دونوں خطبوں کے درمیان دعا

سوال (۲۳۶۴) بین الخطبتین جمعہ سامعین کی دعا کا حکم کیا ہے۔

الجواب:- زبان سے نہ کریں اگر دعا کریں دل میں کرلیویں[۴]۔ فقط

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) اسی بنیاد پر کئی سوالات آئے ہیں اور ہر ایک کے جواب میں مفتی علام قدس سرہ نے اس کا لحاظ رکھا ہے کہ وہ آبادی وہاں کے لوگوں کی نظر میں قصبہ یا بڑی آبادی کے طور پر مشہور ہے یا نہیں۔ پھر اس میں شہریت کی بو پائی جاتی ہے یا نہیں، اگر یہ دونوں باتیں موجود ہوں تو جمعہ جائز ہے ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم محمد ظفیر الدین غفرلہ

[۱] ولا جمعۃ بعرفات فی قولہم جمیعاً لانہا فضاء (ہدایہ باب الجمعہ ص $\frac{151}{1}$) ظفیر

[۲] ص (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

گاؤں میں شہر کی اذان کی آواز آتی ہو تو بھی ان پر جمعہ ضروری نہیں

سوال (۲۳۶۵) ایک گاؤں شہر سے ایک میل، دو میل کے فاصلہ پر ہے اذان کی آواز آتی ہے گاؤں والوں پر شہر میں آکر جمعہ پڑھنا فرض ہے یا نہ۔

الجواب:- جمعہ گاؤں والوں پر فرض نہیں ہے اگرچہ وہ گاؤں شہر کے قریب ہو اور اذان کی آواز بھی آتی ہو[۱]۔ فقط

شہر کے باغ اور جنگل میں نماز جمعہ درست ہے

سوال (۲۳۶۶) جنگل یا باغ میں تین آدمی جمعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- اگر وہ جنگل، میدان یا باغ شہر کے متعلق یا متصل ہے کہ فناء مصر میں داخل ہو تو جمعہ وہاں ہو سکتا ہے اور امام صاحب کے نزدیک امام کے سوا تین مقتدی جمعہ کے لئے ہونا ضروری ہیں[۲]۔ فقط

غیر عربی خطبہ میں اختلاف

سوال (۲۳۶۷) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ خطبہ میں آیت وحدیث کے معنی بیان کرنا اور لوگوں کو سمجھانا درست ہے۔ جناب والا کے فتاویٰ بھی ان کو دکھلائے مگر وہ فرماتے ہیں کہ مسوی مصفی شرح مؤطا حدیث کی کتاب ہے۔ ہم کو کسی فقہ کی کتاب کا حوالہ چاہئے۔ شامی وغیرہ میں جواز لکھتے ہیں۔ اور حضور کا خطبہ بلاد عجم میں اور صحابہؓ کا کہاں کہاں پڑھا گیا۔ اور خطبہ میں نماز کی شان نہیں ہے۔ شامی جلد اول ص ۷۵۷ میں بحوالہ درمختار

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) ۳؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاذان ص ۳۶۷ ج ۱۔ ظفیر۔ ۴؎ اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام الی تمامہا (درمختار) الی تمامہا ای الخطبۃ (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۶ ج ۱) ظفیر۔ ۵؎ ومن کان مقیما بموضع بینہ وبین المصر فرجۃ من المزارع والمراعی نحو القلع ببخارا۔ لا جمعۃ علی اہل ذالک المواضع وان کان النداء یبلغہم (عالمگیری کشوری۔ باب الجمعۃ ص ۱۴۳ ج ۱) ظفیر۔

۱؎ وکما یجوز اداء الجمعۃ فی المصر یجوز اداءہا فی فناء المصر (عالمگیری کشوری باب الجمعۃ ص ۱۴۳ ج ۱) ظفیر

درج ہے۔ وعلی ھذا الخلاف الخطبۃ وجمیع اذکار الصلوٰۃ۔ اور خطبہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک تمام ہر زبان میں جائز ہے (بغیر عجز) خلافاً لصاحبیہ۔ وقال الشامی بل سیاتی ما یفید الاتفاق علی ان العجز غیر شرط۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ اور عجم میں خطبہ کونسا پڑھا گیا ہے اور کہاں۔

الجواب: خطبہ کے ترجمہ میں یہ بات ہے کہ اگر ترجمہ نہ کیا جائے تو کہیں بالاتفاق کچھ شبہ نہیں اور ترجمہ کرنے میں اختلاف ظاہر ہے۔ ہم لوگ فقہاء کے کلام سے کراہت سمجھتے ہیں اور خلاف عمل صحابہ کو بدعت جانتے ہیں آجکل کے بعض لوگ اس کو نہیں مانتے اور عبارت وعلی ہذا الخلاف الخطبۃ الخ کا مطلب یہ ہے کہ یہ خلاف صحت و عدم صحت میں ہے کراہت و عدم کراہت میں نہیں ہے چنانچہ شامی میں صحت کی تصریح کر کے کراہت کی تصریح کر دی وعلی ہذا الخلاف لو سبح بالفارسیۃ فی الصلوٰۃ او دعا اذ اثنی علی اللہ تعالیٰ الیٰ ان قال ای یصح عندہ لکن سیاتی کراھۃ الدعاء بالاعجمیۃ[1] ص ۳۲۵ جلد اول اور اس دوسرے موقعہ پر صاف کہدیا والظاھر ان الصحۃ عندہ لا تنفی الکراھۃ الخ ص ۳۵ جلد اول فی شرح قولہ ودعا بالعربیۃ۔ الغرض اگر غور کیا جاوے اور تجسس کیا جاویگا تو کلام فقہاء سے کراہت ترجمہ اردو و فارسی کی ثابت ہو جاوے گی اور اگر نہ ہو تو ہمارے لئے حضرت شاہ ولی اللہ کا لکھدینا بھی کافی ہے کوئی اگر نہ مانے تو نہ جانے مگر یہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ خطبہ عربی میں بلا ترجمہ بلا شبہ و بلا اختلاف جائز بلا کراہت ہے اور ترجمہ کرنے میں شبہ کراہت کا ان کو بھی رہیگا جو کہ راجح عدم کراہت کو جانتے ہیں۔ بہر حال خطبہ کی صحت میں تو کچھ

---

[1] رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ (تحت قول وجمیع اذکار الصلوٰۃ) جلد اول ص ۳۵۱ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب فی الدعاء بغیر العربیۃ جلد اول ص ۴۸۶ ۱۲ ظفیر۔

شامل نہیں ہے۔ فقط

ملک کفار میں جمعہ اور اس کے متعلق سوالات

سوال (۲۳۶۸) اولاً تحریر حال ملک ثانیاً سوال کرتا ہوں کہ اسولہ ذیل کے جواب میں سہولت ہو۔ یہاں پر حکومت کفار ہے اور یہاں کے باشندے بھی کفار ہیں ہاں کچھ لوگ مسلمان شافعی المذہب بھی ہیں باقی مسلمان آنڈیا کے تاجر وغیرہ ہیں مگر مجموعہ مسلمان کفار کی نسبت بہت کم ہیں۔ گاؤں کا تو میں ذکر نہیں کرتا مگر اس ملک کے شہروں میں تخمیناً مفصلہ ذیل تعداد مسلمانوں کی ہوگی کسی جگہ دس بیس کسی جگہ تیس چالیس کسی جگہ اسی سو۔ سوائے ایک شہر کے میرے خیال کے موافق کہیں چارسو پانسو کا مجمع نہ ہوگا۔ مساجد کا یہ حال ہے کہ کہیں تو کرایہ پر مکان لیا ہوا ہے اس میں نماز جمعہ وعید ادا کی جاتی ہے اور کسی جگہ ایک مسجد ہے مگر بوجہ قلت وہ بھی نہیں بھرتی البتہ ایک جگہ میں تین مسجدیں ہیں اور مسلمانوں کی جماعت بڑی ہے، تخمیناً پانسو سے کم نہ ہوگی نماز جمعہ وعید سب جگہ ادا کی جاتی ہے عید کے موقعہ پر جو مسلمان گاؤں میں رہتے ہیں شریک نماز ہو کر تعداد بڑھا دیتے ہیں، میرے علم میں یہاں کبھی اسلامی حکومت نہیں ہوئی اور حکام کی طرف سے کوئی حکم شرعی یہاں جاری نہیں مگر نماز جمعہ وعید کو منع نہیں کرتے جس جگہ کے واسطے یہ تحریر کی جاتی ہے وہ بھی یہاں شہروں میں سے ایک شہر ہے اور ایک مسجد بھی ہے تعداد مسلمانوں کی ساٹھ ستر سے زیادہ نہ ہوگی۔

سوالات ذیل کے جواب درکار ہیں۔

سوال (۲۳۶۹) جمعہ کے ادا کے لئے شہر شرط ہے یا نہیں۔

نمبر (۲۳۷۰) شہر کس کو کہتے ہیں، اکبر مساجد کی تعریف روایت مذہب ہے یا نہیں۔

نمبر (۲۳۷۱) جب قدرت اجرائے حدود شرط ہے اور بالفعل ضرور نہیں تو توالی کی وجہ سے تعریف مذکور کو اختیار کرنا اور ظاہر مذہب کو ترک کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

(نمبر ۲۳۷۲) علماء حنفیہ کے اختلاف کی وجہ سے احتیاطی تجویز آوئی مگر جہاں حنفی مذہب کے موافق تحقق شرط نہ ہو اور دیگر مذاہب کے موافق تحقق ہے وہاں کیوں جائز نہیں خصوصاً

عن الاختلاف کی علت دونوں جگہ موجود ہے یعنی وہاں بھی جمعہ احتیاطی پڑھ لینا چاہئے۔

(۵) ۲۳۷۳ کل موضع له امیر و قاض الخ سے استدلال عدم جواز جمعہ پر دارالحرب میں ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۶) ۲۳۷۴ کیفیت مذکورہ کی رو سے کہاں جمعہ جائز ہے اور کہاں نہیں۔

(۷) ۲۳۷۵ جہاں جائز نہیں ان کو منع کیا جائے یا نہیں اور ان کے ظہر کا کیا حکم ہے۔

(۸) ۲۳۷۶ جہاں بادشاہ مسلمان نہ ہو وہاں جمعہ کا کیا حکم ہے اور حکومت کفار میں جمعہ کیونکر جائز ہے۔

(۹) ۲۳۷۷ یہ ملک دارالحرب ہے یا نہ۔

(۱۰) ۲۳۷۸ دارالحرب کی کیا تعریف ہے اور کس طور سے دارالحرب دارالاسلام بنتا ہے اور دارالسلام دارالحرب۔

(۱۱) ۲۳۷۹ جہاں شروط جمعہ نہ پائی جاویں وہاں عید کی نماز کا کیا حکم ہے اگر جائز نہیں تو پڑھنے سے کیا خرابی ہے اگر اپنے مذہب کے طور پر واجب نہیں تو دوسرے مذہب مثل شافعی رحمۃ اللہ کے مذہب پر تو واجب ہے اور خروج عن الاختلاف ہو جاوے گا۔

(۱۲) ۲۳۸۰ ہماری جگہ شہر گنی جاتی ہے۔ ایک مسجد بھی ہے وہاں کے مصلی اس کو بھر نہیں سکتے یہاں جمعہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ قال فی رد المحتار۔ مع انها نصح فی البلاد التی استولی علیها الکفار کما ستذکره ص ۵۳۷ جلد اول۔ ع[۱] وفی ص ۵۴۱ فلو الولاة کفارًا یجوز للمسلمین اقامة الجمعة ویصیر القاضی بتراضی المسلمین الخ ع[۲] وفیه ایضاً تقع فرضًا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ ع[۳] وفیما ذکرنا اشارة الی انه

ع[۱] دیکھئے رد المحتار باب الجمعہ مطبوعہ سعادت ص ۷۴۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر ع[۲] ایضاً ص ۷۵۴ ج ۱ ۱۲ ظفیر
ع[۳] ایضاً ص ۷۴۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

ولا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر الخ[۱] وفی الدر المختار باب العیدین تجب صلاتہما فی الاصح علی من تجب علیہ الجمعۃ بشرائطہا المتقدمۃ سوی الخطبۃ فانہا سنۃ بعدہا فی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ[۲] الخ قولہ صلوٰۃ العید ومثلہ الجمعۃ الخ شامی[۳]۔ روایت ثالثہ و رابعہ رد المحتار سے واضح ہے کہ شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوجاتا ہے اور امر عرف پر مفوض ہے اور اہل عرف کو معلوم ہے کہ شہر کونسا ہے اور قصبہ کیا ہے اور قریہ صغیرہ وکبیرہ میں کیا تمیز ہے اور فرق ہے۔ اور روایت خامسہ در مختار شامی سے یہ معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں عیدین اور جمعہ مکروہ تحریمی ہے کہ اس میں ترک جماعت فرض ظہر اور ارتکاب جماعت نفل لازم آتا ہے اور روایت اولیٰ وثانیہ سے معلوم ہوا کہ جن بلاد پر کفار مسلط ہیں وہاں بلا تردد جمعہ لازم ہے مسلمان اپنی جماعت میں سے کسی کو امام جمعہ بنا دیں جمعہ ادا و صحیح ہوجاوے گا۔ احتیاط الظہر کے بارہ میں صاحب درمختار نے صاحب نہر کا یہ فتویٰ نقل فرمایا ہے وفی البحر وقد افتیت مراراً بعدم صلوٰۃ الاربع بعدہا بنیۃ آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وہو الاحتیاط فی زماننا واما من لا یخاف علیہ مفسدۃ فالاولیٰ ان تکون فی بیتہ خفیۃ[۴] الخ۔ اب سوالات کا جواب نمبر وار بالاجمال تحریر ہے۔

(۱) جمعہ کے وجوب وادا کے لئے مصر شرط ہے اور شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ سب بحکم مصر ہیں۔

(۲ و ۳) شہر عرفاً ظاہر ہے اور فقہاء کا اس میں جو کچھ ارشاد اور تفصیل ہے وہ بھی کتب فقہ میں موجود ہے۔ اکبر مساجد کی تعریف کو شرح منیہ میں مزیف کہا ہے۔

---

[۱] دیکھئے رد المحتار باب الجمعۃ مطبوعہ سعادت ص ۷۴۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۴ وص ۷۷۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [۳] رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ۱۲ ظفیر۔ [۴] علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

(۴) جب کہ اپنے مذہب کے موافق جمعہ فی القریٰ مثلاً مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ روایت خامسہ میں مذکور ہوا تو احتیاط الظہر مع ادائے جمعہ اس کی مکافات کب کر سکتی ہے وہاں تو ظہر کو جماعت سے پڑھنا چاہئے اور جمعہ کو ترک کرنا چاہئے ورنہ ارتکاب مکروہ تحریمی کا لازم آویگا۔

(از ۵ تا ۱۰) بلاد کفار میں جمعہ کا صحیح ہونا روایت ۱ و ۲ سے واضح ہو گیا۔ پس جن بلاد پر کفار مسلط ہیں ان میں جو بڑے شہر اور قصبات اور بڑے قریہ ہیں وہاں بموجب روایت ۳ جمعہ بلا شبہ و بلا تردد درست ہے احتیاط الظہر کی حاجت نہیں اور جو قریہ صغیرہ ہیں وہاں جمعہ صحیح نہیں وہاں ظہر با جماعت پڑھنی چاہئے۔ الغرض بلاد کفار ہونے کی وجہ سے مسئلہ جمعہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جیسے بلاد اسلام میں شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے اور قریہ صغیرہ میں نہیں ہوتا ایسے ہی بلاد کفار میں بھی یہی تفصیل ہے۔ رسالہ اوثق العریٰ در بارہ جمعہ مؤلفہ حضرت مولانا رشید احمد قدس سرہ مدلل ہے اس سے جملہ مطالب متعلقہ جمعہ واضح ہو جاویں گے۔

(۱۱) جمعہ و عیدین کی شرائط سوائے خطبہ کے متحد ہیں۔ کما مر۔ پس جہاں عیدین کی نماز صحیح نہیں وہاں جمعہ کی نماز بھی صحیح نہیں اور جہاں جمعہ کی نماز صحیح نہیں وہاں عید کی نماز صحیح نہیں کما مر فی الروایۃ الخامسہ۔

(۱۲) جو بلدہ شہر گنا جاتا ہے وہاں بلا شبہ جمعہ صحیح ہے اور شہر ہونا آبادی کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے اگرچہ کفار آدمیوں اور مسلمان قلیل ہوں۔ فقط۔

خطیب کا بوقت خطبہ عصا لینا سوال (۲۳۸۱) خطیب کو خطبہ کے وقت لاٹھی لینا کیسا ہے، بعض مکروہ کہتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ سنت ہے۔ جواب بحوالہ کتاب ہونا چاہئے۔

الجواب: - درمختار میں ہے خلاصہ سے ویکرہ ان یتکئ علی قوس او عصا[۱] انہ اور شامی میں ہے حدیث سے کہ تکیہ لگانا عصا یا قوس پر ثابت ہے اور قہستانی نے محیط سے

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۶۲ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر

نقل کیا ہے کہ لینا عصا کا سنت ہے[1]۔ پس شاید تطبیق کی یہ صورت ہو کہ ضرورت ہو تو لاٹھی ہاتھ میں رکھ لے کچھ حرج نہیں ہے اور اگر ضرورت نہ ہو تو نہ لیوے۔ فقط۔

جب آبادی تین ہزار ہو تو جمعہ درست ہے

سوال (۲۳۸۲) موضع سوجڑو ضلع مظفرنگر میں تقریباً تین ہزار مردم شماری یا کچھ کم ہے اور بازار اس موضع میں نہیں ہے اور کوئی سودا وغیرہ کپڑا یا غلہ یا دوا بھی کچھ نہیں ملتی اور موضع کو شہر سے فصل کوس سوا کوس کا ہے ایسے دیہات میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- شامی میں تصریح کی ہے کہ قصبہ اور بڑے قریہ میں جمعہ صحیح ہے عبارت اس کی یہ ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الیٰ ان قال: وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ[2] پس قریہ مذکورہ بظاہر قریہ کبیرہ ہے کہ آبادی اس کی تین ہزار کے قریب ہے، لہٰذا جمعہ پڑھنا اس میں واجب ہے اور صحیح ہے۔ فقط۔

قبل جمعہ وعظ اور قبل وعظ بآواز درود

سوال (۲۳۸۳) بروز جمعہ قبل خطبہ عربی وعظ کہنا اور قبل وعظ بآواز بلند مع سامعین درود شریف پڑھنا علی الدوام کیسا ہے۔

خطبہ میں آنحضرت صلعم کے نام پر خطیب کا درود پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۳۸۴) خطبہ میں جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آوے تو خطیب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم کہنا کیسا ہے۔

الجواب:- (۱) خطبہ کے اندر وعظ اردو میں کہنا یا ترجمہ خطبہ کا اردو میں کرنا مکروہ ہے، اسی طرح اس موقعہ پر التزام جہر درود شریف کا کرنا ثابت نہیں ہے۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ

---

[1] ونقل القہستانی عن عبد المحیط ان اخذ العصا سنۃ کالقیام۔ وفی روایۃ ابی داؤد انہ صلی اللہ علیہ وسلم قام فی الخطبۃ متکئا علی عصا او قوس (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۷۲) ظفیر۔

[2] رد المحتار باب الجمعہ جلد اول ص ۷۴۸ ۱۲ ظفیر۔

جس وقت خطیب منبر پر جاوے مؤذن اذان کہے اور اذان کے ختم ہونے پر خطیب خطبہ عربی کا شروع کردے اور خطبہ میں سوائے عربی زبان کے اردو فارسی نظم ونثر نہ پڑھے[1] فقط۔

(۲) خطبہ میں جہاں نام آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آوے خطیب درود شریف پڑھے اور سامعین دل دل میں درود شریف پڑھیں حکم شرعی یہ ہے[2]۔ فقط۔

خطبہ سے پہلے بآواز تمام لوگوں کا درود پڑھنا ثابت نہیں

سوال (۲۳۸۵) ایک مولوی صاحب جمعہ کے وقت مسجد میں سنتوں سے فارغ ہوکر منبر پر بیٹھ جاتے ہیں اور خود درود شریف اونچے سے پڑھتے ہیں اور سامعین بھی پڑھتے ہیں، پھر کھڑے ہوکر وعظ کہتے ہیں، پھر مؤذن اذان دیتا ہے اور مولوی صاحب عربی میں خطبہ پڑھتے ہیں اور جماعت ہوتی ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ وعظ سے پہلے جو درود شریف تقریباً گیارہ مرتبہ پڑھا جاتا ہے وہ کیسا ہے۔ ایک مولوی صاحب نے کہا کہ یہ منع ہے لیکن میرے نزدیک امتناع کی کوئی بات نہیں، آپ فرمائیے کہ کیسا ہوا۔ پہلا کارڈ بھی ملاحظہ فرمالیجئے کہ پہلا ہی سوال ہے یادہ جو آپ نے جواب دیا ہے۔

الجواب :۔ پہلے جو کچھ لکھا گیا تھا وہ اس بنا پر تھا کہ اکثر لوگ خطبہ میں وعظ کا طرز کرلیتے ہیں اور خطبہ کا ترجمہ وغیرہ نثر ونظم میں پڑھتے ہیں یہ مکروہ ہے۔ باقی جو بات آپ نے دریافت کی ہے کہ خطبہ سے پہلے اور اذان بین یدی الخطیب سے بھی پہلے وعظ کہا جاوے اس میں کچھ حرج نہیں اور وعظ شروع کرنے سے پہلے درود شریف پڑھنے میں بھی دراصل

---

[1] وعلی هذا الخلاف الخطبة وجميع اذكار الصلوٰة (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۔ باب صفة الصلوٰة ص ۴۵۱ ج ۱)؛ فانه لاشك فی ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبی ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما وكذا قراءة الاشعار الفارسية والهندية فيها (عمدة الرعاية ۔ حاشية شرح وقاية ص ۲۴۲ ج ۱ ظفير)

[2] والصواب انه يصلي على النبی صلی الله عليه وسلم عند سماع اسمه فی نفسه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۸ ج ۱ ظفير)

کچھ حرج نہیں ہے۔ لیکن امام اور سامعین کا علی الدوام بالجہر درود شریف پڑھنا اور اس کا التزام کرنا قواعد شرعیہ کی رو سے مکروہ اور بدعت ہے اس لئے کہ امر غیر لازم کو لازم کر لینا یا اس کے ساتھ معاملہ لازم کا سا کرنا جس سے دیکھنے والوں اور سننے والوں کو اسوقت خاص میں اس کا التزام ضروری معلوم ہو جائز نہیں ہے[1]۔ فقط

رسول اللہ کا قبا میں قیام اور نماز جمعہ کی بحث

سوال (۲۳۸۶) جناب مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اوثق العریٰ فی تحقیق الجمعۃ فی القریٰ میں تحریر فرماتے ہیں، اول نزول آپ کا قبا میں ہوا اور وہاں چہ دہ روز۔۔ آپ نے اقامت فرمائی۔ الی قولہ الشریف) مگر آپ نے قبا میں اقامت جمعہ نہ فرمائی الی آخر عبارۃ الشریفہ۔ قبا میں اقامت جمعہ نہ فرمانے کی کوئی وجہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر نہیں فرمائی اور نہ احسن القریٰ میں کچھ توضیح فرمائی۔

اب مخاصمین غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تاریخ خمیس شرح مواہب الدنیہ وتفسیر طبری وغیرہ میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام اقامت قبا میں جمعہ پڑھا ہے، نہ پڑھنا کسی کتاب میں نہیں ہے۔ وطال لسانہم علی مولانا۔ ہجرت کے وقت قبا میں آپ کا جمعہ نہ پڑھنے کی دلیل مع صفحہ وسطر تحریر فرمائیں۔

الجواب:۔ یہ بالکل غلط ہے کہ قبا میں آپ کی اقامت جمعہ نہ فرمانے کی کوئی دلیل مولانا علیہ الرحمہ نے تحریر نہیں فرمائی اور نہ صاحب احسن القریٰ نے کچھ توضیح کی مولانا مرحوم نے خود بھی اوثق العریٰ میں بخاری ص ۱۲۲ جلد اول کی حدیث اس کی دلیل میں نقل فرمائی ہے اور صاحب احسن القریٰ نے بھی اس کی توضیح کی ہے۔ دیکھو احسن القریٰ ص ۹ ۔ مگر آپ نے قبا میں اقامت جمعہ نہ فرمائی اور نہ اہل قبا کو امر اقامت جمعہ فرمایا۔ نہ اس پر سرزنش کی کہ مدینہ میں برابر جمعہ ہوتا ہے، تم نے اب تک کیوں جمعہ قائم نہیں کیا۔ حالانکہ قبا اور دیگر عوالی میں مسلمان بکثرت موجود تھے مگر کسی وقت میں وہاں جمعہ نہیں پڑھا گیا۔ چنانچہ بخاری ص ۱۲۲ جلد اول وغیرہ

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد (مشکوٰۃ ص ۲۷)

کتب حدیث میں روایت ہے عن ابن عباس ان اول جمعة جمعت فی الاسلام بعد جمعة جمعت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینة لجمعة جمعت بجواثا قریة من قری البحرین اس روایت صحیحہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عوالی ومنازل میں جمعہ نہیں ہوتا تھا۔ ورنہ جواثا میں اولیت جمعہ جو روایت میں مذکور ہے غلط ہو جائے گی انتہی قولہ الشریف۔ اور یہ اپنی عبارت میں صاحب احسن القریٰ نے اوثق العریٰ ہی کی عبارت کا خلاصہ کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ جو اسلام میں ہوا ہے وہ مقام جواثا میں ہوا ہے۔ پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے قبا میں اس سے پہلے اقامت جمعہ فرمائی ہے اور اس بخاری وابوداؤد کی روایت صریحہ صحیحہ سے بڑھ کر کونسی دلیل چاہئے جس کے متعلق اہل حدیث کہتے ہیں کہ مولانا نے کوئی دلیل بیان نہیں کی۔ باقی رہا ان کا یہ کہنا کہ تفسیر طبری اور تاریخ الخمیس اور شرح مواہب الدنیہ میں آپ کا قبا میں اقامت جمعہ فرمانا مذکور ہے، تو اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ ان کو شرمانا چاہئے کہ صحیح بخاری کی روایت کا مقابلہ تاریخ الخمیس وغیرہ کتب سیر سے کرتے ہیں۔ کہاں بخاری کی روایت اور کہاں سیر کی غیر معتبر روایتیں۔ اگر بالفرض تمام کتب سیر متفق ہو کر بھی اس کا خلاف کرتیں تب بھی مسلمان کے لئے ضروری تھا کہ بخاری کی حدیث کے مقابلہ میں ان کی کوئی پرواہ نہ کی جائے چہ جائیکہ تاریخ و سیر کی کتابیں بھی متفق ہو کر روایت بخاری کی ہمنوا ہیں۔ سب کی سب اس کی تصریح کرتی ہیں کہ آپ نے قبا میں اقامت جمعہ نہیں فرمائی بلکہ وہاں سے جمعہ کے روز روانہ ہو کر مدینہ کی آبادی کے قریب بنی سالم میں آکر اقامت جمعہ فرمائی ہے۔ دیکھو فتح الباری۔ سیرت ابن ہشام۔ تاریخ طبری وغیرہ۔ باقی رہا ان کا تین کتابوں تفسیر طبری اور تاریخ الخمیس اور شرح مواہب الدنیہ سے اقامت جمعہ فی القبا کا نقل کرنا۔ سو تینوں کے متعلق مفصل عرض ہے۔

تفسیر طبری میں تو نزول قبار کے واقعہ ہی سے تعرض نہیں کیا اور اگر کسی کو دعویٰ ہے تو صفحہ تحریر کرے، پھر نہ معلوم کیسے تفسیر طبری پر بہتان باندھا ہے، البتہ تاریخ طبری میں آپ کے قبار میں تشریف لیجانے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ لیکن اس میں بجائے اس کے کہ قبار میں اقامت جمعہ منقول ہوتی صراحۃً اس سے انکار مروی ہے۔ دیکھو تاریخ طبری جلد ثانی ص۲۵۵ سنہ ہجری کے حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں فمن ذلك تجميعه صلى الله عليه وسلم باصحابه الجمعة فى اليوم الذى ارتحل فيه من قباء وذلك ان ارتحاله عنها كان يوم الجمعة عامدًا الى المدينة فادركته الصلوٰة صلوٰة الجمعة فى بنى سالم ابن عوف ببطن واد لهم قد اتخذ اليوم فى ذلك الموضع مسجدًا فيما بلغنى وكانت هذه الجمعة اول جمعة جمعها رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الاسلام الخ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے جو جس روز قبار سے روانہ ہو کر اقامت جمعہ بنی سالم میں فرمائی ہے اور یہی جمعہ آپ کا پہلا جمعہ ہوا ہے۔ الحاصل تفسیر طبری میں تو اس کا نام نہیں، اور تاریخ طبری میں ہے تو ان کے بالکل خلاف اور ہمارے بالکل موافق۔

(۲) شرح مواہب اللدنیہ معروف بہ (زرقانی) میں بے شک ایک ضعیف سی روایت میں ہے کہ آپ نے مدت اقامت قبار میں اقامت جمعہ فرمائی ہے جس کی تضعیف خود زرقانی کے قول سے مترشح ہوتی ہے۔ کیونکہ کہتا ہے "قيل كان يصلى الجمعة فى مسجد قباء مدة اقامته" لفظ قیل خود تضعیف کی طرف اشارہ ہے سو اس کا جواب حضرت مولانا مدظلہ العالی نے احسن القریٰ میں پوری تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے دیکھو احسن القریٰ ص۳۰ فرماتے ہیں۔ خیر ان خرافات وفضولیات سے قطع نظر کرکے یہ عرض کرتا ہوں کہ عبارت زرقانی قيل كان يصلى الجمعة الخ اول تو کسی طرح قابل استناد ولائق اعتبار نہیں حتیٰ کہ یہ بھی معلوم نہیں کہ قائل کون ہے اس کا تو موقع کیا ہے کہ قائل

کیسا ہے معتبر یا غیر معتبر۔ علیٰ ہذا القیاس۔ سند کا نشان بھی نہیں اس کا تو ذکر کیا ہے کہ سند متصل ہے یا منقطع، صحیح ہے یا ضعیف، معتبر ہے یا غیر معتبر۔ دوسرے یہ قول شاذ جمیع روایات معتبرہ اور اتفاق اہل سیر کے جس کو مجیب خود نقل کرتے ہیں صریح مخالف و معارض ہے۔ جملہ روایات میں یہی مذکور ہے کہ بوقت ہجرت آپ نے جمعہ بنی سالم یعنی حرہ بنی بیاضہ میں پڑھا حتی کہ اہل تفسیر واہل سیر جو روایات حدیث نقل فرماتے ہیں ان میں صراحۃً یہ روایت منقول ہے فمر علی بنی سالم فصلی فیہم الجمعۃ ببنی سالم وھو اول جمعۃ صلاھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قولہ الشریف (۳) اس کے سوا ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ حسب ارشاد اکابر اور تصریحات معتبرہ یہ امر محقق ہے کہ عوالی میں کبھی جمعہ نہیں ہوا اور ہمارے برادر مجیب بھی اس کو تسلیم فرماتے ہیں اب اس قول شاذ مجہول کی وجہ سے یہ قصہ بھی بالکل گاؤ خورد ہو جائے گا اور ان تمام تصریحات کے مخالف اب یہ کہنا پڑے گا کہ عوالی میں بے شک جمعہ ہوا۔ واللہ اعلم۔

خطبہ کوئی دے اور امامت کوئی کرے یہ درست ہے

سوال (۲۳۸۷) خطبہ کی اجازت امام جمعہ نے جمعہ کے دن کسی کو تعظیماً دی خطیب نے خطبہ کے بعد امام جمعہ سے یا کسی اور شخص سے باجازت امام جمعہ کی نماز پڑھوائی تو صلوٰۃ جمعہ بکراہت ادا ہوگی یا بلا کراہت۔

الجواب: در مختار میں ہے لا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب لانہما کشئ واحد فان فعل الخ جاز الخ قولہ لانہما) ای الخطبۃ والصلوٰۃ کشئ واحد لکونہما شرطا ومشروطا ولا تحقق للمشروط بدون شرطہ فالمناسب ان یکون فاعلہما واحدا الخ۔ شامی[1] باب الجمعہ۔ پس معلوم ہوا کہ بہتر اور مناسب یہ ہے کہ خطبہ اور نماز ایک شخص پڑھا دے۔ لیکن اگر خطبہ کوئی پڑھے اور امام دوسرا ہو تو یہ بھی درست ہے

---

[1] ردالمحتار باب الجمعہ جلد اول ص ۷۷۰۔ ۱۲ ظفیر۔

اور نماز میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ یہ فعل بلاضرورت غیر اولیٰ ہے۔ فقط۔

جمعہ کے اذان ثانی کے جواب میں بحث

سوال (۲۳۸۸) جو اذان جمعہ کے روز منبر کے پاس ہوتی ہے اس کا جواب مقتدیوں کی بنا بر مذہب صحیح مفتی بہ دینا جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام اور علامہ شامی کے حکم بالکراہت کا کیا مطلب ہے جو انھوں نے مجیب اذان منبری پر بنا بر مذہب امام ابوحنیفہ کے لگایا ہے۔ نیز کلام سے مراد دینی ہے یا دنیاوی۔ اور اگر جواب دینا جائز نہیں تو پھر حدیث معاویہؓ کا کیا مطلب ہے جس کو بخاری نے کتاب الجمعہ باب یجیب الامام میں روایت کیا ہے جس میں اذان منبری کے جواب کی تصریح موجود ہے۔ علاوہ ازیں احادیث کثیرہ اجابت اذان کے بارہ میں وارد ہیں جو اپنے عموم کے اعتبار سے اجابت اذان منبری کو بھی شامل ہیں پھر حکم کراہت کیسا۔ نیز کوئی ایسا صحیح و صریح مخصص بھی موجود نہیں جس سے احادیث عموم کی تخصیص کر لی جائے اور اذان منبری کے جواب کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ ادھر حنفیہ وجوب اجابت کے بھی قائل ہیں نیز اذا خرج الخ امام زہری کا قول ہے لہٰذا احادیث متصلۃ الاسناد کا مخصص معارض نہیں ہو سکتا کہ ان کا عموم باطل کر سکے جو اجابت کا منطوق صریح ہے۔ ادھر صحابہؓ سے کنکنش ث وغیرہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ خروج امام کے بعد اور قبل شروع خطبہ تحدث پایا جاتا تھا۔

الجواب: اذان جمعہ بین یدی الخطیب کا جواب دینا بمذہب راجح واحوط واصح درست نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار وینبغی ان لا یجیب اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب الخ۔ باب الاذان۔[1] وفی باب الجمعۃ من رد المحتار واجابۃ الاذان حینئذ مکروھۃ الخ[2] اور کلام کو عام رکھنا احوط ہے کما ھو منقول عن علی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب الاذان ص ۳۷۱/۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] رد المحتار باب الجمعۃ مطلب فی حکم المرقی الخ جلد اول ص ۷۶۹ ۱۲ ظفیر۔

وابن عباس وابن عمرؓ[1] اور مقتضائے احادیث صحیحہ بھی یہ ہے لما اخرج الستة عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قلت لصاحبك يوم الجمعة انصت والامام يخطب فقد لغوت. وهذا يفيد بعبارته منع الامر بالمعروف مع انه واجب وبدلالته منع صلوة النفل والقراءة والاذكار لانه اذا منع الواجب فالنفل اولى بالمنع ويرجح على سائر الاحاديث الدالة على جواز تحية المسجد اوا باحة الكلام لانه محرم والمحرم مرجح على المبيح[2] اور اس میں اگرچہ قید والامام يخطب کی ہے لیکن قبل شروع فی الخطبہ بعد صعود علی المنبر بھی یہ حکم ہونا ظاہر ہے لان الكلام يمتد طبعاً ولان الكلام يجر الى الكلام[3]۔ شرح منیہ للحلبی۔ وفيه قبيله واذا صعد الامام على المنبر يجب على الناس ترك الصلوة النافلة لما نقدم من كراهتها عند الخطبة ويجب ترك الكلام ايضاً عند ابي حنيفة رضي الله تعالى عنه وقالا يباح الكلام حتى يشرع فى الخطبة[4] الخ والخلاف فى الكلام يتعلق بالآخرة اما غيره فيكره اجماعاً۔ درمختار[5] ولابی حنیفہؓ ما ذكر ابن ابى شيبة فى مصنفه عن على وابن عباس وابن عمر كانوا يكرهون الصلوة والكلام بعد خروج الامام ولان الكلام ايضاً قد يمتد طبعاً فان الكلام يجر الى الكلام فكان المنع احوط ص۵۱۹ شرح منیۃ الکبیر۔ اور حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے اس اذان کی اجابت کو قیاس کیا ہے۔ دیگر اوقات کی اذان کی اجابت پر جیسا کہ بعد اجابت اذان ان کا یہ فرمانا يا ايها الناس انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم على هذا المجلس

---

[1] واخرج ابن ابى شيبة فى مصنفه عن على وابن عباس وابن عمرؓ كانوا يكرهون الصلوة والكلام بعد خروج الامام (رد المحتار باب الجمعة ص۷۶۶ ج۱) ظفیر۔ [2] غنیۃ المستملی باب الجمعة البحث الثانی ص۵۱۹ و ص۵۲۰ ۱۲ ظفیر۔ [3] ایضاً ص۵۲۰ ۱۲ ظفیر۔ [4] ایضاً ص۵۱۹ ۱۲ ظفیر۔ [5] الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعة مطلب فی حکم المرقی الخ ص۷۶۹ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

حین اذن المؤذن یقول ما سمعتم منی من مقالتی[۱]۔ اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوقت اذان ثانی جو بین یدی الخطیب ہوتی ہے اس موقع پر نہیں ہو سکتی جس کی طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت منبر پر تھے تو معلوم ہوا کہ یہ دوسرے اوقات کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ذکر فرماتے ہیں تو جب کہ صحابہ جلیل القدر مثل علی وابن عباس وابن عمر حضرت معاویہؓ کے اس عمل کے خلاف کے عامل تھے اور بوقت صعود امام علی المنبر صلوٰۃ و کلام کو مطلقاً مکروہ سمجھتے تھے تو ان کبار صحابہؓ کا عمل راجح ہوگا اور پھر مبیح ومحرم کے تعارض کا مقتضی بھی ترجیح کراہت وحرمت ہے اور جو جواب حضرت معاویہؓ کے اس عمل کا دیا گیا ہے وہی جواب جملہ روایات دالۃ علی استحباب الاجابۃ او وجوبہا کا ہے اور حنفیہ وجوب یا استحباب اجابت سے خود اس موقع کو مستثنیٰ فرماتے ہیں اور یہ اوپر معلوم ہوا کہ اذا خرج الامام الخ محض زہری کا قول نہیں ہے بلکہ صحابہ کبار سے بھی یہ منقول ہے اور قول صحابی ایسے موقع پر بحکم مرفوع ہوتا ہے کما بین فی موضعہ اور بعض صحابہؓ کا کما نختار ش وغیرہ فرمانا حضرت علی وابن عباس وابن عمر کے قول و فعل پر راجح نہیں ہو سکتا۔ الغرض احوط انصات ہے کما ذکر الزیلعی ان الاحوط الانصات۔ شامیؒ۔ فقط

بارش کے زمانہ میں جمعہ کی نماز باجماعت گھر میں پڑھ سکتا ہے

سوال (۲۳۸۹) درایام باراں چوں کثرت بارش و آب فراواں راہ چلیدن از حد بگزرد و دشوار گذار می شود و مسجد ہم قدرے از مسکن دور است نادراں ہنگام ادائے صلوٰۃ جمعہ را شرعاً چہ حکم دارد۔ آیا دراں ہنگام تکلیف مالا نہایۃ کشیدہ برائے صلوٰۃ جمعہ بمسجد رفتن ضرور باشد یا تادی صلوٰۃ بمکان کافی کند یا نہ۔

---

[۱] بخاری کتاب الجمعہ۔ باب یجیب الامام بلسانہ ۱۲ ظفیر ۵ ردالمحتار باب الجمعۃ تحت قولہ ولا کلام ص ۷۶۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: فی صلوٰۃ جمعہ علی القول المفتی بہ صحیح است پس اگر بنا بر ازدحام نمازیان در مسجد جامع دشوار باشد بجائے دیگر نماز جمعہ گذاردن بجماعت مشروع است و آں سہ مرد است علاوہ امام۔ در مختار [1] صحیح است۔ فقط

جو لوگ پنجگانہ نماز نہیں پڑھتے ان کی نماز جمعہ بھی درست ہے

سوال (۲۳۹۰) جو لوگ نماز پنجگانہ نہیں پڑھتے صرف نماز جمعہ ادا کرتے ہیں ان کی نماز جمعہ صحیح ہوگی یا نہیں۔

الجواب: نماز جمعہ بلاشبہ صحیح ہے اگرچہ وہ شخص بڑا گنہگار ہے [2]۔ فقط

جامع مسجد کی نماز میں ثواب کی زیادتی صرف فرض سے متعلق ہے

سوال (۲۳۹۱) مجموعہ خطب میں مرقوم ہے کہ مسجد جامع میں ایک رکعت کا ثواب پانچسو رکعت کے برابر ہے، یہ ثواب صرف فرض کی جماعت اولیٰ کے ساتھ مخصوص ہے یا سنت اور نفل میں بھی یہی ثواب ہے جب کہ وہ جامع مسجد میں پڑھے۔

الجواب: یہ ثواب صرف نماز فرض کی جماعت اولیٰ کے ساتھ مخصوص ہے، نماز سنت اور نفل میں نہیں۔ ان کو گھر میں پڑھنا افضل ہے اور یہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دائمی عمل اور حکم تھا اگر نوافل میں بھی یہی گراں قدر ثواب ہوتا تو آپ گھر میں نہ پڑھتے اور نہ حکم کرتے۔ اور یہ مضمون حدیث کا ہے [3]۔ فقط۔

---

[1] وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذہب وعلیہ الفتوی دفعا للحرج (الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب الجمعہ ص ۵۵ ج ۱) ظفیر۔

[2] ان فاتتہ اکثر من صلوات یوم ولیلۃ اجزأتہ التی بدأ بہا (ہدایہ باب قضاء الفوائت ص ۱۳۸ ج ۱) ظفیر

[3] والافضل فی النفل غیر التراویح المنزل الا لخوف شغل عنہا (الدر المختار) قولہ والافضل یشمل ما بعد الفریضۃ وما قبلہا لحدیث الصحیحین علیکم بالصلوٰۃ فی بیوتکم فان خیر صلاۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ الخ (رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۳۸ ج ۱) ظفیر۔

سنت والوں کا انتظار خطیب کے لئے ضروری نہیں

سوال (۲۳۹۲) جب جمعہ کی نماز کا وقت ہوگیا اور اتفاقاً دو چار اشخاص جو دیر سے آئے تھے نماز سنت پڑھتے ہیں منبر کی داہنی یا بائیں جانب تو اس وقت خطیب کو خطبہ شروع کرنا کیسا ہے۔ جو شخص وقت مذکورہ میں خطبہ پڑھنے کو حرام قرار دے اس کے لئے کیا حکم ہے

الجواب :- خطیب کو انتظار کرنا سنت پڑھنے والوں کی فراغت کا لازم نہیں ہے، جس وقت وقت مقررہ ہو جائے خطیب خطبہ کے لئے کھڑا ہو سکتا ہے اس پر کچھ مواخذہ اور گناہ نہیں ہے کیونکہ متبوع بے تابع نہیں ہے۔ مقتدیوں کو تو یہ حکم ہے کہ جس وقت خطیب خطبہ کے لئے منبر پر جاوے نوافل وسنن نہ پڑھیں لیکن خطیب کو یہ حکم نہیں ہے کہ وہ فراغت کا انتظار کرے اور اگر دو چار منٹ کا وہ انتظار کرے تو اس میں کچھ حرج بھی نہیں ہے، لیکن انتظار نہ کرنے سے گنہگار نہ ہوگا۔ فی حدیث الصحیحین انما جعل الامام لیؤتم بہ[1] الحدیث۔ وفی الدر المختار۔ واذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام[2] الخ پس جو شخص بحالت مذکورہ خطبہ پڑھنے کو حرام قرار دے وہ غلطی ہے اور مسائل شرعیہ سے واقف نہیں ہے اس کی بات کی طرف التفات نہ کیا جاوے۔ فقط

جمعہ کے دن اذان اول سے پہلے اور بعد نماز تجارت درست ہے

سوال (۲۳۹۳) جمعہ کے دن مسلمان سوداگروں اور دوکانداروں کو دوکان کھولنا چاہئے یا نہیں۔ اگر دوکانداروں اور پیشہ وروں کو اپنے کام کرنے کی اجازت ہے تو کس وقت سے کس وقت تک۔

الجواب :- جمعہ کے روز جملہ کاروبار خرید وفروخت وغیرہ اذان اول تک جائز ہے اور اس کے بعد مکروہ تحریمی ہے۔ تنویر الابصار میں ہے وکرہ البیع عند اذان الاول۔ پس اذان کے ہوتے ہی جملہ کاروبار ترک کرکے جمعہ کے لئے

---

[1] مشکوٰۃ باب ما علی الماموم من المتابعۃ وحکم المسبوق۔ فصل اول ص ۱۰۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ جلد اول ص ۷۶۶ ۱۲ ظفیر۔

حاضر ہونا چاہئے[1]۔ اذان اول سے پہلے اہل پیشہ اپنا پیشہ اور دوکاندار ان خرید و فروخت کریں تو اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔ فقط۔

(اسی طرح نماز جمعہ سے فراغت کے بعد بھی بیع و شراء میں لگ سکتے ہیں۔ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا وابتغوا من فضل اللہ۔ ظفیر)

بقدر ضرورت عربی پڑھ کر اردو میں وعظ خلاف سنت ہے

سوال (۲۳۹۴) خطبہ جمعہ عربی میں مختصر پڑھ کر اردو یا اور کسی ملکی زبان میں وعظ کہنا کیسا ہے۔ اکثر علماء حنفی وعظ خطبہ میں کہتے ہیں۔

الجواب:۔ خطبہ تمام عربی میں ہونا سنت ہے اور یہ امر کہ کچھ خطبہ عربی کا پڑھ کر پھر اردو میں بطریق وعظ خطبہ کے اندر کچھ کہنا خلاف سنت اور بدعت ہے سلف سے ایسا ثابت نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے مصفی شرح موطا میں لکھا ہے کہ صحابہؓ باوجودیکہ بلاد عجم میں تشریف لے گئے مگر خطبہ سوائے عربی زبان کے اور کسی زبان میں مخاطبین کے سمجھانے کے لئے نہیں پڑھا پس عمل مستمر صحابہؓ کا دلیل ہے اس کی کہ تمام خطبہ عربی میں ہونا چاہئے[2]۔ فقط۔

بڑی آبادی میں جمعہ واجب الادا ہے

سوال (۲۳۹۵) ایک قریہ عظیمہ بڑا جس میں تین ہزار دو سو آدمی آباد ہیں اور چند دوکانیں بھی وہاں موجود ہیں پس موافق مذہب حنفیہ کے اور فقہ کی کتابوں کے وہاں جمعہ ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسے قریہ میں جمعہ عند الحنفیہ صحیح ہے اور واجب الادا ہوتا ہے کیونکہ وہ قریہ کبیرہ ہے اور قریہ کبیرہ میں موافق تصریح شامی کے جمعہ صحیح ہوتا ہے کذا فی الدر المختار وتقدم قریباً

---

[1] ووجب سعی الیہا وترک البیع الخ بالاذان الاول فی الاصح وان لم یکن فی زمن الرسول بل فی زمن عثمان وافاد فی البحر اطلاق الحرمۃ علی المکروہ تحریماً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۸ ج ۱) ظفیر۔ [2] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ۔

چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں خواہ وہاں دو دکان کیوں نہ ہو

سوال (۲۳۹۶) جس گاؤں میں تین چار صد آدمی علاوہ عورت و بچے آباد ہوں اور چار پانچ دوکانیں ہوں وہاں نماز جمعہ ادا کرنی چاہئے یا ظہر باجماعت۔

الجواب:۔ اس پر قصبہ اور شہر کی تعریف صادق نہیں آتی اور گاؤں میں جمعہ جائز نہیں البتہ وہاں ظہر باجماعت ادا کرے ترک ظہر وہاں حرام اور معصیت ہے... کذا فی الدر المختار۔ فقط

جمعہ نہ ہونے کی صورت میں روکنا

سوال (۲۳۹۷) جامع مسجد میں بروز جمعہ جماعت جمعہ کی ہو رہی تھی، ایک مولوی صاحب نے وہاں آکر تمام نمازیوں کو باواز بلند کہا کہ فوراً اے حنفیو جمعہ کی نماز سے نیت توڑ دو ورنہ کافر ہو جاؤ گے کیونکہ یہاں نماز جمعہ جائز نہیں ہے، اس کا پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ آیا کس کس مقام پر کس شرائط سے نماز جمعہ جائز ہے اور کہاں ناجائز۔ اگر کسی مقام پر کلیۃً شرائط جمعہ موجود نہ ہوں وہاں جمعہ پڑھنے سے گناہ اور کفر تو عاید نہیں ہوتا اور وہ مولوی صاحب نماز توڑوانے کے مجاز تھے یا نہ۔ اگر نہیں تھے تو ان کو کیا گناہ ہوا۔

الجواب:۔ حنفیہ کا مذہب جمعہ کے بارہ میں یہ ہے کہ شہر اور قصبہ اور بڑے قریہ میں جس میں دو چار ہزار آدمی آباد ہوں اور ضروری اشیاء کی دوکانیں ہوں وہاں جمعہ واجب ہے اور ادا ہوتا ہے البتہ چھوٹے قریہ میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا اس میں جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی لکھا ہے[۲] لیکن کفر وہ بھی نہیں ہے۔ پس اگر وہ بستی جس میں جمعہ ہو رہا تھا قصبہ یا بڑا قریہ تھا تو جمعہ اس میں واجب تھا اور صحیح تھا توڑوانا جمعہ کا وہاں حرام تھا، وہ مولوی صاحب غلطی پر تھے

---

[۱] ردالمحتار، باب الجمعہ ص ۷۴۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر [۲] صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریماً (درمختار) ومثلہ الجمعۃ (ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱) ظفیر [۳] صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریماً (درمختار) ومثلہ الجمعۃ (ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱) ظفیر

جنھوں نے جمعہ تڑوایا توبہ کریں۔ اور اگر وہ چھوٹا گاؤں تھا تو بے شک جمعہ پڑھنا وہاں مکروہ تحریمی تھا، تڑوانا جمعہ کا اچھا ہوا۔ پس یہ سوال میں لکھنا چاہیے تھا کہ وہ جگہ جہاں کا یہ قصہ ہے کیسی بستی ہے چھوٹی یا بڑی اور آبادی وہاں کس قدر ہے اور بازار اور دوکانیں ہیں یا نہیں۔ ردالمحتار۔ معروف شامی باب الجمعہ میں ہے۔ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لا تجوز فی الصغیرۃ[1]

جمعہ کے دن قبل جمعہ ناخن ترشوانا

سوال (۲۳۹۸) صحیح بخاری کتاب الجمعہ۔ حدیث سلمانؓ یتطہر ما استطاع الخ کی شرح میں شراح میں منجملہ طہارت کے حجامت کو بھی داخل کیا ہے اور حدیث ابوہریرہ مرفوعاً کان یقلم اظفارہ ویقص شاربہ یوم الجمعۃ قبل ان یخرج الی الصلوٰۃ اخرجہ البزار والطبرانی والبیہقی بسند حسن ھکذا فی الدر المنثور سیوطی ص ۱۱۳ ج ۱ صریح دال ہے کہ قبل نماز جمعہ کے حجامت بنانا مسنون ہے۔ حالانکہ سند میں ابراہیم بن قدامہ واقع ہے۔ میزان الاعتدال میں لایعرف اور فتح الباری میں سندہ ضعیف لکھا ہے۔ اور وہی سیوطی کی جامع صغیر میں ضعف کا نشان لگا ہوا ہے۔ لیکن صاحب فتح نے لسان المیزان اور حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ابراہیم مذکور کو لکھا ہے کہ ذکرہ ابن حبان فی الثقات اھ اشباہ و در مختار وغیرہ میں بعد نماز جمعہ کے حجامت بنانا افضل لکھا ہے واسطے مشابہت احرام کے اور غنیہ شرح منیہ نقلاً عن السرجی قبل نماز جمعہ کے مستحب لکھا ہے اور شامی نے خطروا باحت بعد جمعہ کے حجامت بنانے کو خلاف حدیث ابوہریرہ کے بتلایا ہے۔ آیا حدیث ابوہریرہ جس کو سیوطی نے بسند حسن لکھا ہے فی الواقع صحیح ہے یا نہیں اور جامع صغیر پر جو نشان صحت اور ضعف کے ہیں کس نے لگائے ہیں اور حجامت بنانا قبل جمعہ کے افضل ہے یا بعد جمعہ کے اور جو بعدیت کے قائل ہیں انکی تعلیل درست ہے یا نہ۔

---

[1] ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

الجواب:۔ صنیع شامی رحمہ اللہ سے ترجیح اسی کو معلوم ہوتی ہے کہ تقلیم اظفار وغیرہ قبل جمعہ ہونا چاہئے تاکہ موافق ہو جاوے حدیث کے۔ نیز غسل کا پہلے مسنون ہونا بھی اسی کو مقتضی ہے اور جن فقہاء رحمہم اللہ نے بعد جمعہ کو افضل کہا ان کی نظر اس پر ہوئی لما فیہ معنی الحج الخ یا اس پر لبینا لہ برکۃ الجمعۃ لیکن ظاہر ہے کہ قواعد مذہب اور فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبلیت کو مقتضی ہے وعلیہ عمل مشائخنا رحمہم اللہ مثل الشیخ العلامۃ المحقق القطب الگنگوہی قدس سرہ وغیرہ من المحققین رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اور اس کو فقہاء و محدثین نے طے کر دیا ہے کہ حدیث ضعیف پر بھی فضائل اعمال میں عمل صحیح ہے اور اسی حدیث کا ضعیف تو متفق علیہ بھی نہیں ہے، بعض نے حسن کہا اور بعض نے ضعیف۔ فقط۔

| فناء مصر کی تعریف |

سوال (۲۳۹۹) ایک گاؤں شہر سے ایک میل کی مسافت پر ہے فناء شہر سے بالکل جدا ہے بعض فقہاء نے تعریف فناء کو معتبر سمجھا ہے تو ان کے نزدیک وہاں جمعہ واجب نہیں مگر جنھوں نے تقدیر الفناء بالمسافت فرمائی ان کے قول کے مطابق وہاں جمعہ واجب ہے کیونکہ موضع مذکورہ ایک فرسخ کے اندر ہے اور فرسخ پر بہتوں کا فتوی ہے آیا اس گاؤں میں جمعہ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ تحدید بالفرسخ مطلقاً معتبر نہیں ہے بلکہ اعتبار فناء مصر میں اس کا ہے کہ وہ جگہ مصالح مصر کے لئے ہے یا نہیں۔ اگر مصالح مصر کے لئے نہیں ہے بلکہ جدا گانہ قریہ ہے تو اس کا حکم درباره جمعہ مستقل ہے یعنی اگر وہ قریہ کبیرہ ہے جمعہ اس میں واجب وادا ہوگا ورنہ نہیں قال فی الشامی والتعریف احسن من التحدید[1] الخ۔ فقط۔

---

[1] رد المحتار، باب الجمعۃ ص ۷۴۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ پوری عبارت اس طرح ہے۔ او فناء وھو ما حولہ اتصل بہ او لا لاجل مصالحہ کدفن الموتی ورکض الخیل والمختار للفتوی تقدیرہ بفرسخ ذکرہ الولوالجی (درمختار) افاد ان بعض المحققین اہل الترجیح (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

ایک مسجد میں تعدد جمعہ مکروہ ہے

سوال (۲۴۰۰) ایک مسجد میں دو جمعہ جائز ہیں یا نہیں

الجواب: - تعدد جمعہ ایک شہر میں دو مسجدوں میں یا زیادہ میں عند الحنفیہ درست ہے۔ کما فی الدر المختار۔ وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذہب وعلیہ الفتوی۔ وفی رد المحتار قولہ مطلقاً ای سواء کان المصر کبیرا اولا و سواء کان التعدد فی مسجدین او اکثر[1] لیکن ایک مسجد میں تعدد جماعت مکروہ ہے۔ پس دوسری جماعت جمعہ کی اس صورت میں مکروہ ہے جیسا کہ تمام نمازوں کی جماعت ثانیہ کو اس مسجد میں جس میں امام و مؤذن مقرر ہوں فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور خصوصاً جمعہ پڑھنے کے بعد جامع مسجد کو بند کر دینے کا حکم دیا ہے۔ شامی میں ہے والظاہر انہ یغلق ایضاً۔ بعد اقامۃ الجمعۃ لئلا یجتمع بہ احد بعدھا[2]

اذان ثانی مسجد کے اندر درست ہے

سوال (۲۴۰۱) جمعہ میں اذان ثانی یعنی اذان خطبہ کہاں پر ہونا چاہئے۔ ایک عالم صاحب یہاں پر تشریف لائے اور انھوں نے جمعہ کی اذان ثانی منبر کے نزدیک ہونا ناجائز ٹھیرایا اور یہ فرمایا کہ اذان ثانی قریب دروازہ مسجد یعنی صحن مسجد کے کنارے پر خطیب کے سامنے ہونا چاہئے۔ یہ صحیح ہے یا کیا۔

الجواب: - جمعہ کی اذان ثانی مسجد میں بین یدی الخطیب ہونی معروف ومسنون ہے، ہمیشہ سے اسی پر عمل رہا علماء وفقہاء کا رہا ہے اور کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) اطلاق الفناء عن تقدیرہ بمسافۃ وکذا المحرر المذہب العام محمد وبعضھم قدرہ بھا وجملۃ اقوالھم فی تقدیرہ ثمانیۃ اقوال او تسعۃ، غلوۃ میل، میلان، ثلاثۃ فرسخ، فرسخان، ثلاثۃ، سماع الصوت، سماع الاذان، و التعریف احسن من التحدید لانہ لا یوجد ذالک فی کل مصر وانما ھو بحسب کبر المصر وصغرہ الخ فالقول بالتحدید بمسافۃ یخالف التعریف المتفق علی ما صدق بانہ المعد لمصالح المصر الخ (رد المحتار۔ باب الجمعۃ ص ۷۴۹/۱) ظفیر

[1] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۵ ۱۲ ظفیر۔ [2] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

پس اس اذان کو مسجد میں منع کہنا صحیح نہیں ہے چنانچہ تحقیق اس کی بہت رسالوں اور فتووں میں کی گئی ہے۔ ہدایہ، درمختار وغیرہ میں یہ مسئلہ موجود ہے[1] اس کو دیکھ لیا جاوے۔ فقط۔

جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز

سوال (۲۴۰۲) اگر چند آدمی جماعت جمعہ نہ پاویں تو ظہر باجماعت پڑھیں یا علیحدہ علیحدہ۔

الجواب:- علیحدہ علیحدہ ظہر پڑھیں جماعت سے نہ پڑھیں۔ کذا فی الدر المختار والشامی[2]۔ فقط۔

جب نہ خطبہ کی کتاب ہو اور نہ زبانی یاد ہو تو کیا کرے

سوال (۲۴۰۳) اگر کسی مسجد میں خطبہ موجود نہ ہوا ور نہ زبانی یاد نہ ہو تو بغیر خطبہ نماز جمعہ پڑھی جاوے یا نماز ظہر پڑھی جاوے۔

الجواب:- خطبہ جو فرض ہے وہ ایک دفعہ سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر کہنے سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک بقدر تین آیت یا بقدر تشہد سے خطبہ ادا ہو جاتا ہے پس اگر خطبہ معروفہ یاد نہ ہو تو قدر مذکور پر اکتفا کر کے جمعہ کی نماز ادا کی جائے[3] اور جس جگہ واجب ہے یعنی شہر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ میں جمعہ چھوڑا نہ جاوے[4] فقط

---

[1] واذا صعد الامام المنبر وجلس اذن المؤذنون بین یدی المنبر بذالک جری التوارث (ہدایہ باب الجمعہ ص ۱۴۱ ج ۱) ظفیر۔ ویؤذن ثانیا بین یدی الخطیب ای علی السبیل السنیة کما یظہر من کلامہم رملی (رد المختار باب الجمعہ ص ۷۶۶ ج ۱) ظفیر [2] وکذا اہل مصر فاتتہم الجمعة فانہم یصلون الظہر بغیر اذان ولا اقامة ولا جماعة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۶۷ ج ۱) [3] الشرط الرابع الخطبة وعلیہ الجمہور ورکنہا مطلق ذکر اللہ تعالیٰ بنیتہا عند ابی حنیفة وعندہما ذکر طویل یسمی خطبة وسنتہا کونہا خطبتین بجلسة بینہما تشتمل کل منہما علی الحمد والتشہد والصلوٰة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاولی تلاوة اٰیة وعلی الوعظ ایضاً الخ (غنیة المستملی ص ۵۱۵) ظفیر [4] ان صلوٰة الجمعة فرض عین علی کل من استکمل شرائط وجوبہا (غنیة المستملی ص ۵۰۵) ظفیر

مسجد میں پہونچتے ہی سنت پڑھی جائے

سوال (۲۴۰۴) جمعہ میں اگر کوئی شخص مسجد میں جائے تو پہلے کچھ دیر بیٹھ کر سنت وغیرہ پڑھنا چاہیئے یا فوراً جانے کے ساتھ ہی سنت وغیرہ پڑھنا چاہیئے۔

الجواب:- حدیث شریف میں ہے اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس[1]۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ جب کوئی شخص تم میں سے مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھے اور یہ دو رکعت تحیۃ المسجد ہیں جو کہ مستحب ہیں بہرحال اس سے یہ معلوم ہوا کہ مسجد میں جا کر بیٹھنے سے پہلے نوافل یا سنتیں پڑھنی چاہئیں وہذا مذہب الفقہاء۔ فقط۔

قصبات میں جمعہ درست ہے

سوال (۲۴۰۵) ایک مقام پر مسلمانوں کی آبادی اتنی ہے کہ وہ جب وہاں کی مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو سب نہیں آسکتے۔ کل آبادی میں دوسو پچاس مکانات ہیں جن میں ۹۵ گھر مسلمانوں کے ہیں اور سترہ دکان ہیں جس میں کپڑے برتن مٹھائیاں وضروری اشیاء میسر ہوسکتی ہیں آیا اس آبادی میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- شامی میں ہے کہ جمعہ قصبات اور بڑے قریہ میں جس میں بازار ہو ادا ہوتا ہے۔ پس اگر آبادی اس قریہ کی مثل چھوٹے قصبہ کے مثلاً تین چار ہزار آدمیوں کی ہے اور اس میں بازار بھی ہے تو جمعہ وہاں واجب اور ادا ہوتا ہے ورنہ نہیں اور مالایسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین الخ یہ تعریف حقیقی اور کلی نہیں ہے کہ جس جگہ یہ تعریف پائی جائے وہاں جمعہ واجب ہوجائے وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لا تجوز فی الصغیرۃ[2]۔ فقط۔

جہاں جمعہ جائز ہے وہاں مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں میں بھی نماز جمعہ جائز ہے

سوال (۲۴۰۶) ایک شہر کی چند مساجد میں جمعہ جائز ہے پس علاوہ مسجد کے کسی کارخانہ یا مکان میں مثل مسجد کے جمع ہو کر جمعہ پڑھیں تو کیسا ہے، کیا جمعہ کے لئے مسجد ضروری ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ فصل اول ص ۶۸ ۱۲ ظفیر [2] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر

الجواب :- امصار و قصبات میں جمعہ کے ادا ہونے کے لئے مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے۔ علاوہ مساجد کے دوسرے مکانات اور کارخانوں میں اور میدانوں میں بھی جمعہ صحیح ہے۔ کما فی الدر المختار۔ وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذھب وعلیہ الفتوی[1]۔ فقط۔

خطبہ کے وقت زور سے دعائیں اور درود نہ پڑھا جائے

سوال (۲۴۰۷) خطبہ میں آیت ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی الآیہ سن کر مقتدی درود شریف پڑھتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق کا نام سن کر رضی اللہ عنہ زور سے یا آہستہ پکارنا اور اللھم ایدالاسلام الخ اور دیگر ادعیہ سن کر آمین جلی و خفی کہنا جائز ہے یا نہیں، اور سرخ رومال ریشمی ہو یا غیر ریشمی دستار باندھکر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- فقہاء نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت خطیب آیہ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی الآیہ پڑھے تو سامعین اپنے دل میں درود شریف پڑھیں زبان سے اور آواز سے نہ پڑھیں۔ شامی میں ہے وکذلك اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز ان یصلی علیہ بالجھر بل بالقلب وعلیہ الفتوی[2] الخ اور درمختار میں ہے والصواب انہ یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند سماع اسمہ فی نفسہ[3] الخ

پس سوائے درود شریف بکیفیت مذکورہ کے اور کچھ پڑھنا سامعین کو نہ چاہئے — نہ رضی اللہ عنہ زور سے کہیں اور نہ آمین جہر سے کہیں اور نہ زبان سے کہیں۔ اگر دل میں کہہ لیں بلا زبان کے، تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور ریشمی دستار و رومال سے نماز پڑھنا مکروہ ہے[4]۔ فقط

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۵۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۶۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۶۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [4] لان الصلوٰۃ فی الحریر ..... مکروھۃ للرجال (شرح حموی علی الاشباہ والنظائر ص ۱۹۷) ظفیر۔

فناء کی تعریف میں اختلاف اور راجح قول

سوال (۲۴۰۸) مولوی عبدالجبار مرحوم اپنے فتاویٰ ص۶۱ میں جمعہ فی القریٰ کی نسبت حنفیہ کا مذہب تحریر فرماتے ہیں اور وہ موضع کہ مسافت میں ۴۸ میل سے کم ہو اگرچہ وہ قریہ چھوٹا سا ہی ہو وہ بھی مصر کا حکم رکھتا ہے۔

مواہب الرحمٰن اور اس کی شرح برہان میں لکھا ہے ویوجبھا ابو یوسف علی من کان داخل حد الاقامۃ الذی من فارقہ یصیر مسافراً ومن وصل الیھا یصیرہ مقیماً وھو الاصح اور عمدہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے قال فی معراج الدرایۃ انہ اصح ما قیل فیہ۔ کیا اس روایت کا بھی معنی و مطلب یہی ہے جو مولوی صاحب مرحوم نے تحریر کیا ہے یا کچھ اور۔ اور اس کا معنی و مطلب واضح طور پر لکھیں۔

الجواب:- یہ روایت عند المحققین من الحنفیہ صحیح و مختار نہیں ہے جیسا کہ شامی نے کہا ان بعض المحققین اهل الترجیح اطلق الفناء عن تقدیرہ بمسافۃ وکذا محرر المذہب الامام محمد رحمہ اللہ و بعضھم قدرہ بھا وجملۃ اقوالھم فی تقدیرہ ثمانیۃ اقوال او تسعۃ غلوۃ، میل، میلان، ثلثۃ، فرسخ فرسخان، ثلثۃ، سماع الصوت، سماع الاذان والتعریف احسن من التحدید[1] الخ اس سے معلوم ہوا کہ محققین نے تقدیر بالمسافت نہیں کی اور تحدید سے تعریف عمدہ ہے اور تعریف فناء مصر کی یہ ہے کہ جو مصالح مصر مثل دفن موتی و رکض خیل وغیرہ کے لئے مہیا ہو۔ فقط۔

ہندوستان میں دار الحرب ہونے کی صورت میں بھی جمعہ جائز ہے

سوال (۲۴۰۹) اگر ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا جاوے تو جمعہ فرض ہے یا نہیں۔ اور بادشاہ مسلم ہونے کی شرط کا کیا جواب ہوگا۔

الجواب:- جمعہ پھر بھی فرض ہے اور بادشاہ مسلمان کا ہونا اس کیلئے شرط نہیں ہے۔

---

[1] رد المحتار۔ باب الجمعۃ ص۷۴۹ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

شامی میں ہے فلو الولاۃ کفاراً یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین الخ[1] فقط۔

جو قلعہ فنا مصر میں ہے اس میں جمعہ درست ہے

سوال (۲۴۱۰) ایک قلعہ جس میں ۵۰۰ آدمی رہتے ہیں اور ایک دوکان بھی ہے، سب اشیاء نہیں مل سکتیں اور سرکاری ہسپتال بھی ہے، ڈیڑھ میل کے قریب ایک بڑا قصبہ ہے جہاں سب اشیاء ملتی ہیں۔ قصبہ کے اندر جا کر نماز جمعہ پڑھنے کا پلٹن کو حکم نہیں تو قلعہ میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- ظاہر یہ ہے کہ وہ قلعہ فنا قصبہ مذکورہ میں داخل ہے؛ ورنماز جمعہ اس میں صحیح ہے۔ کما فی عامۃ کتب الفقہ من جواز الجمعۃ فی المصر و فناء المصر[2]۔ فقط۔

شہر میں تعدد جمعہ جائز ہے

سوال (۲۴۱۱) ایک شہر کی جامع مسجد میں ایک عالم صاحب امام اور حافظ قرآن موجود ہیں، زید ایک حافظ کو لڑکوں کی تعلیم کے لئے مقرر کرے اور مسجد سے علیحدہ ہو کر اپنی برادری کو علیحدہ کر کے حافظ مذکور کے پیچھے دوسری مسجد میں جو ایک فاحشہ کی بنوائی ہوئی ہے جمعہ و تراویح کرا دے اور جامع مسجد کی جماعت سے کہے کہ تم کو اس مسجد میں آنا چاہئے۔ اس مسئلہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- حنفیہ کا صحیح و مفتی بہ مذہب یہ ہے کہ ایک شہر میں چند جگہ جمعہ صحیح ہے، کما فی الدر المختار وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذہب وعلیہ الفتوی[3] اور یہ بھی حکم شرعی ہے کہ جو مسجد قائم ہو گئی اور وقف ہو گئی اس کا آباد کرنا اور آباد رکھنا مسلمانوں کو لازم ہے[4]۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ مال غیر طیب مسجد میں لگانا مکروہ ہے[5]۔ لیکن اس کا گناہ

[1] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۳ ج ۱۔ ظفیر۔ [2] ویشترط لصحتہا المصر الخ او فناءہ وھو ما حولہ اتصل بہ او لا الخ (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الجمعۃ ص ۷۴۹ ج ۱) ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الجمعۃ ص ۷۵۵ ج ۱۔ ظفیر۔ [4] لو لم یکن لمسجد منزلہ مؤذن فانہ یذہب الیہ ویؤذن فیہ ویصلی ولو کان وحدہ لان لہ حقا علیہ فیؤدیہ (رد المختار مطلب فی احکام المسجد ص ۶۱۴ ج ۱) ظفیر۔ [5] قال تاج الشریعۃ اما لو انفق فی ذالک مالا خبیثا او مالا (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

مال غیر طیب لگانے والے پر ہوگا اس سے اس مسجد کی مسجدیت باطل نہ ہوگی۔ پس ایسی صورت کرنی چاہئے کہ مال غیر طیب جو اس مسجد میں لگایا گیا ہے اس کا معاوضہ حلال آمدنی سے اس مال غیر طیب لگانے والے کو دیدیا جاوے تاکہ وہ مسجد مال غیر طیب سے پاک ہو جاوے اور جو مسجد مسلمانوں کی بنا کردہ ہے اس کو مسجد ضرار نہ کہنا چاہئے کیونکہ مسجد ضرار منافقین کفار کی بنائی ہوئی تھی اور نیت ان کی خراب تھی۔ مسلمانوں کی طرف سے حسن ظن کرنا چاہئے اور بدظنی نہ کرنی چاہئے۔ قال اللہ تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ[1] ۔ الآیۃ۔

(ترجمہ) اے ایمان والو بچو بہت سے گمانوں سے ، بے شک بعض گمان گناہ ہیں وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام فان الظن اکذب۔ الحدیث[2] (ترجمہ) بے شک بدگمانی جھوٹی بات ہے۔ وقال صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات ولکل امرء ما نوی[3]۔ الحدیث (ترجمہ) مدار اعمال کا نیت پر ہے اور ہر ایک شخص کے لئے وہ ہے جو اس نے نیت کی۔ پس اگر دونوں مسجدوں میں جمعہ ہو تو دونوں جگہ صحیح ہے کسی پر طعن اور بدظنی نہ کرنی چاہئے اور مسلمانوں کو باہم اتفاق سے رہنا چاہئے اور جماعت پنجگانہ دونوں مسجدوں میں کرنا ضروری ہے کیونکہ کسی مسجد کو غیر آباد رکھنا نہ چاہئے اور جماعت تراویح بھی دونوں مسجدوں میں ادا کرنا عمدہ ہے، لیکن یہ برا ہے کہ دوسری مسجد کے نمازیوں کو اس غرض سے توڑا جاوے کہ پہلی مسجد ویران ہو جاوے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے مسلمانوں سے کہ دونوں مسجدوں کو آباد رکھو۔ کچھ یہاں نماز پڑھو اور کچھ وہاں۔ الغرض اتفاق اور اتحاد محمود ہے اور اختلاف و افتراق قبیح مذموم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا[4] الآیۃ۔ فقط۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) سببہ الخبیث والطیب فیکرہ لان اللہ تعالیٰ لا یقبل الا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بما لا یقبلہ (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب احکام المسجد ص ۶۱۶ ج ۱)

[1] سورۃ الحجرات [2] مشکوٰۃ [3] مشکوٰۃ قبیل کتاب الایمان ۱۲ ظفیر [4] النساء۔

عصا کے سہارے خطبہ مکروہ نہیں ہے

سوال (۲۴۱۲) خطیب کو بوقت خطبہ پڑھنے کے عصا لینا مسنون ہے یا مکروہ۔ درمختار میں کروہ لکھتے ہیں۔ حدیث شریف سے سنت ہونا معلوم ہوتا ہے تطبیق کی کیا صورت ہے۔

الجواب:۔ درمختار میں خلاصہ سے کراھۃ اتکاء علی القوس والعصا نقل کی ہے لیکن حلیہ میں اس کو بوجہ مخالفت حدیث رد کر دیا ہے اور قہستانی نے محیط سے نقل کیا ہے ان اخذ العصا سنۃ کالقیام[1]۔

پس شامی وغیرہ کی تحقیق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اخذ عصا کو مکروہ نہ کہنا چاہئے اور تطبیق کی صورت یہ بھی ہو سکتی ہے جو علامہ مجد الدین فیروز آبادی سے سوال میں منقول ہے کہ منبر بننے سے پہلے عصا کا لینا ثابت ہے پھر بعد منبر بننے کے متروک ہو گیا۔ بعض فقہاء نے اسی بنا پر مکروہ کہا ہو گا۔

جہاں گائے کی قربانی نہ ہوتی ہو وہاں بھی نماز جمعہ وعید درست ہے

سوال (۲۴۱۳) ریاست نیپال میں جہاں گائے کی قربانی مہاراجہ کے حکم سے بند ہے نماز جمعہ وعیدین ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز جمعہ وعیدین وہاں صحیح ہے اور ادا ہو جاتی ہے[2]۔ فقط

سنت بوقت خطبہ درست نہیں

سوال (۲۴۱۴) ایک شخص جمعہ کے خطبہ کے وقت دو رکعت سنت پڑھ لیتا ہے اور دوسرا شخص اس کو منع کرتا ہے۔ سنت پڑھنے والا احادیث صحیحین پیش کرتا ہے۔ ایک حدیث میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا جو خطبہ کے وقت آیا تھا کہ اٹھ اور دو رکعت نماز پڑھ لے۔ دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ایسے وقت آوے کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو اس کو چاہئے کہ دو رکعت

---

[1] دیکھئے رد المحتار۔ باب الجمعہ ص ۷۶۷ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق (رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۵ ج ۱) ظفیر۔

پڑھ لے اور منع کرنے والا آیۂ کریمہ واذا قرء القرآن الآیہ پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خطبہ سننا فرض ہے۔ پس بوقت خطبہ سنت پڑھنا درست نہیں ہے۔

الجواب: امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہی ہے کہ خطبہ کا سننا فرض ہے اور اس وقت نماز نفل وغیرہ پڑھنا ممنوع ہے۔ لقولہ تعالیٰ واذا قرء القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا[1]۔ اور نزول اس آیت کا نماز کے بارہ میں ہے یا خطبہ کے بارہ میں، ان دونوں قول کو مفسرین اور محققین نے نقل فرمایا ہے۔ صاحب جلالین نے خطبہ میں اس کا نزول لکھا ہے اور صاحب کمالین نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کو مسند کیا ہے اور دیگر روایات دربارہ نزول فی الصلوٰۃ بھی نقل فرمائی ہیں۔ بہرحال خطبہ بھی اس حکم میں داخل ہے اور صاحب کبیری نے خطبہ کے وقت نماز کی ممانعت روایات حدیث وآثار سے ثابت فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں ولابی حنیفۃ رحمہ ما ذکر ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن علی وابن عباس وابن عمر کانوا یکرھون الصلوٰۃ والکلام بعد خروج الامام (الی ان قال) اخرج الستۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قلت لصاحبک یوم الجمعۃ انصت فقد لغوت وھذا یفید بعبادتہ منع الا۔۔۔۔۔ بالمعروف مع انہ واجب وبدلالتہ منع صلوٰۃ النفل والقراءۃ والاذکار لانہ اذا منع الواجب فالنفل اولی بالمنع ویرجح علی سائر الاحادیث الدالۃ علی جواز تحیۃ المسجد او اباحۃ الکلام لانہ محرم والمحرم مرجح علی المبیح[2] الی آخر ما قال، رحمہ اللہ تعالیٰ

پس دیکھئے اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ حدیث منع کو ترجیح ہے۔ حدیث جواز پر اس وجہ سے کہ وہ یعنی حدیث منع محرم ہے اور حدیث جواز مبیح۔ اور محرم کو مبیح پر ترجیح ہوتی ہے۔ اور

---

[1] - الاعراف - ۱۴۰ -

[2] غنیۃ المستملی المعروف بالکبیری ص۵۲۰ باب الجمعۃ ۱۲ ظفیر۔

نیز علمائے محققین نے حدیث جواز کا یہ بھی جواب دیا ہے کہ وہ واقعۂ خاص ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ آپ نے خاص شخص کو کسی خاص وجہ سے اجازت دیدی حکم عام وہی ہے جو دیگر احادیث و نصوص سے ثابت ہے یعنی ممنوع ہونا نماز وغیرہ کا بوقت خطبہ ۔ فقط ۔

دوسری زبان غیر عربی میں خطبہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک

سوال (۲۴۱۵) امام اعظم مجوزہ ملاعذر زبان عربی کے سوا دوسری زبان میں خطبہ پڑھنے کو جائز فرماتے ہیں، یہ حدیث کے مخالف ہے، اس سے کیا مراد ہے۔

الجواب :۔ امام صاحب کی مراد ادا مع الکراہت ہے۔ کما صرح بہ الفقہاء[۱] فقط

رمضان کے آخری جمعہ میں الوداع الفراق ثابت نہیں

سوال (۲۴۱۶) خطبہ جمعہ اخیرہ رمضان المبارک میں جو کلمات حسرت و افسوس الوداع الوداع اور الفراق الفراق پر مشتمل ہے یہ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ ثابت نہیں ہے ۔ فقط

اس قلعہ میں جمعہ درست نہیں جس میں آمد و رفت کی عام اجازت نہیں

سوال (۲۴۱۷) ایک قلعہ میں آمد و رفت کے لئے عام اجازت نہیں ہے، اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس قلعہ میں جمعہ جائز نہیں ہے، یا ہر جائز ہے جہاں عام لوگ شریک ہو جائیں۔

الجواب :۔ اذن عام بے شک صحت جمعہ کے لئے شرط ہے، پس جب کہ اس قلعہ میں عام نمازیوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے تو وہاں جمعہ صحیح نہ ہوگا۔ کذا فی الدر المختار والشامی وغیرہما[۲]۔ فقط۔

---

[۱] وعلی هذا الخلاف الخطبة وجميع اذكار الصلاة (در مختار) ولكن سياتي كراهة الدعاء بالاعجمية (رد المحتار باب صفة الصلوٰة فصل ص ۴۵۱ / ج ۱) ظفیر [۲] والسابع الاذن العام من الامام وهو يحصل بفتح ابواب الجامع للواردين الخ فلو دخل امير حصنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

جمعہ کے لئے کتنے نمازیوں کی موجودگی ضروری ہے

سوال (۲۴۱۸) جمعہ کی نماز ایک مسجد میں دوازدہ ماہی دو بجے ہوتی ہے اور اکثر کثیر تعداد میں نمازی ہوتے ہیں لیکن گذشتہ جمعہ میں نماز کا وقت ہوگیا اور نمازی مع امام کے چار تھے، ایسی حالت میں جمعہ کی نماز شروع کر دینی چاہئے یا کوئی خاص تعداد ہے کہ جس کا انتظار جمعہ کے لئے کرنا چاہئے، یعنی چار آدمیوں کی موجودگی میں خطیب خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوجاوے یا نہیں یا سات آدمیوں کا لازمی طور پر انتظار کرنا چاہئے۔

الجواب:۔ جمعہ کی جماعت کے لئے تین مقتدی کا ہونا ضروری ہے۔ پس اگر صرف تین آدمی علاوہ امام کے موجود ہوں تو امام خطبہ شروع کر دیوے اور نماز جمعہ کی ادا کرے، نماز جمعہ صحیح ہوگی۔ کما فی الدر المختار والسادس الجماعۃ واقلہا ثلثۃ رجال ولو غیر الثلاثۃ الذین حضروا الخطبۃ سوی الامام الخ درمختار وکذا فی الشامی۔ فقط۔

گاؤں اور جنگل میں جمعہ درست نہیں

سوال (۲۴۱۹) دس بیس آدمی کہیں سفر کر رہے ہیں لیکن سفر شرعی نہیں ہے یا دس بارہ کوس پر کوئی بارات جارہی ہے تو راستہ میں ان لوگوں کو جمعہ پڑھنا چاہئے یا گاؤں میں جاکر مسجد ہی میں پڑھیں جس میں جمعہ نہ ہوتا ہو۔

الجواب:۔ گاؤں اور جنگل میں جمعہ درست نہیں ہے۔ جمعہ اسی جگہ صحیح ہوتا ہے جس جگہ شرط صحت پائی جاوے یعنی وہ بستی شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ ہو۔ کما فی الشامی تقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ[۵] فقط۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) اوقصرہ واغلق بابہ وصلی باصحابہ لم تنعقد ولو فتحہ واذن للناس بالدخول جاز (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص۷۶۱ ج۱، ظفیر) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص۷۶۱ ج۱ و ص۷۶۱ ج۱ ۱۲ ظفیر (۵) رد المحتار باب الجمعۃ ص۷۴۸ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

جمعہ میں خطبہ مختصر ہونا چاہئے اور قراءت مسنون

سوال (۲۴۲۰) جمعہ میں قراءت طویل ہونی چاہئے یا خطبہ۔

الجواب:- خطبہ مختصر ہونا چاہئے اور قراءت موافق سنت کے ہونی چاہئے جیسے سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ وغیرہ[1]۔ فقط۔

ترک جمعہ گناہ ہے

سوال (۲۴۲۱) اگر کوئی شخص ڈاکخانہ کا ملازم ہو اور بوجہ ملازمت جمعہ نہ پڑھ سکتا ہو تو اس موقعہ پر جمعہ ترک کرنے سے کچھ گناہ تو نہیں ہوگا اگرچہ مسجد بالکل قریب ہو۔

الجواب:- ایسی حالت میں کہ جمعہ فرض ہو جمعہ کا ترک کرنا سخت گناہ ہے اور کبیرہ گناہ ہے اور ترک جمعہ پر حدیثوں میں وعید شدید وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں یہ مضمون ہے کہ جو لوگ جمعہ ترک کرتے ہیں چاہئے کہ وہ ترک جمعہ سے باز آدیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ پھر وہ غافلین میں سے ہو جاویں گے[2]۔ پس حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے کہ شہر اور قصبہ میں رہتے ہوئے جمعہ ترک نہ ہو اور اگر کبھی اتفاق سے مجبوری ترک ہو گیا تو ظہر کی نماز ادا کرلینی چاہئے اور ترک جمعہ سے توبہ کرلینی چاہئے[3]۔ فقط

امام جمعہ کے لئے باہر جائے یا ظہر کی امامت کرے

سوال (۲۴۲۲) گاؤں کے امام جمعہ کے دن دوسرے قصبہ یا شہر وغیرہ میں جمعہ پڑھنے کے واسطے چلے جاتے ہیں تو امام کو اپنے گاؤں میں جماعت ظہر کرانی بہتر ہے یا دوسری جگہ جا کر جمعہ پڑھنا۔ دیہات کی کتابوں میں

---

[1] ویسن خطبتان خفیفتان وتکرہ زیادتہما علی قدر سورۃ من طوال المفصل۔ (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الجمعۃ ص ۷۵۹ ج ۱) ظفیر۔

[2] عن ابن عمر وابی ھریرۃ انہما قالا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی اعواد منبرہ لینتھین اقوام عن ودعہم الجمعات اولیختمن اللہ علی قلوبہم ثم لیکونن من الغافلین رواہ مسلم (باب وجوبہا فصل اول ص ۱۲۱) ظفیر۔

[3] قال اللہ تعالیٰ۔ یایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع (سورۃ الجمعۃ - ۲) ظفیر۔

یہ لکھا دیکھا ہے کہ جس نے تین یا چار جمعہ ترک کئے گویا اس نے اسلام کو پیٹھ دی۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

الجواب: یہ حدیث شریف میں وعید ترک جمعہ پر آئی ہے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جس جگہ جمعہ فرض ہوا اور پھر کوئی شخص بلا عذر جس پر کہ جمعہ فرض ہے جمعہ ترک کرے تو اس کے لئے یہ وعید ہے۔ اور قریہ وغیرہ جہاں جمعہ فرض نہیں ہے اور جمعہ وہاں ادا نہیں ہوتا وہاں یہ وعید اور یہ حکم نہیں ہے بلکہ ان کے لئے یہ حکم ہے کہ ان کو گاؤں میں ظہر باجماعت پڑھنی چاہئے[1] لیکن اگر کوئی شخص قصبہ یا شہر میں جا کر جمعہ پڑھے تو یہ بہت ثواب کی بات ہے اور جو شخص قصبہ یا شہر میں نہ جاوے وہ گاؤں میں ظہر کی نماز پڑھے اس کو اس قصبہ وغیرہ میں جا کر جمعہ نہ پڑھنے سے کچھ گناہ نہ ہوگا۔ فقط

خطبہ میں کیا کیا پڑھا جائے

سوال (۲۴۲۳) خطبہ نماز جمعہ میں بعد جلسہ استراحت درمیانی کس قدر خطبہ پڑھنا چاہئے اور اس میں کیا کیا مضامین ہوں، کیا صرف چند کلمات حمد اور ایک آیت قرآنی سے خطبہ ثانیہ پورا ہو جائے گا اور کیا نعت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف و ذکر خلفاء کبار و اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و دعاء مؤمنین کے ترک سے کچھ نقصان واقع نہ ہوگا۔

الجواب: شامی میں ہے کہ خطبہ اولی میں اللہ کی حمد و ثنا اور شہادتین اور درود شریف اور وعظ و نصیحت وغیرہ کے مضامین ہونے چاہئیں۔ پھر لکھا ہے والثانیۃ کالاولی یعنی دوسرا خطبہ بھی مانند پہلے خطبہ کے ہے۔ یعنی وہی امور اس میں بھی ہونے چاہئیں لیکن بجائے وعظ و تذکیر کے دعاء مسلمانوں کے لئے کی جاوے اور ذکر خلفائے راشدین

[1] ومن لا تجب علیہم الجمعۃ من اھل القری والبوادی لھم ان یصلوا الظھر بجماعۃ یوم الجمعۃ باذان واقامۃ (عالمگیری مصری۔ الباب السادس عشر فی الجمعۃ ص ۱۳۶ ج ۱) ظفیر۔

وغیرہم کا بھی مستحب ہے[1]۔ فقط

امام نے حالت خطبہ میں کسی کی تعظیم کی اور اسے منبر پر بٹھایا تو نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۲۴۲۴) امام نے بحالت خطبہ بنا کر کے کسی کی تعظیم کی اور اس کو منبر پر چڑھا دیا، پھر خطبہ باقی ادا نہیں کیا، نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب: نماز ہوگئی مگر آئندہ ایسا کرنا نہ چاہیے۔

سلطان المعظم کا نام خطبہ میں لینا اور دعا کرنا کیسا ہے

سوال (۲۴۲۵) سلطان المعظم کا نام لیکر خطبہ جمعہ و عیدین میں اصلاح و ترقی و نصرت علی الاعداء کی دعا کرنا جائز ہے یا نہ۔

الجواب: در مختار میں ہے: ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین[2] لا الدعاء للسلطان وجوز القهستانی ویکرہ تحریماً وصفہ بما لیس فیہ الخ اور شامی میں ہے بل لا مانع من استحبابہ فیہا کما یدعی لعموم المسلمین فان فی صلاحہ صلاح العالم الخ[3] اس سے معلوم ہوا کہ دعاء مذکورہ جائز بلکہ مستحب ہے۔ فقط۔

کالا پانی میں جمعہ جائز ہے

سوال (۲۴۲۶) میں آجکل بسلسلۂ ملازمت اس مقام میں ہوں جو ہندوستان میں کالا پانی کہلاتا ہے۔ یہاں تقریباً ۱۲ ہزار قیدی ہیں اور دو ہزار

---

[1] ویسن خطبتان خفیفتان الخ ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین (درمختار) ویبدأ ای قبل الخطبة الاولی بالتعوذ سراً ثم بحمد اللہ تعالیٰ والثناء علیہ والشہادتین والصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والعظة والتذکیر والقراءۃ قال فی التجنیس والثانیة کالاولی الا ان یدعو للمسلمین مکان الوعظ (رد المحتار باب الجمعة ص ۵۹۰ ج ۱) ظفیر

[2] کفت تحمیدۃ او تہلیلة او تسبیحة للخطبة المفروضة مع الکراہة وقالا لابد من ذکر طویل الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعة ص ۵۸۹ ج ۱) ظفیر

[3] رد المحتار باب الجمعة ص ۵۹۰ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

آزاد ہیں کل تعداد آزاد مسلمانوں کی پانچسو سے کم ہے۔ یہاں بازار ہے کل اشیاء ضروری خوردنی وپوشیدنی میسر آتی ہیں۔ آیا یہاں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

یہاں کی بعض مساجد میں امام قیدی ہیں، کیا آزاد لوگوں کی نماز ان کے پیچھے درست ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ نماز جمعہ مقام مذکور میں جائز ہے وہاں نماز جمعہ ادا کرنا چاہئے[1] اور امام قیدی کے پیچھے غیر قیدی کی نماز صحیح ہے[2]۔ فقط

چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں خواہ مصلحت ہی کیوں نہ ہو

سوال (۴۴۲۷) ایک گاؤں میں جماعت احمدی کا بہت زور تھا، بندہ نے وہاں اشاعت اسلام کی، ایک برس میں وہ تمام اہل گاؤں راہ راست پہ آئے اور سوائے سات آٹھ آدمیوں کے کہ وہ اس راہ پر پختہ ہیں اور مسجد میں ہمارا دخل ہوگیا ہے، ان کو جگہ نہیں دیتے چونکہ گاؤں مذکور چھوٹا ہے شرائط جمعہ کی نہیں پائی جاتیں صرف مقابل کے دور کرنے کی اگر چند عرصہ مصلحتاً جمعہ پڑھا جاوے تو شرعاً کیا حکم ہے اور آپ کوئی جائز طریقہ تحریر فرماویں جس سے ان کی سمجھ میں آجاوے۔

الجواب: ۔ چھوٹے گاؤں میں حنفیہ کے مذہب میں جمعہ قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے اور جمعہ ادا نہیں ہوتا بلکہ مکروہ ہوتا ہے[3] تو کسی رعایت کی وجہ سے فعل مکروہ کو اختیار کرنا اور جماعت فرض ظہر کو ترک کرنا لائق نہیں ہے۔ پس ان لوگوں کو دوسرے طریق سے سمجھا دیجئے

---

[1] وتقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۴۸ / ۱ ظفیر)

[2] وشرط لافتراضها اقامة الخ بمصر الخ وعدم حبس الخ ان اختار العزيمة وصلاها وهو مكلف الخ وقعت فرضاً عن الوقت الخ ويصلح للامامة فيها من صلح لغيرها فجازت لمسافر وعبد ومريض الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۲ / ۱ و ص ۷۶۴ / ۱ ظفیر)

[3] صلاة العيد في القرى تكره تحريماً (در مختار) ومثله الجمعة (رد المحتار باب العيدين ص ۷۷۵ / ۱ ظفیر)

اور کبھی کبھی جمع کر کے یا بروز جمعہ جمع کر کے ظہر کی نماز پڑھ کر ان کو بطریق وعظ سمجھا دیا کیجئے۔ اور مسائل بتلا دیجئے۔ فقط

الوداع وغیرہ پڑھنا شعار روافض سے ہے

سوال (۲۴۲۸) رمضان شریف میں آخری جمعہ کو ایسا خطبہ پڑھنا جس میں الفاظ الفراق یا الوداع یا شہر رمضان جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسا خطبہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ علماء نے اس سے منع فرمایا ہے، اور اس کو شعار روافض کا لکھا ہے[1]۔ فقط۔

گاؤں والوں کو شہر میں جاکر جمعہ ادا کرنا ضروری نہیں

سوال (۲۴۲۹) آیا حدیث میں یہ حکم آیا ہے کہ گاؤں والے اتنی دور جاکر جمعہ پڑھیں کہ شام تک گھر لوٹ آئیں ورنہ گنہ گار ہوں گے ہم لوگ کاشتکار ہیں، ہم کو کبھی فرصت ہوتی ہے کبھی نہیں ہوتی۔ ہم گنہ گار ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ گاؤں والوں کو شہر میں جاکر جمعہ پڑھنا ضروری نہیں ہے چاہے شہر کتنا ہی نزدیک ہو۔ ہاں اگر بسہولت کوئی شخص جا سکے تو شہر میں جمعہ جاکر پڑھنا ثواب کا کام ہے اور اگر نہ جاوے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مدینہ طیبہ کے قرب وجوار میں جو دیہات تھے وہاں سب لوگ ہمیشہ مسجد نبوی میں جمعہ پڑھنے نہ آتے تھے بلکہ کبھی کوئی اور کبھی کوئی آتا یعنی جس کو فرصت ہوئی اور دل چاہا وہ آجاتا تھا اور جس کو فرصت نہ ملی وہ نہ آتا تھا۔ پس اب بھی یہی حکم ہے[2]۔ فقط

کارخانہ میں جمعہ جائز ہے

سوال (۲۴۳۰) میں کارخانہ موٹر کمپنی میں ملازم ہوں۔ دوپہر کو صرف ایک گھنٹہ کی اجازت خورد ونوش کے لئے ملتی ہے ایسی صورت میں جب کہ مسجد جامع بہت فاصلہ پر ہے خورد ونوش اور جمعہ کی نماز سے فراغت دشوار ہے تو اگر اسی کارخانہ

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ما ھذا لیس منہ فھو رد رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۲۷) ظفیر۔

[2] ومن لا تجب علیھم الجمعۃ من اھل القری والبوادی لھم ان یصلوا الظھر بجماعۃ یوم الجمعۃ باذان واقامۃ (عالمگیری مصری الباب السادس عشر فی الجمعۃ ص ۱۴۶) ظفیر۔

جائے ملازمت پر نماز جمعہ ادا کی جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ اگر وہ کارخانہ موٹر کا اس شہر کے متعلقات سے ہے جس میں جامع مسجد ہے یعنی فناء شہر میں واقع ہے جیسا کہ شہر سے باہر کوٹھیاں اور کارخانے اسی شہر کے متعلقات ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں چند آدمی ملکر نماز جمعہ اسی کارخانہ میں ادا کر سکتے ہیں کیونکہ نماز جمعہ جیسا کہ شہر میں صحیح ہوتی ہے اسی طرح شہر کے متعلقات بیرون شہر میں بھی صحیح ہے[1]۔ فقط

آیت جمعہ قطعی الدلالۃ ہے

سوال (۲۴۳۱) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِی الصلوٰۃ ۔ الآیۃ۔ آیت کریمہ مطلق ہے یا مقید قطعی ہے یا ظنی۔

الجواب: ۔ فرضیت جمعہ کے بارہ میں آیت قطعی الدلالۃ ہے[2]۔ لیکن باتفاق ائمہ و مجتہدین عام اور مطلق نہیں بلکہ مخصوص و مقید ہے اور مشروط ہے ساتھ شرائط کے جن کی تفصیل کتب فقہ ہدایہ در مختار وغیرہ میں درج ہے[3]۔ فقط۔

نیت جمعہ

سوال (۲۴۳۲) نماز جمعہ کی نیت اس طور سے درست ہے یا نہیں نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتی الجمعۃ فرض اللہ تعالیٰ متوجہاً الی جہۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر۔

الجواب: ۔ نیت نماز جمعہ بکیفیت مذکورہ صحیح ہے۔ فقط۔

احاطۂ مکان کی مسجد میں جمعہ

سوال (۲۴۳۲) اس طرف اکثر لوگ احاطۂ مکان میں ایک چار چھ ہاتھ مربع مکان دیوار یا مٹی کا بنام اللہ گھر یا مسجد۔ کے بلا لحاظ پابندی نماز بناتے ہیں

---

[1] وکما یجوز اداء الجمعۃ فی المصر یجوز اداءھا فی فناء المصر وھو الموضع المعد لمصالح المصر متصلاً بالمصر (عالمگیری مصری باب الجمعۃ ص ۱۳۵ ج ۱) ظفیر۔

[2] ھی (ای الجمعۃ) فرض عین یکفر جاحدھا لثبوتھا بالدلیل القطعی (در مختار) وھو قولہ تعالیٰ یاایھا الذین اٰمنوا اذا نودی بالصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الخ (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۷ ج ۱)

[3] ویشترط لصحتھا سبعۃ اشیاء المصر الخ (ایضاً ص ۷۴۷ ج ۱) ظفیر۔

یہ مکان ضرورتاً ادھر ادھر بھی ہٹا لیا جاتا ہے اور کبھی کھود بھی ڈالتے ہیں۔ غرض ایسی عرفی بستی یوں میں جو بڑی سے بڑی مسجد تھی اس میں لوگوں سے جمعہ کی جماعت تیار کرلی اور واعظ لوگ آئے انھوں نے بھی ان لوگوں کے ساتھ جمعہ پڑھا اور پڑھتے ہیں ایسی حالت میں عندالاحناف جمعہ پڑھنے والے مصیب ٹھیریں گے یا خاطی۔

الجواب:۔ اگر وہ بستی جس میں مکان واحاطہ مذکورہ دمسجد مذکور واقع ہے شہر یا قصبہ ہے جس میں عندالاحناف جمعہ واجب ادا ہوتا ہے اور بوقت نماز جمعہ دروازہ احاطہ کا کھلا ہوا ہے اور اذن عام ہے تو صحت صلوٰۃ جمعہ میں کچھ شبہ وتردد نہیں ہے۔ فقط۔

قبل خطبہ وعظ درست ہے

سوال (۲۴۳۴) گاؤں میں جامع مسجد میں قبل نماز جمعہ وعظ کہنا مکروہ ہے یا نہ اور «ان لا یتحلق الناس یوم الجمعۃ قبل الصلوٰۃ فی المسجد» کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اگر وقت میں گنجائش ہے اور کچھ ضرورت ہے تو قبل نماز جمعہ وعظ کہنا مکروہ نہیں ہے اور اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ نماز جمعہ سے پہلے مسجد میں نمازی حلقہ باندھ کر نہ بیٹھیں اور جس وقت خطبہ شروع ہو اس وقت خطبہ سنیں۔ فقط۔

جہاں شوافع کے نزدیک جمعہ جائز ہے کیا حنفی امام شافعی کے مذہب پر عمل کرسکتا ہے

سوال (۲۴۳۵) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جس گاؤں میں جمعہ جائز نہیں امام شافعی کے نزدیک اس گاؤں میں جمعہ جائز ہے جس میں ۴۰ نمازی ہوں۔ ایسے گاؤں میں حنفیہ کو امام شافعی کے مذہب پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ حنفیہ کو اس صورت میں امام شافعی کے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ حنفیہ نے اسکی تصریح فرمائی ہے کہ چھوٹے گاؤں میں نماز جمعہ وعیدین کی جائز نہیں ہے

لہ وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق (ردالمحتار باب جمعۃ ص۷۴۵ ج ۱)

والسابع الاذن العام (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۱ ج ۱) ظفیر

بلکہ در مختار وشامی میں قنیہ سے نقل کیا ہے کہ گاؤں میں جمعہ وعیدین کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔[1] فقط۔

دروازہ میں کھڑے ہوکر خطبہ خلاف سنت ہے۔

سوال (۲۴۳۶) اگر خطیب دروازۂ مسجد میں کھڑے ہوکر خطبہ پڑھے کہ مقتدی اور سامعین امام کی پشت کی طرف بھی ہوں تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: یہ خلاف سنت ہے، حکم یہ ہے کہ بوقت خطبہ مقتدیان خطیب کے سامنے ہوں[2]۔ فقط۔

شہر کے نواح میں کام کرنا ترک جمعہ کیلئے عذر نہیں

سوال (۲۴۳۷) اگر کاشتکاران وغیرہ آبادی سے ایک ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر قلبرانی وچاہ سے آبپاشی کرتے ہیں اور نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے اور کہتے ہیں کہ جنگل سے آبادی میں آنے اور نماز جمعہ میں شریک ہونے سے ہمارا کام بند ہوجاتا ہے۔ یہ عذر ان کا معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب: یہ عذر ترک جمعہ کا شہر کے رہنے والے کاشتکاران وغیرہ کو جو کہ شہر میں جنگل میں کار زراعت میں مشغول ہیں نہیں ہوسکتا[3]۔ فقط۔

---

[1] صلاة العید فی القری تکرہ تحریما (در مختار) ومثلہ الجمعة (رد المحتار باب العیدین ص ۶۵۱ ج ۱) ظفیر

[2] عن ابن عمر قال کان النبی صلی الله علیہ وسلم یخطب خطبتین کان یجلس اذا صعد المنبر وعن عبد الله بن مسعود قال کان النبی صلی الله علیہ وسلم اذا استوی علی المنبر استقبلناه بوجوهنا رواه الترمذی (مشکوٰة باب الخطبہ ص ۱۲۳) ظفیر

[3] بان وجوبها مختص باهل المصر والخارج عن هذا الحد لیس اهلہ قات وهو ظاهر المتون وفی المعراج انہ اصح ما قیل (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۳ ج ۱) ظفیر ولا وجوبها علی مکاتب ومعض واجیر ویسقط من الاجر بحسابه لو بعید او الا لا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۳ ج ۱) ظفیر۔

جامع مسجد میں گنجائش نہ رہے تو کیا عیدگاہ میں جمعہ کی نماز پڑھی جاسکتی ہے

سوال (۲۴۳۸) کثرت نمازیان سے مسجد جامع میں اس قدر وسعت نہیں ہے جو کل نمازیان کے لئے کافی ہوسکے ایسی حالت میں اگر عیدگاہ میں نماز جمعہ پڑھی جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ بصورت موجودہ نماز عیدگاہ میں درست ہے اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ ایک شہر میں چند مسجدوں میں جمعہ صحیح ہے[۱]۔ فقط۔

یک وقت کئی مسجد میں جمعہ درست ہے

سوال (۲۴۳۹) شہر کی جامع مسجد میں جس وقت نماز جمعہ ہوتی ہے ٹھیک اسی وقت دیگر مساجد میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ مفتی بہ مذہب کے موافق دوسری مساجد میں بھی جمعہ اس وقت صحیح ہے[۲]۔ فقط

منبر کا درمیان صف میں رکھنا درست ہے یا نہیں

سوال (۲۴۴۰) یہاں پر نمازیوں کی کثرت اور مسجد کی تنگی کی غرض سے اور آواز دور پہنچانے کی غرض سے ممبر دیوار قبلہ سے ہٹا کر رکھا جاتا ہے جس صورت میں بعض صفوف خطیب کے پس پشت ہوجاتی ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ سنت یہ ہے کہ بروز جمعہ منبر محراب کے پاس ہو اور خطیب اس پر کھڑا ہوکر خطبہ پڑھے اور مقتدیان اس کے سامنے ہوں۔ کما فی البدائع من السنة ان یستقبل الناس بوجهه ویستدبر القبلة[۳] ۔ انتہیٰ ۔ پس بوجہ ضرورت سنانے لوگوں کے اس سنت کو ترک نہ کرنا چاہئے کہ سب کا سننا ضروری نہیں ہے ۔ اور کثرت نمازیان کی صورت میں سب کو

---

[۱] وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقا علی المذهب وعلیه الفتوی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص۵۵۵ ج۱) ظفیر۔ [۲] وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقا علی المذهب وعلیه الفتوی (ایضاً) [۳] دیکھئے بدائع الصنائع فصل فی الجمعة ص۲۶۳ ج۱ ۱۲۔ اذا جلس علی المنبر (درمختار) ومن السنة ان یخطب علیه اقتداء به صلی الله علیه وسلم وان یکون علی یسار المحراب قهستانی (باب الجمعة ص۷۵۷ ج۱) ظفیر۔

سنانا دشوار ہے۔ فقط۔

مصر کی تعریف میں اختلاف

سوال (۲۴۴۱) مولوی عبدالشکور صاحب اپنے رسالہ علم الفقہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مقامات معروفہ ذیل مصر ہیں (۱) جو مقام کسی مصر مقام سے اتنے فاصلہ پر ہو کہ وہاں سے کوئی شخص نماز جمعہ پڑھنے کے لئے مصر مقام میں جاوے اور نماز پڑھکر دن ہی دن میں اپنے گھر واپس آجاوے تو یہ مقام بھی مصر ہے۔ از شرح سفر السعادۃ (۲) وہ مقام مصر ہے کہ جہاں مرد مسلمان مکلف اس قدر آباد ہوں کہ اس مقام کی بڑی مسجد میں نہ سماسکیں از بحرالرائق۔ یہ تعریف صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ حنفیہ کا مذہب مفتی بہ نہیں ہے۔ گویا مؤلف نے بعض اقوال نقل کردیئے ہیں کہ ایسا بھی بعض کا قول ہے اور شاید صاحب سفر السعادۃ کے نزدیک یہی راجح ہوگا مگر حنفیہ کا مذہب معتمد یہ نہیں ہے۔ کما یظہر من کتب الفقہ (۲) یہ تعریف مصر کی منقوض ہے۔ کما صرح بہ فی شرح المنیۃ یہاں بھی مؤلف صاحب نے مذہب راجح کو چھوڑ کر بعض روایات کو اختیار کیا ہے۔ فقط۔

لہ والفصل فی ذالک ان مکۃ والمدینۃ مصران، تقام بہما الجمعۃ من زمنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی الیوم فکل موضع کان مثل احدہما فہو مصر (غنیۃ المستملی ص ۵۱۱) آگے بعض لوگوں نے بڑی مسجد کے ساتھ مصر کی جو تعریف کی ہے اس کا رد کرتے ہیں. فکل تفسیر لا یصدق علی احدہما فہو غیر معتبر حتی التعریف الذی اختارہ جماعۃ من المتاخرین کصاحب المختار والوقایۃ وغیرہما وہو مالو اجتمع اہلہ فی اکبر مساجدہ لا یسعہم فانہ منقوض بہما اذ کل مسجد منہما یسع اہلہ وزیادۃ (ایضاً) مصر کی تعریف جو صاحب ہدایہ نے کی اسکی صحت کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں والحد الصحیح ما اختارہ صاحب الہدایۃ انہ الذی لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود الخ (ایضاً) تحفۃ الفقہاء میں امام صاحبؒ سے تعریف نقل کی ہے۔ عن ابی حنیفۃ انہ بلدۃ کبیرۃ فیہا سکک واسواق ولہا رساتیق وفیہا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ وعلمہ او علم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث ہذا ہو الاصح (ایضاً) ظفیر۔

وقت خطبہ جمعہ پنکھا کرنا اور ننگے سر بیٹھنا کیسا ہے

سوال (۲۴۴۲) بوقت خطبہ جمعہ پنکھا ہلانا اور ننگے سر بیٹھنا درست ہے یا نہ۔

الجواب: - یہ اچھا نہیں ہے۔[1] فقط۔

فنائے مصر میں جو گاؤں ہو اس میں جمعہ

سوال (۲۴۴۳) شہر سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا گاؤں واقع ہے اور شہر و گاؤں کے درمیان باغیچہ اور نہر اور احاطہ گھوڑوں کے رہنے کا ہے۔ اس چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ مصر اور فنائے مصر کی صحیح تعریف کیا ہے۔ گھوڑوں کے احاطہ کے متعلق ملازموں کے مکانات ہیں، ان مکانات میں مسجد ہے اس مسجد میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - مصر کی تعریف میں اختلاف ہے لیکن بظاہر مدار عرف پر ہے۔ عرفاً جو شہر اور قصبہ ہو اور آبادی اس کی زیادہ ہو اور بازار و گلیاں اس میں ہوں اور ضروریات سب ملتی ہوں وہ شہر ہے[2] اور فناء مصر وہ جگہ ہے جو شہر کے متصل شہر کی ضروریات مثل رکض خیل وغیرہ کے لئے ہو۔[3] وہ چھوٹا گاؤں جس کا ذکر سوال میں ہے اس میں عند الحنفیہ جمعہ صحیح نہیں ہے اور وہ احاطہ گھوڑوں کا اگر متعلق شہر ہے تو فناء مصر ہے اور اس کے پاس جو ملازموں کے مکانات ہیں

---

[1] وکل ما حرم فی الصلاۃ حرم فیہا ای فی الخطبۃ خلاصۃ وغیرہا فیحرم اکل وشرب وکلام ولو تسبیحا او رد سلام او امرا بمعروف بل یجب علیہ ان یستمع ویسکت بلا فرق بین قریب وبعید (درمختار) ظاہرہ انہ یکرہ الاشتغال بما یفوت السماع وان لم یکن کلاما (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۸ ج ۱) ظفیر۔

[2] فی التحفۃ عن ابی حنیفۃ انہ بلدۃ کبیرۃ فیہا سکک واسواق ولہا رساتیق وفیہا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ وعلمہ او علم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث وہذا ہو الاصح (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۸ ج ۱) ظفیر۔

[3] او فناءہ وہو ما حولہ اتصل بہ اولا، لاجل مصالحہ کدفن الموتی ورکض الخیل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۹ ج ۱) ظفیر۔

وہاں جمعہ صحیح ہے۔ فقط۔

خطبہ میں سلطان المعظم کا نام لینا درست ہے

سوال (۲۴۴۴) ایک امام مسجد خطبۂ ثانی جمعہ میں خلیفہ کا نام نہیں لیتا۔ ہمارے ساتھ ناحق جھگڑا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس وقت کوئی خلیفہ نہیں ہے، اس صورت میں جو حکم شرعاً ہو اس سے مطلع فرمائیں۔

الجواب:۔ خلیفۃ المسلمین یعنی سلطان المعظم کا نام خطبہ میں لینا چاہئے اور ان کے لئے دعاء نصرت و فتح کرنی چاہئے یہ عین اسلامی خدمت ہے اور تمام عساکر اسلامیہ کیلئے فتح و نصرت کی دعا کرنی چاہئے اور مسلمانوں کو حضرت سلطان المعظم کو اپنا خلیفہ سمجھنا ضروری ہے[1]۔ اور یہ کہنا کہ اس وقت کوئی خلیفہ نہیں ہے غلط ہے، ایسی باتیں مسلمانوں کو کہنا اور افعال خلاف اسلام کرنا اور کفار و نصاریٰ سے اختلاط و موالات رکھنا حرام ہے اور ترک موالات ضروری اور لازمی اور فرض مذہبی ہے[2]۔ فقط۔

نماز جمعہ میں خطبہ کی حیثیت

سوال (۲۴۴۵) نماز جمعہ میں خطبہ فرض ہے یا واجب یا سنت۔

خطبہ کی غلطی سے نماز میں نقص نہیں آتا

سوال (۲۴۴۶) اور خطبہ میں غلطی ہو جانے سے نماز میں تو کچھ نقص نہیں ہوتا۔

الجواب:۔ (۱ و ۲) جمعہ میں خطبہ فرض ہے اور خطبہ کی غلطی ہو جانے سے

---

[1] اما ما اعتید فی زماننا من الدعاء للسلاطین العثمانیۃ ایدھم اللہ تعالیٰ کسلطان البرین والبحرین وخادم الحرمین الشریفین فلا مانع منہ (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۰ ج ۱) ظفیر۔ [2] یہ ۱۳۴۰ھ کی بات ہے اس زمانہ میں خلیفۃ المسلمین ترکی میں تھے۔ اب یہ ۱۳۸۱ھ ہے۔ اب خلیفۃ المسلمین باقی نہ رہے۔ سلطان عبدالحمیدؒ کے بعد پھر کوئی ان کی جگہ خلیفۃ المسلمین کی حیثیت سے نہ بیٹھا، اس لئے ہمارے اس دور میں کسی کے نام لینے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جب کبھی کوئی خلیفۃ المسلمین منتخب کر لیا جائیگا اس کا نام خطبہ میں لیا جا سکے گا۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔

فرضیت جمعہ کا منکر کافر ہے

سوال (۲۴۴۷) زید کہتا ہے کہ آیت جمعہ ظنی ہے اس لئے نماز جمعہ فرض نہیں۔ منکر فرضیت جمعہ پر کیا حکم ہے۔

جمعہ کی فرضیت میں تاویل غلط ہے

سوال (۲۴۴۸) زید کہتا ہے کہ قرآن میں ظن باقی ہے اور نماز جمعہ سے مراد قرون اولیٰ میں صرف جہاد کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کا تھا پس یہ نماز فرض نہیں ہے۔

الجواب: منکر فرضیت جمعہ کا فر ہے اور آیۃ فرضیت جمعہ قطعی ہے اور ظنیت شرائط میں ہے نہ کہ اصل نماز جمعہ میں۔[۲]

(۲) زید کا قول غلط ہے اور پہلے لکھا گیا کہ فرضیت جمعہ کا منکر کافر ہے، البتہ جمعہ امصار و قصبات و قریہ کبیرہ میں فرض ہوتا ہے دیہات صغیرہ میں فرض نہیں ہے اور ادا نہیں ہوتا۔ کما فصل فی کتب الفقہ۔[۳] فقط۔

قلعہ جس میں عام داخلہ کی اجازت نہیں جمعہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۴۴۹) قلعہ میگزین میں جمعہ جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کس دلیل سے۔ اس قلعہ میں بلا ٹکٹ کے

---

[۱] ویشترط لصحتہا سبعۃ اشیاء الاول المصر الخ والرابع الخطبۃ فیہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۵۷۵ ج ۱ ظفیر) ۲ھ ہی فرض عین یکفر جاحدہا لثبوتہا بالدلیل القطعی کما حققہ الکمال وہی فرض مستقل آکد من الظہر ولیست بدلا عنہ (رد المحتار) قولہ بالدلیل القطعی وہو قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الآیۃ وبالسنۃ وبالاجماع (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۲ ج ۱ ظفیر)

[۳] وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر الخ ولو صلوا فی القری لزمہم اداء الظہر (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۳ ج ۱ ظفیر)

کوئی بھی نہیں جا سکتا۔ نزدیک امام ابوحنیفہؒ کے جو حکم ہو اس سے مطلع فرمائیں اور جگہ کے علماء عدم جواز پر ہیں۔

الجواب:۔ اقول وباللہ التوفیق۔ اس مسئلہ کے متعلق روایۃ درمختار ورد المحتار یہ ہے۔ والسابع الاذن العام من الامام ویحصل بفتح ابواب الجامع للواردین کافی ولا یضر غلق باب القلعۃ لعدو او لعادۃ قدیمۃ لان الاذن العام مقرر لاھلہ وغلقہ لمنع العدو لا المصلی نعم لو لم یغلق لکان احسن کما فی مجمع الانھر معزیا لشرح عیون المذاھب قال وھذا اولیٰ مما فی البحر والمنح فلیحفظ۔ فلو دخل امیر حصنا او قصرہ واغلق بابہ وصلی باصحابہ لم تنعقد ولو فتحہ واذن للناس بالدخول جاز وکرہ الخ (ردمختار) قولہ الاذن العام ای ان یاذن الناس اذنا عاما بان لا یمنع احدا ممن تصح منہ الجمعۃ عن دخول الموضع الذی تصلی فیہ وھذا مراد من فسر الاذن العام بالاشتھار (الیٰ ان قال) واعلم ان ھذا الشرط لم یذکر فی ظاھر الروایۃ ولذا لم یذکرہ فی الھدایۃ بل ھو مذکور فی النوادر ومشی علیہ فی الکنز والوقایۃ والنقایۃ والملتقی وکثیر من المعتبرات قولہ وھذا اولیٰ مما فی البحر والمنح۔ ما فی البحر والمنح ھو ما فرعہ فی المتن بقولہ فلو دخل امیر حصنا ای انہ اولیٰ من الجزم بعدم الانعقاد۔ قولہ او قصرہ۔ قلت وینبغی ان یکون محل النزاع ما اذا کانت لا تقام الا فی محل واحد اما لو تعددت فلا، لانہ لا یتحقق التفویت کما افادہ التعلیل تامل وقال قبیلہ وفی الکافی التعبیر بالدار حیث قال والاذن العام وھو ان تفتح ابواب الجامع ویؤذن للناس حتی لو اجتمعت جماعۃ فی الجامع واغلقوا الابواب وجمعوا لم یجز وکذا السلطان اذا اراد ان یصلی بحشمہ

فی دارہ فان فتح بابها واذن للناس اذنا عاما جازت صلوٰته شهدتها العامة اولا۔ وان لم یفتح ابواب الدار واغلق الابواب واجلس البوابین لیمنعوا عن الدخول لم تجز لان اشتراط السلطان للتحرز عن تفویتها علی الناس وذا لا یحصل الا بالاذن العام اھ قلت وینبغی ان یکون محل النزاع ما اذا کانت لا تقام الا فی محل واحد الخ۔ شامی۔[1]

پس روایت مذکورہ سے صاحب بصیرت کو اتنی بات معلوم ہو سکتی ہے کہ اگر قلعہ کا دروازہ بسبب عادۃ مستمرہ کے بند رہتا ہے اور قلعہ کے اندر رہنے والوں کو شرکت جمعہ کی اجازت ہے تو قلعہ کے اندر جمعہ صحیح ہے خصوصاً جب کہ علت عدم جواز جمعہ فی الحصن جو کہ تفویت جمعہ قلعہ سے باہر والوں کے لئے ہے پائی نہیں جاتی کیونکہ قلعہ سے باہر شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوتا ہے۔ کما صرح فی السوال السابق۔ اور حسب روایت مفتی بہا ایک شہر میں چند جگہ جمعہ درست ہے کما فی الدر المختار وغیرہ۔ وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذھب وعلیہ الفتوی۔[2] پس جب کہ علت عدم جواز صورت موجودہ مذکورہ میں موجود نہیں ہے اور جواز جمعہ کا حکم کرنے میں قلعہ کے اندر کام کرنے والوں کو بھی جمعہ کی نماز اور فضیلت جمعہ حاصل ہو سکتی ہے اور اس میں یسر اور سہولت بھی ہے اور یہ مطلوب فی الدین ہے، کما قال تعالیٰ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔[3] وفی الحدیث الدین یسر۔ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو اگر حسب تصریح درمختار وشامی قلعہ مذکورہ میں جواز جمعہ کا فتوی دیا جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور اذن عام کے اشتراط کی روایات اس کے منافی نہیں ہیں۔ کیونکہ شرط مذکور کی وجہ یہی ہے کہ لوگوں کو جمعہ سے روکا نہ جائے اور ان کا جمعہ فوت نہ ہو۔ پس جب

[1] رد المحتار علی ہامش الدر المختار ص ۷۶۱ و ص ۷۶۲ ج ۱ باب الجمعۃ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۵۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] سورۃ البقرہ رکوع ۲۳۔ ۱۲ ظفیر۔ [4] بخاری۔ باب الدین یسر ص ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

یہ وجہ موجود نہ ہو تو پھر صحت جمعہ میں کیا تردد ہو سکتا ہے۔ اور اس جزئیہ سے فلو دخل امیر حصنا او قصرہ الخ سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ وجہ عدم جواز تفویت جمعہ عن الناس ہے کیونکہ اقامت بموجودگی امیر کے ظاہر ہے کہ سوائے امیر کے کوئی نہ کرے گا اور جب اس نے دروازہ بند کر لیا اور باہر سے آنے والوں کو اجازت شرکت جمعہ نہ دے تو اس صورت میں باہر والوں کا جمعہ بالکل فوت ہوگا۔ وہو المانع عن الجواز۔ اور جب کہ یہ خوف باقی نہ ہو اور تفویت جمعہ عن الناس قلعہ میں جمعہ پڑھنے کی صورت میں متصور نہ ہو تو پھر حسب تصریح علامہ شامی جواز جمعہ فی القلعہ میں کچھ تردد نہیں ہو سکتا قلت وینبغی ان ان یکون محل النزاع ما اذا کانت لا تقام الا فی محل واحد اما لو تعددت فلا، لانہ لا یتحقق التفویت کما افادہ التعلیل تامل[1]۔ قولہ لم تنعقد۔ یحمل علی ما اذا منع الناس فلا یضر اغلاقہ لمنع عدو او لعادۃ کما مر۔ قلت ویؤیدہ قول الکافی واجلس البوابین الخ۔ فتامل[2]۔ اور اس میں چونکہ ذرا نظر اور غور و فکر کی ضرورت تھی اس لئے تامل کا امر کیا۔ اور فقہاء حنفیہ یہ بھی تصریح فرماتے ہیں کہ فوت دلیل مرجح قوی کا ہے۔ بایں ہمہ بند نہ کرنا دروازہ کا احسن ہے اور احوط ہے۔ کما عن الدر المختار نعم لو لم یغلق لکان احسن الخ لکونہ ابعد عن الخلاف۔ لیکن کلام جواز جمعہ میں نہیں جو کہ حسب روایات مذکورہ و تعلیل مذکور ثابت ہے[3]۔ فقط

---

[1] دیکھئے رد المختار باب جمعہ ص ۷۶۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] ایضاً۔

[3] تین سال ہوئے کلکتہ سے ایک سوال اسی طرح کا آیا تھا، اور پوچھا تھا کہ کارخانوں کے اندر جہاں اذن عام نہیں ہے جمعہ جائز ہے یا نہیں، بعض علماء ناجائز کہتے ہیں۔ حالانکہ عرصے سے ہم لوگ پڑھتے آ رہے ہیں۔ پھر کارخانہ میں جمعہ کے سلسلہ میں اپنی مجبوری لکھی تھی کہ اس کے بغیر چارۂ کار نہیں خاکسار نے جواز کا فتوی دیا تھا۔ یہاں دار الافتاء میں اور لوگوں کو تذبذب تھا اور ان کا رجحان کھل کر ناجائز کا تھا۔ مگر میں نے اسی انداز دلائل سے جواز ثابت کیا تھا اور بحث و تمحیص کے بعد صدر مفتی صاحب نے بھی تصویب کی تھی، الحمد للہ کہ آج اسکی تائید حضرت مفتی العلامؒ سے میسر آئی ۱۲ ظفیر۔

یہ کہنا غلط ہے کہ صحابہ نے نماز جمعہ سے روکا

سوال (۲۴۵۰) چند لوگ جہالت سے بیان کرتے ہیں کہ نماز جمعہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہے، آپ کے اصحاب نے نہیں پڑھی بلکہ بعض صحابہ نے لوگوں کو اس نماز سے روکا ہے۔ ایسا کہنے والوں پر شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- یہ قول ان لوگوں کا غلط ہے۔ نماز جمعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی ہے اور صحابہ کرامؓ نے بھی پڑھی ہے اور فرضیت نماز جمعہ کی مسلمانوں پر نص قطعی سے ثابت ہے اور شرائط فرضیت نماز جمعہ کی کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ فقط۔

اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جیل میں جمعہ

سوال (۲۴۵۱) مذہب اور اعلاء کلمۃ اللہ کی وجہ سے خالصۃً للہ مسلم کی اسیری داخل جہاد ہے یا نہیں۔ اور کیا نماز جمعہ جیل میں بھی فرض ہوگی، اگر نہیں تو جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کوشش کرنا اور اس پر اسیر ہونا داخل ثواب ہے اور خلافت اسلامیہ کے لئے کوشش کرنا ایک قسم کا جہاد ہے اور قیدی و اسیر پر جمعہ فرض نہیں ہے لیکن اگر موقع جمعہ میں شامل ہونے کا اس کو مل جاوے تو نماز ظہر اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اور جمعہ کی فرضیت کے لئے اور جمعہ کے شرائط میں سے ہے عاقل بالغ ہونا اور تندرست و آزاد ہونا اور بینا ہونا اور قید میں نہ ہونا وغیرہ۔۔۔۔ پس اگر کوئی شخص اسیر ہے اور جمعہ سے روکا جاتا ہے تو اس پر جمعہ فرض نہیں ہے[1]۔ فقط

بعد نماز جمعہ دعاء مختصر مانگی جائے یا طویل

سوال (۲۴۵۲) امام کو بعد نماز جمعہ دعاء مختصر مانگنی چاہئے یا مطول۔

---

[1] وشرط لافتراضها تسعة تختص بها اقامة بمصر الخ وصحة الخ وحرية الخ وذكورة الخ ووجود بصر الخ وعدم حبس الخ ان اختار العزيمة وصلاها وهو مكلف بالغ عاقل وقعت فرضا عن الوقت (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الجمعة ص۷۶۳ ج۱ وص۷۶۳ ج۱ وص۷۷۳ ج۱) ظفير۔

الجواب :- زیادہ طول نہ دینا چاہئے[1]۔ فقط۔

جمعہ میں نابینا کی امامت

سوال (۲۴۵۳) نابینا کے پیچھے جمعہ صحیح ہے یا نہیں اور چونکہ اس پر جمعہ فرض نہیں تو اس کی امامت درست ہے یا نہیں۔

الجواب :- نابینا کے پیچھے جمعہ صحیح ہے، ہدایہ میں ہے لا تجب الجمعة على المسافر الخ ولا اعمى فان حضروا فصلوا مع الناس اجزاهم عن فرض الوقت ويجوز للمسافر الخ ان يؤم في الجمعة[2]۔ فقط۔

بڑی آبادی میں مسلمان تھوڑے بھی ہوں تو جمعہ جائز ہے

سوال (۲۴۵۴) جہاں ہم لوگ رہتے ہیں اس ملک کا نام بسوٹھولینڈ ہے اور اس ملک کے باشندے کرسٹان ہیں، مسلمان صرف ساٹھ آدمی ہیں اور جنگل میں ایک مسجد بنائی ہے تو یہاں پر جمعہ وعیدین کی نماز درست ہے یا نہیں۔ جمعہ میں دس بارہ آدمی ہوتے ہیں۔

الجواب :- جب کہ وہ بستی بڑی ہے اور بمنزلہ شہر یا قصبہ کے ہے اگرچہ آبادی مسلمانوں کی نہ ہو تو وہاں جمعہ وعیدین کی نماز صحیح ہے اور فرض ہے اور ادا ہو جاتی ہے اگرچہ جماعت جمعہ وغیرہ میں دس بارہ آدمی ہوں اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر جمعہ کی نماز میں امام کے سوائے تین آدمی بھی ہوں تو جمعہ ہو جاتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ جگہ جہاں جمعہ وغیرہ پڑھا جاوے بڑی بستی ہو، یا اس کے متعلقات میں سے ہو کیونکہ بڑی بستی کے جنگل میں بھی نماز جمعہ وعیدین صحیح ہے[3]۔ فقط۔

کسی ریاست کے رئیس کے لئے جمعہ کے خطبہ میں دعا درست نہیں

سوال (۲۴۵۵) کسی ریاست کا رئیس جو صوم وصلوٰۃ واحکام شریعت کا پابند نہ ہو وہ روز جمعہ خطبہ میں بجائے نام

---

[1] ویکرہ تاخیرا لسنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ الدر المختار على هامش رد المحتار باب صفة الصلاة ص ۴۹۲ ج ۱ ظفیر۔

[2] ہدایہ باب الجمعة ص ۱۵۲ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔

[3] وتقع فرضا فی القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الخ (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۴۸ ج ۱) ظفیر۔

خلیفۃ المسلمین کے اپنا نام پڑھوائے تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - خطبہ میں سلطان اسلام و خلیفۃ المسلمین کے لئے دعا کرنا فقہاء نے لکھا ہے اور یہ طریق جو سوال میں درج ہے کہ رئیس کے لئے دعا کرنا یہ جائز نہیں ہے[1]، باقی نماز و خطبہ ہو جاتا ہے۔ فقط۔

کارخانہ کے اندر جہاں عام اجازت نہیں جمعہ جائز ہے

سوال (۲۴۵۶) ایک کارخانہ مل کا بمقام ہوڑہ (مضافات ہوڑہ) ہوڑہ سے دو میل ہے۔ تقریباً اسی نوے ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔ وہاں کوئی مسجد نہیں۔ ہاں نماز کے لئے ہر شخص جہاں چاہتا ہے پنجگانہ نماز ادا کرتا ہے لیکن جمعہ ایک کثیر جماعت سے جس جگہ ایک خالی میدان پایا پڑھ لیا جاتا ہے۔ حکام کارخانہ سے روک ٹوک نہیں بلکہ درخواست دیکر اذن حاصل کیا گیا ہے، ایسے مقام پر جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ جائز نہیں اس لئے کہ اذن عام نہیں بلکہ کارخانہ والوں کو اجازت ہے کارخانہ والوں کو صرف ظہر کی نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ کیونکہ صبح سات بجے سے ساڑھے چار بجے تک کام کا وقت ہوتا ہے تو اس صورت میں ظہر کی نماز وہاں ادا ہوتی ہے یا نہ اور جمعہ کی نماز کا کیا حکم ہے۔

الجواب: - جمعہ وہاں درست ہے اور کارخانہ والوں کو اذن ہونا کافی ہے اور کارخانہ والوں کی جماعت وہاں جمعہ کر سکتی ہے[2]۔ اور پنجگانہ نمازوں کے لئے تو کسی حاکم کے اذن کی ضرورت ہی نہیں ہے، لہٰذا ظہر وہاں پر ہر ایک شخص کی ادا ہو جاتی ہے۔ فقط۔

---

[1] ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القہستانی ویکرہ تحریما وصفہ بما لیس فیہ (در مختار) قولہ وجوزہ القہستانی الخ وعبارتہ ثم یدعو لسلطان الزمان بالعدل والاحسان الخ (رد المختار باب الجمعۃ ص ۷۶۹ ج ۱) ظفیر۔

[2] قلت وینبغی ان یکون محل النزاع ما اذا کانت لا تقام الا فی محل واحد اما لو تعددت فلا، لانہ لا یتحقق التفویت کما افادہ التعلیل (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۲ ج ۱) ظفیر۔

فسادی امام کے پیچھے جمعہ

سوال (۲۴۵۷) ایک امام مسجد نے مطلقہ ثلثہ کا نکاح مطلق سے بلا حلالہ کے کر دیا اور کہا کہ میرے نزدیک یہ واحدہ رجعیہ ہے۔ اس کو سمجھانے کے لئے شرح وقایہ دکھلایا گیا تو اس نے شرح وقایہ صحن مسجد میں پھینک دیا اور خطبہ میں اخباری تقریریں پڑھتا ہے تو دوسری مسجد میں علیحدہ جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض لوگ امام اول ہی کے پیچھے پڑھنا چاہتے ہیں۔

الجواب:۔ علیحدہ بھی جمعہ پڑھنا جائز اور درست ہے۔ اور اگر امام اول کے پیچھے مسجد اولیٰ میں پڑھیں تو یہ بھی درست ہے۔ غرض یہ کہ امام اول اگر فسادی شخص ہے اور اس کے علیحدہ کرنے میں فتنہ ہے تو اسی کے پیچھے نماز پڑھ لیں ہر طرح درست ہے۔ اور اگر امام اول کے علیحدہ کرنے میں کچھ فتنہ نہیں ہے اور وہ صاف طور سے توبہ نہ کرے تو اس کو علیحدہ کر کے امام ثانی مقرر کیا جاوے[1]۔ فقط

امیر اگر کسی آبادی کو مصر بنادے تو وہاں جمعہ درست ہے

سوال (۲۴۵۸) ربذہ گاؤں تھا یا کیا، یہاں حضرت ابو ذرؓ کا جمعہ پڑھنا خلیفہ ثالث اور اکثر جلیل القدر صحابہ کا اس پر نکیر نہ فرمانا ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ربذہ کے متعلق شرح منیہ میں منقول ہے "عن محمد ان کل موضع مصرہ الامام فهو مصر حتی لو انه بعث الی قریة نائبا لاقامة الحدود والقصاص تصیر مصرا فاذا عزله تلحق بالقری ووجه ذلك ما صح انه کان لعثمان عبد اسود امیر علی الربذة یصلی خلفه ابوذرؓ وعشرة من الصحابة الجمعة وغیرها ذکرہ ابن حزم فی المحلی"[2]۔ فقط۔

---

[1] قال اصحابنا لا ینبغی ان یقتدی بالفاسق الا فی الجمعة لانه فی غیرها یجد اماما غیره

[2] قال فی الفتح وعلیه فتکرہ فی الجمعة اذا تعددت اقامتها فی المصر علی قول محمد المفتی به لانه بسبیل الی التحول (رد المحتار باب الامامة ص ۵۲۳ ج ۱ ظفیر) ۲؎ غنیة المستملی بحث شروط جمعہ ص ۵۴۳ ظفیر

جمعہ کے دن بھی زوال کے وقت نماز درست نہیں

سوال (۲۴۵۹) بعض لوگ جمعہ کے دن میں دوپہر کے وقت قبل اذان دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جمعہ کے روز دوپہر کے وقت یہ دو رکعت مکروہ نہیں۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- صحیح یہ ہے کہ زوال کے وقت کوئی نماز درست نہیں ہے، سب نمازیں فرض و واجب و سنت و نفل اس وقت مکروہ تحریمی ہیں، البتہ امام ابو یوسفؒ سے مثل امام شافعی کے روایت جواز کی ہے لیکن ظاہر ہے کہ ایسے مواقع میں حرمت کو ترجیح ہوتی ہے لان الحرام مقدم علی المبیح[۱]۔ فقط۔

خطبہ جمعہ و عیدین کے شروع میں بسم اللہ جہر کے ساتھ نہ پڑھی جائے

سوال (۲۴۶۰) خطبہ جمعہ یا عید کے شروع میں بسم اللہ باواز بلند پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:- کسی خطبہ سے پہلے بسم اللہ بجہر نہ پڑھے بلکہ آہستہ پڑھے عند الحنفیہ یہی سنت ہے اور جہر کرنا خلاف سنت ہے[۲]۔ فقط۔

---

[۱] وكره تحريما صلاة مطلقا ولو قضاء او واجبة او نفلا الخ مع شروق الخ واستواء الا يوم الجمعة على قول الثاني المصحح المعتمد كذا في الاشباه ونقل الحلبي عن الحاوي ان عليه الفتوى (در مختار) لكن لم يعول عليه في شرح المنية والامداد على ان هذا ليس من المواضع التي يحمل فيها المطلق على المقيد كما يعلم من كتب الاصول وايضا فان حديث النهي صحيح رواه مسلم وغيره فيقدم بصحته واتفاق الائمة على العمل به وكونه حاظرا ولذا منع علماءنا عن سنة الوضوء وتحية المسجد وركعتي الطواف ونحو ذالك فان الحاظر مقدم على المبيح (رد المحتار كتاب الصلوٰة ص ۳۴۳/۱ و ص ۳۴۴/۱) ظفير

[۲] ويبدأ بالتعوذ سرا (در مختار) اي قبل الخطبة الاولى بالتعوذ ثم بحمد الله تعالىٰ (رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۵۹/۱) ظفير

خطبہ جمعہ و عیدین میں مصطفیٰ کمال اور امیر امان اللہ کیلئے دعا درست ہے یا نہیں

سوال (۲۴۶۱) خطبہ جمعہ یا عیدین میں امیر کابل اور کمال پاشا وغیرہ کا نام لیکر دعا کرنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ خطبہ میں سلطان المعظم اور مصطفیٰ کمال پاشا اور امیر امان اللہ صاحب کے لئے دعائیہ کلمات کہنا اور نام لینا درست اور مستحب ہے[1]۔ فقط۔

فنا مصر سے باہر جمعہ درست نہیں

سوال (۲۴۶۲) ایک آبادی قصبہ سیوہارہ سے سوا سو قدم آگے ہے اور عیدگاہ اس قصبہ کی دو چند اس آبادی سے آگے ہے لیکن چوکیدار اور چوکیدار علیحدہ ہے۔ اس آبادی میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جب کہ وہ علیحدہ گاؤں شمار ہوتا ہے اور نام بھی جدا ہے اور چوکیدار وغیرہ اس کا علیحدہ ہے تو وہ فنائے مصر میں شمار نہ ہوگا اور جمعہ وہاں صحیح نہیں ہے[2]۔ فقط

اذان جمعہ کے پہلے الصلوٰۃ والسلام پکارنا درست نہیں

سوال (۲۴۶۳) اذان جمعہ سے پہلے کانوں پر ہاتھ رکھ کر الصلوٰۃ والسلام علیکم یا رسول اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا آدم صفی اللہ بآواز بلند پکارنا اور ضروری جاننا اس کا کیسا ہے۔

الجواب:۔ اس کی کچھ اصل شریعت میں نہیں ہے پس التزام کرنا اس کا اور ضروری جاننا حسب قواعد فقہ ناجائز ہے[3]۔

---

[1] ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القہستانی ویکرہ تحریما وصفہ بما لیس فیہ (درمختار) قولہ وجوزہ القہستانی الخ عبارتہ ثم یدعو لسلطان الزمان بالعدل والاحسان متجنبا فی مدحہ عما قالوا الخ (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۹ ج ۱) ظفیر

[2] لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر الخ ولو صلوا فی القری لزمہم اداء الظہر (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۸ ج ۱) ظفیر

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد (مشکوۃ باب الاعتصام ص ۲۷) ظفیر

اذان ثانی جمعہ میں حی علی الفلاح میں پورا بدن شمال کی طرف پھیر دینا بے ثبوت ہے

سوال (۲۴۶۴) اذان ثانی جمعہ کے وقت جس وقت حی علی الصلوٰۃ کہے بایاں پیر آگے کو بڑھا کر کل بدن جانب شمال پھیر دینا، اسی طرح حی علی الفلاح کے وقت کرنا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ اس کا کچھ ثبوت احادیث و فقہ سے نہیں ہے[1]۔ فقط۔

کیا جمعہ میں منبر پر ہی خطبہ ضروری ہے

سوال (۲۴۶۵) بوجہ ازدہام اور مجمع کے اگر اصل منبر پر خطبہ جمعہ کا نہ پڑھا جاوے بلکہ لکڑی کے منبر پر یا کبرہ پر امام خطبہ جمعہ اور عیدین کا پڑھے تو جائز بلا کراہت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شامی میں قول درمختار و اذا جلس علی المنبر الخ کی شرح میں لکھا ہے ومن السنۃ ان یخطب علیہ اقتداءً بہ صلی اللہ علیہ وسلم بحر۔ وان یکون علی یسار المحراب[2]۔ الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ جو منبر عادۃً یسار محراب ہوتا ہے اسی پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اگر کبرہ وغیرہ پر پڑھے گا تو خلاف سنت ہوگا اور ہجوم کی رعایت کہاں تک ہو سکتی ہے کیونکہ سب کا سننا دشوار ہے۔ فقط

جمعہ کی اذان ثانی ثابت ہے

سوال (۲۴۶۶) اذان ثانی جو خطبہ کے وقت خطیب کے روبرو ہوتی ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء رضی اللہ عنہم کے عہد میں یہی طریقہ تھا یا کیا۔

الجواب:۔ اسی طرح سے کہیں ثانی تھی ویؤذن ثانیاً بین یدیہ (درمختار) ای علی

---

[1] لہٰذا اس رسم سے بچنا ضروری ہے۔ اذان میں منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔ ویستقبل بھما ای الاذان والاقامۃ القبلۃ ولو ترک الاستقبال جاز ویکرہ واذا انتھی الی الصلوٰۃ والفلاح حول وجھہ یمیناً وشمالاً وقدماہ مکانھما (عالمگیری کشوری باب الاذان ص ۵۴ ج ۱) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ پاؤں اٹھا کر بڑھنا اور پھرنا خلاف سنت ہے

[2] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۰۱ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

سبیل السنۃ۔ شامی[1]۔ پس لفظ علیٰ سبیل السنۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریق سنت کے موافق ہے اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں ایسا ہی ہوتا تھا۔ فقط

عورتوں کی شرکت نماز جمعہ میں مکروہ ہے

سوال (۲۴۶۷) عورتیں شہر کی جامع مسجد میں پردہ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کر سکتی ہیں یا نہیں۔ جمعہ کے بہانے سے وعظ و نصیحت بھی سن لیتی ہیں۔

الجواب:۔ عورتوں کے لئے احتیاط اور پردہ کی زیادہ ضرورت ہے اور جلب نفع سے دفع مضرت مقدم ہے، اسی لئے فقہاء نے عورتوں کو جماعت و جمعہ و عیدین و وعظ کی مجالس میں شامل ہونے کو مکروہ فرمایا ہے۔ درمختار میں ہے ویکرہ حضورھن الجماعۃ ولوالجمعۃ وعید ووعظ مطلقا ولو عجوزا لیلا علی المذھب[2] المفتی بہ لفساد الزمان الخ۔ فقط۔

ایک سلام پھیر دینے کے بعد جمعہ میں شرکت درست نہیں

سوال (۲۴۶۸) امام کے ایک سلام پھیرنے کے بعد نماز جمعہ میں شریک ہونے سے جمعہ ادا ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز جمعہ صحیح نہ ہوگی، وہ شخص ظہر کی نماز پڑھے[3]۔ فقط۔

خطبہ کے وقت کوئی نفل و سنت نماز نہ پڑھی جائے

سوال (۲۴۶۹) امام کے خطبہ پڑھتے ہوئے اگر کوئی آوے تو خطیب کا اس کو یہ کہنا کہ دو رکعت پڑھ لیجئے جائز ہے یا نہیں۔

خطیب منبر پر پہونچکر لوگوں کو اندر بیٹھنے کو کہہ سکتا ہے

سوال (۲۴۷۰) خطیب کا خطبہ شروع کرنے سے پہلے منبر پر سے لوگوں کو یہ کہنا کہ پہلی صف میں آجائیے جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] ردالمختار باب الجمعۃ ص ۷۷۰ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمختار باب الامامۃ ص ۵۲۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] وتنقطع التحریمۃ بتسلیمۃ واحدۃ برہان وقدمر (درمختار) ای فی الواجبات حیث قال وتنقضی قدوۃ بالاول قبل علیکم علی المشھور عندنا خلافا للتکملۃ اھ فلا یصح الاقتداء بہ بعدھا لانقضاء حکم الصلاۃ (ردالمحتار باب صفۃ الصلاۃ بحث الفصل ص ۳۹۰ ج ۱) ظفیر الصدیقی۔

الجواب: (۱) خطبہ کے وقت کوئی نماز نہ پڑھنی چاہیے اور نہ خطیب کسی کو حکم کرے دو رکعت نماز کے پڑھنے کا۔ اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام۔ یعنی جس وقت امام خطبہ پڑھنے کو اٹھے اور منبر پر بیٹھے اس وقت سے نماز اور کلام سب ممنوع ہے۔[1]

(۲) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کذا فی الشامی۔[2] فقط۔

منبر کے جس زینہ سے چاہے خطیب خطبہ دے سکتا ہے

سوال (۲۴۷۱) خطیب منبر کے کونسے زینہ پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے۔ کسی درجہ پر کھڑے ہونے میں کسی کی بے ادبی ہے یا نہیں

الجواب: اس میں شرعاً کچھ تحدید نہیں ہے جونسے درجہ پر کھڑا ہو جاوے جائز ہے اور سنت صعود علی المنبر ادا ہو جاوے گی۔ شامی میں ہے ومن السنۃ ان یخطب علیہ اقتداء بہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ وبحث بعضہم ان ما اعتید الآن من النزول فی الخطبۃ الثانیۃ الی درجۃ مصلی ثم العود بدعۃ قبیحۃ شنیعۃ الخ[3] پس اس سے زیادہ اس میں کچھ قید شرعاً نہیں ہے، دوسرے یا تیسرے جس درجہ پر کھڑا ہو جاوے درست ہے اور اس میں کچھ سوء ادبی کسی کی نہیں ہے۔ فقط

ملازمان کمپنی کارخانہ کے کسی کمرہ میں جمع ہو کر جمعہ پڑھ سکتے ہیں

سوال (۲۴۷۲) ہم لوگ ملازمان کمپنی کارخانہ، کارخانہ کے ایک کمرہ میں نماز ادا کرتے ہیں۔ چونکہ جامع مسجد تقریباً ایک میل کے

---

[1] اذا خرج الامام من الحجرۃ ان کان والا فقیامہ للصعود فلا صلاۃ ولا کلام الی تمامہا (درمختار) قولہ فلا صلاۃ شمل السنۃ وتحیۃ المسجد۔ بحر (ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۴/۱) ظفیر۔

[2] وکل ما حرم فی الصلاۃ حرم فی الخطبۃ الخ فیحرم اکل وشرب وکلام ولو تسبیحا او رد سلام او امرا بمعروف (درمختار) الا اذا کان من الخطیب کما تقدم من الشارح (ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۸/۱) ویکرہ تکلمہ فیہا الا لامر بمعروف لانہ منہا (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۵۹/۱) ظفیر۔

[3] ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۶۷/۱ ۱۲ ظفیر۔

فاصلہ پر ہے اور ہم لوگ نوکری کی وجہ سے وہاں نہیں جا سکتے لہٰذا اس کمرہ میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔

جمعہ کے لئے مسجد شرط نہیں

سوال (۲۴۷۳) نماز جمعہ کے لئے مسجد شرط ہے یا نہیں اور وہ کمرہ مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱ و ۲) وہ کمرہ مسجد کا حکم نہیں رکھتا اور مسجد شرعی وہ نہیں ہے لیکن جمعہ اور جماعت اس میں درست ہے کیونکہ جماعت اور جمعہ کے لئے مسجد ہونا شرط نہیں[1]۔

جمعہ میں اذان ثانی کا ثبوت

سوال (۲۴۷۴) اذان دوم جو خطیب کے روبرو مسجد میں کہی جاتی ہے اس کی کیا سند ہے۔ ابوداؤد سے ثابت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ اذان دروازہ مسجد پر ہوتی تھی۔

الجواب:- ہدایہ میں ہے واذا صعد الامام المنبر جلس واذن المؤذن بین یدی المنبر بذالک جری التوارث[2]۔ وعن السائب بن یزید قال کان النداء یوم الجمعة اولہ اذا جلس الامام علی المنبر علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکرؓ وعمرؓ فلما کان عثمانؓ وکثر الناس زاد النداء الثالث علی الزوراء۔ رواہ البخاری[3] اور دروازہ مسجد میں ہونے سے مراد قریب دروازہ کے بھی ہو سکتا ہے جو کہ منافی مسجد میں ہونے کے اور سامنے منبر کے ہونے کے نہیں ہے۔ وتحقیقہ فی المطولات۔ فقط۔

وجوب جمعہ کے باوجود جمعہ چھوڑنا حرام ہے

سوال (۲۴۷۵) جس شہر میں اسی ہزار لوگ بستے ہوں اور چار پانچ بازار موجود ہوں اشیاء ضروریہ ملتی ہیں اگر وہاں کوئی

---

[1] ویشترط لصحتہا سبعة اشیاء الاول المصر الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعة ص ۱/۷۴۷) ان میں مسجد کو شرائط میں شمار نہیں کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔ [2] ہدایہ باب الجمعة ص ۱/۱۵۴ ۱۲ ظفیر۔ [3] دیکھئے حاشیہ ہدایہ باب الجمعة ص ۱/۱۵۴ ۱۲ مولانا عبد الحی صاحب (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

قصداً جمعہ ترک کرے تو وہ فاسق ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر وہ ایک بستی ایسی ہے کہ اس میں اسی ہزار آدمی آباد ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ ایک بہت بڑا شہر ہے کیونکہ اس قدر آبادی بڑے بڑے شہروں میں ہوتی ہے پس وہاں جمعہ کے فرض ہونے میں کچھ تردد نہیں ہے اور جمعہ کا چھوڑنا وہاں حرام ہے لہٰذا تارک جمعہ اس جگہ فاسق ہوگا[1]۔

جمعہ کی فرض و سنت نمازیں

سوال (۲۴۷۶) نماز جمعہ کی مع فرائض و سنن کے کتنی رکعت ہیں بعد جمعہ کے چار فرض ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ جمعہ کی نماز کی کیفیت اس طرح ہے اول چار رکعت سنت پھر دو فرض جمعہ کے امام کے ساتھ پھر چار رکعت سنت بعد جمعہ کے پڑھے اور اگر دو رکعت بعد چار سنت کے پڑھے یعنی کل چھ رکعت سنت بعد جمعہ کے پڑھے تو یہ اچھا ہے۔ کما فی بعض الروایات۔ اور جمعہ کے بعد ظہر کے چار فرض نہیں ہیں۔ وہ نہ پڑھے۔ کذا فی الدر المختار ناقلاً عن البحر[2]۔ فقط۔

بنگلہ زبان میں خطبہ مکروہ ہے

سوال (۲۴۷۷) بعض مسلمان حاکموں کی طرف سے بنگلہ زبان میں خطبہ شائع ہوا ہے جس کو کہیں بزور حکومت دباؤ ڈال کر جاری کر رہے ہیں اور کبھی خطیب کو ہٹا کر خود امام بن جاتے ہیں تو ایسی صورت میں خلاف سنت ہونیکے سوا

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) لکھنوی لکھتے ہیں وفی روایۃ البخاری، النداء الثانی وزاد ابن ماجۃ علی دار فی السوق یقال لہ الزوراء وسمیت ثالثا لان الاقامۃ تسمی اذانا لہ فتح القدیر (ایضا) ظفیر۔

[1] وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (رد المحتار، باب الجمعۃ ص ۷۴۸ ج ۱) ظفیر۔

[2] وفی البحر وقد افتیت مرارا بعدم صلاۃ الاربع بعدھا بنیۃ آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وھو الاحتیاط فی زماننا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب الجمعۃ ص ۷۴۷ ج ۱) ظفیر۔

مصالح دینیہ کے لحاظ سے کیا خرابی ہوگی۔

الجواب: اگر تمام خطبہ بنگلہ زبان میں ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے اور صاحبینؒ کی روایت میں بلا عجز عن العربی خطبہ صحیح نہ ہوگا اور جبکہ خطبہ صحیح نہ ہوگا تو نماز جمعہ نہ ہوگی کیونکہ خطبہ شرائط نماز جمعہ میں سے ہے اور اگر اصل خطبہ عربی میں رہے اور اس کو پڑھ کر بنگلہ میں ترجمہ کیا جاوے تو یہ بھی خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ کما حققہ الشیخ ولی اللہ الدہلویؒ فی المسوّٰی والمصفّٰی شرح المؤطا۔ درمختار میں ہے۔ وشرطا عجزہ وعلی ھذا الخلاف الخطبۃ وجمیع اذکار الصلوٰۃ (فی ردالمحتار) وعلی ھذا الخلاف تسبیح بالفارسیۃ فی الصلوٰۃ او دعاء الخ ای یصح عندہ لکن سیاتی کراھۃ الدعاء بالاعجمیۃ الخ ص۳۲۵ ج۱ فقط۔[1]

شرائط جمعہ

سوال (۲۴۷۸) ایک اشتہار میں لکھا ہے کہ شرائط صحت جمعہ چھ ہیں ان میں چار فرض ہیں۔ وقت ظہر۔ جماعت۔ خطبہ۔ اذن عام اور دو واجب ہیں مصر اور سلطان۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔ عالمگیری کا حوالہ دیا ہے۔

الجواب: شرائط جمعہ میں یہ تفریق غلط ہے کہ چار شرطیں فرض ہیں اور دو واجب شرائط سب موقوف علیہ ہوتی ہیں اور سب فرض ہیں۔ چنانچہ فقہاء لکھتے ہیں کہ فرض داخل کو رکن کہتے ہیں اور فرض خارجی کو شرط، لہٰذا یہ تفصیل کرنا کہ بعض شرائط فرض ہیں اور بعض واجب ہیں بالکل مہمل اور غلط ہے۔ اور عالمگیریہ میں ایسا نہیں ہے اور کسی کتاب میں نہیں ہے اور ایسا ہو نہیں سکتا۔[2] فقط۔

---

[1] دیکھئے ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی تالیف الصلوٰۃ، ص۴۵۱ ج۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] ویشترط لصحتھا سبعۃ اشیاء المصر الخ والثانی السلطان الخ والثالث وقت الظھر الخ والرابع الخطبۃ فیہ الخ والخامس کونھا قبلھا الخ والسادس الجماعۃ الخ والسابع الاذن العام (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعہ ص۴۰ ج۱) الشرط لغۃ العلامۃ اللازمۃ وشرعا ما یتوقف علیہ الشیٔ ولا یدخل فیہ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہئے

سوال (۲۴۷۹) تمام بلاد ہند میں اذان ثانی جمعہ مسجد کے اندر قریب منبر ہوا کرتی ہے عرب کے متعلق علم نہیں۔ قاضی خان میں اذان داخل مسجد کو مکروہ لکھا ہے اور اندرون مسجد اذان کہنے کا ثبوت صریح الفاظ میں کچھ نظر نہیں آتا۔

الجواب:- درمختار میں ہے ویؤذن ثانیا بین یدیہ[1] الخ وھکذا فی الھدایۃ وغیرھا من کتب الفقہ اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے قولہ ویؤذن ثانیا بین یدیہ) ای علی سبیل السنیۃ[2]۔ پس معلوم ہوا کہ سنت اذان ثانی جمعہ میں یہ ہے کہ خطیب کے سامنے منبر کے قریب مسجد میں ہو اور یہی عام بلاد عرب و عجم میں سلفاً و خلفاً معمول بہ ہے وما راٰہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن۔ اور اذان اولی جمعہ اور اذان صلوات خمسہ کو جو مسجد سے باہر کہنا مستحب لکھا ہے وہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ مسجد میں اذان کہنا مکروہ ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ بلند جگہ اذان ہو تاکہ آواز دور تک پہنچے اور کراہت کلمات اذان کی مسجد میں کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ جو کلمات اذان کے ہیں وہ سب اقامت میں مع شیٔ زائد ہیں۔ پس جب کہ اقامت کسی کے نزدیک مسجد میں مکروہ نہیں ہے تو اذان کیسے مکروہ ہو سکتی ہے اور نیز اذان کے کلمات ذکر اللہ ہے اور مساجد نماز اور ذکر اللہ کے لئے بنائی گئی ہے۔ کما ورد فی الحدیث پس اذان خطبہ میں چونکہ صرف اعلام حاضرین مقصود ہوتا ہے کیونکہ اعلام عام تو پہلی اذان سے ہو چکا ہے لہٰذا اس کا بین یدی الخطیب مسجد میں ہونا انسب اور احب ہے اور شامی کی تصریح سے اس کا سنت ہونا معلوم ہوا اور متبادر بین یدیہ سے

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) (درمختار) الشرط ان ما یتعلق بالشیٔ اما ان یکون داخلا فی ماھیتہ فیسمی رکنا الخ او خارجا عنہ فاما ان یؤثر فیہ الخ فیسمی علۃ او لا یؤثر فاما ان یکون موصلا الیہ فی الجملۃ کالوقت فیسمی سببا او لا یوصل الیہ فاما ان یتوقف الشیٔ علیہ الخ فیسمی شرطا او لا یتوقف کالاذان فیسمی علامۃ (رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ ص ۳۷۳ ج ۱) ظفیر۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۸ ج ۱ ظفیر۔ [2] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

یہی ہے کہ خطیب کے سامنے اور اس سے قریب ہو۔ فقط۔

بوقت خطبہ چندہ درست نہیں

سوال (۲۴۸۰) خطبہ کے وقت مین کا ڈبہ کسی کار کے مصارف کے لئے پیسے جمع کرنا اور مین کے ڈبہ کی آواز سے نمازیوں کا خیال منتشر ہوتا ہے یہ شرعاً کیسا ہے۔

الجواب:۔ خطبہ کے وقت جب کہ نماز اور درود شریف پڑھنے کی بھی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے تو اس وقت چندہ جمع کرنا اور ڈبہ لئے پھرنا اور نمازیوں کو مشغول کرنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہے[1]۔ فقط۔

جمعہ فرض عین ہے

سوال (۲۴۸۱) جمعہ فرض عین ہے یا فرض کفایہ۔

الجواب:۔ جمعہ فرض عین ہے۔ کما ورد فی الحدیث۔ الجمعة واجبة علی کل مسلم[2]۔ فقط

بڑے قصبہ کے پاس گاؤں ہو تو اس میں جمعہ درست نہیں

سوال (۲۴۸۲) قصبہ رضا گنج کے متصل ایک موضع حسن گنج واقع ہے جس کی حدود قصبہ مذکورہ سے علیحدہ ہیں اور مستقل موضع ہے۔ لیکن رضا گنج کا ڈاکخانہ و مویشی خانہ اندر حدود حسن گنج کے ہے۔ آیا باوجود علیحدہ ہونے حدود آبادی حسن گنج کے حسن گنج کو رضا گنج کا فناء قرار دیکر جمعہ حسن گنج میں ہو سکتا ہے یا نہیں

الجواب:۔ جب کہ موضع حسن گنج مستقل اور جداگانہ قریہ ہے اور وہ قریہ صغیرہ ہے

---

[1] اذا خرج الامام الخ فلا صلاۃ ولا کلام الی تمامها الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۸ ج ۱) ظفیر۔

[2] عن طارق بن شهاب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة رواه ابوداؤد (مشکوٰۃ باب وجوبها ص ۱۲۱) هی (ای الجمعة) فرض عین یکفر جاحدها لثبوتها بالدلیل القطعی کما حققه الکمال (در مختار) قوله بالدلیل القطعی وهو قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اذا نودی للصلاۃ من یوم الجمعة فاسعوا الآیة وبالسنة والاجماع (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۴۷ ج ۱) ظفیر

تو اس میں موافق تصریحات فقہاء کے جمعہ صحیح نہیں ہے جیسا کہ شامی میں تصریح ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لا تجوز فی الصغیرۃ[1] الخ و فی باب العیدین من الدر المختار وتکرہ صلوٰۃ العیدین فی القری تحریماً وقال فی الشامی ومثلہ الجمعۃ[2] الخ۔ اور عبارت سوال سے ظاہر ہے کہ موضع حسن گنج قنار رضا گنج سے نہیں ہے تاکہ موضع مذکورہ میں بوجہ فناء مصر ہونے کے جمعہ صحیح ہو۔ فقط

ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت

سوال (۲۴۸۳) جمعہ کے متعلق جو مصر کی تعریفیں فقہائے نے بیان فرمائی ہیں ان میں سے کس کے مطابق ہندوستان میں جمعہ فرض ہے۔ یہاں جس جگہ جمعہ پڑھتے ہیں بعد میں ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں۔

الجواب :۔ ہندوستان میں جمعہ پڑھنے کی وجہ اور وجوب کی دلیل فقہاء کی وہ عبارتیں ہیں جو فرضیت جمعہ فی بلاد الحرب میں صریح ہیں فی الشامی فلو الولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین[3] الخ وفیہ قبیلہ وبھذا ظہر جہل من یقول لا تصح الجمعۃ فی ایام الفتنۃ مع انہا تصح فی البلاد التی استولی علیہا الکفار[4] الخ وعبارۃ القہستانی وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لا تجوز فی الصغیرۃ[5] الخ۔ شامی۔ پس معلوم ہوا کہ بناء وجوب وصحت وعدم صحت جمعہ بڑا ہونا اور چھوٹا ہونا آبادی کا ہے اور جس کو عرف میں شہر اور قصبہ کہتے ہیں وہی مصر ہے اور تعریفیں سب لوازمات شہر کے بیان میں ہیں کہ عرفاً شہر میں یہ امور لازم ہوتے ہیں۔ اصل بنیاد

---

[1] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر [2] رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر
[3] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۵۴ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر [4] ایضاً ص ۷۴۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔
[5] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

شہرت پر ہے۔ اور جب کہ قصبات اور قری کبیرہ اور شہروں میں جمعہ بلاشبہ وبلا تردد صحیح ہے تو بموجب روایت بحر دفی البحر وقد افتیت مراراً بعدم صلوٰۃ الاربع بعدھا بنیۃ آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وھو الاحتیاط فی زماننا[۱] الخ احتیاط الظہر پڑھنا خلاف احتیاط ہے۔ فقط۔

اخیر جمعہ دہلی کی جامع مسجد میں ایک رسم ہے کار ثواب نہیں

سوال (۲۴۸۴) عام لوگ اپنے گاؤں کی مساجد کو چھوڑ کر آخری جمعہ میں جامع مسجد دہلی میں جاتے ہیں کیا انھیں زیادہ ثواب ملتا ہے۔

الجواب:- اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے جامع مسجد میں اگرچہ ثواب زیادہ ہے لیکن اپنے محلہ اور گاؤں کی مسجد کا بھی حق ہے اس کو نہ چھوڑنا چاہئے[۲]۔ فقط۔

بوقت خطبہ سامعین کی توجہ

سوال (۲۴۸۵) خطبہ جمعہ کے وقت سامعین کو چار زانو بیٹھنا یا پنکھے سے ہوا کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ خطبہ کے وقت سوائے سننے خطبہ کے اور کسی کام میں مشغول نہ ہونا چاہئے[۳]۔ فقط۔

فناء شہر میں کھیت کے اندر بھی جمعہ درست ہے

سوال (۲۴۸۶) شہر کے کھیت وغیرہ میں تین اشخاص کی موجودگی میں جمعہ جائز ہے یا نہ

الجواب:- شہر سے متصل باہر جنگل میں اگر جمعہ کی نماز پڑھیں اور امام کے سوا

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۷ ج ۱ ظفیر۔ [۲] ہ دمسجد حیہ وان قل جمعہ افضل من الجامع وان کثر جمعہ اھ (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ص ۶۱۷ ج ۱) ظفیر۔ [۳] ہ واذا خرج الامام الخ فلا صلوٰۃ ولا کلام الی تمامہا الخ وکل ما حرم فی الصلوٰۃ حرم فیہا ای فی الخطبۃ خلاصہ وغیرھا فیحرم اکل وشرب وکلام الخ (ایضاً باب الجمعہ ص ۷۶۸ ج ۱) ظفیر۔

تین مقتدی ہوں تو عند الحنفیہ جمعہ صحیح ہے[1]۔ فقط۔

دو مستقل گاؤں ایک کے حکم میں نہیں

سوال (۲۴۸۷) ضلع کمرلا میں ایک بڑی بستی ہے جسکے دو حصے ہیں اور ہر حصہ علیحدہ نام سے مشہور ہے اور دونوں باہم متصل ہیں دونوں میں بجز راستہ کوئی حد فاصل نہیں ہے اور دونوں بستیوں کی آبادی مجموعی طور پہ چار پانچ ہزار آدمی ہے اور ان میں عام مفتی مولوی سرکاری ملازم وشریف ورذیل ہر قسم کے آدمی رہتے ہیں اور باہم مکانات بھی ایسے متصل ہیں کہ بلا دقت پیدل جاسکتے ہیں اور اس میں گلی وکوچہ وصدر راستے بھی ہیں اور احکام شرع کا اجراء بھی ماتحتی گورنمنٹ رہ کر ہوتا ہے اور کھانے پینے کی اشیاء بھی ہر وقت ملتی ہیں اور اس بستی کے قریب پاؤ میل پر ایک بڑا بازار ہے اس میں بھی ہر وقت ہر قسم کی ضروریات ملتی ہیں اور اس بازار میں سرکاری پولیس تھانہ، قاضی خانہ، شفاخانہ، ڈاکخانہ اور اسٹیشن جہاز وغیرہ سب موجود ہیں اور ان دونوں بستیوں میں علاوہ اور مساجد کے سات مساجد ایسی ہیں کہ ان میں جمعہ ہوتا ہے اور جمعہ کے وقت ہر مسجد نمازیوں سے بھر جاتی ہے اور بستی ہذا میں جمعہ قدیم سے ہوتا ہے۔ ایک مولوی صاحب بستی ہذا کے یہ کہتے ہیں کہ اس بستی میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا تو تحریر فرمائیں کہ بستی ہذا میں جمعہ درست ہے یا نہ۔ بحوالہ کتب تحریر فرمادیں۔

الجواب:- یہ تو ظاہر ہے کہ جمعہ کی صحت وعدم صحت کا مدار استجماع شرائط وعدم پر ہے۔ پس صورت مسئولہ میں جب کہ دونوں گاؤں علیحدہ علیحدہ نام کے ساتھ مشہور وموسوم ہیں اور انفرادی طور پر کسی ایک میں صحت جمعہ کی صلاحیت نہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ خواہ مخواہ دونوں کو ایک فرض کرکے لزوم جمعہ کا حکم لگا دیا جائے کیونکہ اس میں کوئی خفاء نہیں کہ حضرات فقہاء نے دو مستقل مستقل بستیوں میں جمعہ کے صحیح ہونے اور نہ ہونے کا مدار

[1] ویشترط لصحتہا الخ المصر الخ او فناءہ وھو ما حولہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۴۲۷ و ص ۴۲۹ ج ۱) ظفیر۔

فصل اور عدم فصل پر نہیں رکھا بلکہ حقیقی مدار ہر ایک بستی کی صلاحیت وعدم صلاحیت پر ہے یعنی اگر ہر بستی میں صحت جمعہ کے شرائط پائے جاتے ہیں تو جمعہ صحیح ہے ورنہ نہیں حقیقت میں یہ بڑی اصولی غلطی ہے کہ صرف جمعہ کے شوق میں دو مستقل آبادیوں کو ایک بنانے میں پیمائش شروع ہو جاتی ہے۔ بات یہی ہے کہ جب کہ یہ دو گاؤں مستقل ناموں کے ساتھ موسوم ہیں تو پھر احکام شرعیہ میں بھی اس کے استقلال کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ البتہ اگر واقعی دو بستیاں نہیں بلکہ محلے ہیں اور دونوں محلوں کا بحیثیت مجموعی کوئی دوسرا نام ہے تو پھر یہ صرف راستوں کا فاصلہ بھی صحت جمعہ کے لئے مخل نہیں۔ لیکن اگر ایسا نہیں اور بظاہر نہیں ہے تو یقیناً ایسی بستیوں میں جمعہ صحیح نہیں۔ فرضیت جمعہ کے حامیوں کو اس کی بے محل اور غیر شرعی اصرار کی ضرورت نہیں۔ کتبہ عتیق الرحمٰن عثمانی۔

الجواب از حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب۔ اصل یہ ہے کہ عند الحنفیہ جمعہ وعیدین کی نماز شہر یا قریہ ایسے بڑے میں فرض اور صحیح ہوتی ہے جس میں بازار ہو یا قصبہ میں صحیح ہوتی ہے اور اس بڑے قریہ میں ضروریات کی اشیاء مل سکتی ہوں۔ قال فی رد المحتار نقلاً عن القهستانی وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیها اسواق الخ وفیما ذکرنا اشارۃ الی انها لا تجوز فی الصغیرۃ[1] الخ وفی الدر المختار صلوٰۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً الخ ومثله الجمعة۔ شامی[2]۔ پس جب کہ ہر دو مذکورہ بستیوں میں سے ایسی بڑی نہیں ہے کہ اسمیں شرط صحت جمعہ پائی جائے تو دونوں بستیوں کو ایک سمجھ کر جمعہ صحیح نہ ہوگا۔ پس جواب مذکورہ بالا صحیح ہے۔ فقط عزیز الرحمٰن مفتی دارالعلوم۔

قیام جمعہ کے لئے کتنی آبادی ہونی چاہئے	**سوال** (۲۴۸۸) جس گاؤں میں احناف کے نزدیک جمعہ جائز ہے تو اس میں کم از کم کتنی آبادی ہونی چاہئے۔

الجواب:۔ تین چار ہزار آدمی کی آبادی ہونی چاہئے۔ فقط۔

---

[1] رد المحتار باب الجمعة ص ۷۴۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

تیرہ سو آبادی جہاں تمام اشیاء ملتی ہوں جمعہ درست ہے

سوال (۲۴۸۹) موضع فتح پور جس کی کل آبادی تیرہ سو کی ہے اور ضروریات کی کل اشیاء مل جاتی ہیں۔ دو مسجدیں ہیں اس موضع میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس موضع میں جب کہ وہ قریہ کبیرہ کی حد میں آتا ہے اور دوکانیں اور بازار اس میں ہے جمعہ پڑھنا صحیح معلوم ہوتا ہے[1]۔ فقط۔

خطبہ کے شروع میں بسم اللہ

سوال (۲۴۹۰) جمعہ کے روز خطبہ کے اوّل آواز بلند اعوذ اور بسم اللہ منبر پر پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ خطبہ سے پہلے جہراً اعوذ اور بسم اللہ نہ پڑھے۔ یہ منقول اور معمول نہیں ہے درمختار میں ہے ویبدأ بالتعوذ سراً۔ الخ[2] فقط۔

منبر پر خطبہ ہونا سنت ہے

سوال (۲۴۹۱) خطبہ منبر پر پڑھنا ضروری ہے یا نہیں (۲) اگر ضروری ہے تو خلاف کرنے سے خطبہ یا نماز میں کچھ نقصان آوے گا یا نہیں (۳) اور خلاف کرنے والے پر کچھ اعتراض ہو سکتا ہے یا نہیں (۴) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں منبر بن جانے کے بعد کبھی منبر سے علیحدہ خطبہ پڑھا ہے یا نہیں۔

الجواب (۱ تا ۴) خطبہ منبر پر پڑھنا سنت ہے فرض اور واجب نہیں ہے اگر بلا کسی عذر کے خطیب نے نیچے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا تو اس نے خلاف سنت کیا اور ترک سنت کی

---

[1] فقہاء نے مردم شماری کی کوئی تعداد بیان نہیں کی ہے بلکہ صرف یہ بتایا ہے کہ شہر یا بڑی آبادی ہو جہاں ضروریات سے متعلق چیزیں ملتی ہوں۔ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیھا اسواق الخ (رد المحتار باب الجمعہ ص ۱۳۸/۱) آبادی کا اندازہ بعد میں لگایا گیا ہے۔ صرف آبادی کا اندازہ تین چار ہزار لکھا ہے جیسا کہ اس سے پہلے والے جواب میں موجود ہے۔ اور شہریت بھی ہو تو اس وقت آبادی بارہ تیرہ سو بھی کافی ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب الجمعة ص ۷۵۹/۱ ظفیر۔

وجہ سے مستحق ملامت ہوا کما قال فی الدر المختار وحکمها ای السنة ما یوجر علی فعله ویلام علی ترکه[1] الخ اور خطبہ نماز صحیح ہو گئی۔ اور اگر کسی عذر کی وجہ سے خطبہ منبر پر نہ پڑھا اور نیچے کھڑے ہو کر پڑھا تو اس پر کچھ ملامت بھی نہیں ہے۔ کما قال فی رد المختار وفی التحریر ان تارکها یستوجب التضلیل واللوم ا ھ والمراد الترک بلا عذر علی سبیل الاصرار[2] الخ ص ۱۰ جلد اول شامی۔ ومن السنة ان یخطب علیه اقتداء به صلی الله علیه وسلم بحر وان یکون علی یسار المحراب قہستانی ومنبره صلی الله علیه وسلم کان ثلث درج الخ۔ رد المختار شامی[3] جلد اول ص ۱۵۲۔ فقط۔

بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے

سوال (۲۴۹۲) قاضی خاں ص ۸۸ جلد اول مصطفائی واذا قال الخطیب فی الخطبة یا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ الآیة یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فی نفسه (۲) ہدایہ ص ۱۰۱ جلد اول مجتبائی الا ان یقرأ الخطیب قوله تعالیٰ یا ایها الذین امنوا صلوا علیه الآیة یصلی السامع فی نفسه ص ۱ ۔ مفتی بہ اور اصح قول کیا ہے۔ آیا خطیب یہ آیت پڑھے تو درود آہستہ پڑھا جائے یا دل میں اور آہستہ پڑھنا زبان سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- زبان سے نہ پڑھا جاوے دل میں پڑھا جاوے یہی حق ہے۔ اور جملہ عبارات کا یہی مفاد ہے[4]۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار، کتاب الطہارۃ مطلب فی السنة وتعریفها ص ۹۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] رد المختار کتاب الطہارۃ مطلب فی السنة وتعریفها ص ۹۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر [3] رد المختار باب الجمعة ص ۷۵۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر [4] والصواب انه یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم عند سماع اسمه فی نفسه (در مختار) ولکن الاولی اذا ذکر النبی صلی الله علیه وسلم لا یجوز ان یصلوا علیه بالجهر بل با القلب وعلیه الفتوی رملی الخ قوله فی نفسه بان یسمع نفسه او یصحح الحروف فانهم فسروه به وعن ابی یوسف نقلنا اشتراط الامر الی الانصات والصلوٰۃ علیه صلی الله علیه وسلم کما فی الکرمانی الخ (رد المختار باب الجمعة ص ۷۶۸ ج ۱) ظفیر۔

خطبہ جمعہ سننا واجب ہے

سوال (۲۴۹۳) جمعہ کا خطبہ سننا فرض ہے یا واجب۔ زید خطبہ سننے نہیں پایا اور نماز جمعہ میں شامل ہوا۔ اسی طرح جواب اذان کا دینا واجب ہے۔ زید نے جواب اذان کا نہیں دیا تو اب کیا کرنا چاہیے۔

الجواب:۔ خطبہ جمعہ کا فرض ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ جمعہ کی نماز سے پہلے خطبہ ضرور ہونا چاہیے اور سننا خطبہ کا ان لوگوں پر واجب ہے[1] جو کہ خطبہ کے وقت حاضر ہوں۔ پس اگر کوئی شخص خطبہ کے ختم ہونے کے بعد آیا اور جماعت جمعہ میں شامل ہو گیا اس کی نماز ہو گئی اور خطبہ میں حاضر نہ ہونے اور نہ سننے کی وجہ سے جو قصور ہوا اور تاخیر آنے میں ہوئی اس سے استغفار اور توبہ کرے اور آئندہ کو احتیاط رکھے۔ اور اذان کا جواب دینا صحیح قول پر مستحب ہے اور جو لوگ قائل بوجوب ہیں[2] ان کے قول کے موافق ترک اجابت سے جو گناہ ہوا اس کے لئے توبہ و استغفار کرے۔ فقط۔

جہاں عربی نہ سمجھتے ہوں اردو کی اجازت ہے یا نہیں،

سوال (۲۴۹۴) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں سامعین عموماً چونکہ عربی زبان نہیں سمجھتے اس لئے خطبہ جمعہ اردو میں پڑھنا چاہیے اور نثر کی نسبت نظم زیادہ مؤثر ہوتی اس لئے نظم زیادہ مناسب ہے۔ شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] وكل ما حرم في الصلوٰة حرم فيها أي في الخطبة الخ بل يجب عليه أن يستمع ويسكت وكذا يجب الاستماع لسائر الخطب (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۸ ج ۱) ظفير

[2] اما الاجابة فظاهر الخلاصة وفتاوى قاضي خان والتحفة وجوبها وقول الحلواني الاجابة بالقدم فلو اجابه بلسانه ولم يمش لايكون مجيبا، ولو كان في المسجد ليس عليه ان يجيب باللسان. وجه حاصله نفي وجوب الاجابة باللسان وبه صرح جماعة وانها مستحبة حتى قالوا نال الثواب والا فلا اثم ولا كراهة (غنية المستملي فصل في الاذان ص ۳۶۳) ظفير۔

الجواب: - جمعہ کا خطبہ نماز کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ اس کے خاص خاص احکامات، خاص خاص لوازمات اور مخصوص شرطیں ہیں، وہ عام وعظوں اور تقریروں کی طرح نہیں کہ ہر زبان میں جس طریق سے چاہے کہہ دیا جائے، اس کی خصوصیت کے متعلق شریعت کے قطعی اعلانات موجود ہیں۔ حضرات فقہاء کا فیصلہ ہے کہ جو افعال و حرکات بحالت نماز ممنوع ہیں خطبہ میں بھی حرام ہیں۔ سامعین خطبہ کے لئے اس وقت کھانا، پینا، بولنا، یہاں تک کہ سلام کا جواب دینا اور ذکر و تسبیح پڑھنا بھی جائز نہیں وکل ماحرم فی الصلوٰۃ حرم فیھا ای فی الخطبۃ (خلاصہ وغیرہا) فیحرم اکل وشرب وکلام ولو تسبیحا او رد سلام[1] اس طرح کی قیودات بتارہی ہیں کہ خطبہ کی مجلس صرف وعظ و تذکیر کی مجلس نہیں بلکہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے نماز کی طرح ہے۔ پس یہ نہیں ہوسکتا کہ شرط صلوٰۃ کسی محدث طریقے غیر عربی زبان سے ادا کی جائے۔ حجاز کے مخاطب عربی تھے اس لئے خطبہ پہلے سے وعظ و تذکیر کا بھی کام لیا جاتا تھا لیکن غیر عرب اگر عربی نہیں سمجھ سکتے تو ان کی خاطر خطبہ کی شرعی زبان نہیں چھوڑی جاسکتی۔ وعظ و نصیحت اور تفہیم خطبہ کے سوائے دوسرے وقتوں میں بھی ہوسکتی ہے۔ صحابہ کرامؓ کا بلاد عجم میں ورود ہوا مگر کسی ایک واقعہ سے بھی یہ ثابت نہیں کہ ان عجمیوں کی خاطر جمعہ کے خطبہ کی زبان بدلی گئی ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ اسی حقیقت کو سمجھ کر فرمارہے ہیں (کہ عربی بودن نیز بجہتہ عمل مستمر در مشارق و مغارب باوجود آنکہ در بسیارے از اقالیم مخاطبان عجمی بودند[2] مسوی مصفی شرح موطا امام مالکؒ) اسی خصوصیت کے سلسلہ میں خطبہ کا اختصار بھی ہے۔ مختلف احادیث میں بصراحت موجود ہے کہ جہاں تک بھی ہو خطبہ کو مختصر کرنا چاہئے اگر موجودہ وسعت نظم و نثر کو قبول کرلیا جائے تو اس شرط صلوٰۃ کی حقیقت ایک دو گھنٹہ کی گرم مجلس کے سوا کچھ بھی نہ رہے گی لہٰذا جمعہ کا خطبہ خالص عربی اور مختصر و جامع الفاظ میں ہونا چاہئے۔ اردو یا کسی دوسری زبان میں اگر کچھ کہنا ہو تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہے۔ نماز اور خطبہ کے درمیان کوئی تقریر یا لیکچر فصل کا باعث

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۶۸۲ / ج ۱ ۱۲ ظفیر [2] مسوی مصفی ص ۱۵۴ / ج ۱ ۱۲ ظفیر

اور سنت کے خلاف ہے۔ فقط۔

یہ غلط ہے کہ غیر تنخواہ دار کی امامت درست نہیں

سوال (۲۴۹۵) ہم لوگ اپنے قصبہ میں حافظ قرآن کے پیچھے نماز جمعہ پڑھتے تھے۔ امسال ایک مولوی صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ نماز جمعہ ادا ہونے کا مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان اپنا امام جمعہ مقرر کریں جب جمعہ ادا ہوتا ہے۔ امام مذکور بلا تنخواہ نماز جمعہ و پنجوقتی پڑھاتے تھے۔ اب ایک ماہ سے مولوی مذکور نے جمعہ بند کرایا اور یہ کہتے ہیں کہ جب تک مسجد میں امام تنخواہ دار مقرر نہ ہو جمعہ ادا نہیں ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ امام مذکور کے پیچھے جو بلا تنخواہ نماز پڑھاتے ہیں نماز ادا ہوتی ہے اور صحیح ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ امام کے مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جس کو کہہ دیا جاوے کہ نماز جمعہ پڑھا دو وہ جمعہ پڑھا سکتا ہے اور نماز جمعہ اس کے پیچھے صحیح ہے پس جو حافظ صاحب نماز پنجوقتہ اور جمعہ پڑھاتے تھے ان کے پیچھے جمعہ کی نماز صحیح ہے تنخواہ دار ہونا امام کا ضروری نہیں ہے بلکہ بلا تنخواہ والا امام زیادہ مستحق امامت کا ہے اس کے پیچھے بلاشبہ نماز جمعہ وغیرہ صحیح ہے۔ غرض یہ ہے کہ جیسا اور نمازوں کا حکم ہے کہ جو شخص لائق امام ہونے کے ہو وہ امام ہو جاوے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ فقط۔

خطبہ جمعہ سے پہلے سورۂ کہف

سوال (۲۴۹۶) جمعہ کے خطبہ سے پہلے مسجد میں سورۂ کہف باآواز بلند پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ سورہ کہف کا پڑھنا جمعہ کے روز مستحب ہے لیکن ایسا جہر نہ کرے کہ دوسرے پڑھنے والوں کے ساتھ تزاحم ہو، اسی وجہ سے فقہاء نے چند لوگوں کو ایک جگہ قرآن شریف جہراً پڑھنے سے منع کیا ہے کہ یہ آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا[1] کے منافی ہے فقط

---

[1] یکره للقوم ان یقرؤا القرآن جملة لتضمنها ترك الاستماع والانصات المأمور بهما كذا فی القنية (عالمگیری مصری کتاب الکراہیۃ باب رابع ص ۳۲۹ ج ۵) ظفیر۔

۵ — ۲

نوکری کی وجہ سے ترک جمعہ درست نہیں

سوال (۲۴۹۷) ملازم پوسٹ آفس اگر تنہا ہے اور وہ بلا کسی کی سپردگی کے آفس چھوڑ کر نہیں جا سکتا تو وہ جمعہ کس طرح پڑھے یا ظہر ادا کرے۔

الجواب:- جمعہ کا چھوڑنا نوکری کی مجبوری کی وجہ سے جائز نہیں ہے[1]۔ باقی اگر جمعہ نہ پڑھ سکے تو پھر اس کو ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے[2]۔

خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۴۹۸) اللّٰھم اعز الاسلام الخ پڑھتے وقت منبر سے اترنا اور اللّٰھم انصر الخ پڑھتے وقت منبر پر چڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس عمل کی کچھ اصل نہیں ہے۔ فقط۔

نماز جمعہ میں جب خطیب وامام نہ آئے تو دوسرے کا امام بنانا درست ہے

سوال (۲۴۹۹) نماز خطبہ میں وقت مقررہ پر نہ خطیب صاحب حاضر ہوئے نہ نائب خطیب۔ آدھا گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد متولی صاحب دوسرے شخص کو خطبہ اور نماز پڑھانے کا حکم دے سکتے ہیں یا نہیں۔

(۲) دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں، وہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

(۳) خطیب صاحب ہمیشہ پنجوقتہ نمازیں غیر حاضر رہتے ہیں اور تجارت کرتے ہیں ان کے پیچھے اقتداء کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱ و ۲) دے سکتے ہیں اور دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے اور وہ نماز صحیح ہے۔ (۳) نماز درست ہے۔ فقط۔

---

[1] ھی فرض عین یکفر جاحدھا لثبوتھا بالدلیل القطعی کما حققہ الکمال (در مختار) بالدلیل القطعی وھو قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الاٰیۃ وبالسنۃ وبالاجماع الخ قول القدوری ومن صلی الظہر یوم الجمعۃ فی منزلہ ولا عذر لہ کرہ وجازت صلاتہ ——————— (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۷ ج ۱) ظفیر۔

[2] حرم لمن لا عذر لہ صلاۃ الظہر قبلھا اما بعدھا فلا یکرہ فی یومھا بمصر لکونہ سببا لتفویت الجمعۃ وھو حرام (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۵ ج ۱) ظفیر۔

تارکین جمعہ کے لئے ظہر کی جماعت جائز نہیں

سوال (۲۵۰۰) چند اشخاص صلوٰۃ جمعہ میں شریک نہیں ہوسکے اس مسجد میں صلوٰۃ وقتی کی جماعت کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: ۔ درمختار میں ہے وکذا اھل مصر فاتتھم الجمعۃ فانھم یصلون الظھر بغیر اذان ولا اقامۃ ولا جماعۃ الخ وفی الشامی قال فی الجمعۃ الی ان قال ولا یصلی یوم الجمعۃ جماعۃ بمصر الخ شامی ۔ پس معلوم ہوا کہ جن لوگوں کا جمعہ فوت ہوجاوے وہ لوگ ظہر کی جماعت نہ کریں تنہا تنہا پڑھیں۔

ایک مسجد میں دو بار جمعہ مکروہ ہے

سوال (۲۵۰۱) امام نے یا غیر امام نے جمعہ کی نماز مسجد میں باجماعت پڑھی، اس کے بعد پانچ چھ آدمی آئے۔ اب یہ لوگ جمعہ کی نماز پڑھیں یا ظہر کی۔ اگر ظہر کی پڑھیں تو اسی مسجد میں یا دوسری مسجد میں یا علیحدہ علیحدہ پڑھیں اور اگر یہ بقیہ لوگ جمعہ کی نماز کسی مکان میں یا میدان میں پڑھیں تو درست ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ درمختار میں ہے کہ یوم جمعہ میں ادائے ظہر بجماعت مکروہ تحریمی ہے[۲] اور اس مسجد میں جس میں جمعہ ہو چکا ہے جمعہ بھی دوبارہ نہ پڑھیں[۳] بلکہ اگر کسی دوسری جگہ جماعت جمعہ ہوتی ہو تو وہاں جمعہ ادا کریں ورنہ ظہر تنہا تنہا ادا کریں اور جمعہ کے لئے مسجد ہونا شرط نہیں ہے کسی مکان میں اور میدان شہر میں بھی جمعہ ادا ہوسکتا ہے[۴]۔ فقط۔

---

[۱] ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۶۶۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] وکرہ تحریما لمعذور ومسجون ومسافر اداء ظھر بجماعۃ فی مصر قبل الجمعۃ وبعدھا الخ وکذا اھل مصر فاتتھم الجمعۃ فانھم یصلون الظھر بغیر اذان ولا اقامۃ ولا جماعۃ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۶۶۷ ج ۱) ظفیر۔ [۳] والظاھر انہ یتعلق ایضا بعد اقامۃ الجمعۃ لئلا یجتمع فیہ احد بعدھا (ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۶۶۷ ج ۱) ظفیر۔ [۴] وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذھب وعلیہ الفتویٰ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار۔ باب الجمعۃ ص ۶۵۵ ج ۱) ظفیر۔

جمعہ میں بھی لقمہ دینا لینا درست ہے

سوال (۲۵۰۲) امام پہلی رکعت میں تین آیات کے اندر بھول گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا امام نے لقمہ لے لیا اور سجدہ سہو کر لیا، نماز کو دہرانا چاہیے یا نہیں۔

الجواب:- نماز صحیح ہو گی دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ لقمہ دینا اور لقمہ لینا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔[1]

تشہد میں جو شریک ہو جائے وہ جمعہ پڑھے

سوال (۲۵۰۳) جمعہ کے آخری قعدہ میں دو نمازی شریک ہوئے بعد سلام انھوں نے دو رکعت جمعہ کی پڑھ لی یہ صحیح ہے یا ان کو ظہر پڑھنی چاہیے تھی۔

الجواب:- صحیح یہی ہے کہ جو لوگ جمعہ کی نماز کے تشہد میں شریک ہوں وہ جمعہ کی نماز ہی پوری کریں ظہر نہ پڑھیں پس نماز ان لوگوں کی صحیح ہو گئی۔[2] فقط۔

جمعہ میں لاحق نماز کیسے پوری کرے

سوال (۲۵۰۴) ایک شخص جمعہ کی نماز میں دوسری رکعت میں شامل ہوا اس کا وضو ٹوٹ گیا، وہ وضو کرنے گیا واپس آیا تو امام نے سلام پھیر دیا وہ اپنی نماز کس طرح پوری کرے۔

الجواب:- وہ شخص واپس آکر ایک رکعت باقی ماندہ جمعہ کی پوری کر کے قعدہ کر کے سلام پھیر دے۔ نماز جمعہ اس کی ادا ہو جاوے گی۔ کذا فی الدر المختار والشامی۔[3]

---

[1] بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقا لفاتح واخذ بکل حال (الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۸۲ ج ۱) ظفیر۔

[2] ومن ادرکہا فی التشہد او سجود سہو علی القول بہ فیہا یتمہا جمعۃ الخ کما یتم فی العید الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۷ ج ۱) ظفیر

[3] ومن سبقہ الحدث فی الصلوٰۃ انصرف الخ وتوضأ وبنی الخ (ہدایہ باب الحدث فی الصلوٰۃ ص ۱۱۵ ج ۱) ظفیر۔

آداب خطبہ پنکھے کا حکم

سوال (۲۵۰۵) جمعہ کا خطبہ شروع ہو جانے کے بعد پنکھا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: خطبہ کی حالت میں چپ چاپ ساکت رہنا اور سننا خطبہ کا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے من مس الحصا فقد لغا کہ جس نے کنکریوں کو ہاتھ لگا دیا اس نے بھی لغو کیا اور ثواب سے محروم رہا پس حالت خطبہ میں پنکھا کرنا اسی وجہ سے منع لکھا گیا ہے اور در مختار میں ہے وکل ما حرم فی الصلوٰۃ حرم فیہا۔ اور جو چیز حرام ہے نماز میں حرام ہے خطبہ میں۔ فقط۔

ایک شہر میں تین مسجدوں میں جمعہ

سوال (۲۵۰۶) ایک شہر میں تین مسجدیں ہیں، ایک ایک میل کے فاصلہ پر اور تینوں میں جمعہ ہوتا ہے صحیح ہے یا نہیں؟ جامع مسجد مختصر تھی اس وجہ سے اس کو شہید کرا کر جامع مسجد وسیع تیار کرائی ہے اکثر کہتے ہیں کہ جمعہ ایک مسجد میں ہو اور اکثر کہتے ہیں کہ تینوں مسجدوں میں جمعہ ہونا چاہئے اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

جامع مسجد میں تمام آدمی نہیں آسکتے تو کیا کرے

سوال (۲۵۰۷) جامع مسجد میں تمام آدمی نہیں آسکتے کیا کرنا چاہئے۔

ملازم جو جامع مسجد نہیں جاسکتے نزدیک والی مسجد میں جمعہ پڑھ سکتے ہیں

سوال (۲۵۰۸) اکثر لوگ ملازم ہیں جامع مسجد تک نہیں پہنچ سکتے نزدیک کی مسجد میں فراہم ہو سکتے ہیں ایسے لوگوں کے واسطے کیا ارشاد ہے۔

الجواب: (۱) جمعہ ہر جگہ درست ہے، تینوں مسجدوں میں جمعہ ہو جاتا ہے[1]۔

(۲) بہتر یہ ہے کہ جمعہ ایک جگہ جامع مسجد یعنی بڑی مسجد میں ہو۔

---

[1] وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً (الدر المختار علی ہامش رد المختار ص ۵۵۷ ج ۱) شامی میں ہے دفعاً للحرج ای لان فی الزام اتحاد المواضع حرجاً بیناً لاستدعائہ تطویل المسافۃ (رد المختار ص ۵۵۷ ج ۱) ظفیر

(۳) اگر ایک مسجد میں سب نمازی جمعہ کے نہ آسکیں دوسری مسجد میں جمعہ کرلیں۔

(۴) ایسے لوگ قریب کی مسجد میں جمعہ پڑھ لیں، الغرض جمعہ ایک شہر و قصبہ میں چند جگہ جائز ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ اگر کچھ دقت نہ ہو تو ایک جگہ پڑھیں۔ فقط۔

دو ہزار کی آبادی میں جمعہ

سوال (۲۵۰۹) موضع پلواڑہ میں دو ہزار آدمی ہیں اور موضع محمد پور میں جو پلواڑہ کے ملحق ہے ایک ہزار آدمی ہیں اور کپڑے و عطار کی دوکان دونوں جگہ ہے اس صورت میں دونوں جگہ جمعہ ہو سکتا ہے یا ایک جگہ؟۔

الجواب:۔ معلوم ہوتا ہے کہ موضع پلواڑہ بڑا گاؤں ہے محمد پور ایسا نہیں ہے۔ پس اچھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف پلواڑہ میں جمعہ پڑھ لیا کریں البتہ یہ دونوں گاؤں ایک ہی سمجھے جاتے ہیں تو دونوں جگہ جمعہ صحیح ہے[۲]۔ فقط۔

حالت خطبہ میں امام کو پیسے دینا اور اس کی طرف پیسے پھینکنا درست نہیں

سوال (۲۵۱۰) جب امام خطبہ پڑھتا ہے تو بعض آدمی ممبر پر امام کے لئے دو آنہ یا چار آنہ یا روپیہ وغیرہ پھینکتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور امام کو اس کا لینا جائز ہے یا کیا؟۔

الجواب:۔ خطبہ کی حالت میں ایسا فعل ناجائز ہے، اور روکنا ان لوگوں کو اس حرکت سے لازم ہے[۳]۔ باقی امام کے حق میں اس کا لینا جائز ہے۔ فقط۔

---

[۱] ولاجل ان الجمعة جامعة للجمعات، قال الامام ابو يوسف لايجوز تعدد الجمعة في مصر واحد (الى قوله) وقال الامام محمد ورواه عن الامام ابي حنيفه وهذه الرواية هي المختارة وعليه الفتوى انه يجوز تعدد الجمعة مطلقا الخ (رسائل الاركان ص ۱۱۵) ظفير۔ [۲] وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (رد المحتار ص ۷۴۸ ج ۱) ظفير۔ [۳] حديث ہے من مس الحصا فقد لغا در مختار میں ہے وكل ما حرم في الصلوٰة حرم فيها اى في الخطبة (الدر المختار على هامش رد المحتار ص ۷۶۸ ج ۱) ظفير۔

تین ہزار کی آبادی میں جمعہ

سوال (۲۵۱۱) دو گاؤں کے درمیان ایک کوس کا فاصلہ ہے اور پہلے گاؤں کی آبادی تین ہزار کی ہے اور دوسرے گاؤں میں تین مسجدیں ہیں اور جمعہ ہوتا ہے پہلے گاؤں اور دوسرے گاؤں میں جمعہ فرض ہے یا نہیں؟۔

سنتیں بعد الجمعہ

سوال (۲۵۱۲) جمعہ کے بعد جو چھ سنتیں ہیں یہ ظہر کی سنتیں ہیں یا جمعہ کی؟

الجواب:۔ (۱) پہلا گاؤں بڑا ہے اس میں جمعہ فرض ہے اور دوسرا گاؤں بھی اگر ایسا ہی بڑا ہے تو وہاں بھی فرض ہے[1]۔

(۲) یہ جمعہ کی سنتیں ہیں[2]۔ فقط۔

خطبہ جمعہ و عیدین میں تسمیہ

سوال (۲۵۱۳) خطبہ جمعہ یا عیدین کے افتتاح میں بسم اللہ جہراً پڑھی جاوے یا سراً؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے ویبدأ بالتعوذ سراً شامی[3] میں ہے ای قبل الخطبۃ الاولی بالتعوذ سراً ثم بحمد اللہ والثناء علیہ الخ جہر بسم اللہ کا ثابت نہیں ہے۔ لہذا جہراً بسم اللہ نہ پڑھی جاوے۔

یوم جمعہ میں جمعہ فرض ہے یا ظہر

سوال (۲۵۱۴) جمعہ کے روز فرض وقت جمعہ ہے یا ظہر؟ اور جمعہ قصر ظہر ہے یا کیا؟

جمعہ کے لئے شرائط ہیں

سوال (۲۵۱۵) جمعہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً ہر جگہ فرض ہے یا مقید بالشرائط؟۔

[1] وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (رد المحتار ص ۴۸۴ ج ۱) ظفیر

[2] والسنۃ قبل الجمعۃ اربع وبعدہا اربع وعند ابی یوسف السنۃ بعد الجمعۃ ست رکعات والافضل ان یصلی اربعاً ثم رکعتین للخروج عن الخلاف (غنیۃ المستملی ص ۳۷۲) ظفیر۔ [3] دیکھئے رد المحتار ص ۷۵۹ ج ۱۔ ظفیر۔

چھوٹے گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط ہوگی یا نہیں

سوال (۲۵۱۶) ایسی بستی میں جہاں کوئی تعریف مصر کی صادق نہ آتی ہو امام صاحبؒ کے نزدیک جمعہ پڑھنا مسقط ظہر ہے یا نہیں؟

جمعہ کے لئے شرط سلطان

سوال (۲۵۱۷) جمعہ کے لئے شرط سلطان جو اصحاب متون لکھتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے یا نہ؟

سلطان نہ ہو تو جمعہ کا حکم

سوال (۲۵۱۸) امام صاحب سے کوئی تصریح ہے کہ جہاں شرط سلطان نہ ہو وہاں بھی جمعہ پڑھو اور ظہر چھوڑ دو؟

متاخرین کے قول پر عمل

سوال (۲۵۱۹) متاخرین کے قول پر عمل کرنے والا امام ابوحنیفہؒ کا مقلد رہے گا یا نہیں؟

نمبردار قاضی کے قائم مقام ہے یا نہیں

سوال (۲۵۲۰) نمبرداران وچودھریاں وائمان مساجد کا ہونا شرط مصر یا سلطان کے پائے جانے میں کافی ہے یا نہیں؟ یعنی امیر یا قاضی جو حدود مصر میں ملحوظ ہیں ان کی بجائے نمبردار یا پیش امام ہوسکتے ہیں یا نہیں۔

احتیاط الظہر

سوال (۲۵۲۱) اگر کوئی حنفی بوجہ تعدد جمعہ یا اشتباہ فی المصر کے بعد جمعہ ظہر پڑھ لے تو کیا وہ مذہب سے خارج ہوجاتا ہے؟

ظہر بعد جمعہ

سوال (۲۵۲۲) کسی فقہ کی معتبر کتاب میں بوقت اشتباہ فی المصر بھی ظہر بعد جمعہ پڑھنا منع لکھا ہے؟

الجواب: (۱) صحیح یہ ہے کہ فرض وقت ظہر ہے اور جمعہ بدل ہے لان فرض الوقت عندنا الظہر لا الجمعۃ الخ شامی جلد اول فی بحث النیۃ۔ جمعہ قصر ظہر نہیں ہے بلکہ اس اعتبار سے فرض مستقل ہے کہ اس سے ظہر ساقط ہوجاتی ہے۔

(۲) معتبر بالشرائط ہے[۱]۔ (۳) نہیں[۲]۔

---

[۱] ویشترط لصحتہا سبعۃ اشیاء الاول المصر الخ (در مختار باب الجمعۃ) ظفیر۔ [۲] ولو صلوا فی القری لزمہم اداء الظہر (رد المحتار ص ۷۴۸/۱) ظفیر۔

(۴) کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان ہو تو اس کا اذن ضروری ہے اور اگر نہ ہو تو جس کو امام مقرر کر لیا جاوے وہ امام جمعہ ہو سکتا ہے اور جمعہ صحیح ہے[1]

(۵) بعد اس کے کہ فقہاء کسی امر کو مفتی بہ مذہب میں قرار دیں تو نہیں اس کے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ امام صاحب سے یہ قول صراحۃً منقول ہے یا نہیں۔ اما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وصححوہ الخ (درمختار) قال فی الشامی قولہ واما نحن یعنی اہل الطبقۃ السابعۃ وھذا مع السؤال والجواب ماخوذ من تصحیح الشیخ قاسم قولہ کما لو افتوا فی حیاتہم ای کما نتبعھم لو کانوا احیاء وافتونا بذلک فانہ لا یسعنا مخالفتہم الخ[2] اور معراج الدرایہ میں مبسوط سے منقول ہے فلو الولاۃ کفارا یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیہم ان یلتمسوا والیا مسلما۔ انتہی[3]۔ وفی الدر المختار ونصب العامۃ الخطیب غیر معتبر مع وجود من ذکر اما مع عدمہم فیجوز للضرورۃ درمختار[4]

(۶) ضرور رہے گا۔

(۷) محض یہ امور کافی نہیں بلکہ یہ ضروری ہے کہ وہ بستی یا شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ مثل قصبہ کے ہو کہ اس میں بازار و دکانیں ہوں اور ضروریات سب ملتی ہوں کما صرح فی الشامی وغیرہ[5]

---

[1] اذن السلطان او مامورہ باقامتہا (درمختار) واما فی بلاد علیہا ولاۃ کفار فیجوز للمسلمین اقامۃ الجمع والاعیاد ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیہم طلب وال مسلم اھ (رد المحتار باب القضا ص ۳۵ ج ۳) ظفیر

[2] رد المحتار مقدمہ مطلب فی طبقات الفقہاء ص ۷۲ ج ۱ ۱۲ ظفیر

[3] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۵۴ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۵۴ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

(۸) مذہب سے خارج نہیں ہوتا۔

(۹) جب کوئی جگہ مفتیٰ بہ قول کے موافق محل جمعہ قرار پا گئی تو پھر وہاں ظہر بعد جمعہ پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ تعدد جمعہ کے خلاف کی وجہ سے کوئی شخص ظہر احتیاطی پڑھے، اور جب یہ منع تو وہ بھی منع ہوگا۔ فقط۔

خطبات جمعہ ہر ماہ کا علیحدہ ہونا ضروری نہیں

سوال (۲۵۲۳) خطبہ جمعہ ہر ماہ علیحدہ ہو دن ضرور ہے یا نہ؟

الجواب:۔ خطبہ ہر ماہ علیحدہ ہونا ضروری نہیں۔ فقط

جمعہ کی اذان ثانی

سوال (۲۵۲۴) جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر کہنے کا کیا حکم ہے؟ کیا مکروہ ہے؟ بریلی کے فتویٰ میں اس کی ممانعت کی گئی ہے اور حدیث ابی داؤد سے استدلال کیا گیا ہے۔

الجواب:۔ بریلی کے اس فتویٰ کے متعدد جوابات شائع ہو چکے ہیں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سے مفصل جواب طبع ہو کر شائع ہوا ہے وہاں سے طلب کر کے اس کو دیکھ لیں۔ تحقیق یہ ہے کہ اذان ثانی جمعہ مسجد میں ہونا مکروہ نہیں ہے اور عبارت کتب فقہ لا یؤذن فی المسجد اذان ثانی یوم جمعہ کے بارہ میں نہیں ہے۔ نیز غرض اس عبارت سے یہ ہے کہ اذان نماز پنجگانہ میں غرض اعلام ہے اس لئے بلند جگہ منارہ وغیرہ اس کے لئے مسنون ہے اور مراد اس عبارت سے یہ ہے کہ اذان پنجگانہ مسجد میں اس طرح کہنا کہ اس میں اعلام نہ ہو، مثلاً اندر کے درجہ مسجد میں اذان کہنا خلاف سنت ہے۔ بہرحال اذان جمعہ اس میں داخل نہیں ہے۔ لتصریح الفقہاء بذالک[۲]۔ اور

---

[۱] کانت ام ہشام اخذت ق والقرآن المجید من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ بہا کل جمعۃ رواہ مسلم قال شارح الحدیث کان سورۃ ق فی مدۃ وکانت ام ہشام حافظۃ ولم یکن دائما (رسائل الارکان ص ۱۱۶) ظفیر

[۲] ویؤذن ثانیا بین یدیہ ای الخطیب (الی قولہ) اذا جلس علی المنبر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۷۶۱ ج ۱) قولہ ویؤذن ثانیا بین یدیہ ای علی سبیل السنیۃ کما یظہر من کلامہم (رد المحتار ص ۷۶۱ ج ۱) ظفیر

حدیث ابوداؤد خارج عن المسجد ہونے میں نص نہیں ہے کیونکہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ علی قرب باب المسجد مراد لیا جاوے اور اس کے ثبوت میں بھی کلام کیا گیا ہے۔ فقط۔

حدیث لاصلوٰۃ ولاکلام

سوال (۲۵۲۵) حدیث اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولاکلام سے اس کلام سے مراد مطلق کلام ہے یا کلام دنیاوی؟ فقہاء کی عبارات سے کلام دنیاوی مراد معلوم ہوتی ہے کہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے کلام دنیاوی منع ہے۔ تسبیح اذکار وغیرہا منع نہیں۔ اب اس بنا پر خطبہ کی اذان کا جواب دینا یا دعاء وسیلہ پڑھنا جائز ہوگا چنانچہ بعض عبارات سے صاف ظاہر ہے واما الکلام فانما یکرہ منہ قبل شروع الخطبۃ الدنیوی لاالذی کالاذکار والتسبیح وبعد الشروع فیہا یکرہ مطلقا ھذا ھوالاصح کما فی النہایۃ وغیرہ فلا تکرہ اجابۃ الاذان الذی یؤذن بین یدی الخطیب وقد ثبت ذلک من فعل معاویۃ رضی فی صحیح البخاری ولادعاء الوسیلۃ الماثورۃ بعد ذلک الاذان ھذا عند ابی حنیفۃ وعندھما لاباس بالکلام ای الدنیوی اذا خرج الامام قبل ان یشرع فی الخطبۃ فاذا نزل قبل یکبر لان الکراھۃ للاخلال بالاستماع ولا استماع ھہنا بخلاف الصلاۃ فانہا قد تمتد کذا فی الہدایۃ۔ اس میں قول مفتی بہ اور صحیح کیا ہے۔ جائز ہے یا مکروہ؟۔

الجواب:- حدیث اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولاکلام، میں ہمارے حضرات کا مسلک کلام کو عام رکھنا ہے جیسا کہ اطلاق حدیث سے ظاہر ہے اور صلاۃ کے ساتھ اس کا منضم فرمانا اور بھی اس کا مؤید ہے اور خلاف صاحبین کا قبل شروع فی الخطبہ میں مشہور ہے اور امام صاحب کے نزدیک بھی بعض فقہاء نے کلام دینی کو بعد خروج امام قبل خطبہ جائز نقل کیا ہے لیکن مذہب مشہور امام صاحب کا یہی ہے کہ بعد خروج امام کلام مطلقاً ممنوع ہے خواہ دینی ہو یا دنیاوی اور نصوص فقہاء بہت سی اس پر دال ہیں کہ امام صاحب کلام کو عام لیتے ہیں پس اگر بعض فقہاء نے قبل خطبہ کلام دینی کو جائز رکھا ہے اور اس کو اصح فرمایا ہے جیسا کہ عنایہ وبنایہ سے منقول ہے تو انہوں نے

مذہب صاحبین رحمہما اللہ کو اختیار فرمایا ہے۔ باقی مذہب امام اعظم رحمہ اللہ کا یہی ہے کہ کلام مطلقاً مکروہ ہے
اور اجابت اذان بین یدی الخطیب مکروہ ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے جو تخطیہ صاحب درمختار
کا کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے اور آپ نے جو عبارت مولانا موصوف کی نقل فرمائی ہے اور اس کے آخر
میں کذا فی الہدایہ ہے۔ ہدایہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ حوالہ بجنسہا صحیح نہیں ہے
کما لا یخفی علی من طالع الہدایۃ۔ اب احقر بعض وہ عبارات لکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے امام صاحب رحمہ اللہ
کا خلاف مطلق کلام میں ہے دنیاوی ہو یا دینی اور امام صاحب مطلق کلام کو بعد خروج امام منع فرماتے
ہیں اور نیز یہ کہ اجابت اذان ثانی جمعہ مکروہ ہے۔ درمختار باب الجمعہ میں ہے: قالا لا باس
بالکلام قبل الخطبة وبعدها واذا جلس عند الثانی والخلاف فی کلام
یتعلق بالآخرة اما غیره فیکره اجماعا۔ وعلی هذا فالترقیة المتعارفة فی
زماننا تکره عنده لا عندهما واما ما یفعله المؤذنون حال الخطبة من الترضی
ونحوه فمکروه اتفاقا وتمامه فی البحر والعجب ان المرقی ینهی عن المعروف بمقتضی
حدیثه ثم یقول انصتوا رحمکم الله قلت الا ان یحمل علی قولهما فتنبه[1] (درمختار)
قوله الا ان یحمل علی قولهما لانه یقول ذلک قبل الخطبة وهما یحملان قوله صلی الله
علیه وسلم والامام یخطب۔ علی الشروع فیها حقیقة فحینئذ لا یکون المرقی
مخالفا لحدیثه بقوله انصتوا۔ اما علی قول الامام من حمل قوله یخطب علی الخروج
للخطبة بقرینة ما روی اذا خرج الامام فلا صلاة ولا کلام فیکون مخالفا
لحدیثه الذی یرویه ویکره الخ۔ رد المحتار[2] شامی۔ وفی الشامی ایضا قبیله والظاهر
ان مثل ذلک یقال ایضا فی تلقین المرقی الاذان للمؤذن والظاهر ان یکون
الکراهة علی المؤذن دون المرقی لان سنة الاذان الذی بین یدی
الخطیب تحصل باذان المرقی فیکون المؤذن مجیبا لاذان المرقی

---

۱ الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۷۶۹ ج ۱ ۲ رد المحتار ص ۷۶۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر

واجابۃ الاذان حینئذٍ مکروھۃ الخ[1]۔

شامی کے اس قول "واجابۃ الاذان حینئذٍ مکروھۃ" سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کراہتہ حنفیہ کے نزدیک ایسی مسلم ہے اور معروف ہے کہ اس میں کسی کو کچھ تأمل اور خلاف نہیں ہے پس اس سے صحت اس قول صاحب درمختار کی جو باب الاذان میں ہے واضح ہوتی ہے وینبغی ان لایجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب۔ البتہ اتفاقاً کے لفظ سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ کراہتہ امام صاحب کے قاعدہ کے موافق ہے نہ صاحبین کے قول کے۔ مگر جواب اس کا یہ ہے کہ غرض صاحب درمختار کی یہ ہے کہ مشائخ نے بالاتفاق اس بارہ میں قول امام صاحب کو اختیار فرمایا ہے اور بالاتفاق فتوی کراہتہ اجابت اذان ثانی جمعہ کا دیا ہے۔ ثانیاً یہ کہ اگرچہ قاعدہ صاحبین کا اس کے جواز کو مقتضی ہو مگر ان سے تصریح اس کے جواز کی منقول نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ اگر کراہتہ منقول ہو اور اسی قول صاحب درمختار کو اس بارہ میں حجت سمجھا جاوے کہ ہم اعلم بمذہب الاصحاب' اس صورت میں اتفاق کے معنی امام صاحب اور صاحبین کے اتفاق کے ہوں گے۔ اور جب کہ ایسا بڑا شخص اس اتفاق کو نقل فرماتا ہے تو ہم کو محض اس بنا پر کہ صاحبین کا مذہب اس کو مقتضی نہیں انکار شایاں نہیں ہے۔ احقر کہتا ہے کہ مقتضی قول صاحبین بھی اس اجابت کی کراہت کو ہے کیونکہ آخر کلمہ اذان کی اجابت بعد ختم اذان کے ہے جو وقت شروع فی الخطبہ کا ہے۔ نیز اجابت کے ساتھ دعاء وسیلہ بھی ہوتی ہے جو بعد اذان اور اجابت اذان کے ہے اور وہ وقت شروع فی الخطبہ کا ہے اور وہ بالاتفاق وقت کراہت کلام دینی و دنیاوی کا ہے اور اس میں بحث کرنا کہ امام بھی اجابت کرے گا اور دعاء وسیلہ پڑھے گا تو شروع فی الخطبہ نہ ہوا جو صاحبین کے نزدیک اجابت کو مکروہ کہا جاوے محل تأمل ہے کیونکہ اذان کے ختم ہونے کے بعد خطبہ کا شروع ہونا متوارث ہے اور دعوی امام کی اجابت کا کہ ناخود ذریع ثبوت کی ہے حالانکہ تصریح فقہاء کی اس کے خلاف ہے۔ الحاصل تخطیہ درمختار کے قول کا عجب در عجب ہے۔

اور علامہ شامی کی تصریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کراہت اجابت اذان بین یدی الخطیب ایک مسلّم امر ہے جیسا کہ سیاق عبارت سے واضح ہے۔ آخر میں یہ عرض ہے کہ بصورت اختلاف احوط بھی یہی ہے کہ اجابت کو ترک کیا جاوے۔ فقط۔

تیرہ سو آبادی میں جمعہ

سوال (۲۵۲۶) ایک موضع کی آبادی بارہ سو تیرہ سو کی ہے اور اکثر دوکانیں بھی ہیں اور ضروریات بھی دستیاب ہوتی ہیں اور ہمیشہ سے یہاں جمعہ و عیدین ہوتے ہیں، اس قریہ میں جمعہ و عیدین کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- قریہ مذکورہ بڑا قریہ ہے اس میں جمعہ واجب و ادا ہوجاتا ہے۔ شامی میں ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق قال ابوالقاسم ھذا بلاخلاف اذا اذن الوالی والقاضی ببناء المسجد الجامع واداء الجمعۃ[۱] الخ فقط۔

خطبہ غیر عربی زبان میں خلاف سنت ہے

سوال (۲۵۲۷) خطبہ میں نظم یا نثر زبان غیر عربی میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ با دلائل تحریر فرمادیں۔

الجواب:- چونکہ مقصود خطبہ سے ذکر اللہ ہے نہ کہ وعظ بلکہ یہ ضمنی شے ہے اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمہ کا مذہب ہے کہ اگر فقط خطبہ میں ذکر اللہ ہو اور پند وغیرہ کا ذکر نہ ہو تو بھی جائز ہے۔ ولنا ان الخطبۃ ذکر والمحدث والجنب لا یمنعان الخ۔ مبسوط[۲]۔

قال صاحب الھدایۃ فان اقتصر علی ذکر اللہ تعالیٰ جاز عند ابی حنیفۃ[۳] وفی بعض کتب الفقہ یعم الاقتصار فی الخطبۃ علی ذکر خالص للہ تعالیٰ عند ابی حنیفۃ رحمہ۔ ان عبارات سے مضمون بالا کا ثبوت ہوتا ہے پس جب خطبہ اصل میں محض ذکر کا نام ہے تو اس کی ضرورت نہیں رہی کہ خطیب بعض سامعین کی وجہ سے قرآن اور رسول اور جنت کی زبان کو چھوڑ کر اردو انگریزی جاپانی فارسی پشتو زبان میں خطبہ پڑھے

---

[۱] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۴۸/۱ ۱۲ ظفیر [۲] مبسوط ص ۲۶/۲ [۳] ہدایہ ص ۱۵۱/۱ ۱۲

سلف صالحین صحابہ و تابعین وائمہ کا تعامل باوجودیکہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ملک فارس میں تشریف فرما ہوئے مگر فارسی میں خطبہ نہ پڑھا بلکہ عربی میں پڑھا۔ کما نقلہ شاہ ولی اللہ الدہلوی رح دلالت کرتا ہے کہ خطبہ عربی میں ہونا چاہئے اور غیر عربی مثلاً اردو وغیرہ میں جائز مگر خلاف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تعامل صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدینؒ ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب رح لکھنوی نے عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں باب الجمعہ میں تحریر فرمایا ہے کہ خطبہ اردو نظم و نثر میں جائز ہے مگر مکروہ تحریمی ہے[1]۔ فقط۔

عید و جمعہ کا اجتماع

سوال (۲۵۲۸) عید اور جمعہ اگر ایک دن میں جمع ہو جاویں تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ نہ پڑھا جاوے اور صحیح مسلم کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔ اور نماز جمعہ پڑھنی چاہئے یا نہ؟

الجواب:۔ اس حدیث کی تفتیش مسلم شریف میں کی گئی مگر پتہ نہیں چلا بے شک ابوداؤد شریف میں عبداللہ بن الزبیر کا فعل نقل کیا گیا ہے۔ مگر ذرا غور کرنا چاہئے کہ ایک صحابی کے فعل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کو چھوڑ دینا خلاف انصاف ہے حضرت کے زمانہ میں بھی یہ اتفاق پیش آیا مگر آپ نے جمعہ ادا کیا اور آپ نے گاؤں کے لوگوں کو کہدیا کہ تم جانا چاہو تو چلے جاؤ ہم جمعہ ادا کریں گے، ابوداؤد وغیرہ میں موجود ہے اور عبداللہ بن زبیر کے فعل کی علماء نے تاویل کی ہے لہذا جمعہ ضرور ادا کرنا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ

---

[1] دیکھئے مصفی مسوی ص ۱۵۳ ج ۱ ۔ فلو خطب بالفارسیۃ او بغیرھا جاز کذا قالوا والمراد بالجواز ھو الجواز فی حق الصلوٰۃ بمعنی انہ یکفی لاداء الشرطیۃ وتصح بھا الصلوٰۃ لا الجواز بمعنی الاباحۃ المطلقۃ فانہ لاشک فی ان الخطبۃ بغیر العربیۃ خلاف السنۃ المتوارثۃ من النبی والصحابۃ فیکون مکروھا تحریما وکذا قراءۃ الاشعار الفارسیۃ والھندیۃ فیھا (حاشیہ شرح وقایہ ص ۲۴۲/۱ ج) ظفیر۔

جمعہ کی نماز قرآن شریف سے ثابت ہے اس کو ایک فعل صحابی سے ترک کر دینا یا تخصیص کرنا عقل سلیم کا کام نہیں ہے۔ فقط۔

گاؤں میں جمعہ

سوال (۲۵۲۹) گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہ؟ اور حدیث جو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ "لا جمعۃ ولا تشریق" الخ اس پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہ؟

الجواب:۔ چھوٹے گاؤں میں جمعہ پڑھنا درست نہیں ہے اور حضرت علیؓ کی حدیث پر عمل کرنا عند الحنفیہ لازم ہے۔ مصر شرط وجوب و ادا جمعہ ہے[1]۔ فقط

بعد اذان ثانی مناجات

سوال (۲۵۳۰) جمعہ کے روز بعد اذان ثانی مناجات کرنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ مکروہ ہے اور ممنوع ہے۔ در مختار میں ہے وینبغی ان لایجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب باب الاذان[2] وفی الشامی واجابۃ الاذان حینئذٍ مکروھۃ[3]۔ اور حدیث شریف میں ہے اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام[4] الخ پس معلوم ہوا کہ بعد ثانی جمعہ دعاء و مناجات زبان سے نہ کرے فقط

خطبہ کی حالت میں دوسرا کام

سوال (۲۵۳۱) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کی حالت میں امام حسنؓ و امام حسینؓ کو گرتے دیکھ کر خطبہ قطع کر کے ان کو اٹھایا، اب ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ خصوصیت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ یا یہ کہ ایسی حالت ہو کہ اندیشہ ہے بچہ کے چوٹ لگنے کا تو ایسی حالت میں اب بھی خطیب کو ایسا کرنا درست ہے جیسا کہ در مختار میں بعض مواقع میں نماز قطع کر دینے کا حکم ہے ویجب القطع لنحو انجاء غریق او حریق[5]۔ فقط۔

---

[1] ویشترط لصحتہا سبعۃ اشیاء الاول المصر (در مختار باب الجمعۃ) ظفیر۔ [2] الدر المختار باب الاذان ص ۶۵/۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۶۹/۱ مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ۱۲ ظفیر۔ [4] دیکھئے رد المحتار ص ۷۶۷/۱ باب الجمعۃ ۱۲ ظفیر۔ [5] ویباح قطعہا لنحو قتل حیۃ (الی قولہ) ویجب لاغاثۃ ملهوف و غریق و حریق الخ (الدر المختار باب ما یفسد الصلوٰۃ ص ۹۳/۱) ظفیر

بادشاہ اسلام نہ ہونیکی صورت میں جُمعہ

سوال (۲۵۳۲) جس جگہ بادشاہ اسلام نہ ہو وہاں جمعہ نہیں ہوتا یہ صحیح ہے یا نہ؟

الجواب:۔ یہ غلط خیال ہے کہ جہاں بادشاہ اسلام نہیں وہاں جمعہ نہیں ہوتا بلکہ جمعہ ہوجاتا ہے۔ شامی میں اس کی تصریح موجود ہے[1]۔ فقط۔

گاؤں میں جمعہ

سوال (۲۵۳۳) ایک گاؤں میں باوجود عدم جواز جمعہ اکثر لوگ اس وجہ سے جمعہ پڑھتے ہیں کہ ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اس صورت جمعہ کے حامی شرعاً ماخوذ ہیں یا نہیں؟

(۲) ایک شخص بوجہ عدم جواز جمعہ فی القری نماز جمعہ پڑھنے کے لئے چار میل مسافت طے کر کے ایک قصبہ میں جمعہ پڑھتے ہیں اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ (۱) جس گاؤں میں بوجہ اس کے چھوٹا ہونے کے عند الحنفیہ درست نہیں ہے اس میں کسی خیال سے بھی جمعہ نہ پڑھنا چاہئے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایسی جگہ جمعہ پڑھنے سے گنہگار ہوتے ہیں اور ظہر کی جماعت کے ترک کا گنہ بھی ان پر ہے[2]

---

[1] (والسلطان الی قوله) والاطلاق مشعر بان الاسلام لیس بشرط وهذا اذا امكن استئذانه والا فالسلطان لیس بشرط فلو اجتمعوا علی رجل وصلوا جاز (جامع الرموز باب الجمعه ص ۱۱۲ ج ۱) مع انها تصح (الجمعة) فی البلاد التی استولی علیها الكفار كما سنذكره (رد المحتار باب الجمعه) فلو الولاة كفار ایجوز للمسلمین اقامة الجمعة ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیهم ان یلتمسوا والیا مسلما (ایضا ص ۵۴۲ ج ۱) ظفیر

[2] وفیما ذكرنا اشارة الی انه لا تجوز (ای الجمعة) فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب كما فی المضمرات والظاهر انه ارید به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة الاتری ان فی الجواهر لو صلوا فی القری لزمهم اداء الظهر (رد المحتار باب الجمعه ص ۷۴۵ ج ۱) ظفیر۔

(۲) یہ اچھا ہے کہ جمعہ دوسرے قصبہ میں جاکر ادا کرے اس میں ثواب ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ دیہات کے لوگ مدینہ شریف میں جمعہ پڑھنے آتے تھے۔ فقط۔

مولانا نانوتوی کی نماز جمعہ دیہات میں

سوال (۲۵۳۴) اکثر لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا مولوی محمد قاسم رح اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے نماز جمعہ دیہات میں ادا کی ہے اگر یہ بات خلاف ہوتی تو وہ کیوں کرتے؟

الجواب:۔ اصل یہ ہے کہ فقہ کی معتبر کتابوں مثل ہدایہ و شرح وقایہ و درمختار و شامی سے یہ ثابت ہے کہ ادائے جمعہ اور وجوب جمعہ کے لئے مصر شرط ہے اور شامی میں نقل فرمایا ہے کہ قصبہ قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی حکم میں شہر اور مصر کے ہے[1] اور درمختار اور شامی میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ چھوٹے قریہ میں جمعہ درست نہیں ہے اور اس میں کراہت تحریمیہ ہے[2]۔ پس حضرت حاجی شاہ امداد اللہ قدس سرہ یا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ نے اگر دیہات میں جمعہ پڑھا ہوگا تو وہ بڑا گاؤں ہوگا اور حضرت مولانا گنگوہی خلیفہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ نے اپنے پیر اور پیر بھائی کے حالات سے زیادہ واقف تھے ان کا فتویٰ آپ نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ کیسے تشدد سے چھوٹے دیہات میں جمعہ کو منع فرماتے تھے اور اس بارہ میں کتاب بھی لکھی ہے۔ اگر بالفرض اختلاف علماء بھی اس میں تسلیم کیا جاوے تو پھر بھی احتیاط ترک جمعہ فی القریٰ میں ہے کیونکہ مکروہ امر سے بچنا سنت اور مستحب کے کرنے سے مقدم ہوتا ہے۔ فقط

جمعہ کے لئے جامع مسجد ہونا شرط نہیں

سوال (۲۵۳۵) ایک شخص نے اپنی تصنیف میں

---

[1] تقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق (رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱) [2] وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب الخ والظاہر انہ اریدبہ الکراہۃ لکراہۃ النفل بالجماعۃ الا تری ان فی الجواہر لو صلوا فی القریٰ لزمہم اداء الظہر (ایضاً ص ۷۴۸ ج ۱) ظفیر

لکھا ہے۔ کہ ع[۱]

ادائے جمعہ کے لئے جامع مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے۔

الجواب:۔۔۔۔۔ کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ بے شک جمعہ کے لئے جامع مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے۔ شہر کی دوسری مسجد میں یا شہر کے میدان میں بھی جمعہ ہو سکتا ہے مگر جمعہ کے لئے یہ شرط ہے کہ شہر یا قصبہ ہونا چاہئے اور بڑا گاؤں جو مثل قصبہ کے ہو وہ بھی اس حکم میں ہے۔ چھوٹے قریہ میں جمعہ عند الحنفیہ درست نہیں ہے[۱]۔ حدیث عبد اللہ بن مسعودؓ میں ہے۔ لا جمعۃ ولا تشریق الخ الا فی مصر جامع الحدیث۔ فقط۔

کمزور پر جمعہ

سوال (۲۵۳۶) جو آدمی ضعیف ہو اور اس قدر فاصلہ یا بلند جگہ پر جہاں جامع مسجد واقع ہو نہ جا سکتا ہو، وہ نماز جمعہ کہاں ادا کرے

الجواب:۔ جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہو جمعہ ادا کر لیوے جامع مسجد میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اوقات خطبہ میں سنن

سوال (۲۵۳۷) جمعہ کے خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا درست نہیں ہے۔ جس وقت سے امام منبر پر جاوے اور خطبہ شروع کرے اس وقت سے نماز وغیرہ سب ممنوع ہو جاتی ہے لقولہ علیہ السلام اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام[۲]۔ فقط۔

ایک شہر میں کئی جگہ جمعہ درست ہے یا نہیں اور چند دوسرے سوالات

سوال (۲۵۳۸) چند جگہ بستی میں جمعہ ہونے سے ثواب میں تو کچھ کمی نہیں آتی۔؟ اکیلے امرد کو جماعت میں

---

۱ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (الی قولہ) وفیما ذکرنا اشارۃ انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب الخ (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۸/ج ۱) ظفیر۔ ۲ واذا خرج الامام (الی قولہ) فلا صلاۃ ولا کلام الی تمامہا (الدر المختار۔ باب الجمعۃ ص ۱۱۳/ج ۱) ظفیر۔

شریک کرنے سے نقصان تو نہیں آتا؟ تعلیم خداوندی میں تقبیہ مثل آجکل مدارس کے درست ہے یا نہیں؟ مدرسین پر جرمانوں کا قاعدہ قانون سے مدلل شرح فرمائیے۔ مدرسین کا ماہوار لینا درست ہے یا نہیں؟۔

متعصب عالم کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ایک شہر میں چند جگہ جمعہ درست ہے اس سے ثواب جمعہ میں کچھ کمی نہیں آتی۔ درمختار میں ہے وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذھب وعلیہ الفتوی الخ درمختار[1]۔ امرد کا جماعت میں شریک ہونا درست ہے اور امرد اگر نابالغ ہو اور تنہا ہو تو اس کو بھی شریک جماعت کر لینا جائز ہے۔ کذا فی الشامی[2]۔ دینی مدارس میں اگر انتظام و پابندی اوقات وغیرہ مثل انگریزی مدارس کے کیا جاوے کچھ حرج نہیں ہے۔ جرمانہ مالی شریعت میں درست نہیں ہے البتہ مدرسین و ملازمین کی تنخواہ حسب قاعدہ وضع ہو سکتی ہے اور مدرسین کو عیدی وغیرہ لینا اطفال سے حسب عرف درست ہے عالم کے پیچھے نماز افضل ہے اور عالم کو دین میں متعصب ہونا ہی چاہئے تعصب کے معنی پختگی فی الدین کے ہیں۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا تکبیر کے لئے امام کی اجازت ضروری ہے

سوال (۲۵۳۹) جمعہ یا عیدین کی نماز میں بلا اجازت امام کے از خود تکبیر پکار کر رکوع سجدہ میں کہنا تاکہ اور نمازیوں کو سہولت ہو، جائز ہے یا نہیں؟ ایک عالم امام کہتے تھے کہ[3] بلا اذن امام کے تکبیر پکارنے سے مکبر کی نماز نہیں ہوتی یہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب:۔ نمازیوں کی سہولت اور اطلاع کی وجہ سے تکبیر پکار کر کہنا درست ہے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار ص ۷۵۵ ج ۱۔ [2] یصف الخ الرجال الخ ثم الصبیان ظاہرہ تعددھم فلو واحد دخل الصف (درمختار مختصرا) وکذا لو کان المقتدی رجلا وصبیا یصفھما خلفہ لحدیث انس الخ (رد المختار ص ۵۳۴ ج ۱) ظفیر۔

امام کے اجازت کی ضرورت نہیں ہے، یہ قول کسی عالم کا کہ بدون اجازت امام تکبیر پکار کر کہنا مقتدی کو جائز نہیں ہے اور اس کی نماز اس سے فاسد ہو جاتی ہے الخ غلط ہے۔ فقط۔

جس قصبہ کی مردم شماری پچیس سو ہو، اس میں جمعہ جائز ہے

سوال (۲۵۴۰) ایک جگہ جس کی آبادی زمانہ قدر سے پہلے آٹھ نو ہزار تھی اور ایک صوبہ بھی والی رہتا تھا، تحصیل بھی تھی۔ بعد غدر تحصیل بھی موقوف ہو گئی اور صوبہ دار کا رہنا بھی موقوف ہو گیا اور رفتہ رفتہ حوادثات زمانہ پچیس سو آدمی رہ گئے ہیں اور اشیاء ضروری معمولی اب بھی بہم پہنچتی ہیں اور گیارہ مسجدیں وہاں پر موجود ہیں اور ہفتہ میں ایک روز بازار بھی لگتا ہے اور جامع مسجد طیار ہو رہی ہے، اس صورت میں وہاں پر جمعہ ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ اس بستی میں جس کا ذکر سوال میں ہے جمعہ واجب الادا ہوتا ہے وہاں جمعہ ادا کرنا چاہیئے کیونکہ درحقیقت وہ آبادی قصبہ ہے اگرچہ حوادثات زمانہ سے آبادی اب کم ہو گئی ہے اور قریہ کبیرہ کی برابر اب بھی ہے وہاں آبادی موجود ہے۔ شامی میں ہے کہ قصبات اور قریہ کبیرہ میں عند الحنفیہ جمعہ ادا ہوتا ہے بناءً علیہ اس آبادی میں جمعہ پڑھنا چاہیئے[1]۔ فقط۔

جمعہ کا وقت

سوال (۲۵۴۱) درمختار میں منقول ہے کہ نماز جمعہ کے وقت سے کسی کو آگاہی نہیں، علماء کا اتفاق اس بات پر ہو چکا ہے کہ بوقت ظہر نماز جمعہ ادا کی جائے نماز جمعہ کا کونسا وقت ہے؟

الجواب:۔ درمختار کی عبارت یہ ہے وجمعته کظهر اصلاً واستحباباً اس کا حاصل یہ ہے کہ جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے[2]۔ سائل نے جو یہ لکھا ہے کہ درمختار میں لکھا ہے کہ نماز جمعہ کے وقت سے کسی کو آگاہی نہیں ہے الخ یہ بالکل غلط ہے۔ درمختار

---

[1] وتقع (الجمعة) فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۴۸ ج ۱)

[2] والثالث وقت الظهر فتبطل الجمعة بخروجه مطلقاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص ۷۵۰ ج ۱ ظفیر)

میں کہیں ایسا نہیں ہے۔

جمعہ کہاں جائز ہے

سوال (۲۵۴۲) دس پانچ آدمی مل کر دس بارہ کوس کے فاصلہ پر کسی کام کو گئے اور اس عرصہ میں جمعہ کا دن آگیا، وہاں پر ان کو جمعہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ نماز جمعہ کے وجوب و ادا کے لئے مصر یا فنائے مصر شرط ہے یعنی شہر یا قصبہ یا بڑے قریہ میں جمعہ ہو سکتا ہے چھوٹے گاؤں اور جنگل میں جہاں کچھ آبادی نہ ہو جمعہ نہیں ہوتا البتہ وہ جنگل قریب شہر یا قصبہ سے ہو کہ وہ فنائے مصر میں داخل ہو اس میں جمعہ ہو سکتا ہے[1] فقط۔

جمعہ بعد کتنی سنتیں ہیں اور کس ترتیب سے

سوال (۲۵۴۳) نماز جمعہ میں فرضوں کے بعد چار سنتیں پڑھے یا چھ اگر چھ پڑھے تو پہلے دو پڑھے یا چار؟

الجواب:۔ چھ بہتر ہیں۔ چار پہلے اور دو پیچھے[2] فقط

گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی

سوال (۲۵۴۴) اگر کوئی شخص گاؤں میں نماز جمعہ ادا کرے تو اس کے ذمہ سے ظہر ساقط ہو جائے گی یا نہیں اور ایسا کرنے والا گنہ گار ہو گا یا نہیں؟

الجواب: چھوٹے گاؤں میں نماز جمعہ ادا کرنے سے ظہر ساقط نہیں ہوتی اور ایسا

---

[1] ویشترط لصحتها المصر الخ او فناءه (در مختار) وتقع (الجمعة) فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب (رد المحتار ص ۷۴۸ باب الجمعہ) ظفیر

[2] وسن مؤکدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة واربع بعدها بتسلیمة (الدر المختار علی هامش رد المحتار۔ باب النوافل ص ۶۳۳ ج ۱) وذکر فی الاصل واربع قبل الجمعة واربع بعدها الخ وذکر الطحاوی عن ابی یوسف انه قال یصلی بعدها ستا الخ ینبغی ان یصلی اربعا ثم رکعتین (بدائع الصنائع ص ۲۸۵ ج ۱) ظفیر۔

کرنا درمختار میں مکروہ تحریمی لکھا ہے۔[1] فقط۔

آبادی کے بڑے چھوٹے ہونے میں جملہ اقوام کا اعتبار

سوال (۲۵۴۵) قریہ سرسولی شہر سے ستر میل کے فاصلہ پر ہے اور مسلمانان کی مردم شماری مع مرد و زن ۳۰۰ کی ہے اس قریہ میں مسجد بھی ہے نماز جمعہ و عیدین ہمیشہ سے ہوتی ہے مدرسہ سرکاری و ڈاک خانہ بھی ہے۔ ہفتہ میں دو بازار ہوتے ہیں دس بیس دوکانیں بھی ہیں اور بارہ قریہ اس قریہ کے متعلق ہیں جن کی مردم شماری ۳۰۰۰ ہے اور خاص قریہ کی مردم شماری ہر قوم ۱۵۰۰ کی ہے جمعہ وہاں درست ہے یا نہیں؟

الجواب: قریہ کے بڑے چھوٹے ہونے میں جملہ اقوام کی مردم شماری کا اعتبار ہوتا ہے جس قریہ کی مردم شماری باعتبار جملہ اقوام کے کثیر ہے وہ قریہ کبیرہ ہے جمعہ واجب الاداء ہوتا ہے جیسا کہ شامی میں اس کی تصریح ہے۔ پس اگر وہ قریہ بڑا شمار ہوتا ہے تو حسب تصریح فقہاء اس میں جمعہ و عیدین کی نماز درست ہے۔[2] فقط

دو ہزار سے زیادہ آبادی میں جمعہ درست ہے

سوال (۲۵۴۶) قصبہ سلیم پور بستی متصل قصبہ سہسپور قریب ایک میل جس میں جمعہ واجب ہے اور اس کے متصل گڑھی ہے کہ ہر دو بستیاں کے درمیان ایک باغ ہے اور پانچ وقت اذان کی آواز آتی ہے اور دونوں جگہ کی مردم شماری چار ہزار پانچسو کی ہے۔ سلیم پور کی مردم شماری دو ہزار تین سو ہے اور گڑھی کی

---

[1] وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز (الجمعة) فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب الی ان قال الا تری ان فی الجواهر لو صلوا فی القری الصغیرة لزمهم الظهر (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۴۸ ج ۱) وفی القنیة صلاة العید فی القری تکره تحریما لانه اشتغال بما لا یصح (درمختار) قوله صلاة العید مثله الجمعة (رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱) ظفیر

[2] وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۴۸ ج ۱) ظفیر

دو ہزار دو سو ہے۔ سلیم پور میں غدر سے پہلے تحصیل تھی اور مردم شماری بھی قریب سات ہزار کی تھی لیکن حوادث و انقلاب کی وجہ سے آبادی کم ہوگئی ہے تاہم ہر قسم کی ضروریات دستیاب ہوتی ہیں لہٰذا جمعہ و عیدین واجب ہیں یا نہیں۔

الجواب:- سلیم پور اب بھی قریہ کبیرہ ہے اور قریہ کبیرہ میں جمعہ واجب الادا ہوتا ہے کما صرح بہ الشامی۔ پس سلیم پور میں جمعہ پڑھنا چاہئے۔ اور اسی طرح گڑھی میں جمعہ ہو سکتا ہے فقط

تیرہ سو آبادی جس میں بازار ہو جمعہ جائز ہے

سوال (۲۵۴۷) بندہ جس جگہ اب تعینات ہوا ہے وہ پہلے کوئی گاؤں یا شہر نہیں تھا بلکہ بوجہ ریل کے اسٹیشن کے یہاں گودام ہے اور گاڑیاں ریل کی تین طرف کی یہاں آتی جاتی بدلتی ہیں۔ بیس بائیس سال سے اسٹیشن کے سامنے سڑک لاہور تا پشاور کے اوپر دو دکانات آباد ہوئی تھی پھر یہاں منڈی اس قسم کی ہو گئی کہ دور دور یہاں سے سوداگری کا مال شل گھی، چاول، گندم وغیرہ جاتا ہے، اب اس جگہ مکانات تمام پختہ بن گئے اور آبادی بھی ۱۳۰۰ سو کی ہو گئی، تمام قسم کی ضروریات یہاں سے مل سکتی ہیں اور تھانہ و مدرسہ سرکاری بھی موجود ہے، اور آبادی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ جمعہ میں پچیس تیس آدمی ہو جاتے ہیں۔ جمعہ یہاں پڑھا جاوے یا نہ؟۔

آبادی سے تھوڑی دور پر گھر میں جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں

سوال (۲۵۴۸) اور جو لوگ اس مسجد سے زیادہ فاصلہ پر رہتے ہیں مثلاً ۴۰۰ گز یا ۵۰۰ گز کہ اذان کی آواز وہاں نہیں پہنچ سکتی وہ اگر مسجد کی جگہ گھر میں مخصوص کرلیں اور ۶-۷ آدمی جماعت سے نماز پڑھیں تو کیا وہ مخصوص جگہ گھر میں مسجد کا حکم رکھے گی یا کیا؟

الجواب:- (۱) جمعہ اس بستی میں جسکا ذکر سوال میں ہے واجب ہے اور ادا ہوجاتا ہے[1] پس وہاں جمعہ پڑھنا چاہئے[2] (۲) وہ مخصوص جگہ گھر کی مسجد کا حکم نہ رکھے گی[3] لیکن نماز اگر جماعت سے وہاں

---

[1] وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۸ ج ۱) ظفیر۔ [2] وتقع الجمعۃ فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ (رد المحتار ص ۷۴۸ ج ۱) ظفیر۔ [3] ولا یکرہ ما ذکر فوق بیت جعل فیہ مسجد بل ولا فیہ لانہ لیس بمسجد شرعاً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار مطلب فی احکام المسجد ص ۶۱۴ ج ۱) ظفیر

پڑھی جاوے گی جماعت کا ثواب حاصل ہوگا۔ فقط۔

پہلے شہر تھا اب دو ڈیڑھ ہزار آبادی ہے کیا جمعہ جائز ہے

سوال (۲۵۴۹) جو جگہ پہلے شہر ہوا اور اب آبادی کم ہو کر دو ڈیڑھ ہزار آدمی رہ گئے ہوں اس میں جمعہ جائز ہے یا نہ اگر جائز ہے تو موجودہ حالت کے لحاظ سے یا قدیمہ حالت کے۔

الجواب:- قریہ کبیرہ جس میں بازار ہوں وہ مثل قصبہ کے ہوتا ہے اور مصریت کی شان اس میں پائی جاتی ہے۔ پس جو بستی پہلے بڑا شہر ہوا اور اب اس میں دو ڈیڑھ ہزار آدمی رہ گئے ہوں اور بازار و دوکانیں وغیرہ اس میں ہوں اس میں جمعہ واجب ہے وہ درحقیقت مصر ہے اس میں جمعہ ہونے میں کچھ تردد معلوم نہیں ہوتا اور قریہ کبیرہ کی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ مثل قصبہ کے معلوم ہوتا ہو[1]

خطبہ جمعہ فرض ہے یا سنت

سوال (۲۵۵۰) خطبہ جمعہ فرض ہے یا سنت۔

بوقت خطبہ کسی قسم کا ذکر جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۵۵۱) بوقت خطبہ کس قسم کا ذکر جائز ہے یا خاموش رہنا چاہئے۔

جمعہ سے پہلے کی سنت خطبہ سے پہلے نہ پڑھ سکا اب کیا کرے

سوال (۲۵۵۲) نماز جمعہ سے پہلے جو چار سنت ہیں وہ رہ گئیں اور نماز جمعہ کا خطبہ شروع ہو گیا۔ ان چار رکعت کو کس وقت پڑھے؟۔

الجواب:- (۱) خطبہ میں[2] فرض مطلق ذکر ہے یہاں تک کہ اگر بقدر الحمد للہ۔ یا سبحان اللہ کہہ لیا فرض خطبہ ادا ہو جاوے گا مگر سنت یوں ہے کہ دو خطبہ ہوں کذا فی الدر المختار وغیرہ وکفت تحمیدۃ او تھلیلۃ او تسبیحۃ للخطبۃ المفروضۃ مع الکراھۃ الخ وسن خطبتان[3]۔ الخ

---

[1] وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ (رد المحتار ص ۷۴۸ ج ۱) ظفیر۔ [2] خطبہ ادائے جمعہ کی صحت شرط ہے۔ ویشترط لصحتہا سبعۃ اشیاء الاول المصر الخ والرابع الخطبۃ فیہ (الدر المختار باب الجمعۃ)۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۷۵۸ ج ۱ ظفیر۔

(۲) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خاموش ہوکر سننا چاہئے۔ کسی قسم کا ذکر و تسبیح و نماز وغیرہ اس وقت نہ چاہئے۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔[1]

(۳) خطبہ شروع ہونے کے بعد سنت نہ پڑھے بعد نماز جمعہ کے پڑھے۔ دوسرے خطبہ کے وقت بھی نہ پڑھے۔

شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک احاطہ ہے اس میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۵۵۳) ایک احاطہ بارہ میل ہے اور اس سے ایک میل کے فاصلہ پر شہر آباد ہے تو اس احاطہ میں جمعہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر وہ احاطہ شہر کے فناء میں سے شمار ہے تو جمعہ وہاں صحیح ہے۔[2]

صوبہ بنگال کے دیہاتوں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۵۵۴) ماقولکم رحمہم اللہ۔ دریں مسئلہ کہ فی اعمال درصوبہ بنگال جم غفیر در دیہات نماز جمعہ ادا می کنند صرف بایں وجہ کہ از ایام ماضیہ ہر خاص وعام نماز جمعہ را بہ چنیں قریہ ادا کردہ می آیند۔ وگروہ از علماء حنفیہ آں دیار میگویند کہ نزد امام ابوحنیفہؒ اگرچہ در دیہات نماز جمعہ روا نیست مگر بایں مسئلہ بتقلید امام شافعیؒ در قریہ نماز جمعہ می گزاریم پس قول ایشاں چگونہ است ونماز جمعہ ہر خاص وعام وگروہے موصوفاں از علماء کرام ادا شود یا نہ۔ بر مسلک حنفیہ جواب مدلل تحریر فرمایند۔

[1] اذا خرج الامام من الحجرة ان كان والا فقيامه للصعود فلا صلاة ولا كلام الى تمامها (درمختار) قوله فلا صلاة شمل السنة وتحية المسجد الخ قوله ولا كلام اى من جنس كلام الناس اما التسبيح ونحوه فلا يكره وهو الاصح كما فى النهاية والعناية وذكر الزيلعي ان الاحوط الانصات ومحل الخلاف قبل الشروع اما بعده فالكلام مكروه تحريما باقسامه كما فى البدائع وقال البقالى فى مختصره واذا شرع فى الدعاء لا يجوز للقوم رفع اليدين ولا تامين باللسان جهرا فان فعلوا ذلك اثموا وقيل اساءوا ولا اثم عليهم والصحيح هو الاول وعليه الفتوى (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۸ ج ۱) ظفير۔

[2] ويشترط لصحتها المصر او فناءه (درمختار۔ باب الجمعة) ظفير

الجواب: جمعہ باتفاق حنفیہ مخصوص بمصر است در قری جائز نیست کذا فی الہدایہ[له] صلوٰۃ الجمعۃ لا تصح الا فی مصر جامع او مصلی المصر ولا تجوز فی القری۔ و منقول از امام ابوحنیفہ در بیان مصر این ست کہ بازار و کوچہا و حاکم نافذ کنندہ حدود داشتہ باشد۔ کذا فی المواہب للطرابلسی۔ مگر چون تسلط کفار غالب شد و حاکم اسلام مفقود شد پس تحقق شرط حاکم نافذ کنندہ مفقود شد۔ پس اگر در قری مسئول عنہا بازار و کوچہا میباشد پس بموجب روایت مذکورہ جمعہ را ادا در آنجا بوجود شرائط دیگر انہا بلاشبہ رواست والا لما فی الشامی فلا یودی فی مغائرۃ لما روی البیہقی فی المعرفۃ و عبد الرزاق و ابن ابی شیبۃ فی مصنفیہما عن علی انہ قال لا جمعۃ ولا تشریق ولا صلوٰۃ الفطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او مدینۃ ولانہ کان المدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی کثیرۃ ولم ینقل عنہ علیہ السلام انہ امر باقامۃ الجمعۃ فیہا انتہی۔ و ظاہر است کسانیکہ نماز جمعہ در دیہات بتقلید شافعیہ ادا می کنند در نماز پنجگانہ و شرائط تعداد و دیگر مسائل بر مسلک شافعیہ عمل نمیکنند ایں را تلفیق میگویند و تلفیق نزد فقہاء باطل است۔ پس قول بعض علماء حنفیہ در بارہ جواز صلوٰۃ جمعہ در دیہات بتقلید شافعی ہرگز صحیح و درست نیست و نماز جمعہ او شان نزد حنفیہ صحیح نمی شود و نہ نزد شافعیہ۔ پس گناہ ترک نماز ظہر و قیام جمعہ بصورت عدم جواز او بر ذمہ ئے لازم می آید فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بنگال میں جہاں آبادیاں ملی ہوتی ہیں جمعہ جائز نہیں

سوال (۲۵۵۵) بملک بنگال موضعات متصل واقع اند واز قدیم الایام دراں مواضع جمعہ نمی خوانند اکنوں بعض ملایان بنگال گویند کہ دریں دیار بلاشک جمعہ جائز است۔ مردمان منتظر فتوی ہستند۔

الجواب: در قریہ صغیرہ عند الحنفیہ جمعہ واجب نیست و ادا نمی شود۔ کما فی الدر المختار المعروف بالشامی۔ وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا

له ہدایہ باب صلوٰۃ الجمعۃ ص ۱۵۱/۱ ۱۲ ظفیر

قاض ومنبر وخطیب کما فی المضمرات والظاهر انه اراد به الکراهة النفل بالجماعة الا ترى ان فی الجواهر لو صلوا فی القرى لزمهم اداء الظهر[۱] الخ ص ۵۳۷ وفی باب العیدین من الدر المختار وفی القنیة صلاة العید فی القری تکره تحریماً قال فی الشامی قوله صلاة العید الخ ومثله الجمعة[۲] الخ ازیں روایات معلوم شد کہ در قری صغیرہ جمعہ صحیح نیست وادا ظہر لازم است وجمعہ ادا کردن در قریہ مکروہ تحریمی است ودر دیہات بنگال چنانچہ حال آنہا معلوم شدہ قریہ صغیرہ است بہیچ وجہ جمعہ در آنہا صحیح نیست۔ فقط۔

دونوں خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے

سوال (۲۵۵۶) دونوں خطبے جمعہ کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ دونوں خطبوں کے درمیان اگر دعا مانگے دل سے مانگے، زبان سے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اس حالت میں درست نہیں ہے[۳]۔

خطبہ سے پہلے وعظ کہنا کیسا ہے

سوال (۲۵۵۷) ایک مولوی صاحب قبل از نماز جمعہ بوقت ادائیگی سنت وعظ فرمایا کرتے ہیں جس سے سنت پڑھنے والوں کو دقت ہوتی ہے ایسی حالت میں سنت ادا کریں یا وعظ سنیں۔

الجواب:۔ ایسے وقت کے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوا وبعض سنتوں سے رہ جاویں وعظ کہنا ہی نہ چاہئے۔ کیونکہ فقہاء یہ تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر بالجہر یا تلاوت قرآن بالجہر سے اگر نمازیوں کی نماز میں کچھ خلل واقع ہو تو اس طرح ذکر اللہ وغیرہ نہ کرنا چاہئے۔ فما ظنکم بالوعظ ...... اول تو ایسے وقت میں واعظ کو وعظ ہی نہ کہنا چاہئے اور اگر وہ وعظ کو نہ چھوڑے تو سنت قبل جمعہ کو جو کہ

---

[۱] رد المحتار باب الجمعة ص ۷۴۲ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [۲] رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [۳] اذا خرج الامام فلا صلاة ولا کلام الی تمامها الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۷۶۶ ج ۱) ظفیر

جو کہ سنت مؤکدہ ہیں[1] نہ چھوڑیں ضرور پڑھیں۔

جمعہ کی نماز فرض ہے یا نہیں اور خطبہ اس کا سننا کیسا ہے

سوال (۲۵۵۸) دو رکعت جمعہ فرض ہے یا کیا اور خطبہ اولیٰ وثانی فرض ہیں یا کیا اور سننا واجب ہے یا نہ اور خطبہ کے وقت باتیں کرنا اور نماز پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب: ۔ جمعہ دو رکعت فرض ہے[2] اور خطبہ مطلقاً فرض ہے[3] اور دو ہونا خطبہ کا یعنی دو خطبے پڑھنا سنت ہے[4] اور تمام خطبہ کا سننا فرض ہے[5]. خطبہ پڑھنے کی حالت میں باتیں کرنا اور نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام الی تمامہا[6]

اذان ثانی منبر کے سامنے مسجد میں ہو یا باہر

سوال (۲۵۵۹) اذان ثانی جمعہ منبر کے قریب مسجد میں ہونا افضل ہے یا مسجد سے باہر دروازہ مسجد پر اور سنن ابی داؤد کے لفظ علی باب المسجد سے کیا مراد ہے۔

الجواب: ۔ اذان ثانی جمعہ کی منبر کے سامنے مسجد میں مسنون ہے[7] اور تفصیل اس کی اور تاویل حدیث ابو داؤد کی رسائل میں جو اس بارہ میں شائع ہوئے ہیں موجود ہے ان کو دیکھ لیا جاوے۔

نماز جمعہ کی یہ ترتیب صحیح ہے یا نہیں

سوال (۲۵۶۰) نماز جمعہ دار الحرب میں جائز سمجھنے پر بنا بریں اس طرح پڑھتا ہے۔ اول خطبہ سے چار رکعت سنت بعد خطبہ با جماعت دو رکعت فرض

---

[1] ومن مؤکدۃ اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة (درمختار) ولهذا کانت السنة المؤکدة قریبة من الواجب فی لحوق الاثم ویستوجب تارکها التضلیل واللوم (رد المحتار مطلب فی السنن والنوافل ص ۶۳۶ ج ۱) ظفیر

[2] هی فرض عین یکفر جاحدها لثبوتها بالدلیل القطعی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص ۷۴۷ ج ۱)

[3] ویشترط لصحتها الخ الخطبة فیه (ایضاً ص ۷۵۵ ج ۱ باب الجمعة)

[4] ویسن خطبتان بجلسة بینهما (ایضاً ص ۷۵۸ ج ۱)

[5] یجب علیه ان یستمع ... حیث قال اذ الاستماع فرض کما فی المحیط او واجب الخ (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۸ ج ۱) ظفیر

[6] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۷ ج ۱ ظفیر مفتاحی

[7] ویؤذن ثانیا بین یدیه ای الخطیب الخ اذا جلس علی المنبر (الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۷۷۰ ج ۱ باب الجمعة) ظفیر۔

پھر چار رکعت سنت لیکن اگر مسجد میں ایسے وقت داخل ہوں کہ خطبہ شروع ہے تو خطبہ سنا جاتا ہے اور اور پھر دو فرض اس کے بعد پہلی والی چار رکعت سنت اور بعد فرض کے چار رکعت سنت ادا کرتا ہوں بس۔ جائز ہے۔ اسی طرح ہے اگر نہیں تو کیوں۔

الجواب:۔ اسی طرح پڑھنا چاہئے۔ یہ ٹھیک ہے اور اگر جمعہ کے بعد چھ سنت بھی پڑھ لیا کرے تو بہتر ہے۔

مصر کی صحیح تعریف کیا ہے

سوال (۲۵۶۱) عند الاحناف وجوب جمعہ کے لئے مصر تو یقیناً شرط ہے لیکن چونکہ تعریف مصر میں اختلاف عظیم ہے لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ تعریف معتبر و مفتی بہ کونسی ہے اور اس کا ماخذ کیا ہے مدلل بیان فرمائیں۔ وہ قریہ جس کی آبادی "۱۲۰۰" یقیناً ہے اور پانچ مساجد بھی ہیں اور تمام حوائج اہل قریہ بھی دستیاب ہوتی ہیں اور صاحب ہدایہ کی تعریف نمبر ا عنه انهم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدهم لم یسعهم کا بعینہ مصداق ہے اور صاحب شرح وقایہ کی عبارت هذا او لایسع اکبر مساجده اهله مصر سے بھی انطباق ہے علاوہ بریں چونکہ قریہ مذکورہ میں شریف اہل علم آباد ہیں ان کی وجہ سے گرد و نواح کے اہل دیہات برائے شرکت جمعہ جمع ہوتے ہیں اور خوب مجمع ہو جاتا ہے لہذا بیان فرمائیے کہ قریہ مذکورہ میں بنا بر تعریف صاحب ہدایہ و شرح وقایہ جمعہ جائز ہے یا نہ۔ ناجائز ہونے کی صورت میں دلیل اعراض عن التعریفین و ماخذ قول مفتی بہ تحریر فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔

الجواب:۔ مصر کی تعریف وهو ما لا یسع اکبر مساجده اهله المکلفین بها منقوض ہے۔ صحیح یہ ہے کہ عرفاً وہ بستی شہر یا قصبہ کہلانے کی مستحق ہو اور قریہ کبیرہ جو مثل قصبہ کے ہو اور ضروریات مردماں وہاں ملتی ہوں وہ بھی بحکم مصر ہے۔ شامی میں ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب اھ شامی[1]۔ وفی باب العیدین من الدر المختار عن القنیه صلاة العید

۱؎ رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۲ ج ۱ ۱۲۔

فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ[1] در مختار شامی میں ہے ومثلہا الجمعۃ[2]۔ الخ

پس معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں ہے حالانکہ تعریف ما لا یسع اکبر مساجدہ الخ بہت سے قریوں پر صادق آتی ہے اس لئے شامی نے اس تعریف کے ذیل میں نقل فرمایا ہے قولہ: ما لا یسع ھذا یصدق علی کثیر من القری الخ اور اس تعریف پر یہ بھی نقض کیا گیا ہے کہ حرمین شریفین کی مسجد حرام اور مسجد نبوی اس تعریف سے خارج ہو جاتی ہیں کیونکہ وہاں ما لا یسع صادق نہیں آتا بلکہ ان مساجد میں وہاں کے رہنے والوں سے بہت زیادہ وسعت ہے۔ کذا فی شرح المنیہ[3]۔ الخ

حضرت قاسم العلوم اور مسئلہ جمعہ

سوال (۲۵۶۲) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رہ قیام صلوٰۃ جمعہ فی القری کو جائز ہونے کا محقق و مصدق ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ ہو۔ واگر کسی در دیہی جمعہ قائم کند دست گریبانش نزنند کہ اول ایں شرط مصر بودن ظنی الخ حالانکہ یہ جمہور کے خلاف ہے تطبیق کی کیا صورت ہے۔

الجواب: حنفیہ کا مذہب معلوم و معروف ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا کیونکہ ان کے نزدیک جمعہ کے لئے مصر شرط ہے اور تحقیق اس کی اور دلائل قویہ اوثق العریٰ واحسن القریٰ میں ..... موجود ہیں ان کتابوں کو دیکھا جاوے۔ باقی حضرت مولانا نانوتوی کا

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص۷۷۵ ج۱ ۱۲ [2] رد المحتار ص۷۷۵ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

[3] والفصل فی ذالک ان مکۃ والمدینۃ مصران تقام بہما الجمعۃ من زمنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی الیوم فکل موضع کان مثل احدہما فہو مصر الخ حتی التعریف الذی اختارہ جماعۃ من المتاخرین کصاحب المختار والوقایۃ وغیرہما وھو ما اجتمع فی اکبر مساجدہ لا یسعہم فانہ منقوض بہما اذ کل مسجد منہما یسع اھلہ وزیادۃ الخ غنیۃ المستملی ص۵۱۱۔ ظفیر۔

یہ فرمانا، دست وگریبان نہ زنند الخ اس وجہ سے ہے چونکہ یہ مسئلہ مابین الائمہ مختلف فیہا ہے اور دلائل ظنیہ پر مبنی ہے اس لئے جمعہ فی القریٰ قائم کرنے والے سے لڑائی جھگڑا اور طعن و تشنیع نہ کریں کہ فرعی اختلافات میں محققین کا یہی مسلک ہوتا ہے کہ نزاع و جدال اس میں مناسب نہیں ہے۔

چار ہزار کی آبادی میں جمعہ جائز ہے

سوال (۲۵۶۳) جس کی آبادی چار ہزار آدمیوں کی ہو اور ایک میل کے فاصلہ پر اسٹیشن ہے اور اس کی وجہ سے بازار بھی قائم ہو گیا ہے تھانہ اور مدرسہ بھی ہے اور بازار کی آبادی تین ہزار کی ہو گئی ہے مجموعہ آبادی موضع اور اسٹیشن و بازار کی سات ہزار ہے اس صورت میں اس موضع میں جمعہ و عیدین پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔

الجواب: ایسی بستی میں نماز جمعہ و عیدین واجب ہے اور ادا ہو جاتی ہے کیونکہ شامی نے تصریح کی ہے کہ قصبہ اور بڑے قریہ میں جمعہ فرض ہوتا ہے[1] اور یہ ظاہر ہے کہ بستی مذکورہ بڑا قریہ ہے۔

چھوٹی آبادی میں جمعہ جائز نہیں

سوال (۲۵۶۴) در قریہ بناء واڑہ کل نو دمکان از قوم زمیندار واقع است درچنیں قریہ جمعہ ممنوع است یا نہ۔

الجواب: در شامی از قہستانی آوردہ وتقع فرضا فی القصبات والقریٰ الکبیرة التی فیہا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارة الی انہ لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب[2] الخ ازیں عبارت واضح گردیدہ کہ در قریہ مذکورہ کہ کل نو دمکان دراں است جمعہ ادا نمی شود کہ ایں چنیں قریہ، قریہ صغیرہ است نہ قریہ کبیرہ ونہ قصبہ۔ ہذا ما علیہ المحققون۔

بڑے قصبہ میں جمعہ جائز ہے

سوال (۲۵۶۵) ضلع ہزارہ میں ایک موضع موسوم بہ نکباری ہے

---

[1] وتقع فرضا فی القصبات والقریٰ الکبیرة التی فیہا اسواق الخ شامی باب الجمعہ ص ۷۴۵ ج ۱ ظفیر

[2] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر

جس میں چار مسجدیں ہیں اور بازار میں تقریباً اسی دوکانیں ہیں اور تھانہ ڈاکخانہ وغیرہ معمولی محکمات بھی ہیں بڑے بڑے حکام کے اترنے کی جگہ ہے اور یہاں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے۔ ایک صاحب موضع مذکورہ میں نماز ادا کرنے سے مانع ہیں۔ ایسے قریہ میں نماز جمعہ ادا کرنے کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ قصبات اور قریہ کبیرہ میں نماز جمعہ فرض ہے اور ادا ہوتی ہے اور یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ چھوٹے قریہ میں باتفاق علماء حنفیہ جمعہ نہیں ہوتا بلکہ چھوٹے قریہ میں جمعہ پڑھنا گویا نفل کو جماعت کثیرہ کے ساتھ بتداعی ادا کرنا ہے جو باتفاق فقہاء مکروہ ہے اور قریہ کا چھوٹا بڑا ہونا مشاہدہ سے اور کثرت و قلت آبادی سے معلوم ہوتا ہے جس قریہ میں تین چار ہزار آدمی آباد ہوں گے ظاہراً وہ قریہ کبیرہ بحکم قصبہ ہو سکتا ہے، اور اس سے کم آبادی ہو تو وہ قریہ صغیرہ کہلائے گا۔ شامی میں قہستانی سے منقول ہے۔

وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیھا قاض ومنبر وخطیب الخ شامی باب الجمعۃ[1]۔

وفی باب العیدین من الدر المختار۔ صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریما ای لانہ اشتغال بما لا یصح۔ قال فی الشامی قولہ صلاۃ العید ومثلہ الجمعۃ[2]۔

جامع مسجد کی بجائے محلہ کی مسجد میں جمعہ پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۵۶۶) بعض لوگ جامع مسجد کو چھوڑ کر محلہ کی مسجد میں جمعہ پڑھتے ہیں کیا حکم ہے۔

الجواب:- ایک شہر میں جمعہ چند جگہ بھی صحیح مذہب کے موافق صحیح ہے کذا فی الدر المختار[3]

---

[1] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۷ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [3] وتؤدی (الجمعۃ) فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذہب وعلیہ الفتوی (الدر المختار) لان جواز التعدد وان کان ارجح واقوی دلیلا لکن فیہ شبھۃ قویۃ لان خلافہ مرویۃ عن ابی حنیفۃ ایضا واختارہ الطحاوی (رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۵۵ ج ۱) ظفیر

وغیرہ۔ لیکن بلا وجہ جامع مسجد کو چھوڑنا اچھا نہیں ہے البتہ اگر کوئی فتنہ وغیرہ کا اندیشہ ہو تو خیر ورنہ حتی الوسع جمعہ ایک جگہ جامع مسجد میں ہونا اچھا ہے اور موجب ثواب عظیم ہے۔

قریہ میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ذمہ سے ساقط ہوگا یا نہیں

سوال (۲۵۶۷) قریہ میں عند الحنفیہ جمعہ جائز ہے یا نہ اور گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا یا نہ۔

الجواب: قال فی رد المحتار وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر الخ والظاہر انہ اریدبہ الکراہۃ لکراہۃ النفل بالجماعۃ الا تری ان فی الجواہر لو صلوا فی القری لزمہم اداء الظہر الخ شامی ص۷۴۵ باب الجمعۃ وفی باب العیدین من الدر المختار وفی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القری تکرہ تحریما ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ قولہ صلوٰۃ العید ومثلہ الجمعۃ۔ الخ شامی۔ ان عبارات سے واضح ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ صحیح نہیں ہے اور ادا نہیں ہوتا اور اگر پڑھیں تو ظہر ساقط نہ ہوگی۔

ڈھائی ہزار کی آبادی میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۵۶۸) موضع راکھیڑہ میں مسلمانوں کی آبادی ڈھائی ہزار کی ہے۔ پانچ مسجدیں ہیں اور بزازوں وعطاروں کی بہت دوکانیں ہیں اور ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اس گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا کیا۔

الجواب: بظاہر وہ بڑا گاؤں ہے اور بڑے قریہ میں جمعہ عند الحنفیہ واجب و ادا ہوتا ہے۔ کما فی الشامی۔ وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ الخ[۲]

بازاروں کے آس پاس کے متصل گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۵۶۹) موضع چھوٹا متصل بازار کمتال کے واقع ہے اور بازار کی آبادی تین چار ہزار سے کم نہیں ہے ضرورت کی تمام چیزیں ملتی ہیں آیا موضع مذکورہ فنائے مصر قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ قرب وجوار کے مسلمان وہاں جاکر جمعہ ادا کریں یا اپنے اپنے موضع میں پڑھیں اور اہل قریہ اپنے موضع میں جمعہ قائم

---

[۱] رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر [۲] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۳۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: جب کہ وہ موضع مستقل نام سے مشہور ہے اور شہر کے اغراض کے لئے نہیں ہے تو وہ فناء مصر نہیں ہے فالقول بالتحدید بمسافة یخالف التعریف المتفق علی ما صدق علیه بأنه المعد لمصالح المصر فقد نص الائمة علی ان الفناء ما اعد لدفن الموتی وحوائج المصر کرکض الخیل والدواب وجمع العساکر والخروج للرمی وغیر ذلک الخ[۱] (رد المحتار)

قرب وجوار میں جو دیہات صغیرہ ہیں وہاں کے باشندے اپنے اپنے دیہات میں ظہر پڑھیں، وہاں جمعہ پڑھنا درست نہیں ہے[۲]۔ البتہ اگر شہر میں جائیں تو وہاں جمعہ پڑھیں[۳]۔

کیا دیہات والوں کو جمعہ کے لئے شہر آنا ضروری ہے

سوال (۲۵۷۰) دیہات والوں کو جمعہ کے لئے شہر میں آنا ضروری ہے یا نہیں اور اگر نہ آویں تو آثم ہوں گے یا نہ۔

الجواب: شہر کے قرب وجوار کے دیہات والوں کو جمعہ کے لئے شہر میں آنا ضروری نہیں ہے اور نہ آنے سے وہ آثم نہ ہوں گے[۴] فقط۔

---

۱ رد المحتار باب الجمعة ص ۷۴۹ ج ۱ ظفیر۔ ۲ وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر الخ الا تری ان فی الجواهر لو صلوا فی القری لزمهم اداء الظهر (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۴۷ و ص ۷۴۸ ج ۱) وفی الخانیة المقیم فی موضع من اطراف المصر ان کان بینه وبین عمران المصر فرجة من مزارع لا جمعة علیه وان بلغه النداء الخ (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۲ ج ۱ ظفیر) ۳ وشرط لافتراضها ای الجمعة اقامة بمصر (در مختار) (قوله اقامة) خرج به المسافر (وقوله بمصر) اخرج الاقامة فی غیره الا ما استثنی بقوله فان کان یسمع النداء الخ ثم ظاهر روایة اصحابنا لا تجب الا علی من یسکن المصر او ما یتصل به فلا تجب علی اهل السواد ولو قریبا وهذا اصح ما قیل فیه (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۲ ج ۱) ظفیر۔

ان عبارتوں کا مطلب کیا ہے

سوال (۱-۲۵) اختلفوا فی تفسیر المصر قال فی النہایۃ۔ اختلفوا فیہ فعن ابی حنیفۃ ھو ما یجتمع فیہ مرافق اھلہ۔ اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔ وعن ابی حنیفۃ ھو بلدۃ کبیرۃ فیھا سکک و اسواق ولھا رساتیق۔ ان عبارات کا مطلب تحریر فرمائیں۔

الجواب:- جو کچھ عبارات مختلفہ مصر کی تعریف میں وارد ہیں حاصل ان کا ایک ہے، وہ یہ کہ مصر بڑے شہر کو کہا جاتا ہے جس میں بازار و دوکانیں ہوں اور ضروریات ملتی ہوں۔ وغیرہ۔

چھوٹی بستی میں کسی مصلحت کی وجہ سے بھی جمعہ جائز نہ ہے

سوال (۲-۲۵) ایک بستی میں لوگ جمعہ کا شوق رکھتے ہیں مگر مذہب امام اعظم کی وجہ سے نماز ظہر ہی مثل دیگر ایام کے فرض عین تصور کرکے باجماعت ادا کرتے ہیں، اب تذبذب ہو رہا ہے کہ اگر بہ دل لوگ جمعہ کے خیال سے جمع ہو جاتے ہیں اور مسائل وغیرہ سے مستفیض ہوتے ہیں۔ آیا اگر اس لحاظ و مفاد دین کو مدنظر رکھ کر جمعہ ادا کریں تو ظہر ذمہ سے ساقط ہو جاوے گی اس موضع کی آبادی چار سو کی ہے اور اس کے متصل دوسرا قریہ ہے جس کی آبادی دو ہزار کی ہے۔

الجواب:- حنفیہ کو امام ابوحنیفہ کی تقلید کی پابندی اپنے امام کے مذہب کے موافق قریہ صغیر جمعہ نہ پڑھنا چاہئے، ظہر باجماعت ادا کرنی چاہئے، اور وہ قریہ جس میں چار سو آدمی آباد ہیں قریہ صغیرہ ہے اور دوسری بستی جو اس کے قریب ہے جس میں دو ہزار آدمی آباد ہیں اس کی وجہ سے وہ قریہ صغیرہ قریہ کبیرہ نہ ہوگا۔ شامی جلد اول باب الجمعہ میں ہے۔ وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیھا قاض ومنبر وخطیب کما فی المضمرات الخ۔ رد المحتار۔ شامی جلد اول ص ۵۳۷ [1]۔

[1] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱ مطبوعہ دار السعادت ۱۲ ظفیر۔

مصر کی مفتی بہ تعریف کیا ہے اور ہندوستان میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۵۷۳) جمعہ اور عیدین کی نماز گاؤں میں جائز ہے یا نہیں، اور مصر کی تعریف کونسی مفتی بہ ہے اور سلمان قاضی یا والی کی شرط کے متعلق کیا فتویٰ ہے اور بلاد ہند میں جمعہ واجب ہے یا نہیں، جس بستی میں آٹھ ہزار گھر ہوں وہ گاؤں ہے یا شہر۔ برتقدیر جواز جمعہ احتیاط الظہر کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب: گاؤں اگر بڑا ہو مثل قصبہ کے اور اس میں بازار اور دوکانیں ہوں تو اس میں عند الحنفیہ جمعہ وعیدین کی نماز درست ہے اور فرض ہے اور اگر چھوٹا ہے تو اس میں جمعہ وعیدین کی نماز درست نہیں ہے۔ کما فی الشامی باب الجمعۃ وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ اور مصر کی تعریف میں اختلاف ہے جو کتب فقہ میں مذکور ہے، اس کا فیصلہ بھی شامی کی عبارت مذکورہ سے ہوگیا ہے کہ قصبہ اور بڑا قریہ شرعاً مصر ہے اور چھوٹا گاؤں مصر نہیں ہے زیادہ تفصیل مصر کے بارے میں کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ اور شامی میں یہ تصریح ہے کہ وہ بلاد جن میں کفار کا تسلط ہے ان میں جمعہ صحیح ہے اور امام مسلمین کا نہ ہونا باعث عدم جواز جمعہ نہیں ہے، بلکہ مسلمانان اپنا امام مقرر کریں اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں کذا فی الشامی[۲] اور جس بستی میں آٹھ ہزار گھر ہیں یا آٹھ سات ہزار آدمی آباد ہیں وہ قصبہ اور شہر ہے اور وہاں بلاشبہ نماز جمعہ ادا ہوتی ہے، احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے۔

(مصر کی جو تعریف شرح وقایہ وغیرہ میں نقل کی گئی ہے انہ اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدھم لم یسعھم الخ یعنی ما لا یسع اکبر مساجدہ اھلہ مصر، یہ صحیح نہیں ہے علامہ شامی نے صراحت کی ہے قولہ ما لا یسع الخ ھذا یصدق علی کثیر من القری[۳] یعنی

---

[۱] رد المحتار الشامی باب الجمعۃ ص۷۴۶ ج۱ ۔ [۲] فلو الولاۃ کفارا یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ و یصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیھم ان یلتمسوا والیا مسلماً اھ (رد المحتار باب الجمعۃ ص۷۴۶ ج۱) ۱۲ ظفیر۔ [۳] رد المحتار باب الجمعۃ ص۷۴۶ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

اگر اس تعریف کو صحیح مان لیا جائے تو بہت سے چھوٹے دیہاتوں اور گاؤں پر بھی یہ تعریف صادق آئے گی، حالانکہ ان میں جمعہ درست نہیں ہے، پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس تعریف کی بنا پر حرمین شریفین کی مسجد حرام اور مسجد نبوی اس تعریف سے خارج ہو جاتی ہے، کیونکہ وہاں ماللسع (جس میں سارا شہر نہ سما سکے) صادق نہیں آتا، اس لئے کہ ان مسجدوں میں وہاں کے رہنے والوں سے بہت زیادہ گنجائش ہے۔ چنانچہ شرح المنیہ میں ہے حتی التعریف الذی اختارہ جماعۃ من المتاخرین کصاحب المختار والوقایہ وغیرھما وھو ما لو اجتمع اھلہ فی اکبر مساجدہ لا یسعھم فانہ منقوض بھما اذ مسجد کل منھما یسع اھلہ وزیادۃ — غنیۃ المستملی ص۵۱۱۔ اس لئے متاخرین کی تعریف صحیح نہیں کہی جا سکتی، تعریف[۱] ایسی جامع ہو جو ہر طرح درست رہے۔ ظفیر)

بارہ سو جس قریہ کی آبادی ہے اس میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۵۷۴) یہاں ایک موضع سمریا ہے جس کی آبادی قریب بارہ سو کے ہے اس میں سے مسلمان قریب بارہ سو کے نہیں ہیں بلکہ کل مسلمان آٹھ سو نو سو ہوں گے اور یہاں نہ کوئی بازار ہے نہ ڈاکخانہ، نہ کچہری بلکہ ہر وقت ہر قسم کی ضرورتیں بھی یہاں پوری نہیں ہو سکتیں ہاں چھ سات معمولی معمولی دوکانیں ہیں۔ ایک دوکان کپڑے کی ہے اس میں محض معمولی کچھ کپڑا مارکین وململ وغیرہ ملتا ہے اس دوکان میں مال قریب پچاس روپے کے ملتا ہے اور ایک دوکان حلوائی کی ہے اور یہاں صرف ایک ہی مسجد ہے جس میں جمعہ کے روز ساٹھ ستر نمازی جمع ہو جاتے ہیں اور اس موضع میں مدرسہ بھی ہے جس میں اسی پچاسی طالب علم رہتے ہیں تو اس وقت موضع سمریا میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں، زید کہتا ہے کہ یہاں برابر پہلے سے جمعہ کی نماز ہوتی رہی ہے اب کس طرح

---

[۱] صاحب درمختار نے متاخرین کی تعریف نقل کرنے کے بعد لکھا ہے نظاھر المذھب انہ کل موضع لہ امیر وقاض ینفذ ویقیم الحدود کما حررناہ فیما علقناہ علی الملتقی (درمختار) قولہ ظاھر المذھب الخ قال فی شرح المنیۃ والحد الصحیح ما اختارہ صاحب الھدایۃ انہ الذی لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود الخ (ردالمحتار باب الجمعۃ ص۷۴۳) ظفیر

ترک کردیں۔

الجواب:۔ یہ ظاہر ہے کہ موضع مذکور جس کی آبادی قریب بارہ سو کے ہے قریہ کبیرہ نہیں ہے بلکہ قریہ صغیرہ ہے جس کو فقہاء نے بحکم قصبہ لکھا ہے۔ لہذا حسب قواعد فقہیہ و تصریح فقہاء موضع مذکور میں ظہر باجماعت ہونا چاہئے جمعہ پڑھنا اس میں صحیح نہیں ہے جیسا کہ ردالمحتار شامی میں ہے "وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیها اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انها لا تجوز فی الصغیرۃ"[1]

دو ہزار آٹھ سو کی آبادی میں جمعہ جائز ہے

سوال (۲۵۷۵) موضع رابدھنہ میں دو ہزار آٹھ سو آبادی ہے اور یہاں پر پینٹھ لگتی ہے یعنی کل چیزیں تو فروخت نہیں ہوتیں ہاں نمک مرچ ترکاری بکتی ہے۔ سولہ دکانیں نمک مرچ گڑ چاول دالوں کی کہیں آباد ہیں ایک جگہ پر بازار کی شکل میں نہیں۔ چار مسجدیں اس جگہ ہیں اور دو مسجدوں میں جمعہ ہوتا ہے۔ اب فرمائیے کہ یہ قصبہ کا حکم رکھتا ہے یا گاؤں کا۔ اور حنفیوں کی نماز غیر مقلدین کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ آپ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ موضع رابدھنہ میں قریب تین ہزار آدمیوں کے آباد ہیں، بندہ کے خیال میں وہ بڑا قریہ ہے اور شامی میں لکھا ہے کہ بڑے قریہ میں جمعہ واجب وادا ہوتا ہے۔ عبارت اس کی یہ ہے "وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیها اسواق الخ"[2] اگرچہ موضع مذکور میں بازار نہیں ہے مگر باعتبار آبادی کے اس کو ملحق بالقصبہ کر سکتے ہیں اور حنفیوں کی نماز غیر مقلدوں کے پیچھے ہو جاتی ہے مگر احتیاط بہتر ہے فی الواقع جہاں تک ہو سکے ان لوگوں کو امام نہ بنایا جاوے[3]۔ فقط واللہ اعلم۔

---

[1] ردالمحتار، باب الجمعہ ص ۷۴۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۷۴۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [3] ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحر ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمها لم یصح وان شک کرہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الامامۃ ص ۵۲۶ ج ۱) ظفیر۔

ڈیڑھ ہزار آبادی میں جمعہ کا کیا حکم ہے

سوال (۲۵۷۶) جس کسی بستی میں تقریباً مسلمان و ہندو کل ڈیڑھ ہزار ہوں اور تین مسجدیں اور پختہ عمارتیں بھی ہوں اور ہفتہ میں بازار بھی لگتا ہو اور دس پانچ معمولی دوکانیں ہوں اور اکثر اشیاء مثل غلہ اور کپڑا اور دوا وغیرہ مل سکتی ہوں تو ایسے قریہ میں نماز جمعہ ادا ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- مدار جمعہ کے وجوب و عدم وجوب کا قریہ کا بڑا چھوٹا ہونا فقہاء نے لکھا ہے اور قریہ کبیرہ وہ ہے جو مثل قصبہ کے ہو کہ آبادی اس کی تین چار ہزار ہو اور بازار ہو۔ پس قریہ مذکورہ باعتبار آبادی قریہ کبیرہ معلوم نہیں ہوتا۔ لہٰذا ضرور ہے کہ وہاں ظہر باجماعت پڑھیں[۱]۔

بعد جمعہ سنت کتنی رکعت ہیں

سوال (۲۵۷۷) نماز جمعہ کے بعد کتنی سنت ہیں۔

الجواب:- فقہاء حنفیہ جمعہ کے بعد چار سنت مؤکدہ لکھتے ہیں اور بعض روایات میں چھ رکعت آتی ہیں۔ لہٰذا احتیاط یہ ہے کہ چھ رکعت پڑھیں ورنہ چار ضرور پڑھیں[۲]۔

قریہ کبیرہ کے لئے آبادی سے کیا مراد ہے

سوال (۲۵۷۸) قریہ کبیرہ چار ہزار آدمی کی آبادی کو لکھا ہے۔ مراد خانہ شماری ہے یا مردم شماری ہے۔

الجواب:- مراد مردم شماری ہے یعنی سب آدمی رہنے والے اس گاؤں کے چھوٹے بڑے، مرد عورت، ہندو مسلمان تین چار ہزار ہوں۔ پس جو ایسا گاؤں ہوگا وہ بڑا گاؤں ہے اور بڑے گاؤں میں فقہاء نے جمعہ فرض لکھا ہے۔ کما فی الشامی. وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ الخ[۳] فقط

---

[۱] وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الی قولہ وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لا تجوز فی الصغیرۃ (رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۸ ج ۱) ظفیر۔

[۲] وسن اربع قبل الظہر والجمعۃ وبعدھا اربعۃ بتسلیمۃ (شرح وقایہ باب الوتر والنوافل ص ۲۰۱ ج ۱) ظفیر۔

[۳] رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۴۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

خطبہ میں آنحضرت ﷺ کے نام پر درود پڑھیں یا نہیں

سوال (۲۵۷۹) خطبہ میں جب نام نامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آوے تو سامعین درود پڑھیں یا نہیں؟ خفیہ پڑھیں یا جہر سے، یا قطعی نہ پڑھیں؟

دونوں خطبوں کے درمیان مقتدی دعا مانگے

سوال (۲۵۸۰) اور ایک خطبہ پڑھ کر امام جب بیٹھے اس وقت مقتدی دعا، ہاتھ اٹھا کر مانگیں یا دل میں یا قطعی نہ مانگیں؟

الجواب (۱) درمختار میں لکھا ہے والصواب انہ یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند سماع اسمہ فی نفسہ وقال فی الشامی ولکن اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یجوز ان یصلوا علیہ بالجھر بل بالقلب وعلیہ الفتوی الخ دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جس وقت خطبہ میں سنے دل میں درود شریف پڑھے جہراً نہ پڑھے اور زبان سے بھی نہ پڑھے دل میں خیال کر لیوے۔ فقط

(۲) اور جس وقت خطیب جلسہ درمیانی کرے اس وقت سامعین کچھ دعا زبان سے نہ مانگیں، اگر مانگیں دل میں مانگیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

وبتوفیق اللہ اقول[1] حاشیہ شامی کی عبارت سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ اگر دعا مانگے تو دل سے مانگے زبان سے نہیں۔ لیکن شرح منیہ میں ہے اذا قرء الامام ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الایۃ فعن ابی حنیفۃ ومحمد رحمھما اللہ انہ ینصت، وعن ابی یوسف رحمہ اللہ انہ یصلی سراً وبہ اخذ بعض المشائخ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طرفین کا مسلک یہ ہے کہ خاموش رہے اور امام ابو یوسف کا قول ہے کہ آہستہ

---

[1] امام ابو یوسف کی روایت ہے اور طرفین کے مسلک کے سلسلہ میں الصواب اور لا یجوز کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ عبارات میں نص الاطلاق فتوی امام کے قول پر ہوتا ہے، اصل جماعہ ہی پر عمل ہوگا۔ اس تفصیل کی رجعت کی ضرورت نہیں۔

درود پڑھے اور شامی معراج سے نقل کرتے ہیں کہ قلب سے دعا مانگے جس کا ماحصل سکوت ہی ہے اس لئے کہ سراً میں ادائے لفظ زبان سے ہونا ضروری ہے۔ لہذا اگر کوئی آہستہ زبان سے بھی درود پڑھ لے تو اس پر نکیر نہیں کی جاسکتی کہ امام ابویوسف ؒ اور بعض مشائخ اسکی اجازت دیتے ہیں لیکن عبادات میں مسلک ائمہ کی رعایت رکھتے ہوئے سکوت ہی کو ترجیح ہے۔ فقط

جمعہ کی دوسری اذان کے متعلق بحث

سوال (۲۵۸۱) تمام مساجد میں جو روز جمعہ قبل خطبہ اذان دوم دی جاتی ہے سو یہ عن الحنین مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ کتاب المدخل میں بڑی شد و مد سے مکروہ لکھا ہے اور ہر چند ان نے بھی فقہاء کے قول پر خاص ممبر کے قریب بالتصریح لکھا نہیں پایا۔ بین یدیہ کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ اس کا مطلب سامنے مسجد کے منارہ پر یا مسجد کے احاطہ میں اذان دی جائے تو کیا حرج ہے؟۔

الجواب:۔ کتب فقہ میں اس بارہ میں ارقام فرماتے ہیں ویؤذن ثانیا بین یدیہ ای الخطیب درمختار شامی میں ہے قولہ ویؤذن ثانیا بین یدیہ ای علی سبیل السنیۃ کما یظہر من کلامھم۔ پس جب کہ فقہاء حنفیہ خطیب کے سامنے اذان کو سنت فرماتے ہیں تو غیر اہل مذہب کی تحریر کی وجہ سے اس میں تذبذب کرنا درست نہیں ہے۔ اور بین یدیہ کا لفظ تو اسی وقت صادق آتا ہے کہ امام کے سامنے مؤذن اذان کہے۔ وہذا ہو المتوارث۔ فقط۔

جمعہ کے متعلق دو گروہ اور اس کا تصفیہ

سوال (۲۵۸۲) جمعہ کے بعد احتیاط الظہر پڑھنے والوں کے دو فریق ہیں ایک جمعہ کو فرض بالکل نہیں مانتا اور جمعہ کو محض شعائر اسلام بتاتا ہے اور دوسرا فریق جمعہ کو تو فرض مانتا ہے اور احتیاط الظہر بھی پڑھتا ہے اب یہ امر قابل استفسار ہے کہ ان دونوں فریق کے پیچھے اس شخص کی نماز جو جمعہ کو فرض مانتا ہے اور احتیاط الظہر نہیں پڑھتا، ہو جاوے گی یا نہیں؟ یا کس فریق کے پیچھے ہوگی اور کس کے پیچھے نہ ہوگی؟ اقتدا الھوی

بالضعیف دونوں فریق پیچھے لازم آتی ہے یا ایک فریق کے پیچھے۔ فقط۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ جو فریق جمعہ کو فرض نہیں مانتا وہ صریح غلطی پر ہے اور خاطی ہے۔ درمختار میں ہے فرض عین یکفر جاحدھا لثبوتھا بالدلیل القطعی کما حققہ الکمال الخ یعنی جمعہ فرض عین ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے کیونکہ جمعہ کا ثبوت دلیل قطعی سے ہے جیسا کہ شیخ کمال الدین ابن ہمامؒ نے اس کی تحقیق کی ہے۔ اور شامی نے ابن ہمام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے جمعہ کی فرضیت ثابت کرنے میں تطویل اس لئے کی کہ بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ مذہب حنفیہ عدم فرضیت جمعہ کا ہے الخ

دیکھئے علامہ موصوف نے اس شخص کو جو فرضیت جمعہ کا قائل نہ ہو جاہل فرمایا۔ اور منکر فرضیت جمعہ کا یہ قول کہ بادشاہ اسلام نہیں ہے اس لئے فرض نہیں ہے۔ یہ بھی اس کی مذہب حنفیہ سے جہالت ہے۔ کیونکہ درمختار میں تصریح ہے کہ بادشاہ اسلام کے نہ ہونے کی صورت میں جس کو عام اہل اسلام جمعہ وغیرہ کے لئے متعین ومقرر کرلیں کافی ہے، عبارت اس کی یہ ہے اما مع عدمھم فیجوز للضرورۃ اور شامی میں ہے فلو الولاۃ کفارا یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین الخ شامی ص ۷۵۴ / ۱ج

الغرض جو شخص فرضیت جمعہ کا قائل نہیں ہے اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔ اور جو شخص فرضیت جمعہ کا قائل ہے اور احتیاط الظہر پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے۔ اگرچہ حق یہ ہے کہ شہر اور قصبوں اور بڑے قریہ میں جمعہ ہوتا ہے وہاں احتیاط الظہر کی حاجت نہیں ہے بلکہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایسے مواقع میں (جہاں جمعہ جائز ہے) احتیاط الظہر نہ پڑھیں تاکہ کسی کو عدم فرضیت جمعہ کا شبہ وخیال نہ جاوے۔ درمختار میں صاحب بحر کا فتویٰ اس طرح نقل کیا ہے وفی البحر قد افتیت مراراً بعدم صلوٰۃ الاربع بعدھا بنیۃ آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیت الجمعۃ وھو الاحتیاط

فی سن ماننا ۔الخ۔[1] لیکن باایں ہمہ اگر کوئی شخص فرضیت جمعہ کا قائل ہے اور احتیاط الظہر پڑھتا ہے تو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ فقط۔

گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۵۸۳) جمعہ گاؤں میں جائز ہے یا نہیں شرائط جواز وعدم جواز کیا ہیں؟ جس گاؤں میں عید ہوتی ہو وہاں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ جمعہ اور عید کی شرطوں میں کچھ فرق ہے یا نہیں، اگر ہے تو کیا ہے؟ جس گاؤں کی آبادی ساڑھے چار سو کے قریب ہو اور مالیت لاکھ کے قریب ہو اور کل مذاہب کے باشندے ہوں گو مسلمان زیادہ ہوں، خانگی ضروریات کی چیزیں سب مل سکتی ہوں ایسے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ آیت وحدیث کے مطابق مطلع فرمائیں۔ مصر کا حال اور یہ کہ مصر کتنی آبادی کو کہتے ہیں مصر کی شرطیں کیا کیا ہیں، مفصل تحریر فرمائیں؟۔

الجواب:۔ چھوٹے گاؤں میں جس کی آبادی ایک ہزار آدمیوں کی بھی نہ ہو عند الحنفیہ جمعہ جائز نہیں ہے۔ جمعہ کی ادا اور وجوب کے لئے عند الحنفیہ مصر کی شرط ہے اور مصر شہر اور قصبہ کو کہتے ہیں جہاں بازار اور کوچے ہوں اور ہر قسم کی دوکانیں ہوں۔ اور بڑے قریہ کو بھی حکم مصر کا دیا گیا ہے۔ مگر صورت مسئولہ میں جس گاؤں کا ذکر ہے کہ اس میں صرف ساڑھے چار سو آدمی کی آبادی ہے وہ چھوٹا گاؤں ہے اس میں جمعہ درست نہیں ہے اور جس گاؤں میں جمعہ درست نہیں وہاں عید بھی درست نہیں ہے۔ شرائط وجوب وادا جمعہ اور عید کے ایک ہیں کچھ فرق نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ۔ پس وہاں عید کی نماز بھی نہ پڑھنی چاہئے اور نہ جمعہ پڑھنا چاہئے۔ ظہر کی نماز باجماعت پڑھنی چاہئے۔ حنفیہ کا مذہب یہی ہے جیسا کہ جملہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔ فقط۔

قال العلامۃ الشامی ناقلا عن القہستانی وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (الی ان قال) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۴۳۶ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

شامی جلد اول۔ وقال فی الدر المختار۔ تجب صلوٰۃ فیہما فی الاصح بشرائطہا المتقدمۃ

الخ (در مختار علی ہامش الشامی۔ جلد اول ص ۷۷۴)

جمعہ در قریہ | **سوال** (۲۵۸۴) در قریہ صغیر نماز جمعہ جائز است یا نہ ہمچناں جاکہ سلطان یا نائب سلطان نہ باشد جمعہ رواست یا نہ؟ وتعریف قریہ بیان فرمایند۔

الجواب :- در قریہ صغیرہ بمذہب امام ابو حنیفہ رہ اقامت جمعہ درست نیست وتحقیق وتفصیل آں بکتب فقہ وغیرہ مبسوط است از آنجا دریابند ودر قریہ کبیرہ کہ اسواق وکوچہا دراں باشند جمعہ ادا می شود۔ کما صرح بہ الشامی۔ ودر تعریف ہماں قول معتبر ست کہ اسواق وکوچہا دراں باشند وعادت مقام حکام باشد۔ ودر حقیقت تعریف شہر وقریہ حاجت بیان ندارد آنچہ عرفاً آں را شہر نامند شہر است وآنچہ آنرا قریہ دانند قریہ است اما ایں قدر ہست کہ قصبہ وقریہ کبیرہ ہم حکم مصر دارد واقامت جمعہ دراں جائز است۔ اگر سلطان یا نائب سلطان نباشد در امصار جمعہ واجب است۔ کما صرح بہ الشامی۔ درانجا مسلمین امامے معین ومقرر سازند ایںہم کافی است۔ شامی جلد اول باب جمعہ را باید دید ودر امصار وقصبات وقریہ کبیرہ کہ اقامت جمعہ دراں ہا واجب است حاجت احتیاط الظہر نیست وصاحب در مختار از بحر فتوی عدم جواز احتیاط الظہر نقل فرمودہ است ہماں احوط است۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم مفتی مدرسہ۔

بحث جمعہ در سوال وجواب | **سوال** (۲۵۸۵) علماء دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ضلع ارکان میں جانب غربی جنوبی میں ایک محکمہ ہے اور شرقی شمال جانب میں ایک بلند پہاڑ ہے اور تمام بستیاں اس طرح واقع ہیں کہ ہر ایک بستی دوسری بستی سے علیحدہ علیحدہ ہے۔ بستیوں کے درمیان نصف کوس پون کوس ایک کوس ڈیڑھ کوس کا فاصلہ ہے اور کہیں باغات کا فاصلہ ہے ہر ایک بستی میں مردم شماری دو ہزار ڈیڑھ ہزار اور اس سے کم وبیش ہوتی اور اس محکمہ کے بعض حصوں میں منصفی، تھانہ، ڈاکخانہ، بازار، مدرسہ عربیہ، اسکول سرکاری ہوتے ہیں مگر بازار دائمی نہیں ہے۔ اب گذارش یہ ہے کہ اتحاد منصفی کی وجہ سے کل محکمہ متحد کہلا سکتا ہے یا نہیں؟

اگر متحد ہے تو ہر بستی میں جمعہ جائز ہے یا کسی ایک خاص حصہ میں جائز ہوگا؟ اگر جائز نہ ہو تو کیوں نہ ہو جب کہ صاحب درمختار نے مصر کی جو تعریف کی ہے وہ تعریف یقیناً صادق آتی ہے اور اگر اس تعریف کو تسلیم نہ کیا جائے تو شامی وغیرہ نے جو تعریف کی ہے وہ تعریف کیوں قابل تسلیم ہو اور ائمہ ثلاثہ کے مذہب کے مطابق جواز جمعہ کا فتویٰ حنفی المذہب ضرورت کی وجہ سے دے سکتا ہے یا نہیں؟۔

الجواب: اقول وباللہ التوفیق۔ مذہب حنفی جمعہ کے بارہ میں یہ ہے کہ مصر یعنی شہر میں واجب ہوتا ہے قریہ صغیرہ میں واجب نہیں ہوتا اور قصبہ اور قریہ کبیرہ بھی جس میں بازار و دکانیں وغیرہ ہوں مصر کے حکم میں ہے وہاں بھی جمعہ درست ہے۔ کما صرح بہ الشامی۔ پس علیحدہ علیحدہ بستیاں جن کے درمیان باغات وغیرہ کا فاصلہ ہے اور ان کے نام علیحدہ علیحدہ ہیں وہ سب قریہ صغیرہ ہیں ان میں جمعہ درست نہیں ہے اور مصنفی کے اتحاد کی وجہ سے یہ سب قریے ایک بستی کے حکم میں نہیں ہو سکتے البتہ ان میں جو جگہ اور بستی ایسی ہو کہ اس میں آبادی کم از کم دو ہزار آدمیوں کی ہو اور اس میں بازار و دکانیں ہوں اور عرفاً وہ شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤں سمجھا جاتا ہو اس میں جمعہ صحیح ہے۔ صاحب درمختار کی تعریف مالایسع اکبر مساجدہ اہل المکلفین بہا، بے شک اوسع ہے اور اس کی نسبت شامی نے لکھا ہے ہذا صادق علی کثیر من القریٰ۔ مگر یہ تعریف ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے، نیز یہ مخدوش ہے اس لئے کہ چھوٹی سے چھوٹی بستی اور قریہ صغیرہ پر بھی صادق آسکتی ہے اور کبھی بڑے شہر پر بھی صادق نہیں آتی جیسا کہ صاحب شرح منیہ نے فرمایا کہ حرمین شریفین پر یہ تعریف صادق نہیں آتی کیونکہ وہاں لایسع کا اطلاق نہیں آسکتا بلکہ بہت سی مسجدیں خالی و فارغ رہ جاتی ہیں۔ بہرحال باایں ہمہ جس جگہ درمختار کی یہ تعریف صادق آجائے اور بہت سے فقہاء کے فتاویٰ کی بنا پر اس جگہ جمعہ کر لیا جائے تو گنجائش ہے۔ کما فی الدر المختار علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء۔ فقط۔

خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں پڑھی جائیں یا نہیں

سوال (۲۵۸۶) خطبہ شروع ہونے کے بعد

پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں نہ پڑھیں نہ اول خطبہ کے وقت نہ دوسرے خطبہ کے وقت کما جاء فی الروایات اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام[1]. فقط (رواہ الطبرانی فی معجمہ عن ابن عمرؓ مرفوعاً کما فی فتح الباری)

آیت صلوا علیہ سلموا پر باواز درود پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۵۸۷) یہاں کے مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ خطبہ میں جب امام آیت یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما الآیۃ پڑھتا ہے تو سب مقتدی درود شریف زور سے پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

اذان خطبہ کا جواب اور اس کے بعد دعا

سوال (۲۵۸۸) خطبہ کی اذان کا جواب دیتے ہیں اور بعد ختم اذان کے دعا پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

ختم سنت کے بعد اجتماعی دعا بدعت ہے

سوال (۲۵۸۹) نماز ختم ہونے کے بعد جب امام سنتوں سے فارغ ہو جاتا ہے تو دوبارہ سے دعا مانگتا ہے اور جو مقتدی فارغ ہو چکے ہوتے ہیں وہ اس کے ساتھ دعا میں شریک ہوتے ہیں یہ دعا لمبی چوڑی ہوتی ہے اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں۔ ان امور مذکورہ بالا کا کیا حکم ہے؟

الجواب: (۱) یہ جائز نہیں ہے بلکہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اس وقت درود شریف دل سے پڑھے زبان سے نہ پڑھے[2]. (۲) یصلوا علیہ بالجہر بل بالقلب. شامی ص ۷۶۵
(۲) یہ بھی جائز نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار. وینبغی[3] ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب ص ۷۶۱ ج ۱۔

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر [2] وکذالک اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز ان یصلی علیہ بالجہر بل بالقلب وعلیہ الفتوی رملی (رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۶۸ ج ۱ ظفیر)
[3] واذا لمتفت المعانی باب الجمعۃ من عمدۃ الرعایۃ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(۳) یہ امر بھی سنت سے ثابت نہیں لہذا بدعت ہے اس کو ترک کیا جائے۔ بدعت کی مذمت میں احادیث بکثرت وارد ہیں اور قبح اس کا ظاہر ہے اور جس امر سے نمازیوں کی نماز میں خلل ہو اس کو فقہاء منع لکھتے ہیں پس اصرار کرنا ایک امر بدعت پر نہایت مذموم ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام کل بدعۃ ضلالۃ الحدیث وقال علیہ السلام من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد الحدیث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیہاتوں میں جمعہ

سوال (۲۵۹۰) اکثر مسلمان این دیار بقری سکونت می دارند ہر قریہ دو سہ ہزار مرد ماں می باشند مگر در ہر مسجد جامع زاید از بست و لبست و پنج حاضر نمی شوند چہ دریں دیار مسجد جامع در یک قریہ متعدد است۔ در چنیں قریہ نماز جمعہ گزاردن باید یا نہ؟ احتیاطاً ظہر خانم یا نہ؟ اکثر قریہ با متصل است اگر بنام فرق نگشتے یک قریہ گفتہ می شد در چنیں حال ایں چنیں قری متصل را یک موضع شمارم یا متعدد؟

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) وحاشیۃ الھدایۃ للفاضل اللکھنوی من قولہ فلا تکرہ اجابۃ الاذان الذی یؤذن بین یدی الخطیب وقد ثبت ذلک من فعل معاویۃ رضی اللہ عنہ فی صحیح البخاری الخ فان الطبرانی فی معجمہ کما فی فتح الباری روی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام الحدیث والکلام بعمومہ لکونہ نکرۃ واقعۃ تحت النفی شامل لاجابۃ الاذان بین یدی الخطیب ایضاً ولا یعارضہ فعل معاویۃ رضی اللہ عنہ لانہ کان اماماً کما فی البخاری ایضاً وجاز للامام ان یجیب بلسانہ وحدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ ورد فی حق المؤتمین ومنعوا عن الکلام عند خروج الامام من امتزلہ اذ المقصورۃ فخروجہ مانع للسامعین عن الکلام لا الامام فانہ المتکلم علی المنبر وھو خارج عن حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ وداخل فی حکم حدیث معاویۃ رضی اللہ عنہ فلا تعارض کما لا یخفی والفرق بین ابن عمر رضی اللہ عنہ وبین معاویۃ رضی اللہ عنہ معلوم مثبت فی موضعہ ھذا وللتفصیل موضع آخر ۱۲۔

الجواب: اگر قریہ کبیرہ ہو تو نماز جمعہ اس میں درست ہے۔ شامی میں قہستانی سے منقول ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق ص۷۴۸ ج۱ الخ۔ اور احتیاط الظہر وہاں جائز نہیں ہے اور اگر قریہ صغیرہ ہے تو جمعہ وہاں نہ پڑھیں ظہر باجماعت ادا کریں۔ نام کے بدلنے سے قریہ علیحدہ ہو جاتا ہے۔ فقط کتبہ رشید احمد عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح۔ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

عصا کے سہارے خطبہ بعد منبر مسنون کیوں ہے

سوال (۲۵۹۱) جب بعد بن جانے منبر کے لاٹھی پر سہارا دیکر خطبہ پڑھنا منقول نہیں تو یہ سنت کیوں ہے؟۔

الجواب: جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاٹھی پر سہارا دیکر خطبہ پڑھا تو سنت ہو گیا۔ کسی چیز کے سنت ہونے کے لئے مواظبت شرط نہیں۔ اور جس سنت پر ہمیشگی ہو وہ سنت مؤکدہ ہو جاتی ہے۔ کتبہ رشید احمد۔ الجواب صحیح۔ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

بوقت خطبہ اذان سے پہلے یہ کلمات کہنے کیسے ہیں

سوال (۲۵۹۲) وقت خطبہ کے اذان سے پہلے استووا رحمکم اللہ کہنا کیسا ہے؟

الجواب: وقت خطبہ جو اذان خطیب کے سامنے ہو اس کے شروع میں اس لفظ کے کہنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر امام بوقت تکبیر تحریمہ ایسا کہے تو مضائقہ نہیں۔ فقط۔

۱؎ قال فی رد المحتار۔ فی روایۃ ابی داؤد۔ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قام ای فی الخطبۃ متوکئا علی عصا او قوس اھ ونقل القھستانی عن عبد المحیط ان اخذ العصا سنۃ کالقیام ص۷۶۲ ج۱ فقط ــــــــ (اور مسلم جلد ۱ ص۲۰۵ ج۲ پر حدیث ذکر کی گئی ہے ا فلما انقضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوتہ قعد علی المنبر (الی) وطعن مخصرتہ فی المنبر ھذہ طیبۃ ھذہ طیبۃ الحدیث۔ اس حدیث سے منبر بننے کے بعد دست مبارک میں عصا لے کر منبر پر خطبہ فرمانا ثابت ہے۔

جمعہ کہاں جائز ہے مصر کی تعریف کیا اور سرہند میں جمعہ کا کیا حکم ہے

سوال (۲۵۹۳) مذہب حنفیہ کے نزدیک جمعہ کہاں پر جائز ہے؟ مصر کس کو کہتے ہیں اور کیا شرائط ہیں؟ مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) جہاں پر مدفون ہیں وہاں پر جمعہ پڑھا ہے آیا جمعہ وہاں پر جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- مذہب حنفیہ کا جو تمام کتب فقہ حنفیہ میں مذکور ہے یہ ہے کہ جمعہ کے ادا ہونے اور واجب ہونے کے لئے مصر شرط ہے اور مصر کہتے ہیں شہر کو اور قصبہ اور بڑا قریہ بھی حکم شہر میں ہے۔ کذا فی الشامی۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ چھوٹے قریہ میں جمعہ نہیں ہوتا وہاں ظہر باجماعت پڑھنی چاہئے اور بڑے قریہ اور قصبہ اور شہر یا متعلقات شہر میں جمعہ پڑھنا چاہئے وہاں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے۔

جس جگہ مزار حضرت مجدد الف ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے وہ متعلق شہر سرہند کے ہے لہٰذا وہاں جمعہ درست ہے۔ اگر گاؤں چھوٹا ہو اور دکانیں وغیرہ وہاں نہ ہوں تو جمعہ نہ پڑھنا چاہئے اور اگر دوکانیں بازار وہاں موجود ہیں تو جمعہ پڑھنا چاہئے۔

مکرر آنکہ اگر حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بالتصریح و بالتخصیص موضع مذکورہ میں جمعہ جائز فرمایا ہے تو وہاں جمعہ پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ ضرور ہے کہ اس وقت وہاں شرائط جمعہ پائی گئی ہوں گی، اب جمعہ چھوڑنے کی کوئی وجہ نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم مفتی مدرسہ۔

بوقت خطبہ تعوذ و تسمیہ آہستہ کیوں پڑھتے ہیں

سوال (۲۵۹۴) خطبہ کے شروع میں اعوذ بسم اللہ آہستہ کیوں پڑھتے ہیں؟

الجواب:- جہراً اعوذ باللہ و بسم اللہ کا پڑھنا اس جگہ ثابت نہیں ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

---

[1] ویبدأ بالتعوذ سرًا قال الشامی ای قبل الخطبۃ الاولیٰ الخ شامی ص ۸۴۲ ج ۱ ظفیر ۔ جمیل الرحمٰن۔

بحث احتیاط الظہر

سوال (۲۵۹۵) احتیاط الظہر پڑھنا درست ہے یا نہیں اگر درست نہیں ہے تو مولانا اشرف علی صاحب نے بہشتی گوہر صفحہ ۱۰۳ میں جو یہ مسئلہ لکھا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

مسئلہ:۔ بعض لوگ جمعہ کے بعد ظہر احتیاطی پڑھا کرتے ہیں چونکہ عوام کا اعتقاد اس سے بہت بگڑ گیا ہے ان کو مطلقاً منع کرنا چاہئے البتہ اگر کوئی ذی علم پڑھنا چاہے تو اپنے پڑھنے کی کسی کو اطلاع نہ کرے۔

الجواب:۔ مسئلہ در بارہ احتیاط الظہر یہی ہے جو کہ مولانا اشرف علی صاحب نے بہشتی گوہر میں لکھا ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بوقت سنت وعظ

سوال (۲۵۹۶) قبل نماز جمعہ و خطبہ ایک واعظ جامع مسجد میں ہمیشہ وعظ کہتا ہے اور سنت پڑھنے والے ہمیشہ سنت پڑھتے رہتے ہیں اور کبھی لڑکے نابالغوں سے قرآن شریف پڑھوایا جاتا ہے جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے ایسے موقع میں وعظ اور قرآن شریف پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ رفع الصوت بالذکر جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو یا نائمین کو ایذا ہو ممنوع ہے۔ فی الشامی ولا یعارض ذلک حدیث خیر الذکر الخفی لانہ حیث خیف الریاء او تاذی المصلین او النیام فان خلا مما ذکر فقال بعض اهل العلم ان الجهر افضل (شامی ص ۶۹۱ ج ۱) پس ہر گاہ ذکر اللہ کے ساتھ جہر کرنے کو منع کیا گیا ہے۔ نمازیوں کی تکلیف کی وجہ سے پس وعظ کو منع کرنا بدرجۂ اولیٰ ہے۔ اسی طرح قرآن شریف جہر سے پڑھوانا اور اس موقع پر کہ نمازی نماز پڑھ رہے ہیں

---

[1] نعم ان ادّی الی مفسدة لا تفعل جهاراً والکلام عند عدمها ولهذا قال المقدسی نحن لا نامر بذلك امثال هذه العوام بل ندلّ علیه الخواص (شامی جلد اول ص ۷۵۴ باب الجمعہ۔ تحت قول صاحب الدر المختار فصلے بعدها آخر ظهر الخ۔

اور قرآن شریف پکار کر پڑھنے سے ان کی نمازوں میں خلل واقع ہوتا ہے ممنوع ہے. فقط

بین الخطبتین دعا | سوال (۲۵۹۷) ما قولکم دام فضلکم فی الدعاء برفع الیدین فی الجلسة الخفیفة بین الخطبتین لیوم الجمعة هل له ثبوت عنه صلی الله علیه وسلم فالاتباع فی فعله ام فی ترکه وعلی الثانی فهل هو جائز ام مکروه وعلی الثانی فهل کراهیة تنزیهة ام تحریمیة افیدونا بالنقل الصریح. رحمکم الله.

الجواب :- نفس الدعاء مع قطع النظر عن رفع الیدین فی هذه الجلسة مما لم یثبت عنه صلی الله علیه وسلم کما صرح به المحدث الدهلوی فی شرح سفر السعادت وشرح المشکوٰة حیث قال آنحضرت صلی الله علیه وسلم. درمیان دو خطبه بنشستے وخاموش بودی و دعاء از آنحضرت صلی الله علیه وسلم دریں وقت بہ ثبوت نرسیده قال فی غایة الاوطار. طحاوی فرماتے ہیں کہ اس جلسہ میں کوئی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ مولانا عبدالحی صاحب اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نفس دعا منقول نہیں ہے چہ جائیکہ رفع الیدین الخ فالاتباع ترکه غایة الاوطار۔ شرح درمختار میں ہے کہ ہاتھ اٹھانا بھی درمیان خطبتین کے دعا کے واسطے غیر مشروع ہے۔ اور جامع الخطیب میں ہے کہ ہاتھ اٹھانا درمیان خطبتین کے دعا کے واسطے حرام ہے الخ نعلم من هذه النقول ان الدعاء برفع الیدین فی الجلسة المذ غیر مشروع ومکروه تحریم فعلینا اتباع ما صرحوا به کما افتوا ولعل الاصل فی ذلك ما رواه الترمذی فی صحیحه حدثنا احمد بن منیع حدثنا حصین قال سمعت عمارة بن رویبة وبشر بن مروان یخطب فرفع یدیه فی الدعاء فقال عمارة قبح الله هاتین الیدین القصیرتین لقد رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم وما یزید علی ان یقول هکذا واشار هشیم بالسبابة

قال ابوعیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح قال ابوالطیب فی شرح هذا الحدیث واشارته صلی الله علیه وسلم لعلها کانت وقت التشهد ای التوجه الله تعالی اعلم وقال النووی فیه ان السنة ان لا ترفع الید فی الخطبة وهو قول مالك رح واصحابنا وغیرهم وحکی القاضی عن بعض السلف و بعض المالکیة اباحته لان النبی صلی الله علیه وسلم رفع یدیه فی خطبة الجمعة حین استسقی واجاب الاولون بان هذا الرفع کان لعارض ففی التحریر المختار لرد المحتار علی قوله قلت قد صرح به فی الدر ایضًا من کتاب صفة الصلوٰة بعد کلام ان ترك السنة المؤکدة قریبٌ من الحرام وان تارکها یستوجب التضلیل واللوم اه فکما ان بشیر بن مروان ارتکب امرا مکروها تحریما حتی استحق اللوم والدعاء علیه بقوله قبح الله هاتین الیدین القصیرتین بسبب اتیانه فعلا فی الخطبة لم یفعله صلی الله علیه وسلم وترك السنة النبوی صلی الله علیه وسلم کذلك من یرفع یدیه فی الجلسة الخفیفة بین الخطبتین للدعاء یستحق ان یدعی علیه ویقال فی حقه قبح الله هاتین الیدین اه لانه صلی الله علیه وسلم لم یفعله فهو تارك للسنة النبویة صلی الله علی صاحبها وسلم۔ ومرتکب امر مکروه تحریما اذ لا لوم علی الفعل المباح والمکروه تنزیها الذی مرجعه خلاف الاولیٰ۔ فقط۔

الباب السادس عشر
فی
صلاۃ العیدین

عیدگاہ میں بآواز تکبیر نہ کہی جائے

سوال (۲۵۹۸) اکثر جگہ عیدگاہ میں نماز سے پہلے بار بار تکبیر بآواز بلند پڑھا کرتے ہیں تاکہ لوگ دور سے سن کر جلدی چلے آویں، اس طرح سے پکار کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- قال عطاء اخبرنی جابر بن عبد اللہ ان لا اذان للصلاۃ یوم الفطر حین یخرج الامام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء ولا شیٔ لا نداء یومئذ ولا اقامۃ۔ رواہ مسلم۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیدین کے دن عیدگاہ میں کوئی آواز اور تکبیر وغیرہ بغرض بلانے لوگوں کے نہ کہی جاوے۔

جماعت میں تفریق کرنے والے کی نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۲۵۹۹) ایک شخص کو یہاں کے لوگوں نے برائے عید و جمعہ خطیب و امام مقرر کر رکھا ہے۔ سب لوگ اس امام سے خوش ہیں۔ اب کی ایک شخص نے بوجہ فساد چاہنے کے دعوی کیا کہ میں نماز پڑھاؤں گا۔ لوگوں نے روکا۔ جب کچھ نہ چل سکی تو اس مفسد نے دو چار آدمی ساتھ لیکر تھوڑے سے فاصلے سے جماعت شروع ہوتے ہی ان آدمیوں کے ساتھ اپنی علیحدہ جماعت کرلی۔ اب یہ تحریر فرمایئے کہ ان مفسدوں کی نماز ہوئی کہ نہیں۔

---

(۱) مشکوۃ۔ باب العیدین فصل ثالث ص ۱۲۷۔ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: نماز اس مدعی امامت اور مقتدیوں کی ہوگئی[1] مگر وہ گنہگار ہوئے اس تفریق و فساد کی وجہ سے۔

عید کا خطبہ کسی نے دیا اور نماز کسی نے پڑھائی تو بھی نماز ہوگئی

سوال (۲۶۰۰) نماز عید ایک شخص نے پڑھائی اور خطبہ دوسرے شخص نے پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں ہوئی۔

الجواب: نماز ہو جاتی ہے مگر بہتر و مناسب یہ ہے کہ خطبہ و نماز ایک شخص پڑھاوے۔ فی الدر المختار۔ لا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب فان فعل الاجنبی الخ۔ فقط[2]

عید فطر کے دن بوجہ بارش نماز عید نہ ہوسکے تو دوسرے دن پڑھی جائے

سوال (۲۶۰۱) نماز عید الفطر اس روز بوجہ بارش نہ ہو تو دوسرے روز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں۔

الجواب: جائز ہے[3]۔

دو فریق نے دو جگہ نماز عید ادا کی تو بھی درست ہوگئی

سوال (۲۶۰۲) نماز عید کی ایک فریق عیدگاہ میں پڑھتا ہے اور دوسرا فریق بوجہ عناد کے شہر سے باہر علیحدہ پڑھتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: نماز عید شہر سے باہر عیدگاہ میں پڑھنا مستحب ہے اگر دو فریق نے دو جگہ نماز عید پڑھی تو دونوں کی نماز ہوگئی[4]۔ فقط۔

عیدین میں تکبیرات زوائد کی تعداد

سوال (۲۶۰۳) عیدین کی نماز بارہ تکبیر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں

---

[1] وتودی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة العیدین ص ۷۸۳ ج ۱) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۷۱ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

[3] وتؤخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة العیدین ص ۷۸۳ ج ۱) ظفیر۔

[4] ثم خروجه الی الجبانة الخ والخروج الیها ای الجبانة لصلاة العید سنة وان وسعهم المسجد الجامع الخ وتودی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوة العیدین ص ۷۷۶ ج ۱ و ص ۷۸۳ ج ۱) ظفیر۔

الجواب:- درمختار میں ہے ویصلی بھم الامام رکعتین مثنیا قبل الزوائد وھی ثلث تکبیرات فی کل رکعۃ اھ وفی الشامی عنا العمل الاٰن بما ھو المذھب عندنا کذا فی شرح المنیۃ۔ شامی۔ جلد اول۔ باب العیدین۔ اس سے معلوم ہوا کہ حنفی اپنے مذہب کے موافق ہر رکعت میں تین تکبیرات زوائد پر اکتفا کرے زیادہ نہ کہے۔ فقط۔

عیدین کی نماز کے لئے باہر نکلنا سنت ہے

سوال (۲۰۶۴) ما قولکم ایھا العلماء الکرام رحمکم اللہ ودام فضلکم فی ان الخروج الی المصلی یوم العیدین لصلوتھما مستحب ام سنۃ مؤکدۃ وان ما تعریف المصلی وما حکمہ وما شرائط وجوبھما واداءھما واین یصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ العیدین مدۃ عمرہ الشریف بینوا المسائل الخمسۃ بعبارۃ واضحۃ بحوالۃ الکتاب فتصیبوا اجرا جزیلا من اللہ العزیز الوھاب۔

الجواب:- وھو الملھم للصواب الخروج الی المصلی یوم العیدین لصلوتھما بالقول المعتبر والصحیح عند عامۃ الفقھاء سنۃ مؤکدۃ لا مستحب وان کان بعضھم قائلین باستحبابہ لکن الصحیح[۲] المعتبر عندھم کونہ ای کون الخروج الی المصلی یوم العیدین سنۃ مؤکدۃ کما حققہ العلامۃ مولانا عبد الحی رحمہ اللہ فی کتابہ المسمی بمجموعۃ الفتاوی تحت جواب السوال المھندس بھندسۃ ۱۸۲ علی الصفحۃ المھندسۃ بھندسۃ ۳۷۵ وص ۳۷۶ بھذہ العبارۃ ھو المصوب۔ بعض فقہاء قائل باستحباب آں شدہ اند لیکن صحیح ومعتبر نزد ایشاں بودنش سنت مؤکدہ است در بحر الرائق از تجنیس

---

[۱] رد المحتار باب صلوٰۃ العیدین مطبوعہ عثمانیہ ص ۲۳ ج ۲ ظفیر۔ [۲] والخروج الیھا ای الجبانۃ لصلاۃ العید سنۃ اھ ھو الصحیح (درمختار) قال فی الظھیریۃ وقال بعضھم لیس بسنۃ الخ۔ والصحیح ھو الاول (رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۶ و ص ۷۷۷ ج ۱) ظفیر۔

نقل می سازند والخروج الی الجبانة سنة الصلوٰة العیدین وان کان یسعهم المسجد الجامع عند عامة المشائخ هو الصحیح انتهیٰ۔ وہمچنیں است در بزازیہ وجامع الرموز ومنح الغفار شرح تنویر الابصار وغیرہ واز کتب احادیث وسیر ثابت است کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دائماً برائے نماز عیدین بصحرا تشریف فرمے بردند فی عمرہ بجز یک مرتبہ بعذر بارش گاہے در مسجد خود کہ از جملہ اماکن بجہا افضل است نماز عیدین ادا نفرمودہ اند وخلفائے راشدین ہم بریں مواظبت فرمودہ اند وایں مواظبت نہ بر سبیل عادت بودہ نہ بوجہ ضرورت بلکہ بر سبیل عبادت تا بوجہ کثرت جمعیۃ تزاید ثواب گردد وشوکت اسلام ظاہر گردد وهذا آیة للسنة علی سبیل التاکید وفی موضع آخر من هذا الکتاب تحت جواب السوال للمهندس بهمند سة صـ۱۹۲ وصـ۳۸۵ وصـ۳۸۶ هكذا الجواب خروج الی الجبانة برائے نماز عیدین سنت مؤکدہ است چنانچہ محشی شرح وقایہ مولوی عبد الحی ہم فضلہ بر حاشیہ شرح وقایہ عمدۃ الرعایۃ تحریر فرمودہ اند قال فی شرح الوقایة حبب یوم الفطر ان یاکل قبل صلوٰته ویستاك ویغتسل ویتطیب ویلبس احسن ثیابه ویؤدی فطرته ویخرج الی المصلی غیر مکبر جهرًا فی طریقه۔ انتهیٰ۔ قوله حبب بصیغة المجهول من التحبیب والمراد به اعم من السنة المؤکدة والمستحب فان بعض الامور المذکورة عدة من السنن المؤکدة وغیرہ قوله یستاك هذا من السنن التی تعمّ فی نوع مخصوص کالصلوٰة فیکون مستحبا وسنة ایضًا فی العیدین بالطریق الاولیٰ قوله ویؤدی فطرته بالکسر ای صدقة الفطر وهو ان کان اداءها واجبًا لکن اداءها قبل الخروج الی المصلی مسنون هو المنقول عن ابن عمر قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یوم الفطر ان تودیوا قبل خروج الناس الی الصلوٰة اخرجه البخاری ومسلم قوله ویخرج الی المصلی بصیغة المفعول هو موضع فی الصحراء یصلی فیه صلوٰة العیدین ویقال له الجبانة ومطلق الخروج من بیته الی الصلوٰة وان کان واجبًا بناء علی ان

مایتم به الواجب واجب لکن الخروج الی الجبانة سنة مؤکدة وان وسعهم المسجد الجامع فان صلوا فی مساجد المصر من غیر عذر جازت صلوتهم وترکوا السنة هذا هو الصحیح کما فی الظهیریة وفی الخلاصة والخانیة السنة ان یخرج الامام الی الجبانة ویستخلف غیره لیصلی فی المصر بالضعفاء بناءً علی ان صلوٰة العیدین فی موضعین جائزة بالاتفاق انتهی والاصل فیه ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج الی المصلی ولم یصل صلوٰة العیدین فی مسجده مع شرفه الا مرة بعذر المطر کما بسطه ابن القیم فی زاد المعاد والقسطلانی فی مواهب اللدنیة وغیرهما والاحادیث فی هذا الباب مخرجة فی کتب السنن وغیرها وقد وقع النزاع بین العلماء فی عصرنا فی ان الخروج الی المصلی سنة ام مستحب فاتفق اکثرهم بانه سنة مؤکدة وهذا هو القول المنصور الموافق لکتب الاصول والفروع المطابق لما علیه الجمهور وقیل انه مستحب وهو قول باطل لا وجه له وافرط بعضهم فقال انه واجب وهو قول مردود ولا عبرة به وللتفصیل مقام آخر انتهی و قال فی الدر المختار ویندب یوم الفطر اکله الی قوله واداء فطرته صح عطفه علی اکله لان الکلام کله قبل الخروج ومن ثم اتی بکلمة ثم خروجه لیفید تراخیه عن جمیع ما مر ما شیًا الی الجبانة وهی المصلی العام والواجب مطلق التوجه والخروج الیها ای الی الجبانة لصلوٰة العید سنة وان یسعهم المسجد الجامع وهو الصحیح۔

والمجیب مصیب فیما اجاب محمد عباس علیٰ هذا الجواب موافق للسنة والکتاب حرره الفقیر محمد محسن الجونفوری الجواب صحیح والرای نجیح لا شبهة فی ان مقتضی الادلة الشرعیة هو کون الخروج الی المصلی

سنة مؤكدة والقول بالاستحباب ليس بمعتبر عند اولی الالباب حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی۔

واما تعريف المصلی فقد مر فی ضمن هذا الجواب واما حكمه ای حكم المصلی كحكم سائر المساجد واما شرائط ادائهما ووجوبهما ھی شرائط الجمعة وجوبا واداءا سوی الخطبة كما قال فی شرح الوقاية شرط لها شرط الجمعة وجوبا واداءا الا الخطبة واما المواضع الذی كان يصلی النبی صلی الله عليه وسلم فيه صلوٰة العيدين هو موضع فی الصحرا خارج المدينة المنورة فی جانب الغربی من المسجد النبوی صلی الله عليه وسلم وبينه وبين المسجد الشريف الف اذرع كما قال مولانا محمد عبد الحی فی كتابه المذكور صت جلد ۳ بهذه العبارة قوله از عادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آں بود کہ بطرف مصلیٰ تشریف می بردند و آں مکانیست بیرون مدینہ منورہ جانب غربی مسجد شریف ومیان وے و مسجد شریف ہزار ذراع است۔ کما قال ابن حجر۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عیدین کی نماز کے بعد دعا

سوال (۲۶۰۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عیدین دعا مانگتے تھے یا نہیں۔

الجواب:۔ عام طور سے نماز کے بعد دعا مانگنا وارد ہوا ہے لہٰذا عیدین کی نماز کے بعد بھی دعا مانگنا مسنون ومستحب ہے۔ فقط۔

صلوٰۃ عیدین میں سجدہ سہو کا حکم اور رکوع سے واجب کی طرف واپسی

سوال (۲۶۰۶) صلوٰۃ عید میں امام سہواً بعض تکبیرات واجبہ چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا بعدہ رکوع سے لوٹ کر قومہ میں آکر تکبیر کہی اور پھر رکوع میں گیا۔ تو اس صورت میں نماز صحیح ہوگی یا اعادہ واجب ہے یا سجدہ سہو لازم ہے۔ اور اگر تکبیر چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے اور سجدہ سہو عیدین میں

اور تبعہ میں کرنے نہ کرنے کے بارہ میں معمول بہ کیا ہے۔ اور عود من الفرض الی الواجب مفسد صلوۃ ہے یا کیا۔ اور جب وہ سہو لازم نہیں تھا مگر شبہۃً کرلیا کہ شاید کوئی موجب سہو نہ ہوا ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب: صحیح یہ ہے کہ نماز ہوگئی مگر ایسا کرنا نہ چاہئے تھا۔ در مختار میں ہے کما لو رکع الامام قبل ان یکبر فان الامام یکبر فی الرکوع ولا یعود الی القیام لیکبر فی ظاہر الروایۃ فلو عاد ینبغی الفساد۔ شامی میں اس پر کہا ہے وقد علمت ان العود روایۃ النوادر علی انہ یقال علیہما قالہ ابن الہمام فی ترجیح القول بعدم الفساد فیما لو عاد الی القعود الاول بعد ما استتم قائما بان فیہ رفض الفرض لاجل الواجب وھو وان لم یحل فھو بالصحۃ لا یخل[1]۔ شامی ص ۵۶۱ ج ۱۔

اور تکبیرات کا بالکل چھوٹ جانا یا بطریق مذکور قومہ میں ادا کرنا باعتبار ترک واجب برابر ہے اور نماز دونوں صورت میں ہو جاتی ہے۔ ایسے امور کے ترک پر دراصل سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے اور سجدۂ سہو سے اس کا انجبار ہوتا ہے لیکن جمعہ اور عیدین میں فقہاء نے ترک سجدۂ سہو کو اختیار فرمایا ہے جیسا کہ در مختار میں والسہو فی صلاۃ العید والجمعۃ والمکتوبۃ والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمہ فی الاولیین لدفع الفتنۃ[2] الخ وھکذا فی الشامی۔ اور تحقیق ابن ہمامؒ سے یہ بھی واضح ہوا کہ ترک فرض الی الواجب مفسد صلوۃ نہیں ہے اور در صورتیکہ سجدہ سہو لازم نہ ہوا اور غلطی اور شبہ سے کرلیا جاوے تو نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔

عیدین میں بعد نماز دعاء اور اس سلسلہ میں اکابر کا مسلک	سوال (۲۶۰۷) الرشید ۱۰ ماہ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ جلد چہارم میں اس طرح کا ایک مسئلہ ہے جواب میں لکھا ہے مع حوالہ

[1] ردالمحتار باب العیدین جلد اول ص ۷۸۲ مطبوعہ در سعادت ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب سجود السہو ص ۷۰۵ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔

عبارت شامی و حصن حصین وغیرہ کہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عیدین کے بعد دعا کرنے میں ہے اس کے ترک میں نہیں اور خطبہ کے بعد اتباع سنت دعاء نہ کرنے میں ہی مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی میں ایک استفتاء اسی مضمون کا ہے جس کے جواب میں مولانا نے خود لکھا ہے کہ روایات حدیث سے اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید سے فراغت کرکے خطبہ پڑھتے تھے اور بعد اس کے معاودت فرماتے تھے۔ دعاء مانگنا بعد نماز یا بعد خطبہ کے آپ سے ثابت نہیں ہے۔

ایسے ہی صحابہ کرام و تابعین عظام سے ثبوت اس کا نظر سے نہیں گذرا۔ بہشتی گوہر میں عیدین کی نماز کے بیان میں مرقوم ہے۔ مسئلہ۔ بعد نماز عیدین یا بعد خطبہ دعاء مانگنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے صحابہ و تابعین سے منقول نہیں، اور اگر ان حضرات نے کبھی دعاء مانگی ہوتی تو ضرور نقل کی جاتی۔ لہٰذا بغرض اتباع دعاء نہ مانگنا دعاء مانگنے سے بہتر ہے۔ ایسی حالت میں ہم لوگوں کے لئے واجب العمل کیا ہے۔

الجواب:۔ ہمارے حضرات اکابر مثل حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ اور حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی اور دیگر حضرات اساتذہ مثل حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب صدر مدرس سابق مدرسہ ہذا (دارالعلوم دیوبند) اور حضرت مولانا محمود حسن صاحب صدر مدرس مدرسہ ہذا (دارالعلوم دیوبند) وغیرہم کا یہی معمول رہا ہے کہ بعد عیدین کے بھی مثل تمام نمازوں کے ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگتے تھے اور احادیث سے بھی مطلق نمازوں کے بعد دعاء مانگنا ثابت ہے اس میں عیدین کی نماز بھی داخل ہے لہٰذا ارجح ہمارے نزدیک یہی ہے کہ دعاء بعد نماز عیدین بھی مستحب ہے۔ اور مولانا عبدالحی صاحب کا فتویٰ بندہ نے بھی دیکھا تھا۔ محض اس وجہ سے کہ عیدین کی نماز کے بعد دعاء کا ذکر نہیں ہے، دعاء کا نہ ہونا معلوم نہیں ہوتا اور دیگر احادیث سے سب نمازوں کے بعد دعاء ہونا ثابت ہے پس اس کو بھی اس پر محمول کیا جاوے گا کیونکہ جب کلیۃً استحباب دعاء کا بعد صلوٰت ثابت ہوگیا

تو اب یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ہر نماز کے جماعت سے ادا ہو کما ہو ظاہر۔ اور بہشتی گوہر میں بھی غالباً مولانا عبدالحی صاحب کے فتوے کے اتباع سے ایسا لکھا گیا ہے۔ بندہ کے نزدیک وہ مسلم نہیں ہے۔ فقط۔

خطبۂ عیدین کی ابتدا تکبیرات سے مستحب ہے

سوال (۲۶۰۸) خطبۂ عیدین کا نماز میں تکبیر کہہ کر شروع کرنا مسنون ہے۔ تکبیر خطبہ کے شروع پر با جہر کہے یا آہستہ اور پھر خطبہ شروع کرے۔

الجواب:- خطبۂ عیدین میں یہ مستحب لکھا ہے کہ پہلا خطبہ کو شروع کرنے سے پہلے نو بار تکبیر بالجہر متواتر پڑھے اور دوسرے خطبہ کے اول سات دفعہ تکبیر بالجہر کہے۔ درمختار میں ہے: ویستحب ان یستفتح الاولی بتسع تکبیرات تتری ای متتابعات والثانیة بسبع هو السنة[1] الخ فقط۔

عادل گواہوں کی شہادت پر نماز عیدین

سوال (۲۶۰۹) بعض لوگوں نے جمعرات کو اور بعض نے جمعہ کو نماز عید الضحیٰ پڑھی اور اس زمانہ میں کہ عادل کی صفت مفقود ہے شرائط عادل وغیرہ ہونا گواہان رویت ہلال کو ضروری ہے یا کثرت شہادت پہنچنے کے بعد کافی شہادت متصور ہوگی اور جن لوگوں نے جمعرات کو نماز عید الضحیٰ کی پڑھی وہ نماز ہوئی یا نہیں اور جنہوں نے جمعہ کو پڑھی وہ ہوئی یا نہ۔ اور کیا گیارہویں یا بارہویں تاریخ کو بھی نماز عید الاضحیٰ ہو سکتی ہے۔

الجواب:- عدالت گواہان کی ثبوت رویت ہلال کے لئے ضروری ہے اور جبکہ گواہ عادل نہ ہوں تو ان کی گواہی پر اعتماد کر کے پنجشنبہ کو نماز عید الاضحیٰ نہ پڑھنی چاہئے تھی اور وہ نماز نہیں ہوئی[2] جن لوگوں نے جمعہ کو نماز پڑھی وہ حق پر ہیں۔ اور یہ صحیح ہے کہ عید الاضحیٰ کی

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۳ ج ۱۔
(۲) تقبل للصوم مع علة كغيم وغبار خبر عدل او مستور لا فاسق اتفاقا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۳۳ ج ۲) ظفیر۔

نماز عذر کی وجہ سے گیارہ بارہ تاریخ کو بھی ہو سکتی ہے۔ فقط۔

عیدین میں خطبہ کہاں سے دے

سوال (۲۶۱۰) عیدین کے خطبہ میں امام کس جگہ کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے، بعض مولوی کہتے ہیں کہ جس جگہ نماز پڑھے اسی جگہ خطبہ پڑھے دوسری جگہ خطبہ پڑھنا جائز نہیں۔

الجواب: بعد نماز عیدین کے امام منبر پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے یہی سنت ہے نماز اور خطبہ کی جگہ ایک نہیں ہوتی نماز پڑھانے کے لئے امام نیچے کھڑا ہوتا ہے اور خطبہ منبر پر جا کر پڑھتا ہے۔ فقط۔

غیر عادل گواہ کی گواہی سے رویت ثابت ہو جاتی ہے

سوال (۲۶۱۱) زید و عمر نے جن میں بظاہر کوئی خرابی نہیں ہے عید الاضحیٰ کا چاند انتیس۲۹ کو دیکھا اور قاضی کے پاس شہادت دی قاضی نے شہادت کو تسلیم کر کے حکم دیدیا۔ ایک گروہ نے تیس کے چاند کے حساب سے عید کی اور ایک گروہ نے انتیس کے حساب سے اور ایک گروہ نے دونوں دن نماز پڑھی اس صورت میں قاضی اور گروہ مذکور کے لئے کیا حکم ہے اور شاہدین کے لئے کیا۔

الجواب: اگر دو گواہ عادل نے شہادت رویت ہلال کی دی تو رویت ثابت ہو گئی سب کو وہاں اسی کے موافق عید الاضحیٰ کی نماز ادا کرنی چاہئے تھی، جنھوں نے باوجود عدالت شہود اس شہادت کے موافق عمل نہ کیا غلطی کی لیکن اگر شہود باقاعدہ شرعیہ عادل و متقی پرہیزگار نہ تھے تو پھر اس پر عمل نہ کرنے والے حق پر تھے۔ واضح ہو کہ قاضی شرعی اس زمانہ میں ایسا نہیں ہے جس کا حکم باوجود گواہوں کے عادل و ثقہ نہ ہونے کے

لہ لکن ھنا یجوز تاخیرھا ای فی صلاۃ الاضحیٰ الی آخر ثالث ایام النحر بلا عذر مع الکراھۃ وبہ ای بالعذر بدونھا رد المحتار باب العیدین ص۷۸۳ ج۱ ظفیر۔ ۲ وما یسن فی الجمعۃ ویکرہ یسن فیھا ویکرہ الخ وان یکبر قبل نزولہ من المنبر الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص۷۸۲ ج۱ ظفیر۔

نافذ ماننا چاہئے۔ فقط۔

یوم النحر میں جملہ شرائط صوم کی رعایت مستحب ہے

سوال (۲۶۱۲) یوم النحر میں یعنی دسویں ذی الحجہ کو قبل نماز عید صرف نہ کھانا پینا مسنون ہے یا کہ جملہ شرائط صوم رعایت رکھنا ضروری ہیں آیا جماع سے بھی احتراز چاہئے یا نہیں۔

الجواب:- جملہ شرائط صوم کا لحاظ قربانی سے پہلے مستحب ہے اور درمختار میں ہے کہ قربانی سے پہلے نہ کھانا مستحب ہے اگرچہ وہ قربانی نہ کرے اور اگر کھا لیوے تو کچھ کراہت نہیں[۲]۔ اور شامی میں ہے یندب الامساک عما یفطر الصائم یعنی رکنا ان اشیاء سے مستحب ہے جن سے روزہ افطار ہو جاوے۔ فقط۔

عید کا خطبہ مختصر ہونا چاہئے اور خطبہ سننا واجب ہے

سوال (۲۶۱۳) زید نے خطبہ مولانا عبد الحی لکھنوی عیدین پڑھا جس کے ہر دو خطبہ کی طوالت تخمیناً چھ صفحے ہوتی۔ اس پر عمرو اعتراض کرتا ہے کہ اتنے بڑے خطبے کے سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے فوراً چلا آنا چاہئے اور شرعاً اتنے بڑے خطبے کے سننے کا وہ حکم نہیں ہے جو ایک مختصر کے سننے کا ہے۔

الجواب:- درمختار میں ہے وتکرہ زیادتہما علی قدر سورۃ من طوال المفصل[۳] وفی الشامی قولہ وتکرہ الخ عبارۃ القہستانی وزیادۃ التطویل مکروھۃ الخ[۴]

---

[۱] ولو کانوا ببلدۃ لا حاکم فیہا صاموا بقول ثقۃ وافطروا باخبار عدلین مع العلۃ للضرورۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۵ ج ۲) ظفیر۔ [۲] ویندب تاخیر اکلہ عنہا وان لم یضح فی الاصح ولو اکل لم یکرہ ای تحریماً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب صلاۃ العیدین ص ۷۸۴ ج ۱) ظفیر۔ [۳] رد المحتار باب صلاۃ العیدین ص ۷۸۴ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔
[۴] رد المحتار باب الجمعہ ص ۷۵۸ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

اور مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث مروی ہے وعن عمار قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان طول صلوٰۃ الرجل وقصر خطبته مئنة من فقهه فاطیلوا الصلوٰۃ واقصروا الخطبة وان من البیان سحرًا رواہ مسلم[۱]۔ پس معلوم ہوا کہ زیادہ دراز کرنا خطبہ کا مکروہ ہے لیکن خطبہ جب تک بھی پڑھا جائے سننا سب کا ضروری ہے۔

کراہت خطبہ کے دراز کرنے والے کے حق میں ہے سننے والوں پر تمام خطبہ کا سننا واجب ہے۔ درمختار میں ہے وکذا یجب الاستماع لسائر الخطب کخطبة نکاح وخطبة عید وختم علی المعتمد[۲] الخ۔ فقط

سوال (۲۶۱۴) عیدین میں امام وخطیب دو مختلف شخص مقرر ہوئے ہیں یعنی ایک شخص امامت کرتا ہے دوسرا شخص خطبہ پڑھتا ہے کیا یہ فعل جائز ہے۔ کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ کے زمانے میں ایسی نظیر پائی جاتی ہے۔

اچھا یہ ہے کہ خطیب و امام ایک ہی شخص ہو

الجواب:- یہ فعل جائز ہے کہ ایک شخص امام ہو اور خطیب دوسرا، لیکن اولیٰ یہ ہے کہ جو امام ہو وہ ہی خطبہ پڑھے۔ کذا فی الدر المختار[۳]۔ فقط۔

سوال (۲۶۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عیدین کی نماز کو چھ تکبیروں کے ساتھ پڑھنا یا چھ تکبیروں کے ساتھ نماز ادا کرنے کا حکم دینا ثابت ہے یا نہیں۔

چھ زوائد تکبیرات کا عیدین میں ثبوت

---

[۱] مشکوٰۃ باب الخطبة والصلوٰۃ فصل اول ص۱۲۳ ۱۲ ظفیر۔ [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجمعہ ص۶۹ ج۱ ۱۲ ظفیر۔ [۳] ولا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب لانهما کشئ واحد فان فعل بان خطب صبی باذن السلطان وصلی بالغ جاز هو المختار (درمختار) ولا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب لان الجمعة مع الخطبة کشئ واحد فلا ینبغی ان یقیمهما اثنان وان فعل جاز (رد المحتار باب الجمعة ص۷۵۱ ج۱ ظفیر۔

الجواب: شرح منیہ میں کہا کہ عیدین کی ہر ایک رکعت میں تین تکبیریں علاوہ تکبیر افتتاح کے بہت سے جلیل القدر صحابہؓ سے ثابت ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ والتحقیق فی المطولات[1]۔ فقط۔

> جو عید گاہ آبادی کے بڑھنے سے آبادی کے اندر آگئی وہ صحرا کے حکم میں نہیں ہے

سوال (۲۶۱۶) عید گاہ قدیم بوجہ بڑھنے آبادی کے اندر آگئی ہے اور اس میں نماز پنجگانہ باذان وجماعت ہوتی ہے، اب چند لوگ اتباعاً للسنت صحرا میں صلوٰۃ العیدین کے مجوز ہیں اس صورت میں کیا حکم شرعی ہے۔

الجواب: نماز عیدین کے لئے مسنون طریقہ یہی ہے کہ صحرا میں آبادی سے باہر پڑھیں لہٰذا جو لوگ اس کے مجوز ہیں کہ اس کے آبادی سے باہر صحرا میں نماز عیدین ادا کی جاوے وہ حق پر ہیں، عید گاہ قدیم جو کہ مسجد نماز پنجگانہ ہو گئی اور بستی کے اندر آگئی وہ حکم جبانہ یعنی صحرا نہیں رہی[2]۔ فقط۔

> بچے جماعت عیدین میں کہاں کھڑے ہوں

سوال (۲۶۱۷) عید گاہ میں بچوں کا جماعت کے اندر کھڑا ہونا یا نمازی کے سامنے بیٹھنا اور امام کے داہنے بائیں نابالغ بچوں کو کھڑا کرنے میں کیا خرابی ہے۔

الجواب: نابالغ بچوں کے لئے حکم تو یہ ہے کہ اگر جماعت میں شامل ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں خواہ عیدین کی جماعت ہو یا دیگر نمازوں کی۔ اگر بوجہ مجبوری جیسا کہ عید گاہ میں پیش آتی ہے بچے جماعت کے اندر کھڑے ہو جاویں یا نمازی کے آگے بیٹھ جاویں یا دائیں بائیں کھڑے ہو جاویں تو نماز ہو جاتی ہے، لیکن خلاف سنت ہے اور

---

[1] دیکھئے غنیۃ المستملی باب العیدین ۱۲ ظفیر۔

[2] والخروج الیہا ای الجبانۃ لصلوٰۃ العیدین سنۃ وان وسعہم المسجد الجامع ہو الصحیح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۳ ج ۱) ظفیر۔

مکروہ تنزیہی ہے[1]۔ فقط۔

نماز عیدین میں عورتوں کی جماعت مکروہ ہے

سوال (۲۶۱۸) عیدین کی نماز میں گوشہ نشین عورتوں کو مکان میں ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اور عورتوں کو مردوں کی مانند جماعت سے نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو عورت امام ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی ہے تو عورت امام صف میں عورتوں کی برابر کھڑی ہو یا مردوں کے امام کے مانند۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ویکرہ تحریما جماعۃ النساء[2] الخ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے، اگرچہ فرض وواجب میں ہو یا سنت ونفل میں، کذا فی الشامی[3]، پھر اگر عورتیں جماعت کریں باوجود کراہت تحریمی کے تو امام ان کا وسط میں برابر عورتوں کے کھڑی ہو آگے نہ ہو۔ کما فی الدر المختار فان فعلن تقف الامام وسطھن فلو تقدمت اثمت[4] الخ پھر آگے یہ لکھا ہے کہ عورتوں کو مردوں کی جماعت میں جمعہ وعیدین کے لئے آکر شریک ہونا بھی مکروہ ہے[5]۔ فقط۔

قبرستان میں عید کی نماز جب کہ قبر سامنے نہ ہو

سوال (۲۶۱۹) ایک مقام میں نماز عید کی مقبرہ میں ہوتی ہے امام کے سامنے دیوار ہوتی ہے اور مقتدیوں کے سامنے نہیں۔ یہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی سمجھا جائے گا جیسا کہ مرور بین یدی المصلی کی صورت میں ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ قبور اگر کسی مصلی کے سامنے بھی ہوں گی تو اس کی نماز میں کراہت

---

[1] ویصف الخ الرجال الخ ثم الصبیان ظاہرہ تعددھم فلو واحد دخل الصف (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الامامۃ ص ۵۳۴ ج ۱ ظفیر) [2] الدر المختار علی ہامش رد المختار۔ باب الامامۃ ص ۵۲۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر [3] افادان الکراھۃ فی کل ما تشرع فیہ جماعۃ الرجال فرضا او نفلا (رد المختار باب الامامۃ ص ۵۲۸ ج ۱ ظفیر) [4] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الامامۃ ص ۵۲۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر [5] ویکرہ حضورھن الجماعۃ ولو لجمعۃ وعید (ایضا ظفیر)

ہو گی۔ قال فی الشامی لا باس بالصلوٰۃ فیہا اذا کان فیہا موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیہ قبر ولا نجاسۃ کما فی الخانیۃ ولا قبلۃ الی قبر حالیہ۔[1] فقط۔

تکبیرات تشریق عورتوں کیلئے نہیں ہے

سوال (۲۶۲۰) تکبیرات تشریق عورتوں کے لئے درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ تکبیرات تشریق عورتوں کے لئے امام صاحب کے مذہب میں نہیں ہیں۔[2]

سوال: نماز عید کے بعد گھر پر آکر نوافل وغیرہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ گھر پر واپس آکر نوافل پڑھنا درست ہے کما فی الدر المختار وان تنفل بعدھا فی البیت جاز[3] الخ۔ فقط۔

رکوع سے اٹھ کر تکبیرات زوائد کہنا

سوال (۲۶۲۱) نماز عید الضحیٰ میں امام دوسری رکعت میں تکبیرات زوائد بھول کر رکوع میں چلا گیا۔ پہلی دوسری صف والے رکوع میں شریک ہوئے، دوسرے درجہ والے اور مسجد کے جو ملحق مکان والے تھے بسبب بے خبری کے امام کی تکبیر رکوع و قیام کو تکبیرات زوائد سمجھ کر تکبیریں کہتے رہے امام نے رکوع سے اٹھاکر قیام میں تکبیرات زوائد کہی مقتدیوں نے بھی تکبیریں امام کے ساتھ کہیں، پھر امام نے رکوع دوبارہ کیا اس میں سب مقتدی شریک ہوئے امام نے موافق مذہب متاخرین سجدہ سہو نہ کیا تو اس صورت میں اگر یہ نماز دوبارہ پڑھ لی جائے تو کچھ کراہت تو نہیں ہے۔

---

[1] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۵۳ ج ۱ قبیل مطلب تکرہ الصلوٰۃ فی الکنیسۃ ۱۲ ظفیر

[2] ویجب تکبیر التشریق الخ عقب کل فرض ادی بجماعۃ الخ مستحبۃ خرج جماعۃ النساء والعراۃ لاالعلیل (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب العیدین۔ مطلب فی تکبیر التشریق ص ۷۸۴ ج ۱ و ص ۷۸۶ ج ۱) ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

الجواب :- اس صورت میں علامہ شامی نے عدم فساد صلوٰۃ کی تصحیح[1] اور تصریح کی ہے بلکہ عود الی القیام روایت نوادر کی لکھی ہے اور بدائع میں اسی کو اختیار فرمایا ہے۔ لیکن ظاہر الروایت یہ ہے کہ ایسی حالت میں امام قیام کی طرف عود نہ کرے بہرحال نماز اس صورت میں ہوگئی اور سجدۂ سہو موافق فتوی متاخرین کے نماز عیدین میں نہیں ہے بنا بریں حکم کیا جاوے گا کہ نماز ہوگئی اور اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور اعادہ میں تشویش جماعت و انتشار ہے اس لئے جس وجہ سے سجدہ ساقط ہوگیا اعادہ کا حکم بھی نہ کیا جاوے گا۔ فقط۔

بلا عذر عید کی نماز دروازہ پر پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۶۲۲) نماز عید بیازار یا بمسجد بلا عذر بارش وغیرہ یا بدروازہ خانہ خود خواندن جائز دارند یا نہ۔ بر تقدیر ثانی مکروہ تحریمی یا تنزیہی با دلہ صریح و حوالہ کتب تحریر فرمایند۔

مکروہ تحریمی کے لئے دلیل کی ضرورت

سوال (۲۶۲۳) برائے اثبات مکروہ تحریمی نص صریح ضرور است یا نہ۔

الجواب :- (۱) درمختار میں ہے والخروج الیہا ای الجبانۃ لصلوٰۃ العید سنۃ وان وسعہم المسجد الجامع ہو الصحیح الخ[2] وفی شرح المنیۃ الکبیر الخروج الی المصلی وھی الجبانۃ سنۃ وان کان یسعہم الجامع وعلیہ عامۃ المشائخ[3] لما ثبت انہ علیہ الصلاۃ والسلام کان یخرج یوم الفطر ویوم الاضحی الی المصلی الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نماز عیدین کے لئے خروج الی المصلی سنت مؤکدہ ہے پس بلا عذر اس کو چھوڑنا مکروہ ہے، اور شامی میں بحر سے نقل کیا ہے کہ سنت مؤکدہ کا

---

[1] وقد علمت ان تصحیح روایۃ النوادر علی انہ یقال علیہ ما قالہ ابن الہمام فی ترجیح القول بعدم الفساد فیما اذا عاد الی القعود الاول بعد ما استتم قائما الخ ردالمحتار باب العیدین ص ۷۸۲ ج ۱ تحت قول فلو عاد ینبغی الفساد ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۶ ج ۱ ظفیر [3] غنیۃ المستملی باب العید ص ۵۲۹ ظفیر۔

چھوڑنا مکروہ تحریمی ہونا چاہئے، الحاصل ان السنة ان کانت مؤکدة قویة لایبعد کون ترکها مکروها تحریما وان کانت غیر مؤکدة فترکها مکروه تنزیها الخ[1] ص ۴۳۹ ج ۱۔ فقط

(۲) مکروہ تحریمی بلکہ مکروہ تنزیہی کے اثبات کے لئے بھی نص کی ضرورت ہے، شامی میں ہے اقول لکن صرح فی البحر فی صلاة العید عند مسئلة الاکل بانه لایلزم من ترک المستحب ثبوت الکراهة اذ لابد لها من دلیل خاص[2] الخ ص ۴۳۹ ج ۱۔ فقط۔

تاشا اور نفیری بجاتے عیدگاہ جانا اور امام کے سر پر چتر کا سایہ کرنا کیسا ہے

سوال (۲۶۲۴) مسلمانان عیدین کا امام کے ساتھ تاشا و نفیری وغیرہ بجواتے ہوئے جانا اور بین نماز عیدین بوقت خطبہ امام کے سر پر چتر کا سایہ کرنا شرعاً کیسا ہے۔

الجواب:۔ تاشا و نفیری وغیرہ بجانا حرام ہے ایسا کرنے والے خطاوار و گنہگار ہیں[3] اور بوقت خطبہ خطیب کے سر پر چتر کرنا بھی نہیں چاہئے یہ امر خلاف آداب خطبہ و استماع خطبہ ہے۔ فقط۔

جو قربانی نہ کرنا چاہتا ہو وہ پہلے حجامت بنوا سکتا ہے

سوال (۲۶۲۵) جس شخص پر قربانی واجب نہیں ہے اس کے لئے حجامت کرانا کس وقت مسنون و مستحب ہے بعد از نماز یا قبل از نماز۔

الجواب:۔ صحیح مسلم میں حدیث مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] ردالمحتار باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها مطلب فی بیان السنة والمستحب ص ۴۳۹ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] ردالمحتار باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها مطلب فی بیان السنة والمستحب والمندوب ص ۴۳۹ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

[3] ودلت المسئلة ان الملاهی کلها حرام الخ قال ابن مسعود صوت اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب الخ الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة ص ۳۴۲ ج ۵۔ ۱۲ ظفیر۔

[4] دیکھئے مشکوٰۃ باب فی الاضحیة ص ۱۲۷۔ ۱۲ ظفیر۔

علیہ وسلم اذا دخل العشر واراد بعضکم ان یضحی فلا یاخذن شعرا ولا یقلمن ظفرا[۱] فھذا محمول علی الندب۔ شامی۔ وفی روایۃ من رای ھلال ذی الحجۃ واراد ان یضحی فلا یاخذ من شعرہ ولا من اظفارہ۔ رواہ مسلم[۲]

حاصل یہ ہے کہ جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے یہ مستحب ہے کہ بعد نماز بقرعید کے قربانی کرکے ناخن اور بال کتروائے اور حجامت بنوائے اور جو شخص قربانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس کے لئے یہ مستحب نہیں ہے وہ نماز سے پہلے بھی حجامت بنوا سکتا ہے۔ فقط

بازار صحرا کے حکم میں نہیں ہے

سوال (۲۶۲۶) بازار کو جبانہ قرار دے سکتے ہیں یا نہیں۔

بازار میں صلوٰۃ عید

سوال (۲۶۲۷) بازار میں صلوٰۃ عیدین بلا کراہت درست ہے یا نہ۔

بازار میں شارع عام کے سامنے نماز عید

سوال (۲۶۲۸) جس بازار میں صلاۃ عیدین ادا کی جاتی ہے اگر اس کے مقابل شارع عام ہو تو وہاں نماز جائز ہے یا نہیں۔

راستہ پر صلوٰۃ عید

سوال (۲۶۲۹) اگر بازار عین راستہ پر ہو تو اس بازار میں اپنی صلوٰۃ عیدین درست ہے یا نہیں۔

دہلیز میں نماز عید

سوال (۲۶۳۰) اگر جبانہ نہ ملے تو دہلیز میں صاف چٹائی بچھوا کر بلا کراہت نماز ہوگی یا نہ۔

فنا مسجد میں نماز عید

سوال (۲۶۳۱) اگر جبانہ نہ ملے تو فنا مسجد یا مسجد میں نماز عیدین پڑھنا بلا کراہت درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱) ثم خروجہ ماشیا الی الجبانۃ وھی المصلی العام الخ۔ درمختار ای فی الصحراء[۳]۔ معلوم ہوا کہ جبانہ مصلی عام ہے جو صحراء میں ہو پس بازار

---

[۱] ردالمحتار باب العیدین ص ۷۸۲ ج ۱ ۱۲ ظفیر [۲] مشکوٰۃ المصابیح باب فی الاضحیۃ ص ۱۲۷ ۱۲ ظفیر
[۳] ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۶ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

جبانہ نہیں ہے۔

(۲) بازار میں اگر مسجد ہے یا کوئی جگہ ممر الناس سے علیحدہ ہے اور شور وشغب سے خالی تو وہاں نماز میں کچھ کراہت نہیں ہے۔

(۳) شارع عام کے سامنے اگر کوئی آڑ دیوار وغیرہ نہ ہو تو ایسی جگہ نماز مکروہ ہے ونکرہ الصلوٰۃ فی طریق العامۃ۔ شرح منیہ[۱]۔ مگر نماز ہو جاتی ہے۔

(۴) قدم حکمہ فی ع ۳۔

(۵) بلا کراہت درست ہے۔

(۶) بلا کراہت درست ہے[۲]۔ فقط

عرفہ نویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں

سوال (۲۶۳۲) ایام عرفہ کتنے ہیں اور کس مہینہ اور تاریخ کو ہوتے ہیں

الجواب:۔ عرفہ کا دن ایک ہے یعنی نویں تاریخ ذی الحجہ کی[۳]۔ فقط۔

سورۂ فاتحہ کے بعد یاد دلانے پر تکبیرات زوائد پھر قرأت

سوال (۲۶۳۳) نماز عید میں امام نے تکبیر تحریمہ کے بعد سورۂ فاتحہ شروع کی، الحمد للہ رب العلمین کہنے کے بعد مقتدی کے یاد دلانے پر تکبیرات ثلاثہ کہیں اور پھر بعد تکبیرات ثلاثہ دوبارہ قرأت شروع کی اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں۔

---

[۱] غنیۃ المستملی ص ۳۴۹ ۱۲ ظفیر [۲] الخروج الی المصلی وھی الجبانۃ سنۃ الخ فان ضعف القوم عن الخروج امر الامام من یصلی بہم فی المسجد (غنیۃ المستملی ص ۵۳۹ ۱۲ ظفیر [۳] خطب الامام سابع ذی الحجہ الخ ثم التاسع بعرفات (شرح وقایہ کتاب الحج ص ۳۳۳/ج ۱ قولہ ثم التاسع ای ثم یخطب فی یوم عرفۃ (عمدۃ الرعایہ فی حل شرح وقایہ ص ۳۳۳/ج ۱ کتاب الحج) ظفیر۔

الجواب: اس صورت میں نماز ہوگئی۔ کذا فی الشامی۔ فقط

دعا بعد صلوٰۃ عید بدعت نہیں ہے

سوال (۲۶۲۴) دعا بعد صلوٰۃ عیدین را بعض مکروہ گویند و بعض بدعت و بعض گویند کہ مستحب است۔

الجواب: دعا بعد الصلوٰت مسنون و مستحب است و در احادیث وارد شدہ است کما نقلہا فی الحصن الحصین وغیرہ۔ پس در صلوٰت صلوٰۃ عیدین ہم داخل و شامل است بدعت گفتن آں را صحیح نیست و اکابر امت مثل حضرت مولانا رشید احمد محدث و فقیہ گنگوہی و دیگر جمیع اکابر و اساتذہ ما بعد نماز عیدین مثل صلوات مکتوبات دعا می فرمودند پس ہر کہ آں را بدعت گفت صحیح نیست۔ فقط

نماز عید کے پہلے یا بعد عید گاہ میں نفل پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۶۲۵) چہ می فرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ خواندن نماز نفل در عیدگاہ قبل یا بعد نزد علماء حنفیہ روا است یا نہ؟

الجواب: در مختار میں ہے ولا یتنفل قبلہا مطلقاً وکذا لا یتنفل بعدہا فی مصلاہا[1]۔ قال الشامی قولہ وکذا لا یتنفل الخ لما فی الکتب الستۃ عن ابن عباس رض

---

[1] لما لو رکع الامام قبل ان یکبر فان الامام یکبر فی الرکوع ولا یعود الی القیام لیکبر فی ظاہر الروایۃ فلو عاد ینبغی الفساد (در مختار) وقد علمت ان العود روایۃ النوادر علی انہ یقال علیہ ما قالہ ابن الہمام فی ترجیح القول بعدم الفساد فیما لو عاد الی القعود الاول بعد استتمامہ قائما بان فیہ رفض الفرض لاجل الواجب وھو وان لم یحل فہو بالصحۃ لا یخل (رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۲ ج ۱) ظفیر۔ [2] دیکھو دیکھئے سابقہ مسائل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۴۹۵ ج ۱) عن ام عطیۃ قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فیشہدن جماعۃ المسلمین ودعوتہم وتعتزل الحیض (مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۵) ظفیر۔ [3] الدر المختار۔ باب العیدین ص ۷۷۴ ج ۱۔ ظفیر۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج فصلی بہم العید لم یصل قبلہا ولا بعدہا وھذا النفی بعدہا محمول علیہ فی المصلی[1] الخ واللہ اعلم۔ فقط۔

مفسد صلوٰۃ قرأت کی صورت میں دوسری جماعت کرسکتا ہے

سوال (۲۶۳۶) اگر عیدین کا امام غلط خواں ہے تو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں اور دوسرا امام نہیں ہوسکتا کیونکہ عوام الناس نہیں چاہتے لہٰذا شہر کی مسجدوں میں نماز عیدین پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:- عیدین کی نماز مسجدوں میں بھی صحیح ہے[2]۔ اگر عیدین کا امام ایسی غلطی کرتا ہو جس سے فساد نماز ہو تو مسجد میں جدا جماعت کرلینا چاہئے[3] اور اگر ایسی غلطی نہیں کرتا جو مفسد صلوٰۃ ہو اور علیحدہ ہونے میں فتنہ ہو تو اسی امام کے پیچھے نماز پڑھ لیں[4]۔ فقط۔

تکبیرات تشریق فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ ہے

سوال (۲۶۳۷) ایام تشریق میں تکبیر ہر نماز فریضہ کے بعد کہی جاتی ہے۔ زید کہتا ہے کہ ایک مرتبہ کہنا واجب ہے اور عمر کہتا ہے کہ تین مرتبہ کہنا چاہئے، اس صورت میں حق پر کون ہے۔

الجواب:- تکبیر تشریق ایک دفعہ کہنا واجب ہے اس سے زیادہ واجب نہیں اور درمختار میں عینی سے نقل کیا ہے کہ زیادہ کہنے میں فضیلت اور ثواب ہے کچھ حرج نہیں ہے[5]۔ لیکن

---

[1] وتؤدی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۲ ج ۱) ظفیر [2] الفاسق اذا کان یؤم یوم الجمعۃ وعجز القوم عن منعہ قال بعضہم یقتدی بہ فی الجمعۃ ولا تترک الجمعۃ بامامتہ وفی غیر الجمعۃ یجوز ان یتحول الی مسجد آخر ولا یأثم بہ (عالمگیری مصری فی الامامۃ ص ۸۱ ج ۱) ظفیر [3] ولا یجوز امامۃ الالثغ الذی لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف الا لمثلہ اذا لم یکن من یقدر علی التکلم بتلک الحروف فاما اذا کان فی القوم من یقدر علی التکلم بہا فسدت صلاتہ وصلوٰۃ القوم (ایضاً ص ۸۰ ج ۱) ظفیر [5] رد المحتار باب العیدین ویجب تکبیر التشریق فی الاصح للامر بہ مرۃ وان زاد علیہا یکون فضلا قالہ العینی صفتہ اللہ اکبر الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین مطلب فی تکبیر التشریق ص ۷۸۴ و ص ۷۸۵ ج ۱) ظفیر۔

شامی میں ابی السعود سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ سے زیادہ کہنا خلاف سنت ہے پس بہتر ہے کہ ایک دفعہ پر اکتفا کیا جائے۔ عبارت شامی کی یہ ہے ان الاتیان بہ مرتین خلاف السنۃ الخ ص ۵۶۳ ج ۱ شامی۔

بارہ تکبیرات کے ساتھ عیدین کی نماز درست ہے یا نہیں

سوال (۲۶۴۸) احناف عیدین کی نماز بارہ تکبیروں سے پڑھیں تو ہوگی یا نہیں۔

الجواب: حنفیہ کے نزدیک چھ تکبیرات زوائد ہیں، ان کو بارہ تکبیریں نہ کہنا چاہئے اگر اور نماز بہرحال صحیح ہے[1]۔ فقط۔

تکبیرات زوائد کے ترک سے اعادۂ جماعت

سوال (۲۶۴۹) زید نے عید کی نماز پڑھائی لیکن تکبیرات زوائد کہنا بھول گیا۔ جب سلام پھیرا تب مقتدیوں نے کہا کہ نماز نہیں ہوئی۔ تب زید نے ثانیاً نماز پڑھی ان دونوں نمازوں میں کونسی نماز ہوئی۔ یہ نماز ایسی چھوٹی مسجد میں ہوئی ہے کہ جس میں امام کی قرأت کی آواز آخر صف تک جاسکتی ہے۔

الجواب: نماز پہلی ہوگئی تھی مگر ترک واجب کی وجہ سے ناقص ہوئی تھی سجدہ سہو سے اس کا انجبار ہوجاتا اور چونکہ مجمع زیادہ نہ تھا جیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے اسلئے ایسے موقع میں عیدین کی نماز میں بھی اگر سہو ہوجاوے تو سجدہ سہو کرنا چاہئے لیکن چونکہ سجدہ سہو نہ کیا گیا اس لئے اعادہ لازم تھا جو کہ ہو گیا۔ پس اعادہ نماز کر لینے کے بعد اب کچھ نقصان نماز میں نہ رہا اور یہ ثانی جماعت مکمل پہلی نماز کی ہو گئی[2]۔ فقط۔

---

[1] ویصلی الامام بہم رکعتین مثنیا قبل الزوائد وھی ثلاث تکبیرات فی کل رکعۃ ولو زاد تابعہ الی ستۃ عشر لانہ ماثور (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۹ ج ۱) ظفیر

[2] والسہو فی صلاۃ العید والجمعۃ والمکتوبۃ والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمہ فی الاولیین لدفع الفتنۃ کما فی جمعۃ البحر واقرہ المصنف وبہ جزم فی الدرر (در مختار) لکنہ قید لا محشیۃ الوانی بما اذا حضر جمع کثیر والا فلا داعی الی الترک (رد المحتار باب سجود السہو ص ۷۰۵ ج ۱) ظفیر

عید کی نماز کے لئے مقتدیوں کا انتظار | **سوال** (۲۶۴۰) عید کی نماز کے لئے مقتدیوں کا کس وقت تک انتظار کیا جاوے۔

الجواب: - وقت نماز عیدین کا زوال سے پہلے پہلے ہے پس اس وقت تک یعنی قبل زوال تک انتظار کرنے کا مضائقہ نہیں ہے اس کے بعد نہیں[1]۔ فقط۔

عیدین میں تکبیرات زوائد عند الحنفیہ چھ ہیں | **سوال** (۲۶۴۱) چھاونی لاہور میں سابق امام جامع مسجد فرماتے تھے کہ نماز عیدین کی صحیح بخاری میں بارہ ۱۲ تکبیریں لکھی ہیں۔ فی رکعت چھ۔ اس صورت میں صحیح حکم کیا ہے۔

الجواب: - حنفیہ کے نزدیک نماز عیدین میں تکبیرات زوائد چھ ہیں۔ یعنی ہر ایک رکعت میں تین تین۔ اور حدیث ابوداؤد سے یہ ثابت ہے (عن سعید بن العاص قال سئلت ابا موسی وحذیفۃ کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبر فی الاضحیٰ والفطر فقال ابو موسیٰ کان یکبر اربعًا فی الرکعۃ الاولیٰ مع تکبیرۃ الاحرام وفی الثانیۃ مع تکبیرۃ الرکوع) تکبیرہ علی الجنائز فقال حذیفۃ صدق رواہ ابوداؤد۔ پس مذہب حنفیہ موافق اس حدیث کے ہے۔ حنفی امام کو اس کے خلاف نہ کرنا چاہئے[2]۔ فقط۔

نماز عید کے لئے نقارہ جائز ہے یا نہیں | **سوال** (۲۶۴۲) برائے نماز عید نقارہ کوبی جائز است یا نہ۔

الجواب: - اگر بقصد تفاخر و تلہی است ممنوع است و اگر بہ نیت تنبیہ است

---

[1] ووقتہا من الارتفاع قدر رمح فلا تصح قبلہ الا الی الزوال باسقاط الغایۃ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۹/۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] دیکھئے مشکوٰۃ مع حاشیہ باب صلوٰۃ العیدین ص ۱۲۶ ۱۲ ظفیر [3] تفصیل کے لئے دیکھئے غنیۃ المستملی باب العیدین ص ۵۲۷ ۱۲ ظفیر۔

جائز است و من ذلک ضرب النوبة للتفاخر فلو للتنبیه فلا بأس به[۱] الخ (ظفیر)

عیدین میں تکبیرات زوائد کی بحث

سوال (۲۶۳۱) بخاری، ترمذی، مشکوٰۃ میں ثابت ہے کہ عیدین کی نماز میں بارہ تکبیرات ہیں یعنی رکعت اول میں سات قبل از قراءۃ اور رکعت اخری میں پانچ بعد از قراءۃ۔ نیز ترمذی میں ایک حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود سے نو تکبیرات کے ثبوت میں مروی ہے یعنی رکعت اول میں پانچ قبل از قراءۃ اور رکعت اخری میں چار بعد از قراءۃ مگر فی زمانہ بیشتر عمل یہ ہے کہ عیدین کی نماز میں چھ تکبیرات پڑھی جاتی ہیں جو نا مذکورہ احادیث کے سراسر خلاف ہے، ان احادیث سے بہتر اور افضل کونسی حدیث ہے جس سے چھ تکبیرات کا جواز ثابت ہوتا ہے اور احادیث مذکورہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ حنفیہ کی دلیل یہ حدیث ہے عن سعید بن العاص انه سال ابا موسی الاشعری وحذیفة بن الیمان کیف کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یکبر فی الاضحی والفطر فقال ابو موسی کان یکبر اربعًا فی الرکعة الاولی مع تکبیرة الاحرام وفی الثانیة مع تکبیرة الرکوع تکبیرہ علی الجنائز فقال حذیفة صدق۔ رواہ ابوداؤد[۲] والتفصیل فی کتب الفقه۔ اور جس روایت میں نو تکبیر دونوں رکعت میں وارد ہیں اس سے مراد بھی چھ تکبیرات زوائد ہیں کیونکہ اول رکعت میں تکبیر تحریمہ و تکبیر رکوع داخل ہے اور دوسری رکعت میں تکبیر رکوع داخل ہے فقط۔

تکبیرات تشریق کی قضا نہیں

سوال (۲۶۳۲) اگر تکبیرات تشریق قضا ہوگئی تو ان کو پھر ادا کرے یا اس کے تارک پر کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحظر والاباحة قبیل فصل فی اللبس ص ۳۰۶ ج ۵۔ ۱۲ ظفیر

[۲] مشکوٰۃ شریف باب صلوٰۃ العیدین ص ۱۲۶ تفصیل کے لئے دیکھئے غنیۃ المستملی باب العیدین ص ۵۳۔ ۱۲ ظفیر۔

الجواب :- تکبیرات تشریق اگر اس وقت ترک ہوگئی تو پھر ان کی قضا نہیں ہے توبہ کرنے سے گناہ اس کے ترک کا معاف ہو جاوے گا۔[1]

عید گاہ میں غیر مقلد اگر پہلے نماز پڑھ لیں تو اس کا اعتبار نہیں

سوال (۲۶۴۵) امام حنفی کی بلا اجازت بطور ضد کے فرقہ غیر مقلد مصلے حنفی پر ان کے امام سے پہلے نماز پڑھ کر چلے آویں تو امام مقررہ کی جماعت کی فضیلت میں کچھ کمی تو نہ ہوگی۔

الجواب :- غیر مقلدین کو ایسا کرنا ناجائز ہے اور ان کی جماعت کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور حنفیوں کی جماعت جو بعد میں ہوئی وہ معتبر ہے اس کی فضیلت اور ثواب میں کچھ کمی نہ آوے گی۔

جدید عید گاہ بنانا

سوال (۲۶۴۶) عرصہ دراز سے موجودہ عید گاہ ایک ہندو کی ملکیت میں قائم ہے۔ حق ملکیت ترک کر دیا ہے مگر آبادی سے ایک میل زائد فاصلہ ہونے کے علاوہ موسم باراں میں راستہ ناقص ہوتا ہے۔ حسب منشاء مسلمانان قصبہ جدید عید گاہ مسلمانوں کی ملکیت میں بنانا جائز ہے یا نہیں۔ اور سابقہ عید گاہ شہید کر کے ملبہ جدید عید گاہ میں لگایا جائے یا نہیں۔ جدید عید گاہ تیار ہونے کے بعد سابقہ عید گاہ کی زمین مالک کے خواہش کے مطابق اس کو دیدی جائے یا مسلمان اپنے قبضہ میں رکھے۔

الجواب :- اگر اس ہندو نے اپنی ملکیت ترک کر دی تھی اور مسلمانوں کو وہ زمین برائے عید گاہ دیدی تھی تو وہ زمین وقف ہوگئی اس کا ملبہ وغیرہ دوسری عید گاہ میں لگانا اور اس کو ہندو کو واپس دیدینا جائز نہیں ہے۔ فقط۔

ایک شہر میں دو عید گاہ

سوال (۲۶۴۷) اگر ایک شہر میں دو عید گاہ ہوں اور دو جگہ نماز عیدین کی ہو تو کیا حکم ہے۔

---

[1] عقب کل فرض بلا فصل الخ (در مختار) فلو خرج من المسجد او تکلم عامدا او ساهیا او احدث عامدا سقط عنه التکبیر (رد المحتار باب العیدین مطلب فی تکبیر التشریق ص ۷۸۶ ج ۱) ظفیر۔

آبادی سے باہر کی عیدگاہ میں نماز عید افضل ہے

سوال (۲۶۴۸) ایک حصہ کی عیدگاہ بیرون شہر ہو اور دوسرے حصہ کی عیدگاہ شہر میں ہو تو کونسی عیدگاہ میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

الجواب :- دو عیدگاہ ہونے میں اور دو جگہ نماز عیدین ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے[1]۔

(۲) سنت طریق کے موافق شہر سے باہر نماز عیدین ادا کرنا بہتر ہے اور اس میں فضیلت ہے بہ نسبت شہر میں ادا کرنے کے[2]۔ فقط

قصابوں کی بنائی ہوئی عیدگاہ میں نماز درست ہے

سوال (۲۶۴۹) یہاں پر قصابان نے عیدگاہ بنائی ہے اس میں غیر قصابان کی نماز عید صحیح ہے یا نہیں اور عیدگاہ آجکل میں بنی ہوئی ہے، کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسا ہی تھا یا نہیں۔

الجواب :- غیر قصابان کی نماز عیدین اس عیدگاہ قوم قصابان میں صحیح ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز باہر جنگل میں عیدگاہ میں جاکر ادا فرماتے تھے اور یہی سنت ہے[3]۔ فقط۔

تکبیرات تشریق جماعت کے بعد ہے تنہا پڑھنے کے بعد نہیں

سوال (۲۶۵۰) زید ایام تشریق کی تکبیریں جو بعد نماز واجب ہیں ہر نماز میں بھول جاتا ہے اور زید تنہا نماز پڑھتا ہے۔ آیا تکبیر نہ کہنے سے نماز میں کچھ نقصان ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب :- ایام تشریق کی تکبیریں ان لوگوں پر واجب ہوتی جو جماعت سے نماز

[1] وتودی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب العیدین ص ۷۸۳/۱) ظفیر۔
[2] ثم خروجہ ای ماشیا الی الجبانة وھی المصلی العام والخروج الیھا الی الجبانة لصلاة العید سنة (در مختار) ای فی الصحرا (رد المختار باب العیدین ص ۷۷۶/۱)
[3] ظفیر۔ والخروج الیھا ای الجبانة لصلاة العید سنة وان وسعھم المسجد الجامع ھو الصحیح (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب العیدین ص ۷۷۶/۱) ظفیر۔

ادا کریں اور اگر کوئی شخص تنہا نماز پڑھے تو اس پر تکبیر کہنا واجب نہیں ہے اور اس کی نماز میں تکبیر نہ کہنے سے کچھ نقصان نہیں[1] آتا۔ فقط۔

عیدین میں دعا تکبیر کے بعد بغیر ارسال ہاتھ باندھے

سوال (۲۶۵۱) نماز عیدین میں تکبیرات ثلثہ زوائد میں سے ہر ایک کے کہنے کے بعد ارسال یدین کرے گا اور تیسری تکبیر کے بعد ارسال یدین کر کے تب دونوں ہاتھ باندھے گا یا بلا ارسال۔

الجواب:- نماز عیدین میں تکبیرات ثلثہ زوائد میں پہلی رکعت میں دو تکبیروں میں ارسال یدین کرے اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے کیونکہ یہ وقت قراءۃ کا ہے اور دوسری رکعت میں تیسری تکبیر کے بعد ارسال یدین کرتے ہوئے رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جاوے[2] فقط۔

اگر کچھ لوگ عذر کی وجہ سے مسجد میں عید کی نماز ادا کریں تو درست ہے

سوال (۲۶۵۲) ایک شخص قاضی امام مسجد عیدگاہ میں باجے کے ساتھ جاتا ہے چند لوگوں نے اس کو منع کیا لیکن اس نے نہیں مانا۔ چنانچہ وہ لوگ عیدگاہ میں جا کر شریک جماعت نہیں ہوئے بلکہ مسجد میں کسی کو امام بنا کر عید کی نماز پڑھی، وہ لوگ مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- ان لوگوں کی نماز (جو مذکور قاضی کے ساتھ جا کر عیدگاہ میں نماز میں شریک نہ ہوئے اور مسجد میں کسی کو امام بنا کر نماز عید ادا کی) صحیح ہے۔ کیونکہ عید کی نماز مسجد شہر میں بھی ادا

---

[1] ویجب تکبیر التشریق مرۃ الخ عقب کل فرض بلا فصل ادی بجماعۃ مستحبۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص۷۸۴ و ص۷۸۶ ج۱ ظفیر)

[2] ووضع الرجل یمینہ علی یسارہ تحت سرتہ الخ کما فرغ عن التکبیر بلا ارسال فی الاصح وھو سنۃ قیام الخ لہ قرار فیہ ذکر مسنون فیضع حالۃ الثناء وفی القنوت وتکبیرات الجنازۃ لا لیس فی قیام بین رکوع وسجود لعدم القرار ولا بین تکبیرات العید لعدم الذکر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ فصل تالیف الصلاۃ ص۴۵۵ ج۱) ویرفع یدیہ فی الزوائد الخ ولیس بین تکبیراتہ ذکر مسنون ولذا یرسل یدیہ (در مختار) ای فی اثناء التکبیرات ویضعھما بعد الثالثۃ الخ (باب العیدین ص۷۸۲ ظفیر)۔

ہو جاتی ہے مگر سنت یہ ہے کہ عیدین کی نماز باہر جنگل میں جاکر ادا کی جاوے۔ کما فی الدر المختار والخروج الیہا ای الجبانۃ لصلوٰۃ العید سنۃ وان وسعہم المسجد الجامع الخ وفی الشامی تحت قولہ ای الجبانۃ وھو المصلی العام۔ ای فی الصحراء۔ بحر عن المغرب۔ شامی[۱]۔ فقط۔

ہندو کی زمین عیدگاہ کیلئے قبول کرنے کی صورت

سوال (۲۶۵۳) قصبہ سیانہ کی عیدگاہ کو وسیع کرنے کیضرورت ہے، اس کے گرد ایک سیٹھ ہندو کی آراضی ہے انھوں نے دینے کا وعدہ کرلیا ہے تو ان کے عطیہ اراضی میں تصرف کے جواز کی کیا صورت ہے۔

عیدگاہ وقف کا کوئی حصہ کسی کو نہیں دیا جا سکتا

سوال (۲۶۵۴) جس جانب میں سیٹھ موصوف اپنی زمین صحن عیدگاہ میں شامل کرنا چاہتے ہیں اس طرف کی دیوار مربع کرنے سے صحیح کرنے میں ایک مثلث شکل کا گوشہ عیدگاہ قدیم کے فرش کا علیحدہ ہوجاتا ہے اس کو سیٹھ صاحب اپنے کھیت میں شامل کرنا چاہتے ہیں لہذا یہ گوشہ ان کو دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) اس کے جواز کی صورت بلا اختلاف یہ ہے کہ سیٹھ صاحب اراضی مذکورہ بقدر حاجت علیحدہ کرکے نشان لگاکر کسی مسلمان کی ملک کردیں۔ پھر وہ مسلمان اس آراضی کو وقف کردے کیونکہ خود سیٹھ صاحب کے وقف کے جواز میں حسب روایات فقہیہ تردد ہے

(۲) دینا عیدگاہ موقوفہ کے کسی حصہ کا اور گوشہ کا درست نہیں ہے کیونکہ وقف میں کوئی ایسا تصرف ہبہ و بیع یا مبادلہ کا درست نہیں ہے[۲]۔ فقط۔

---

[۱] ردالمختار باب العیدین ص ۷۷۶ ج ۱ مگر باجے کے ساتھ جانا گناہ ہے۔ اس سے ان لوگوں کو توبہ کرنا چاہیئے ۱۲ ظفیر۔ [۲] فاذا تم ولزم لا یملک ولا یملک ولا یعار ولا یرھن اذ قال لا یملک ای لا یکون مملوکا لصاحبہ ولا یملک ای لا یقبل التملیک لغیرہ بالبیع ونحوہ (ردالمحتار کتاب الوقف ص ۵۰۵ ج ۳) ظفیر۔

عیدگاہ پیدل جانا سنت ہے پیسے پھینکا اور کرنا درست نہیں

سوال (۲۶۵۵) عیدگاہ میں برائے نماز عید سوار ہو کر جانا اور آنا اور اپنے اوپر سے پیسہ دونی وغیرہ پھینکنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ سنت یہ ہے کہ عیدگاہ میں پیادہ جاوے سوار ہو کر جانا خلاف سنت لکھا ہے۔ اور واپسی میں اگر سوار ہو کر آوے تو اس کو جائز لکھا ہے۔ کذا فی الدر المختار[1] اور نچھاور کرنا بھی درست نہیں ہے۔ فقط۔

عید کی نماز جیل میں

سوال (۲۶۵۶) عیدین کی نماز جیل میں ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ جمعہ اور عیدین کی نماز جیل خانہ میں واجب نہیں ہے[2] اور ادا ہونے میں بھی کلام ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] ثم خروجه الخ ماشیا الی الجبانة الخ ولا بأس بعوده راكبا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العيدين ص ۷۷۹ ج ۱ ظفیر)

[2] وشرط لافتراضها تسعة تختص بها اقامة بمصر الخ وصحة الخ وعدم حبس الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۴ ج ۱)

[3] ظفیر۔ اذن عام کی شرط چونکہ نہیں پائی جاتی ہے اس لئے بعض لوگوں کا رجحان عدم جواز ہے، لیکن خاکسار کا ذاتی رجحان جواز کی طرف ہے۔ موجودہ دور میں جب کہ ایک شہر میں تعدد جمعہ کے جواز پر فتوی اور عمل دونوں ہے "اذن عام" کی شرط محض لغو ہے۔ درمختار اور شامی میں جو بحث مذکور ہے اس سے بھی جواز ہی ثابت ہوتا ہے "اذن عام" کی بحث ختم کرتے ہوئے علامہ شامی رقمطراز ہیں: قلت وينبغي ان يكون محل النزاع ما اذا كانت لا تقام الا في محل واحد۔ اما لو تعددت فلا، لانه لا يتحقق التفويت كما افاده التعليل تأمل (رد المحتار باب الجمعة ص ۷۶۴ ج ۱) خود مفتی علام نے باب الجمعہ میں بنا۔ قلعہ کے اندر جمعہ کا جواز ثابت کیا ہے اور پوری بحث کی ہے۔ جو بغور مطالعہ کرنا چاہیے ۱۲ ظفیر۔

بعد زوال عید کی نماز درست نہیں، عذر کی وجہ سے دوسرے دن پڑھنے کی اجازت

سوال (۲۶۵۷) کثرت بارش کی وجہ سے عید الاضحی کی نماز وقت معین پر نہیں پڑھی، پس اس صورت میں دوسرے یا تیسرے روز ادا کرنا چاہئے مگر جاہل اور ناواقف لوگوں نے اسی روز دو یا تین بجے نماز ادا کی، نماز ہوئی یا اعادہ کرنا چاہئے۔

الجواب۔ قال فی الدر المختار وتوخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط۔ فوقتہا من الثانی کالاول وتکون قضاءً لا اداءً[1] الخ وفی الشامی قولہ فقط۔ راجع الی قولہ بعذر فلا تؤخر من غیر عذر والی قولہ الی الزوال فلا تصح بعدہ والی قولہ من الغد فلا تصح فیما بعد غد ولو بعذر الخ۔ شامی[2]۔ پس واضح ہوا کہ بعد زوال کے جو نماز اضحی ہوئی وہ صحیح نہیں ہوئی اگلے دن .... قبل زوال قضاء کرنا چاہئے تھا اور بعد اس کے قضاء جائز نہیں ہے۔ فقط۔

نماز عیدین واجب ہے اور تکبیرات زوائد بھی

سوال (۲۶۵۸) عیدین کی نماز میں چھ تکبیریں واجب ہیں یا نماز دوگانہ بھی واجب ہے اگر کوئی امام اس طرح نیت کرائے کہ دو رکعت نماز نفل عید الضحیٰ مع چھ تکبیرات واجب کے۔ چونکہ نفل کا لفظ کہلایا گیا تو نماز درست ہوئی یا نہ۔

الجواب:۔ نماز عیدین کی بھی واجب ہے اور تکبیرات عیدین بھی واجب ہیں[3] آئندہ نیت میں نماز نفل نہ کہنا چاہئے بلکہ واجب کہنا چاہئے یا دل میں یہ خیال کرنا چاہئے۔ اور نماز اس صورت میں بھی ہوگئی، اس لئے کہ نفل کا لفظ کہنے سے نماز میں فساد نہیں آیا۔ فقط۔

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۳ ج ۱ ظفیر۔ [2] تجب صلاتہما فی الاصح علی من تجب علیہ الجمعۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۴ ج ۱) ظفیر۔ [3] ولو علمہ ولم یمیز الفرض من غیرہ ان نوی الفرض فی الکل جاز (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ ص ۳۹۰ ج ۱) ظفیر۔

تکبیرات تشریق صرف ایکمرتبہ کہنا سنت ہے

سوال (۲۶۵۹) تکبیر تشریق کا ایک مرتبہ سے زیادہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایک مرتبہ کہنے کا حکم ہے، زیادہ کہنا خلاف سنت ہے۔

حدیث عید میں دعوت کا کیا مطلب ہے

سوال (۲۶۶۰) (عن ام عطیۃ قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العید بن (ذوات الخدور) فیشھدن جماعۃ المسلمین (دعوتھم) وتعتزل الحیض عن المصلی۔ لفظ دعوتھم سے کیا مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہے

الجواب:۔ لفظ دعوتھم عام ہے جو دعاء بعد نماز ہوگی وہ بھی اس میں داخل ہے اور منسوخ کہنا اس کا غلط ہے۔

عید میں بعد خطبہ دعا نہیں

سوال (۲۶۶۱) بنگال میں دستور ہے کہ بعد نماز عیدین دعا کر کے خطبہ پڑھتے ہیں، خطبہ تمام کر کے پھر دعاء کرتے ہیں یہ تغیر سنت ہے یا نہیں

الجواب:۔ خطبہ کے بعد پھر دعا نہیں ہے، اس معمول کو چھوڑ دینا چاہئے۔ صرف نماز کے بعد دعا کریں کہ جو ثابت ہے۔

وقف عیدگاہ میں تصرف درست نہیں

سوال (۲۶۶۲) بادشاہی عیدگاہ جس کے تحت میں انعامی زمین ہے اور سرکار سے خطیب کے سوائے انعام زمین کے خلعت عیدین بھی ملتی ہے۔ آبادی شہر کی وجہ سے عیدگاہ مذکورہ آبادی میں آگئی ہے مگر اب تک اس عیدگاہ میں نماز عیدین پڑھی جاتی ہے، زمین عیدگاہ بالکل کھلی ہوئی ہے اس میں کسی قسم کی عمارت نہیں ہے اب اگر اس عیدگاہ میں کچھ عمارت کی جائے تو عیدگاہ کی حیثیت بگڑ جاتی ہے اور عیدگاہ نہیں رہتی تو اس میں عمارت بنانا جائز ہے یا نہ۔ عمارت بنانے سے انعام زمین کے ضبط ہونے کا اندیشہ ہے۔ فقط۔

الجواب:۔ وہ عیدگاہ وقف ہے اس میں کوئی تصرف تعمیر مکان وغیرہ

کا درست نہیں[1]۔ البتہ اگر نمازیوں کے آرام کے لئے دھوپ اور بارش سے بچنے کے لئے کوئی درجہ مسقف کردیا جائے مثل مسجد کے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

تعمیر عیدگاہ میں ہنود کا روپیہ لگانا جائز ہے

سوال (۲۶۶۳) تعمیر عیدگاہ میں ہنود کا روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جائز ہے۔ فقط۔

عیدگاہ کی زمین فروخت نہیں کی جاسکتی

سوال (۲۶۶۴) کھنڈوہ میں عیدگاہ کے قریب پتھر کی کھدان ہے جو پہلے بہت فاصلہ پر تھی مگر اب اس قدر قریب ہوگئی ہے کہ جس وقت پتھر میں سرنگ لگایا جاتا ہے عیدگاہ کی دیواریں ہل جاتی ہیں جس سے اس کے گرنے کا احتمال ہے لہٰذا اگر سرکار زمین اور عمارت عیدگاہ کا معاوضہ دیوے تو دوسری جگہ عیدگاہ بنائی جاسکتی ہے اور موجودہ عیدگاہ کو سرکار اپنے کام میں لاسکتی ہے یا نہیں (۲) عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ عیدگاہ وقف ہوتی ہے اور مسجد کے حکم میں ہے۔ یہ تصرف کرنا درست نہیں ہے[2]۔ فقط۔

عیدگاہ میں کھیل تماشا درست نہیں

سوال (۲۶۶۵) عیدگاہ کے اندر اعلان عام کرکے کھیل تماشوں اور کشتی کا کام کرنا یا ہارمونیم باجہ کے ساتھ گانا بلا اجازت متولی عیدگاہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ عیدگاہ بہت سے امور میں بحکم مسجد ہے اس لئے عیدگاہ میں کھیل تماشہ

---

[1] فاذا تم الوقف ولزم لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الوقف ص ۵۰۰ ج ۳) ظفیر

[2] اذا تم الوقف ولزم لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الوقف ص ۵۰۰ ج ۳) ظفیر۔

اور کشتی وغیرہ کا کرنا اور ہارمونیم باجا بجانا اور گانا یہ جملہ امور محرمہ حرام اور ناجائز ہیں۔ متولی عیدگاہ ہرگز ان امور کی اجازت کسی کو نہیں دے سکتا اور بلا اجازت یا با اجازت متولی بھی کسی کو ارتکاب ان امور کا کرنا عیدگاہ میں درست نہیں ہے۔ ہکذا فی الدر المختار[1] والشامی۔ فقط

عیدین میں تکبیرات زوائد کی تعداد اور اس کی خلاف ورزی کا اثر

سوال (۲۶۶۶) عید کی نماز کے وقت امام صاحب نے بجائے چھ تکبیر کے نو تکبیر کی نیت باندھوائی اور نماز پڑھاتے وقت صرف سات تکبیریں پکاریں۔ یہ نماز درست ہوئی یا نہیں۔ افضل نماز عیدین میں چھ تکبیریں ہیں یا زائد۔

خطبہ عید میں نور نامہ وغیرہ درست نہیں

سوال (۲۶۶۷) امام نے نماز عید پڑھا کر خطبہ شروع کیا اور خطبہ طویل پڑھا اور مقتدی دھوپ میں رہتے ہیں اور امام نے خطبہ میں نور نامہ اور وفات نامہ پڑھا، یہ کیسا ہے۔

الجواب:- نماز ہوگئی اور تکبیرات زوائد ہر ایک رکعت میں تین تکبیریں ہیں یعنی کل چھ تکبیرات زوائد ہیں اس سے زیادہ مذہب حنفیہ کا نہیں ہے[2]۔

(۲) خطیب کو ایسا کرنا مکروہ و ممنوع ہے خطبہ میں اختصار کرنا چاہیے خصوصاً ایسے وقت میں بہت اختصار کرنا چاہیے[3] اور وفات نامہ اور نور نامہ وغیرہ پڑھنا درست

---

[1] اما المتخذ لصلاۃ جنازۃ او عید فھو مسجد فی حق جواز الاقتداء لا فی حق غیرہ بہ یفتی نہایہ، فحل دخولہ لجنب وحائض کفناء مسجد الخ (در مختار) قال فی البحر ظاہرہ انہ یجوز الوطؤ والبول والتخلی فیہ ولا یخفی ما فیہ فان البانی لم یعدہ لذلک فینبغی ان لا یجوز الخ (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ص ۶۱۵ ج ۱ ظفیر۔

[2] وھی ثلاث تکبیرات فی کل رکعۃ ولو زاد تابعہ الی ستۃ عشر لانہ ماثور (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۹ ج ۱) ظفیر

[3] عن جابر بن سمرۃ قال کانت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

نہیں ہے۔ فقط۔

جنھوں نے عید کی نماز میں رکوع نہیں کیا ان کی نماز نہیں ہوئی

سوال (۲۶۶۸) عیدالفطر کی دوسری رکعت میں امام تکبیرات زوائد بھول کر رکوع میں چلا گیا اور مقتدی کھڑے رہے اور امام سجدہ میں چلا گیا پھر مقتدی بھی سجدے میں چلے گئے اور رکوع اکثر مقتدیوں کا نہیں ہوا۔ امام نے سجدہ سہو کر لیا تو نماز امام اور مقتدیوں کی ہوئی یا نہیں۔ اگر نہیں ہوئی تو کس وقت قضا کر سکتے ہیں۔

الجواب: اس صورت میں امام کی نماز اور ان مقتدیوں کی جنھوں نے رکوع کر لیا ہے ہوگئی اور ان لوگوں کی جنھوں نے رکوع نہیں کیا نماز نہیں ہوئی، وہ دو رکعت بعد میں پڑھ لیں[1]۔ فقط۔

تکبیرات تشریق گاؤں میں کہی جائیں

سوال (۲۶۶۹) گاؤں میں تکبیرات تشریق پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ علمائے کشمیر میں اس بارہ میں اختلاف ہے، کس کا قول صحیح ہے

الجواب: امام ابوحنیفہؒ اہل قریہ پر تکبیر تشریق واجب نہیں فرماتے اور صاحبینؒ واجب فرماتے ہیں، درمختار میں ہے ویجب تکبیر التشریق الخ علی امام مقیم بمصر وعلی مقتد مسافر او قروی الخ وقالا بوجوبه فور کل فرض مطلقًا ولو منفردًا او مسافرًا او امرأةً لانه تبع للمكتوبة الخ وعليه الاعتماد والعمل

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) خطبتان يجلس بينهما يقرء القرآن ويذكر الناس فكانت صلوته قصدا وخطبته قصدا رواه مسلم وعن عمار قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان طول صلوة الرجل وقصر خطبته مئنة من فقهه فاطيلوا الصلوة واقصروا الخطبة رواه مسلم (مشكوٰة باب الخطبة والصلوٰة ص ۱۲۳) ظفير۔

[1] كما لو ركع امامه فركع معه مقارنا او معاقبا وشاركه فيه فلو لم يركع اصلا الخ بطلت صلاته (رد المحتار باب صفة الصلوٰة مهم متابعة الامام ص ۴۲۹ ج ۱) ظفير

والفتوی فی عامة الامصار وکافة الاعصار الخ (قوله مقیم بمصر) فلا تجب علی قروی ولا مسافر الا علی الاصح بحر عن المبتغی ای الاصح علی قول الامام الخ قلت وعلیه الاعتماد المذهب ابناء علی انه اذا اختلف الامام وصاحباه فالعبرة لقوة الدلیل وهو الاصح۔ شامی[1]۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ معتمد اور احوط اس بارہ میں قول صاحبینؒ ہے۔ کہ اہل قریہ پر واجب نہیں ہے کہ تکبیر تشریق کہیں۔ فقط

عیدین کا خطبہ صفوں کے درمیان منبر رکھ کر درست ہے یا نہیں

سوال (۲۶۷۰/۱) خطبہ عیدین میں بوجہ کثرت آدمیوں کے امام اپنی جگہ سے صفوف کے درمیان کسی مکبرہ پر جا کر خطبہ پڑھے تو یہ جائز ہے یا مکروہ۔

عیدگاہ میں آواز ملا کر جہر سے تکبیر درست نہیں

سوال (۲۶۷۱/۲) عیدگاہ میں جا کر اس طرح تکبیر کہنا کہ اول ایک شخص تکبیر کہے اس کے بعد اور لوگ آواز ملا کر متفقہ طور پر تکبیر کہیں، اسی طرح نماز تک یہ سلسلہ جاری رکھیں، یہ شرعاً جائز بلا کراہت ہے یا مع الکراہت۔

الجواب:- (۱) ظاہر یہ ہے کہ جائز ہے بلا کراہت جب کہ اس کی ضرورت ہے[2]

(۲) یہ جائز نہیں ہے اور اس میں کراہت ہے۔ کذا ورد فی الاحادیث عن ابن عباس وجابر بن عبد اللہ قالا لم یکن یؤذن یوم الفطر ولا یوم الاضحی ثم سالته یعنی عطاء ابعد حین عن ذالك فاخبرنی قال اخبرنی جابر بن عبد الله ان لا اذان للصلوٰة یوم الفطر حین یخرج الامام ولا بعد ما یخرج ولا اقامة

---

[1] ردالمحتار باب العیدین ص ۷۸۴ ج ۱۔

[2] باب العیدین میں کہیں کوئی صراحت نہیں ملی، مگر باب الجمعہ میں صراحت ہے اذا جلس علی المنبر فاذا اتم اقیمت (در مختار) قوله المنبر هو المرتفع من السنة ان یخطب علیه اقتداء به صلی الله علیه وسلم بحر وان یکون علی یسار المحراب قهستانی اهـ (ردالمحتار باب الجمعہ ص ۷۶۷ ج ۱) اس سے معلوم ہوا کہ بہ نیت ضرورت کہیں اور منبر رکھ کر خطبہ دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے یوں سنت یہ ہے کہ محراب کے پاس ہی ہو۔ واللہ اعلم ظفیر۔

ولا منادیا ولا شیئی ولا منادی یومئذ ولا اقامة - رواہ مسلم[1] - فقط -

عیدین کی تکبیرات زوائد میں اگر ارسال نہ کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۶۷۲) امام در نماز عید الفطر پنج تکبیر زوائد خواند، و بعد ہر تکبیر دست بر ناف بست یعنی ارسال نہ کردہ امام تنہا خطبہ و نماز در محراب خواند میان ہر دو تکبیر درود شریف خواند، دعا ء خواست در خطبہ قرأت غلط کرد، نمازش درست خواہد شد یا چہ -

الجواب: - ایں امور کہ ازاں امام صادر شد موجب فساد صلوٰۃ نیست البتہ خلاف سنت است پس آئندہ او را تاکید کردہ شود کہ سہ تکبیرات زوائد در ہر رکعت بگوید و دست برداشتہ تکبیر گوید وارسال یدین کند و آنچہ در کتب فقہ حنفیہ مذکور است موافق آں عمل کند[2] - فقط

بعد نماز عید آں حضرت سے دعا ثابت ہے یا نہیں

سوال (۲۶۷۳) بعد نماز عیدین یا بعد خطبہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا مانگنا ثابت ہے یا نہیں عن ام عطیة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج الابکار والعواتق الخ فی العیدین الحدیث - زید کہتا ہے کہ اس حدیث سے بعد نماز عیدین و خطبہ کے دعا مانگنا ثابت ہے، یہ صحیح ہے یا یا نہ -

الجواب: - اس حدیث سے بعد خطبہ وغیرہ کے دعا مانگنا ثابت نہیں ہے کیونکہ مراد دعوۃ المسلمین سے اجتماع المسلمین ہے اور خطبہ وغیرہ ہے البتہ بعد نماز عیدین دعا مانگنا ان احادیث کے عموم سے ثابت ہے جن میں بعد الصلوٰۃ دعا مانگنا مستحب معلوم ہوتا ہے

---

[1] مشکوٰۃ باب العیدین فصل ثالث ص ۱۲۷ ۱۲ ظفیر [2] ویرفع یدیہ فی الزوائد الخ ولیس بین تکبیراتہ ذکر مسنون ولذا یرسل یدیہ (در مختار) ای فی اثناء التکبیرات ویضعھما بعد الثالثة کما فی شرح المنیة لان الوضع سنة قیام طویل فیہ ذکر مسنون (رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۲ ج ۱) ظفیر -

اور نماز عیدین کے اس سے مستثنیٰ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور وہ احادیث حصن حصین وغیرہ کتب احادیث میں مذکور ہیں۱۔ البتہ خطبہ کے بعد دعا مانگنا وارد نہیں ہوا۔ نہ خصوصاً نہ عموماً

تکبیرات تشریق کے سلسلہ میں امام صاحبؒ کا قول احوط ہے یا صاحبینؒ کا

سوال (۲۶۷۴) تکبیرات تشریق کے بارہ میں امام صاحبؒ کا یہ مذہب ہے کہ مقیم ہو اور شہر میں ہو اور فرض نماز جماعت مستحبہ سے پڑھے اس پر تکبیر تشریق واجب ہے اور صاحبینؒ مطلقاً واجب فرماتے ہیں خواہ مرد ہو یا عورت یا منفرد یا مسافر۔ اس صورت میں احوط اور اولیٰ کیا ہے۔

الجواب:۔ یہ ظاہر ہے کہ صاحبین کا قول احوط ہے اور عمل کرنا اس پر مختار اور احوط ہے مگر وجوب کے بارے میں اکثر علماء نے مذہب امام صاحبؒ کو اختیار فرمایا ہے یعنی وجوب انہیں شرائط کے ساتھ۔ باقی اگر منفرد و مسافر وغیرہ بھی تکبیر تشریق کہہ لیویں تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ اس پر بھی فتویٰ دیا گیا ہے۲۔ فقط۔

محض نیت سے بغیر عمل نماز نہیں ہوتی

سوال (۲۶۷۵) چند لوگ عیدگاہ اس وقت پہنچے

---

۱ عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انصرف من صلوٰتہ استغفر ثلثا وقال اللہم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص۸۸) ظفیر۔ ۲ ویجب تکبیر التشریق الخ علی امام مقیم بمصر وعلی مقتد مسافر او قروی او امرأۃ بالتبعیۃ الخ وقالا بوجوبہ فور کل فرض مطلقا ولو منفردا او مسافرا او امرأۃ لانہ تبع للمکتوبۃ الخ وعلیہ الاعتماد والعمل والفتویٰ فی عامۃ الامصار وکافۃ الاعصار (درمختار) قولہ لانہ تبع للمکتوبۃ فیجب علی کل من تجب علیہ الصلوٰۃ المکتوبۃ قولہ وعلیہ الاعتماد الخ ھذا بناءً علی انہ اذا اختلف الامام وصاحباہ فالعبرۃ لقوۃ الدلیل وھو الاصح (ردالمحتار۔ باب العیدین مطلب فی تکبیر التشریق ص۷۸۴ ج۱) ظفیر۔

کہ نماز ہوچکی تھی۔ امام صاحب نے کہا کہ چونکہ تم لوگ نماز پڑھنے کی نیت سے آئے تھے تمہاری نماز ہوچکی اور انھوں نے نماز نہیں پڑھی۔ کیا نماز کی نیت کر لینے سے نماز ہوجاتی ہے؟ عیدگاہ میں دوبارہ نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: مفتی بہ یہ قول ہے کہ تعدد نماز عیدین درست ہے۔ یعنی چند جگہ ایک قصبہ و شہر میں نماز عیدین ہوجاتی ہے پس جو لوگ بعد میں آئے ان کو یہ جائز تھا کہ علاوہ عیدگاہ کے دوسری جگہ کسی میدان یا کسی مسجد میں نماز عید ادا کر لیتے کیونکہ اس عیدگاہ میں دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے[1] اور یہ غلط ہے کہ محض نیت کر لینے سے نماز ہوجاتی ہے پس جن لوگوں نے نماز نہیں پڑھی ان کی نماز نہیں ہوئی مگر اب اسکی قضا بھی نہیں ہے امام صاحب سے یہ غلطی ہوئی کہ ان کو ایسا مسئلہ بتلایا۔ فقط۔

عیدین میں تفریق جماعت امامت کی خاطر درست نہیں

سوال (۲۶۷۶) عیدین کا امام بننے کے لئے جماعت کو توڑ کر دوسری جماعت کرنا درست ہے یا نہ اور دونوں کی نماز ہوگی یا نہ۔

الجواب: تفریق جماعت کرنا اچھا نہیں ہے اگرچہ اس وجہ سے کہ تعدد جماعت عیدین جائز ہے یعنی ایک شہر میں کئی جگہ نماز عیدین ہوسکتی ہے، دونوں کی نماز ہوگئی[2]۔ فقط۔

عیدین کا وجوب اور قضا نہ ہونے کی وجہ

سوال (۲۶۷۷) نماز عیدین واجب ہے یا نفل۔ اور اسکی قضا کیوں نہیں ہے حالانکہ وتر کی قضا ہے۔

---

[1] ولا یصلیہا وحدہ ان فاتت مع الامام ... ولو امکنہ الذہاب الی امام اخر فعل لانہا تؤدی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۳ ج ۱ ظفیر)

[2] لانہ تؤدی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقا (ایضا) ظفیر

الجواب :- عیدین کی نماز واجب ہے[1]۔ اور اگر کسی شخص سے جماعت عیدین فوت ہو جائے تو پھر اس کی قضا نہیں ہے کیونکہ اس میں جماعت شرط ہے اور وتر میں جماعت شرط نہیں ہے اور اس میں تحدید وقت بھی نہیں ہے۔ فقط۔

عیدین کی نماز سے پہلے یا بعد میں نوافل نہیں

سوال (۲۶۷۸) عیدین کی نماز سے پہلے یا پیچھے نوافل پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- نہیں چاہئے[2]۔ فقط

عیدالفطر کی نماز عذر کی وجہ سے اگلے دن درست ہے

سوال (۲۶۷۹) عیدالفطر کا چاند یوم جمعہ کو بوجہ ابر نظر نہیں آیا شنبہ کی صبح کو سات بجے تحقیق ہو گیا کہ آج عید ہے روزے افطار کر لئے گئے لیکن دیہات میں خبر نہ ہونے کی وجہ سے نماز عید یکشنبہ کو پڑھی، لہٰذا یہ نماز ہوئی یا نہ۔

الجواب :- عیدالفطر کی نماز عذر کی وجہ سے اگلے دن پڑھ سکتے ہیں، پس یکشنبہ کو بھی نماز عید ہو گئی۔ کما فی الدر المختار وتؤخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد الخ وفی الشامی قولہ کمطر ادخل فیہ ما اذا لم یخرج الامام وما اذا غم الھلال فشھد وا بہ بعد الزوال او قبلہ بحیث لا یمکن جمع الناس

[1] تجب صلاتھما فی الاصح علی من تجب علیہ الجمعۃ بشرائطھا المتقدمۃ سوی الخطبۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۴ / ۱ ظفیر) ولا یصلیھا وحدہ ان فاتت مع الامام الخ لو امکنہ الذھاب الی امام اٰخر فعل لانھا تؤدی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۸۳ / ۱) محمد ظفیر الدین غفرلہٗ

[2] ولا یتنفل قبلھا مطلقا الخ وکذا لا یتنفل بعدھا فی مصلاھا فانہ مکروہ عند العامۃ وان تنفل بعدھا فی البیت جاز (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۷ و ص ۷۷۸ / ۱) ظفیر۔

الخ شامی۔ فقط۔

نماز عیدین کی نیت میں لفظ سنت کہا تو نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۲۶۸۰) عید کی نماز اس طرح نیت کرکے پڑھی۔ نیت کرتا ہوں دو رکعت سنت عید الفطر مع چھ تکبیروں کے۔ اس صورت میں نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس طرح نیت کرنے سے نماز صحیح ہے کیونکہ بعض فقہاء نے نماز عید کو سنت کہا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ واجب ہے[۱]۔ اس لئے احوط یہ ہے کہ واجب کا لفظ کہے لیکن اگر نیت میں سنت کا لفظ کہا تب بھی نماز صحیح ہے۔ فقط۔

نماز عیدین کے لئے بھی فرش کا پاک ہونا ضروری ہے

سوال (۲۶۸۱) جو جگہ غیر محفوظ ہے اور پاک وصاف نہیں ہے وہاں عید کی نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جگہ کا پاک ہونا صحت نماز کے لئے شرط ہے۔ اگر ناپاک جگہ میں نماز عیدین وغیرہ پڑھی گئی تو وہ صحیح نہیں ہوئی۔ فقط

---

[۱] رد المحتار، باب العیدین ص ۷۶۳ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [۲] وتجب صلاتہما فی الاصح (در مختار) قولہ فی الاصح مقابلہ القول بانہا سنۃ وصححہ النسفی فی المنافع لکن الاول قول الاکثرین کما فی المجتبیٰ ونص علی تصحیحہ فی الخانیۃ والبدائع والہدایۃ والمحیط والمختار والکافی للنسفی وفی الخلاصۃ ہو المختار لانہ صلی اللہ علیہ وسلم واظب علیہا وسماہا فی الجامع الصغیر سنۃ لان وجوبہا ثبت بالسنۃ حلیہ الخ (رد المحتار، باب العیدین ص ۷۷۴ ج ۱) ظفیر۔ [۳] والشرط الخ شرعاً ما یتوقف علیہ الشیٔ ولا یدخل فیہ ہی ستۃ طہارۃ بدنہ الخ من حدث بنوعیہ وخبث مانع الخ وثوبہ الخ ومکانہ ای موضع قدمیہ او احدہما الخ وموضع سجودہ اتفاقاً فی الاصح الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب شروط الصلوٰۃ ص ۳۷۳ وص ۳۷۴ ج ۱) ظفیر

عید کے بعد چار رکعت نفل جماعت سے پڑھنے کا رواج غلط ہے

سوال (۲۶۸۲) ہمارے یہاں عیدین کی نماز کے بعد چار رکعت نفل جماعت سے پڑھتے ہیں، آیا یہ نفل پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: عیدین کی نماز کے بعد جماعت سے نوافل پڑھنا درست نہیں ہے نقط[1]

چھوٹے گاؤں میں عیدین درست نہیں

سوال (۲۶۸۳) ایک موضع جو کہ تقریباً چالیس پچاس گھر کی آبادی کا ہے، ایک مسجد پختہ قائم ہے اس میں ہمیشہ نماز پنجگانہ وعیدین ہوتی ہے جناب اہل موضع کی خواہش ہے کہ عیدین کے لئے ایک عیدگاہ قائم کرلیں تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: یہ جائز نہیں ہے کیونکہ ایسے موضع میں جمعہ وعیدین کی نماز صحیح نہیں ہوتی، درمختار[2] وشامی۔

عیدگاہ کے بہہ جانے کا خطرہ ہے تو کیا اس کا ملبہ اکھیڑا جاسکتا ہے

سوال (۲۶۸۴) ایک عیدگاہ متصل دریا واقع ہے اگر امسال سیلاب آیا تو عیدگاہ کے شہید ہوجانے کا خوف ہے کیونکہ سیلاب کی وجہ سے ہمیشہ زمین کٹتی رہتی ہے۔ ایسی صورت میں عیدگاہ کی اینٹیں اکھیڑ کر دوسری جگہ انھیں اینٹوں سے عیدگاہ بنا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: جب کہ عیدگاہ کے معدوم ہوجانے کا یقین ہے تو مسلمانوں کے لئے گنجائش ہے کہ اس کا تمام سامان منتقل کرکے دوسری جگہ عیدگاہ تعمیر کرلیں لیکن یہ پہلی

---

[1] ولا یتنفل قبلها مطلقاً الخ وکذا لا یتنفل بعدها فی مصلاها فانه مکروه عند العامة (ایضاً باب العیدین ص ۷۷۴ ج ۱ ظفیر) [2] ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره ذالک لو علی سبیل التداعی (ایضاً باب الوتر والنوافل ص ۶۶۳ ج ۱)

[2] وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر الخ ولو صلوا فی القری لزمهم اداء الظهر (ردالمحتار باب الجمعة ص ۷۴۸ ج ۱ ظفیر۔

جگہ بھی اگر بیچ گئی تو پھر مسجد وقف رہ گئی اس میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں[1] - فقط -

قبرستان میں جو عیدگاہ بنی ہو اس میں نماز جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۶۸۵) جو عیدگاہ قبرستان میں بنی ہوئی ہو اس میں نماز جائز ہے یا نہیں ؟ -

الجواب :- جائز ہے[2] - فقط -

ضحیٰ صحیح ہے یا اضحیٰ

سوال (۲۶۸۶) ضحیٰ اور اضحیٰ میں کونسا صحیح ہے - اگر ضحیٰ کہہ کر نماز پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں -

الجواب :- بقرعید کے لئے عربی میں لفظ یوم الاضحیٰ موضوع ہے اور ضحیٰ قربانی کے معنی میں ہے - الضحیٰ کہنا یا ضحیٰ کہنا بقرعید کو غلط ہے مگر نماز ہو جاتی ہے[3]

ایک شخص نے دو جگہ عید کی امامت کی کونسی جگہ جائز ہوئی

سوال (۲۶۸۷) زید نے دو جگہ عید کی نماز پڑھائی تو ان دونوں میں سے کونسی ہوئی -

اجرت پر عیدین و جمعہ کی نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۶۸۸) عیدین یا جمعہ کی نماز کی اجرت لیکر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں -

الجواب (۱) :- زید عیدین یا جمعہ کی نماز دو دفعہ نہیں پڑھا سکتا اگر ایسا کیا پچھلے مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ امام کی دوسری نماز نفل ہوئی اور متنفل کے پیچھے مفترض یا

---

[1] کالمسجد اذا خرب واستغنی عنه اهل القرية فرفع ذالك الى القاضي فباع الخشب وصرف الثمن الى مسجد آخر جاز الخ فمنهم من افتى بنقل بناء المسجد ومنهم من افتى بنقله ونقل ماله الى مسجد آخر الخ (رد المحتار كتاب الوقف احكام المسجد مطلب في نقل انقاض المسجد ونحوه ص ۵۱۴ ج ۳) ظفير -

[2] وكذا تكره في اماكن كفوق كعبة ومزبلة ومجزرة ومقبرة الخ (درمختار) ولا باس بالصلاة فيها (اي المقبرة) اذا كان فيها موضع اعد للصلاة وليس فيه قبر ولا نجاسة كما في الخانية (رد المحتار ص ۳۵۳ ج ۱) ظفير

[3] دیکھئے الدر المختار على هامش رد المحتار ص ۲۷ ج ۵ ظفیر -

واجب پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی[1]۔

(۲) امامت پر اجرت لینا فقہاء نے جائز لکھا ہے[2]۔ فقط

عیدین میں دعا کس وقت جائز ہے بعد نماز یا بعد خطبہ

سوال (۲۶۸۹) عیدین میں دعا کس وقت مانگے آیا بعد نماز کے یا بعد خطبہ کے۔

الجواب:- عیدین کی نماز کے بعد مثل دیگر نمازوں کے دعاء مانگنا مستحب ہے خطبہ کے بعد دعاء مانگنے کا استحباب کسی روایت سے ثابت نہیں ہے اور عیدین کی نماز کے بعد دعاء کرنا استحباب ان ہی حدیثوں و روایات سے معلوم ہوتا ہے جن میں عموماً نمازوں کے بعد دعا مانگنا وارد ہوا ہے اور دعاء بعد الصلوٰۃ مقبول ہوتی ہے حصن حصین میں وہ احادیث مذکور ہیں اور ہمارے حضرات اکابر کا یہی معمول رہا ہے۔ بندہ کے نزدیک جو علماء عیدین کی نماز کے بعد دعاء مانگنے کو بدعت یا غیر ثابت فرماتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عموماً نمازوں کے بعد دعاء کا استحباب ثابت ہے[3]۔ پھر عیدین کی نمازوں کا استثناء کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور وہ احادیث معروف و مشہور مشکوٰۃ شریف و حصن حصین میں مذکور ہیں ان کی نقل کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط۔

عیدین کی نماز مسجد میں جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۶۹۰) جو لوگ عیدین کو جمعہ مسجد میں پڑھتے ہیں ان کی نماز ہوجاتی ہے۔

الجواب:- نماز ہوجاتی ہے مگر عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے۔ عیدگاہ میں

---

[1] ولا مفترض بمتنفل (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الامامة ص ۵۴۲ ج ۱) ظفیر

[2] ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان (الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الاجارة جلد پنجم) ظفیر

[3] ويستحب ان يستغفر ثلاثا ويقرؤا آية الكرسي والمعوذات ويسبحوا ويحمدوا ويكبروا ثلاثا وثلاثين ويهللوا تمام المائة ويدعوا ويختموا بسبحان ربك (الدر المختار علی هامش رد المحتار - باب صفة الصلاة ص ۴۹۵ ج ۱) ظفیر۔

بلا عذر نماز عیدین نہ پڑھنا خلاف سنت ہے۔

یہ کہنا غلط ہے کہ عیدین کا خطبہ منبر پر پڑھنا درست نہیں

سوال (۲۶۹۱) غیر مقلدین کہتے ہیں کہ خطبہ عیدین منبر پر کھڑے ہو کر پڑھنا درست نہیں ہے بلکہ خطبہ عیدین زمین پر کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیئے۔

الجواب:۔ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ نماز عیدین عیدگاہ اور صحرا میں پڑھنا افضل اور مستحب ہے اور منبر کے وہاں لیجانے میں اختلاف نقل کیا ہے، علامہ شامی نے کہا کہ منبر لیجانا عیدگاہ میں مکروہ ہے۔ البتہ اگر وہاں عیدگاہ میں منبر بنا لیا جاوے اور تعمیر کر لیا جائے تو کچھ حرج نہیں ہے، غیر مقلدین کا یہ کہنا غلط ہے کہ خطبہ عیدین میں منبر پر کھڑا ہو کر پڑھنا ناجائز ہے[1]۔ فقط۔

عید کے دن نوافل

سوال (۲۶۹۲) عیدین کے روز نوافل پڑھنے کا کیا حکم ہے

الجواب:۔ عیدین کی نماز سے پہلے تو مطلقاً نوافل مکروہ ہیں اور بعد عیدین کے

---

[1] والخروج الیہا ای الجبانۃ لصلاۃ العید سنۃ وان وسعہم المسجد الجامع ہو الصحیح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۷ ج ۱) ظفیر۔ [2] ولا باس باخراج منبر الیہا لکن فی الخلاصۃ لا بأس ببنائہ دون اخراجہ (درمختار) ومثلہ فی الخانیۃ فانہما قالا لا یخرج المنبر الی الجبانۃ یوم العید واختلف المشائخ فی بنائہ فی الجبانۃ قیل یکرہ وقیل لا فدل کلامہما علی انہ لا خلاف فی کراہۃ اخراجہ الیہا وانما الخلاف فی بنائہ فیہا ویمکن حمل الکراہۃ علی التنزیہیۃ وہی مرجع خلاف الاولیٰ المفاد من کلمۃ لا بأس غالباً فلا مخالفۃ فافہم وفی الخلاصۃ عن خواہر زادہ ہذا ای بناؤہ حسن فی زماننا۔

(رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۷ ج ۱) ظفیر غفرلہ

نماز کا یہ حکم ہے کہ عیدگاہ میں نہ پڑھیں، اگر گھر میں آکر پڑھ لیں تو درست ہے۔ درمختار میں ہے
ولا یتنفل قبلها مطلقاً الخ وکذا لا یتنفل بعدها فی مصلاها فانه مکروہ
عند العامة وان تنفل بعدها فی البیت جاز۔ الخ[1]۔ فقط۔

عید پڑھنے کے بعد نفل کی نیت سے دوبارہ عید پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۶۹۳) زید ایک جگہ امامت عید اضحیٰ کرا کر اپنے کسی بڑے بزرگ کے یہاں گیا تھا، وہاں اس روز عید نہیں ہوئی، دوسرے روز نماز ہوئی تو زید عید کی نماز میں نفل نیت سے مقتدی ہوگیا۔ زید گنہ گار ہوگا یا نہ۔

الجواب: نفل کی نیت سے جماعت میں شریک ہوجانے سے زید پر کچھ گناہ نہیں ہوا، کیونکہ شرعاً بعض مواضع میں ایسا کرنے کا حکم ہے جیسا کہ کتب فقہ میں ہے کہ جس نے ظہر اور عشاء پڑھی ہو اور بوقت اقامت جماعت وہ مسجد میں ہو تو وہ جماعت کو چھوڑ کر وہاں سے نہ نکلے اور بہ نیت نفل جماعت میں شامل ہوجائے[2]۔

عیدین مختلف مسجدوں میں

سوال (۲۶۹۴) جمعہ اور عیدین کی نماز مختلف مساجد میں ادا ہوسکتی ہے یا نہیں؟۔

الجواب: پڑھ سکتے ہیں کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ جس بستی میں ایک جگہ جمعہ وعیدین جائز ہے وہاں چند جگہ بھی جائز ہے[3]۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ ایک جگہ جمعہ وعیدین پڑھیں

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص۷۷۴ و ص۷۷۵ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] والا لمن صلی الظهر والعشاء وحده مرة فلا یکره خروجه الخ الا عند الشروع فی الاقامة فیکره لمخالفته الجماعة بلا عذر بل یقتدی متنفلا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ادراک الفریضہ ص۶۶۹ ج۱) ظفیر۔

[3] درمختار میں ہے وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقا (بر حاشیہ رد المحتار ص۸۴۳ ج۱) ظفیر۔

اور عیدین کی نماز باہر صحرا میں پڑھنا مسنون ہے[1]۔ فقط۔

تکبیرات زوائد میں ہاتھ باندھا نہ جائے

سوال (۲۶۹۵) تکبیرات زوائد عیدین میں ہاتھ باندھنا چاہیے یا نہ۔

الجواب:۔ تکبیرات زوائد عیدین میں ہاتھ نہ باندھا جاوے[2]۔ فقط۔

بعد نماز عید نوافل بدعت ہے

سوال (۲۶۹۶) نماز عید سے فراغت کے بعد جماعت سے یا تنہا نوافل پڑھنا شرعاً کیسا ہے۔

الجواب:۔ بعد ادائے نماز عید نوافل جماعت سے یا تنہا عیدگاہ میں پڑھنا بدعت و ناجائز و مکروہ تحریمی ہے[3]۔

رشوت کی آمدنی سے عیدگاہ بنانا کیسا ہے

سوال (۲۶۹۷) :۔ میرے خسر کے یہاں رشوت اور کاشت کی آمدنی مخلوط ہے، انھوں نے ایک عیدگاہ طیار کرائی ہے، اس عیدگاہ میں نماز پڑھنا اور ان کا کھانا کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس عیدگاہ میں نماز صحیح ہے اور ان کا کھانا کھانا اچھا نہیں[4]۔

---

[1] درمختار میں ہے والخروج الیها ای الجبانة سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحیح (ص۱۱۲) الجبانة کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ماشیا الی الجبانة وهی المصلی العام) اے فی الصحراء (رد المحتار ص۱۱۲ ج۱) ظفیر۔

[2] ثم یکبر ثلث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرتین بسکتة قدر ثلث تسبیحات (الی قوله) ویرفع یدیه عند کل تکبیرة منهن و یرسلهما فی اثنائهن الخ فاذا قام الی الرکعة الثانیة یبتدئ بالقراءة ثم یکبر بعدها ثلث تکبیرات علی هیئة تکبیرة فی الاولیٰ (غنیة المستملی ص۵۲۵) ظفیر۔

[3] ولا یتنفل قبلها مطلقا (الی قوله) وکذا لا یتنفل بعدها فی مصلها فانه مکروه عند العامة (الدر المختار ص۱۱۴ ج۱ باب العید) ظفیر۔

[4] اکل الربوا وکاسب الحرام اهدی الیه او اضافه وغالب ماله حرام یقبل ولا یاکل ما لم یخبره ان ذالک المال اصله حلال ورثه او استقرضه (عالمگیری مصری ص۳۵۵ ج۴) ظفیر۔

نماز عیدین جامع مسجد میں

سوال ۲۶۹۸- عیدین کی نماز جامع مسجد میں ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟ عیدگاہ میں امام بدعتی ہے۔

الجواب:- عیدین کی نماز جامع مسجد میں بھی ادا کرنا درست ہے، لیکن مسنون افضل صحراء میں ادا کرنا ہے اگر عیدگاہ میں امام بدعتی ہے، دوسری جگہ صحراء میں اس سنت کو ادا کریں[1]۔ فقط۔

نماز عیدین میں مقتدی زیادہ شافعی المذہب ہوں تو امام کس طرح نماز پڑھاوے

سوال ۲۶۹۹/ عیدین میں امام حنفی ہے اور نصف مقتدی سے زائد شافعی ہیں اور نصف سے کم حنفی ہیں تو امام کو کس مذہب کے موافق نماز پڑھانی چاہئے؟۔

الجواب:- عیدین کی نماز میں امام حنفی اپنے مذہب کے موافق تکبیرات زائد کہے یعنی تین تکبیرات ہر ایک رکعت میں علاوہ تکبیر افتتاح و رکوع کے مقتدی جو شافعی المذہب ہیں وہ اپنے مذہب کے موافق تکبیرات پوری کرلیں اگر ان کے نزدیک یہ جائز ہو کہ امام حنفی کے پیچھے تکبیرات پوری کرلی جاویں۔ الغرض امام حنفی کو ان کے مذہب کا اتباع ضروری نہیں ہے۔ لیکن اگر امام ان کی رعایت سے ان کے مذہب کے موافق تکبیرات کہے گا تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ ویصلی الامام بهم رکعتین مثنیا قبل الزوائد وهی ثلث تکبیرات فی کل رکعة ولو زاد تابعه الی ستة عشر لانه ماثور[2] در مختار باب العیدین اور کتاب الطہارة میں ہے۔ لکن یندب للخروج من الخلاف لاسیما للامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذہبه[3]۔ فقط۔

عیدگاہ آبادی سے باہر جس سمت میں بھی ہو کوئی مضائقہ نہیں

سوال ۲۷۰۰/ نماز عیدین کی

---

[1] والخروج الیها ای الجبانة لصلاة العید سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحیح (الدر المختار ص ۱۱۴ ج ۱ باب العیدین) ظفیر۔
[2] الدر المختار باب العیدین ص ۱۱۵ ج ۱۔ ظفیر۔
[3] رد المحتار ص ۱۷۰

کس سمت میں پڑھنا اولیٰ ہے اور عیدگاہ بناکر نمود قائم کرنا کیسا ہے کچھ حرج تو نہیں ہے۔

الجواب:۔ شریعت میں عیدگاہ کے لئے تخصیص کسی جانب کی نہیں ہے بلکہ مسنون صرف یہ ہے کہ شہر سے باہر جاکر نماز عیدین ادا کی جائے اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ عیدگاہ بنائی جاوے اور نمود قائم کی جائے کہ اس جگہ نماز عید ادا کیا کریں گے[1]۔ فقط۔

عیدین کے لئے اذان وغیرہ نہیں ہے

سوال (۱۔ ۲۷) عیدین میں اذان وتکبیر یا الصلوٰۃ کہنے کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ عن ابن جریج قال اخبرنی عطاء عن ابن عباس وجابر بن عبد اللہ قالا لم یکن یوذن یوم الفطر ولا یوم الاضحیٰ ثم سألتہ یعنی عطاء بعد حین عن ذلک فاخبرنی قال اخبرنی جابر بن عبد اللہ ان لا اذان للصلوٰۃ یوم الفطر حین یخرج الامام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء ولا شئ۔ لا نداء یومئذ ولا اقامۃ رواہ مسلم[2]۔ وفی الدر المختار، لا یسن لغیرھا کعید[3] الخ۔ اس حدیث وفقہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ عیدین میں اذان اور تکبیر اور نداء الصلوٰۃ الصلوٰۃ وغیرہ کچھ نہیں ہے[4]۔ مسنون طریقہ یہی ہے[5]۔ فقط۔

---

[1] عن ابی سعید الخدری قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج یوم الفطر والاضحیٰ الی المصلی (مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۵) بود آنحضرت کہ بیروں می آمد روز عید فطر او در عید قرباں بسوئے مصلی کہ جائے مشہور است در مدینہ بیروں شہر کہ آنجا عید می گزارند الآن گرد آں چہار دیواری کشیدہ اند… (اشعۃ اللمعات ص ۶۳۸ ج ۱ ظفیر) [2] مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۷ [3] الدر المختار ص ۳۶۲ ج ۱ باب الاذان [4] مذکورہ حدیث کے ترجمہ کے ضمن میں لکھا ہے: نہ بود اقامتہ ونہ آواز دادن چنانکہ گویند الصلوٰۃ الصلوٰۃ ومانند آں (اشعۃ اللمعات ص ۶۴۶ ج ۱) ظفیر

تکبیرات تشریق

سوال (۲۷۰۲) ما قولکم رحمکم اللہ فی تکبیرات ایام التشریق عقب المکتوبات وھو انہ اذا سلموا منھا یکبر الامام منھم اولاً مرۃً وحدہ یستمع من خلفہ ساکتین واذا فرغ منہ فیشرعون فی التکبیر بالجھر بالاصوات المتحدۃ والاوزان الواحدۃ مرۃ ثم الامام ثم من خلفہ ثانیا وھکذا ثلاث مرات متعاقبۃ واھل العلم فی ھذہ البلاد فی ھذہ المسئلۃ فرقتان فرقۃ تقول ان ھذہ العادۃ ھی المشروعۃ الخ وفرقۃ تقول ان ھذہ العادۃ لم تکن فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فالکیفیۃ المشروعۃ فی ھذہ التکبیرات ان یکبر کل واحد من الامام والماموم لنفسہ علی وجہ الاستقلال من غیر اجتماع فی الاصوات الخ فالحق فی ھذہ المسئلۃ فی ای الفریقین ؟۔

الجواب:۔ اقول وباللہ التوفیق ان قول الفرقۃ الثانیۃ ھو الحق الثابت بالسنۃ والتوارث وان قال بعضھم بالاتیان بہ ثلث مرات قال فی الدر المختار نقلاً عن الحموی ان الاتیان بہ مرتین خلاف السنۃ الخ فالاقتصار علی السنۃ اولی واجب وعن الاحداث فی الدین ابعد[1] الخ فقط

بعد خطبہ دعا ثابت نہیں

سوال (۲۷۰۳) بعد نماز عیدین دعا مانگنا کیسا ہے؟ اور بعد خطبہ کے دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عیدین کی نماز کے بعد دعا مانگنا مثل تمام نمازوں کے مسنون و مستحب ہے، مگر خطبہ کے بعد دعا مانگنا ثابت اور جائز نہیں ہے[2]۔ فقط

---

[1] رد المحتار باب العیدین فی تکبیر التشریق ۱۲ ظفیر۔ [2] عن ام عطیۃ قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فیشھدن جماعۃ المسلمین ودعوتھم الخ الحدیث متفق علیہ (مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۵) ظفیر۔

عورتوں کا عیدگاہ جانا

سوال (۲۷۰۴) عورتوں کو مثل مردوں کے عیدگاہ میں نماز کے لئے جانا درست ہے یا نہ؟

الجواب:- اس زمانہ میں بلکہ بہت پہلے عورتوں کا جماعت میں شریک ہونے کے لئے مسجد و عیدگاہ میں جانا ممنوع و مکروہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں ہی یہ ممنوع ہو چکا تھا کما ورد فی الاحادیث۔ درمختار میں ہے ویکرہ حضورھن الجماعۃ ولو لجمعۃ وعید و وعظ[1] مطلقا ولو عجوزا لیلا علی المذھب المفتی بہ لفساد الزمان واستثنی الکمال بحثا العجائز المتفانیۃ الخ فقط۔

عیدین کی نماز واجب ہے یا نفل

سوال (۲۷۰۵) ایک امام صاحب عیدین کی نماز کو نفل نماز قرار دیتے ہیں اور لوگوں میں عید کی نماز کے قبل اعلان کیا کہ نفل نماز کی نیت کرو واجب کی نیت نہ کرنا امسی سال یہ مسئلہ ایجاد کیا ہے۔ پس صحیح کیا ہے؟

الجواب:- عید کی نماز کی نیت نماز واجب کی کرنی چاہئے نہ نفل کی کیونکہ نماز عید کی واجب ہے۔ قال فی الدر المختار۔ تجب صلوٰتھما فی الاصح قال الشامی وقد ذکرنا مرارا انھا بمنزلۃ الواجب ص۷۷۴ ج۱ الخ۔ پس امام صاحب مذکور کی یہ جہالت اور ہٹ دھرمی ہے کہ وہ لوگوں کو حکم دیتے ہیں کہ نفل نماز کی نیت کرو، معاذ اللہ کے بدلنے کے درپے ہونا سخت جہالت ہے۔ نہ معلوم اسمیں ان کا کیا فائدہ ہے۔ اس سے احتراز کریں اور نماز واجب کی نیت کریں۔ فقط۔ کتبہ رشید احمد۔ الجواب صحیح عزیز الرحمن عفی عنہ۔

عیدگاہ کہاں ہونی چاہئے

سوال (۲۷۰۶) عیدگاہ شہر کی بائیں جانب ہونی بہتر ہے یا کسی اور جانب؟

الجواب:- عیدگاہ کے لئے کوئی جانب شہر کی مقرر نہیں ہے، جس طرف

---

[1] الدر المختار باب الامامۃ ص۵۸۳ ج۱۔ ۱۲ ظفیر۔

سہولت ہو اور موقع ہو اسی طرف عیدگاہ بنائی جائے۔ فقط۔

عیدگاہ میں جہر سے تکبیر کہنا کیسا ہے

سوال (۲۷۰۸) عید کے دن عید کی نماز سے پہلے عیدگاہ میں یا مسجد میں پکار پکار کر (جہر سے) تکبیر کہنا درست ہے یا نہیں؟ بعض جگہ یہ دستور ہے کہ جب تک لوگ نماز عید کے لئے جمع ہوتے ہیں ایک شخص ان جمع شدہ اشخاص میں سے پکار کر تکبیر کہتا ہے پھر اس کے جواب میں سب مجمع کا مجمع تکبیر کہنے لگتا ہے۔ یہ عیدگاہ یا مسجد میں پکار کر تکبیر کہنے کی رسم جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے اور مکروہ ہے تو تکبیر کہنے والوں کو منع کرنا چاہئے یا نہیں۔

الجواب: عید الفطر میں فقہاء کرام عیدگاہ یا مسجد میں تکبیر کہنے کو منع فرماتے ہیں اور عید الاضحیٰ میں روایات مختلفہ ہیں بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ صرف راستہ میں کہے اور بعض فرماتے ہیں عیدگاہ میں بھی درست ہے، مگر نہ اس طرح کہ ایک آدمی اول پکار کر تکبیر کہے اور اس کے جواب میں سب مجمع تکبیر کہنے لگے۔ درمختار میں ہے ولا یکبر فی طریقہا الخ۔ شامی میں ہے۔ قولہ فی طریقہا لیس التقیید بہ للاحتراز عن البیت او المصلی وانما ھو لبیان المخالفۃ بین عید الفطر والاضحی فان السنۃ فی الاضحی التکبیر فی الطریق کما سیأتی[1] الخ

کبیری شرح منیہ میں اس بارہ میں آثار مختلفہ نقل کئے ہیں (حیث قال) نعم روی الدارقطنی موقوفاً عن نافع ان ابن عمرؓ کان اذا غدا یوم الفطر و یوم الاضحیٰ یجھر بالتکبیر حتی یأتی المصلی ثم یکبر حتی یأتی الامام وقال البیھقی الصحیح وقفہ علی ابن عمر وھو قول صحابی قد عارضہ قول صحابی آخر روی ابن المنذر عن ابن عباسؓ انہ سمع الناس یکبرون فقال لقائدہ اکبر الامام قیل لا فقال افجن الناس ادرکنا مثل ھذا الیوم مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] ردالمحتار باب العیدین ص۷۷۷ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

فما کان احد یکبر قبل الامام فیبقی مفاد الآیة بلا معارض[۱] الخ اور آیۃ سے مراد یہ آیۃ ہے واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة ودون الجهر الآیة حیث قال قبیله ولابی حنیفة رحمه الله ان رفع الصوت بالذکر بدعة مخالف للامر فی قوله تعالیٰ واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة ودون الجهر ۔۔۔ الا ما خص بالاجماع[۲] الخ

ثم ذکر الجواب عن استدلال الصاحبین ۔ اور درمختار میں ہے (وقال الجهر به سنة کالاضحی وهی روایة عنه ووجهها ظاهر قوله تعالیٰ ولتکملوا العدة ولتکبروا الله علی ما هداکم ووجه الاولیٰ ان رفع الصوت بالذکر بدعة فیقتصر علی مورد الشرع الخ قال الشامی فیقتصر علی مورد الشرع ، وهو ما فی البحر عن القنیة التکبیر جهرا فی غیر ایام التشریق لایسن الا بازاء العدو واللصوص[۳] الخ الغرض بصورت جو سوال میں ہے اختراع اس کو ترک کرنا چاہئے اور روکنا چاہئے ۔ فقط واللہ اعلم ۔

غیر مقلدوں کے متعلق سوال

سوال (۲۷۰۸) غیر مقلدوں کے استدلال ۔ [۱] نماز عیدین میں دونوں رکعتوں میں بارہ تکبیریں کہنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل سے ثابت ہیں [۲] نماز عید میں دونوں رکعتوں میں تکبیریں قبل قراءۃ کے کہنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل سے ثابت ہیں ۔ [۳] قراءۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عیدین میں اور نماز جمعہ میں خاص تھی نہ کہ عام چہارم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز عید الفطر کا وقت بمقدار سورج کے دو نیزہ چڑھنے اور عید الاضحیٰ میں بقدر یک نیزہ کے ثابت ہے ۔

اول و دوم کی دلیل عن عائشة رض ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان

---

[۱] غنیۃ المستملی ص ۵۲۵ [۲] ایضاً ۔

[۳] دیکھئے رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر

یکبر فی الفطر والاضحیٰ فی الاولیٰ سبعاً وفی الثانیۃ خمساً وایضاً روی ھذا الحدیث عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یکبر فی الفطر فی الاولیٰ سبعاً وفی الثانیۃ خمساً وعن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم التکبیر فی الفطر سبع فی الاولیٰ وخمس الثانیۃ القراءۃ بعدھما کلتیھما وروی ھذا الحدیث ایضاً عن عمرو بن شعیب الخ ان تینوں سے بارہ تکبیریں کہنا نماز عیدین کی دونوں رکعتوں میں قبل قراءۃ کے ثابت ہوگیا۔

سوم کی دلیل عن النعمان بن بشیرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی العیدین وفی الجمعۃ بسبح اسم ربک الاعلیٰ وھل اتاک حدیث الغاشیۃ۔

دعویٰ چہارم کی دلیل عن جندبؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بنا یوم الفطر والشمس علی قدر رمحین والاضحیٰ علی قید رمح الخ

الجواب: ـ کذب اور دروغ گوئی غیر مقلدین کا خاصہ ہے۔ بے دھڑک کہدیتے ہیں کہ فلاں امر خلاف سنت ہے گویا تمام کتب احادیث پر ان کو مہارت ہے ہم لوگوں کو غیر مقلدوں کے فضول میں پڑنے کی فرصت نہیں ہے اور جواب ان کے اقوال کا اس وجہ سے لکھنا فضول ہے کہ اس گروہ کا حال مثل روافض کے ہے کہ اعتراضات کے جوابات بار بار ہو چکے ہیں انھیں اعتراضات کو وہ پھر ناواقفوں کے سامنے پیش کرتے ہیں، پس حنفیان متبع سنت کو ضرور ہے کہ اس فرقہ اہل اہوا رضال ومضل سے پرہیز کریں اور ان کے شبہات واعتراضات واہیہ کو نہ سنیں اور بالاجمال یہ سمجھ لیں کہ جماعت کثیرہ حنفیوں کی جن میں بڑے بڑے فقہاء وعلماء واولیاء اللہ ہوئے ہیں، گمراہی پر اور خلاف سنت وخلاف حق نہیں ہو سکتے۔ ہو نہ ہو یہی فرقہ باطلہ مصداق من شذ شذ فی النار کا ہو تو ہو

مگر تعجب ہے ان حنفیوں سے کہ باوجود علم ایسے لوگوں سے ربط ضبط رکھیں اور ان سے مسائل کی تحقیق کے درپے ہوں۔ جاننا چاہیئے کہ مذہب امام ابوحنیفہ رح قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے کسی مسئلہ میں خلاف نہیں ہے۔ مگر ہر شخص میں قابلیت اس کے سمجھنے اور معلوم کرنے کی نہیں ہے بڑے بڑے متبحر علماء اس پر آگاہ و مطلع ہوتے ہیں نہ عقل کے دشمن۔ پس احناف کو اس کے درپے ہونا نہ چاہیئے۔ ان کا کام تقلید کا ہے جو مسئلہ معلوم نہ ہو اس کو کسی متدین عالم سے تحقیق کرلیں۔ بالاختصار جملہ سوالات کے جوابات تحریر کئے جاتے ہیں۔

(۱ و ۲) چھ تکبیرات نماز عیدین میں موافق سنت نبوی کے ہیں، صرف ایک دلیل منجملہ بہت سے دلائل کے تحریر کی جاتی ہے اور اول رکعت میں تکبیر قبل قرارت کہنا اور رکعت ثانی میں بعد قرارت کے موافق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ قال صاحب فتح القدیر و فی ابی داؤد۔ مایعارضہا وھو ان سعید بن العاص رض سائل اباموسی الاشعری رض وحذیفۃ بن الیمان رض کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبر فی الاضحیٰ والفطر فقال ابوموسیٰ رض کان یکبر اربعاً تکبیرہ علی الجنائز فقال حذیفۃ رض صدق فقال ابوموسیٰ رض کذالک کنت اکبر فی البصرۃ حیث کنت علیہم الخ سکت عنہ ابوداؤد الخ قال الترمذی وقد روی عن ابن مسعود رض انہ قال فی التکبیر فی العید تسع تکبیرات فی الاولی خمساً قبل القراءۃ و فی الثانیۃ یبدأ بالقراءۃ ثم یکبر اربعاً مع تکبیرۃ الرکوع وقد روی عن غیر واحد من الصحابۃ نحو ھذا ۔و ھذا اثر صحیح قالہ بحضرۃ جماعۃ من الصحابۃ رض ومثل ھذا یحمل علی الرفع لانہ مثل نقل اعداد الرکعات الخ فتح القدیر صـ۴۲ــ اور مجیب کا فتح القدیر سے استدلال لانا اس کی کم فہمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ وہ جملہ اس کے مدعی پر منطبق نہیں ہے اور اس سے قول رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفی نہیں ہوتی۔

وفی ابوداؤد ان عمر بن الخطابؓ سال ابا واقد اللیثی ماذا کان یقرأ به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الاضحیٰ والفطر قال کان یقرأ فیہما بقاف والقرآن المجید واقتربت الساعۃ وانشق القمر (ابوداؤد شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیدین میں سورۂ قاف وسورۂ قمر بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے، اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ نماز عیدین میں قرأت سبح اسم اور ہل اتاک کے ساتھ مخصوص تھی۔

اس پر اجماع منعقد ہے کہ وقت عید بلند ہونے آفتاب کے ایک یا دو نیزہ سے زوال تک ہے۔ قال صاحب الدر المختار ووقتہا من ارتفاع قدر رمح الی الزوال۔ فقط

کتبہ رشید احمد عفی عنہ۔ الجواب صحیح۔ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

عیدین میں الصلاۃ الصلاۃ کہنا کیسا ہے

سوال (۲۰۰۹) عیدین میں اذان وتکبیر یا الصلاۃ کہنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب:- عن ابن جریج قال اخبرنی عطاءؒ عن ابن عباس وجابر بن عبد اللہ قالا لم یکن یؤذن یوم الفطر ولا یوم الاضحیٰ ثم سألتہ یعنی عطاءً بعد حین عن ذلک فاخبرنی قال اخبرنی جابر بن عبد اللہ ان لا اذان للصلاۃ یوم الفطر حین یخرج الامام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء ولا شئ لا نداء یومئذ ولا اقامۃ۔ رواہ مسلم[1] وفی الدر المختار۔ لا یسن لغیرہا کعید[2] الخ۔

اس حدیث اور فقہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ عیدین میں اذان تکبیر اور ندا الصلاۃ الصلاۃ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ مسنون طریقہ یہی ہے۔

---

[1]

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاذان ص۳۵۷ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

الباب السّابع عشر
فی الاستسقاء
بارش طلب کرنے کا طریقہ

کیا نماز استسقاء جماعت کے ساتھ مستحب ہے یا بغیر جماعت

سوال (۲۷۱۰) نماز استسقاء بجماعت سنت و مستحب است یا بلا جماعت۔

الجواب:۔ قال فی ردالمحتار باب الاستسقاء ناقلاً عن شرح المنیہ فالحاصل ان الاحادیث لما اختلفت فی الصلوٰۃ بالجماعۃ وعدمہا علی وجہ لا یصح بہ اثبات السنیۃ لم یقل ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ بسنیتہا ولا یلزم منہ قولہ بانہا بدعۃ کما نقلہ عنہ بعض المتعصبین بل ھو قائل بالجواز اھ قلت والظاھر ان المراد بہ الندب والاستحباب لقولہ فی الھدایۃ قلنا انہ فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مرۃ وترکہ اخریٰ فلم یکن سنۃ اھ۔ ای لان السنۃ ما واظب علیہ والفعل مرۃ مع الترک اخریٰ یفید الندب تامل ص ۵۶۷ شامی جلد اول۔ وفی الدرالمختار وقالا تفعل کالعید الخ وعلیہ العمل[1] اس عبارت سے واضح ہوا کہ امام صاحب کے نزدیک بھی جماعت استسقاء مستحب ہے اور صاحبین رحمہما اللہ قائل سنیت جماعت کے ہیں۔ لہٰذا نماز استسقاء باجماعت پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

---

[1] و[2] ردالمحتار باب الاستسقاء ص ۷۹۱/۱ ۱۲ ظفیر

نماز استسقاء کا وقت

سوال (۲۷۱۱) زید کہتا ہے کہ جب عصر کا وقت ہوجائے تو صلوٰۃ استسقاء نہیں پڑھنی چاہئے۔

بی۔ نماز استسقاء دعاء الٹے ہاتھوں مانگی جاوے

سوال (۲) بی۔ نماز استسقاء دعاء الٹے ہاتھوں سے مانگی جاوے یا کیسے یا سیدھے ہاتھوں سے مانگے۔

(۳) کیا نماز استسقاء مسلمان حاکم یا خطیب یا قاضی کے سوا کوئی نہ پڑھے اور کیا ان کا شریک ہونا شرط ہے۔

الجواب :- (۱) نماز استسقاء کا عمدہ وقت صبح کا وقت ہے بعد ارتفاع شمس نماز و خطبہ دعاء کی جاوے۔ حدیث میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے ہی وقت تشریف لیجانا نماز استسقاء کے لئے ثابت ہے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں۔ قالت عائشة فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم حين بدا حاجب الشمس[1] الحديث

(۲) عام دعاؤں میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ بطون کف کی طرف مواجہۃ ہو اور حدیث شریف میں حکم عام یہ ہے کما ورد اذا سئلتم الله فاسئلوا ببطون اكفكم[2]۔ اسی لئے حنفیہ نے استسقاء کی دعاء کو بھی اسی قاعدۂ عام کے تحت میں رکھا ہے لیکن اگر تفاولاً اس دعاء میں ظہر اکف اوپر کو اور بطون اکف نیچے کو ہوں تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور حدیث میں دونوں طرح آیا ہے۔ ایک روایت میں ہے فاشار بظهر كفه الى السماء[3]۔ اور دوسری روایت میں ہے فانما يدعو يستسقى رافعا يديه قبل وجهه[4]۔ الحديث۔ پس حنفیہ نے اصل اسی ثانی حدیث کو رکھا ہے اور حدیث اول کو تفاول پر حمل کیا ہے لہٰذا تفاولاً ایسا جائز ہے اور اصل سنت وہی ہے جو ہر ایک دعاء میں

---

[1] مشکوٰۃ باب الاستسقاء فصل ثالث ص ۱۳۲ ۱۲ ۱ ۲ ھ

[3] مشکوٰۃ باب الاستسقاء عن مسلم ص ۱۳۱ ۱۲ ظفیر [2] مشکوٰۃ عن ابی داؤد والترمذی والنسائی ونحوہ باب الاستسقاء ص ۱۳۱ ۱۲ ظفیر۔

ثابت ہے[1]

(۳) یہ شرط نہیں ہے بلکہ جس کو امام بنادیویں جائز ہے مگر بہتر ہے کہ کسی صالح متقی عالم کو امام بنادیں۔ فقط۔

نماز استسقاء میں جماعت وخطبہ اور قلب رداء کا کیا حکم ہے

سوال (۲۷۱۳) استسقاء میں جماعت کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اور نماز کے بعد خطبہ اور قلب رداء کا کیا حکم ہے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اس بارہ میں کیا قول ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کا کیا اختلاف ہے اور فتویٰ کس قول پر ہے؟۔

الجواب:۔ استسقاء میں امام صاحب رحمہم اللہ جماعت مسنون نہیں فرماتے اور منع بھی نہیں فرماتے بلکہ ندب اور استحباب کے قائل ہیں کیونکہ امام صاحب سے جو جواز منقول ہے اس سے مراد ندب واستحباب ہے۔ کما فی الشامی۔ والظاهر ان المراد الندب و الاستحباب لقوله فی الهداية قلنا انه فعله علیه الصلوٰة والسلام مرة وترکه اخری فلم یکن سنة اھ ای لان السنة ما واظب علیه والفعل مرة مع الترک اخری یفید الندب تأمل شامی ص۷۹۱/۱۔ پس جب کہ جماعت نماز استسقاء کی امام صاحب کے نزدیک مندوب ومستحب ہے اور صاحبین کے نزدیک سنت ہے تو بہتر ہے کہ نماز استسقاء جماعت سے پڑھی جائے اور خطبہ بھی پڑھا جائے قال الشامی وقال محمدؒ یصلی الامام او نائبه رکعتین کما فی الجمعة ثم یخطب ای یسن له ذلک والاصح ان ابا یوسفؒ مع محمدؒ نهر۔ شامی ص۷۹۱/۱ الغرض خطبہ کی سنیت یا استحباب علی اختلاف القولین۔ جماعت استسقاء کی سنیت یا استحباب کے ساتھ متلازم ہے۔ امام صاحب کے نزدیک جماعت مستحب ومندوب ہے

---

[1] هو دعاء واستغفار (در مختار) وذالك ان یدعو الامام قائماً مستقبل القبلة رافعاً یدیه والناس قعود مستقبلین (رد المحتار باب الاستسقاء ص۷۹۰/۱) ظفیر۔

کما یظہر عن الاستدلال بفعله علیه الصلوٰة والسلام مرة وترکه اخری

اور صاحبین جب کہ جماعت کی سنیت کے قائل ہیں تو خطبہ کو بھی مسنون فرماتے ہیں اور جب کہ معلوم ہوا کہ مفتی بہ قول صاحبین ہے تو مسنون ہے کہ جماعت استسقاء کی مع خطبہ کے ادا کی جائے جماعت سے استسقاء کی نماز پڑھنا اور خطبہ کو ترک کرنا یہ ایک نئی بات ہے جو کسی مذہب و قول پر چسپاں نہیں ہوتی (قلب رداء بھی ثابت ہے) وقد نقل فی الشامی ان فی قلب الرداء الفتوی علی قول محمدؒ حیث قال واختار القدوری قول محمد رحمه الله لانه علیه الصلوٰة والسلام فعل ذلك ـ نهر ـ وعلیه الفتوی کما فی شرح درر البحار وفی الدر المختار فی رسم المفتی واما نحن فعلینا اتباع مارجحوه وما صححوه کما لو افتوا فی حیاتهم مقدمة در مختار (علی الشامی) ص۲۲ وفیه ایضاً واما العلامات للافتاء فقوله وعلیه الفتوی وبه یفتی وبه ناخذ ـ مقدمہ درمختار شامی ص۶۶ و ص۶۷ وفی الشامی وعن هذا تراهم قد یرجحون قول بعض اصحابه علی قوله کما رجحوا قول زفر وحده فی سبع عشرة مسئلة فنتبع مارجحوه لانهم اهل النظر فی الدلیل فقط فقط واللہ اعلم ـ

~~~~~~~~ ❖ ~~~~~~~~
~~~~~~~~

کتاب الجنائز

فصل اوّل

موت کے وقت مرنے والوں سے سلوک

موت کے وقت چت لٹانا کیسا ہے

سوال (۲۷۱۲) محتضر کے بارہ میں صاحب ہدایہ لکھتے ہیں: واختار فی بلادنا الاستلقاء لانه ایسر لخروج الروح کیا حدیث و تعامل صحابہؓ سے یہ ثابت ہے اور اس پر عمل کرنا کیسا ہے۔

الجواب: تعامل سلف و توارث خلف یہی ہے جس کو صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے البتہ استلقاء کے ساتھ ساتھ چہرہ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے کہ احادیث کی تصریحات اور نقل فقہاء دونوں اسی کو مقتضی ہیں۔ شق ایمن کی قید کسی حدیث و اثر سے صراحۃً نہیں نکلتی پس اسلم طریقہ یہی ہے کہ توجہ قبلہ مع الاستلقاء ہو بہرکیف جس صورت میں سہولت ہو عمل کیا جاوے۔ دونوں میں سے کسی ایک کو بھی خلاف سنت نہیں کہا جا سکتا۔ نقل فی البحر عن المبتغی والاصح انه یوضع کما تیسر لاختلاف المواضع والاماکن انتہی[1] وفیه ایضًا وذکر فی المحیط واختیر الاستلقاء الخ[2] وفی الفتح ثم اذا القی علی القفا یرفع رأسه قلیلاً لیصیر وجهه الی القبلة دون السماء[3] وفیه ایضًا

[1] البحر الرائق کتاب الجنائز ص ۱۷۰ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [2] ایضًا ۱۲ ظفیر۔ [3] فتح القدیر باب الجنائز ص ۶۹ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

تحت قوله والاول هو السنة اما توجيهه فلانه عليه الصلوٰة والسلام لما قدم المدينة سئل عن البراء بن معرور فقالوا توفي واوصى بثلث لك واوصى ان يوجه الى القبلة لما احتضر فقال عليه الصلوٰة والسلام اصاب الفطرة الخ واما ان السنة كونه على شقه الايمن فقيل يمكن الاستدلال عليه بحديث النوم۔ فتح القدير جلد اول۔ قلت فهذه دلالة صريحة ان التوجيه مع شقه الايمن لا نص في الحديث عليه۔ فقط۔

غسل اور موت کے وقت قبلہ رو کرکے دینے کی حدیث

سوال (۲۱۵) کوئی حدیث اس مضمون کی جس سے یہ ثابت ہو کہ میت کو غسل دینے کے وقت رو بقبلہ تختہ پر رکھنا چاہئے اور قریب المرگ شخص کو رو بقبلہ کرنا چاہئے بیان فرمائی جائے۔

الجواب:۔ قریب المرگ شخص کو متوجہ الی القبلۃ کرنے کے بارہ میں شرح منیہ میں یہ حدیث منقول ہے۔ براء بن معرور کی وصیت کے قصہ میں واوصی ان یوجهہ الی القبلة لما احتضر فقال علیه الصلوٰة والسلام اصاب الفطرة الحدیث رواه الحاکم وقال صحیح والسنة ان یکون علی شقه الایمن کما هو السنة فی النوم الخ ص ۵۳۳ کبیری۔ اور خاص غسل میت کے وقت رو بقبلہ کرنا کسی حدیث میں منظر نہیں آیا اور فقہاء کرام بھی کوئی حدیث اس بارے میں نقل نہیں فرماتے اس ہی وجہ سے اختلاف بھی ہے۔ در مختار اور شامی میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ جس طرف کو لٹانا سہل اور آسان ہو اس طرح غسل کے لئے لٹادیں اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ قبلہ کی طرف طولاً لٹادیں اور بعض نے فرمایا کہ عرضاً لٹادیں جیسا کہ قبر میں رکھتے ہیں۔ در مختار میں ہے: یوضع کما تیسر فی الاصح علی سریر الخ وقیل یوضع الی القبلة طولاً وقیل عرضاً کما فی القبر الخ شامی تحت ص ۵۹۴/۱ اور شرح منیہ میں ہے قال فی المبسوط والبدائع والمرغینانی یوضع علی

۱؎ فتح القدیر باب الجنائز ص ۴۴۶/۱ ۱۲ ظفیر۔

طولاً الی القبلة الخ وقال الاسبیجابی لا روایة فیه عن اصحابنا والعرف ان یوضع علی قفاه طولاً نحو القبلة هذا اذا اتسع المکان والا فالاصح ان یوضع کما تیسر قاله صاحب البدائع والمرغینانی الخ فقط۔

تلقین لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کی بحث

سوال (۲۷۱۶) حدیث لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ کا مطلب کیا ہے، آیا صرف لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کیجائے یا محمد رسول اللہ کی بھی۔

الجواب: محمد رسول اللہ بھی کہدیوے تو کچھ حرج نہیں ہے اور اگر صرف لا الٰہ الا اللہ کی تلقین پر اکتفا کرے تو یہ بھی جائز ہے۔ فقط۔

تلقین کس وقت کی جائے

سوال (۲۷۱۷) تلقین مردہ را بوقت نزع اولیٰ است یا بعد دفن؟ یا بعد ہر دو وقت؟

الجواب: عند الحنفیہ تلقین مردہ بوقت نزع ہست کما فی الدر المختار ویلقن ندباً وقیل وجوباً بذکر الشہادتین (الی قولہ) عندہ قبل الغرغرة الخ ولیکن اگر بعد دفن ہم کند مضائقہ نیست قال فی الشامی وانما لا ینہی عن التلقین بعد الدفن لانہ لا ضرر فیہ بل فیہ نفع لان المیت یستانس بالذکر علی

ل ویلقن ندباً وقیل وجوباً بذکر الشہادتین لان الاولی لا تقبل بدون الثانیة عندہ قبل الغرغرة (در مختار) قال فی الامداد وانما اقتصرت علی ذکر الشہادة تبعاً للحدیث الصحیح الخ وان قال فی المستصفی وغیرہ ولقن الشہادتین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وتعلیلہ فی الدرر بان الاولی بدون الثانیة لیس علی اطلاقہ لان ذالک فی غیر المومن ولہذا قال ابن حجر من الشافعیة وقول جمع یلقن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضاً لان القصد موتہ علی الاسلام ولا یسمی مسلماً الا بہما مردود بانہ مسلم وانما المراد ختم کلامہ بلا الٰہ الا اللہ الخ (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۷۹۵ / ۱۲) ظفیر

ما ورد فی الآثار۔ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ ہذا۔

نزع کے وقت عورت کو مہندی لگانا ناجائز ہے

سوال (۲۷۱۸) عورت کو نزع کے وقت مہندی لگانا مسنون ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ نہ مسنون ہے اور نہ درست ہے بلکہ ناجائز ہے[1]۔

فصل ثانی

میّت کو غسل دینا

جنبی مرجائے تو ایک غسل کافی ہے یا نہیں اور لڑکی کو غسل کون دے

سوال (۲۷۱۹) جنابت کی حالت میں اگر کوئی شخص مرجائے تو اس کے لئے ایک غسل کافی ہے یا جنابت کا غسل دیکر دوبارہ غسل میت دیا جاوے گا۔ اگر نابالغہ لڑکی مرجائے اور وہاں کوئی غسالہ نہ ہو تو اس کا شوہر یا اور کوئی محرم اسے غسل دے سکتا ہے یا نہیں اور اگر اتفاق سے کوئی محرم بھی نہ ہو تو غیر محرم اسکے غسل کا مجاز ہے یا نہیں یا ایسی مجبوری کی صورت میں بلا غسل و کفن وغیرہ دفن کردی جائیگی۔

الجواب:۔ ایک غسل کافی ہے لیکن میت اگر جنبی تھا تو اس کو مضمضہ و استنشاق بھی کرا لیا جاوے۔ کما فی الدر المختار ولو کان جنبا او حائضا او نفساء فعلا (ای امر المضمضۃ والاستنشاق) اتفاقا[2]۔ اور شامی نے اس میں بحث کی ہے لیکن بہرحال احتیاط اسی میں ہے[3]۔

---

[1] ولا یسرح شعرہ ای یکرہ تحریما ولا یقص ظفرہ الا المکسور ولا شعرہ ولا یختن (در مختار) کما فی القنیۃ ان التزیین بعد موتھا والامتشاط وقطع الشعر لا یجوز (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱ ظفیر) [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۱ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر [3] قولہ ولو کان جنبا الخ نقل ابو السعود عن شرح الکنز للشلبی ان ما ذکرہ الخلخالی ای فی شرح القدوری من ان الجنب یمضمض (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

اور نابالغہ لڑکی اگر غیر مراہقہ ہے تو اس کو ہر ایک مرد اور عورت غسل دے سکتا ہے قال فی الفتح الصغیر والصغیرۃ اذا لم یبلغا حد الشہوۃ یغسلہما الرجال والنساء[1] اور مراہقہ کا حکم اس بارہ میں مثل بالغہ کے ہے اور بالغہ عورت کو سوائے عورتوں کے اور کوئی غسل نہیں دے سکتا، شوہر بھی غسل نہیں دے سکتا بلکہ اگر کوئی محرم موجود ہے تو وہ اس عورت کا تیمم کرا دے اور غیر محرم کپڑا اپنے ہاتھ پر لپیٹ کر تیمم کرا دے اور کفن پہنا کر نماز پڑھ کر دفن کریں۔ درمختار میں ہے ماتت بین رجال او ھو بین نساء یممہ المحرم فان لم یکن فالاجنبی بخرقۃ الخ[2] وفیہ ایضاً ویمنع زوجہا من غسلہا ومسہا الخ فقط[3]

عورت کو شوہر غسل نہیں دے سکتا ہے البتہ دیکھ سکتا ہے	**سوال** (۲۰۷۲) زن متوفیہ را نظر کردن وغسل دادن برائے شوہر جائز است یا نہ۔

الجواب:۔ نظر کردن شوہر زوجہ متوفیہ خود را جائز است وغسل دادن جائز نیست ویمنع زوجہا من غسلہا لا من النظر الیہا علی الاصح۔ درمختار[4]۔ وآنچہ برجواز غسل زوجہ از فعل حضرت علیؓ کہ حضرت فاطمہؓ را بعد وفات اوشان غسل دادہ اند استدلال کردہ میشود صاحب درمختار آنرا بدیں طور جواب دادہ است کہ فعل حضرت علیؓ مخصوص بایشان است

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) ویستنشق غریب مخالف لعامۃ الکتب اھ قلت وقال الرملی ایضاً فی حاشیۃ البحر الطلاق المتون والشروح والفتاوی یشمل من مات جنبا ولم ار من صرح بہ لکن الاطلاق یدخلہ والعلۃ تقتضیہ اھ وما نقلہ ابو السعود عن الزیلعی من قولہ بلا مضمضۃ واستنشاق ولو جنباً صریح فی ذالک لکنی لم اردہ فی الزیلعی (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص۸۰۰ ج ۱) ظفیر

[1] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز قبیل مطلب فی الکفن ص۸۰۶ ج ۱ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز قبیل مطلب فی الکفن ص۸۰۶ ج ۱ ۱۲ ظفیر [3] ایضاً ص۸۰۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر [4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص۸۰۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

کہ علاقہ زوجیت اوشاں بعد وفات باقی است لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کل سبب ونسب ینقطع بالموت الا سببی ونسبی[1] ۔ ودر شامی از شرح مجمع نقل کردہ کہ حضرت فاطمہؓ را ام ایمن غسل دادہ است نہ حضرت علیؓ پس ایں جواب ثانی است از استدلال مذکور[2] ۔ فقط

حالت جنابت میں ایک عورت مرگئی، غسل کا طریقہ کیا ہے

سوال (۲۱۲۷) ایک عورت بحالت جنابت مرگئی غسل کا کیا طریقہ ہے۔

الجواب: ۔ حالت جنابت میں مرجانے سے اس کے غسل میں کچھ تفاوت نہ ہوگا جیسا کہ دیگر اموات کو غسل دیا جاتا ہے اسی طرح میت جنبی کو غسل دیا جاوے گا۔ البتہ درمختار میں امداد الفتاح سے نقل کیا ہے کہ میت جنبی کے غسل میں مضمضہ واستنشاق بھی کیا جاوے لیکن شامی نے اس کو رد کیا ہے اور زیلعی سے نقل کیا ہے کہ غسل میت بلا مضمضہ واستنشاق ہے[3]۔

---

[1] قلنا ھذا محمول علی بقاء الزوجیة لقولہ علیہ السلام کل سبب و نسب ینقطع بالموت الا سببی ونسبی (ایضاً ج ۱ ص ۸۰۳) ظفیر۔

[2] قال فی شرح المجمع لمصنفہ فاطمةؓ غسلتھا ام ایمن حاضنتہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی عنھا فتحمل روایة الغسل لعلی رضی اللہ عنہ علی معنی التھیئة والقیام التام باسبابہ (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳) ظفیر۔

[3] ویوضأ من یؤمر بالصلاة بلا مضمضة واستنشاق وقیل یفعلان بخرقة وعلیہ العمل الیوم ولو کان جنبا او حائضا او نفساء فعلا اتفاقا تتمیما للطھارة کما فی امداد الفتاح (درمختار) نقل ابو السعود عن شرح الکنز للشلبی ان ما ذکرہ الخلخالی ای فی شرح القدوری من ان الجنب یمضمض ویستنشق غریب مخالف لعامة الکتب اھ (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۱) ظفیر۔

میت کے سرمہ لگانا اور کنگھی کرنا کیسا ہے

سوال (۲۷۲۲) میت کی آنکھوں میں سرمہ لگانا اور سر میں کنگھی کرنا بعد کفنانے کے درست ہے یا نہیں۔

الجواب: درست نہیں ہے۔ در مختار میں ہے ولا یسرح شعرہ ای یکرہ تحریماً (فی الشامی عن القنیۃ ان التزیین بعد الموت والامتشاط وقطع الشعر لا یجوز الخ[1] فقط۔

عورت خاوند کو اور خاوند بیوی کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۷۲۳) عورت اپنے خاوند کو اور خاوند اپنی عورت کو غسل دے سکتے ہیں؟ احسن طریقہ بلا ضرورت کیا ہے؟

محرم عورتوں کو مرنے کے بعد غسل دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۷۲۴) علاوہ منکوحہ کے مرد دیگر محرم عورتوں کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱) عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اور شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو غسل نہیں دے سکتا البتہ دیکھنے کی اجازت ہے[2]۔

(۲) غسل نہیں دے سکتا بلکہ ایسے موقع پر تیمم کرانے کا حکم ہے[3]۔ فقط۔

خنثیٰ مشکل کو غسل کون دے

سوال (۲۷۲۵) خنثیٰ مشکل کو غسل کون دے سکتا ہے۔

الجواب: خنثیٰ مشکل کو غسل کوئی نہیں دے سکتا، نہ مرد اور نہ عورت بلکہ اس کو تیمم کرایا جاوے گا۔ ویمم الخنثی المشکل لو مراھقاً۔ درمختار[4]۔ فقط۔

---

[1] رد المختار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] یمنع زوجہا من غسلہا ومسہا لا من النظر الیہا علی الاصح وھی لا تمنع من ذالک (الدر المختار علی ہامش رد المختار ص ۸۰۳ ج ۱) ظفیر۔ [3] اذا کان للمرأۃ محرم یممہا بیدہ واما الاجنبی فبخرقۃ علی یدہ ویغض بصرہ (رد المختار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱) ظفیر۔ [4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

جسے غسل دینا نہ آئے اگر وہ غسل دیدے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۷۲۶) جس شخص کو میت کو غسل دینا نہ آتا ہو اور وہ میت کو غسل دیدے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس پر کچھ گناہ شرعاً نہیں ہے لیکن حتی الوسع غسل میت اس شخص سے کرانا چاہئے جو طریق سنت کے موافق میت کو غسل دے۔ فقط

میت کے غسل کے لئے گھر کے برتنوں میں پانی گرم کرنا اور غسل دینا درست ہے

سوال (۲۷۲۷) آجکل کے لوگوں کا یہ بھی طریقہ ہے کہ میت کے غسل دینے کیلئے اپنے گھر کے برتن استعمال نہیں کرتے، یہ رسم کیسی ہے۔

الجواب:۔ گھر کے پاک برتنوں میں پانی گرم کرنے اور اور غسل دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

اگر عورت مردوں میں یا مرد عورتوں میں مرجائے تو غسل کی کیا صورت ہوگی

سوال (۲۷۲۸) اگر عورت مردوں میں مرجاوے اور کوئی عورت نہ ہو۔ یا مرد عورتوں میں مرجاوے اور کوئی مرد نہ ہو تو غسل اور تجہیز وتکفین کی کیا صورت ہوگی۔

الجواب:۔ درمختار میں یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہے ماتت بین رجال اوھو بین نساء یممہ المحرم فان لم یکن فالاجنبی بخرقۃ[1] یعنی کوئی عورت مردوں میں مرگئی یا مرد عورتوں میں مرگیا تو اگر کوئی محرم موجود ہے تو وہ بلا خرقہ کے تیمم کرادے اور اگر محرم نہیں ہے تو اجنبی شخص خرقہ کے ساتھ تیمم کرادے۔ فقط۔

شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۷۲۹) فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ شوہر اپنی بیوی متوفیہ کو غسل نہیں دے سکتا ہے لیکن بلوغ المرام میں بحوالہ نسائی وابن ماجہ میں لکھا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عائشہ اگر تم پہلے میرے سے انتقال کرجاؤگی تو میں خود اپنے ہاتھ سے تم کو غسل دوں گا، یہ فرمانا کیسا ہے۔ عالمگیری کا لکھنا صحیح ہے یا کیا۔

الجواب:۔ جیسا کہ عالمگیری میں ہے ایسا ہی درمختار وشامی وغیرہ کتب فقہ میں ہے

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص۸۰۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

اور حنفیہ کا یہی مذہب ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا آپ کی خصوصیات میں سے ہے اسی طرح حضرت علی کا غسل دینا حضرت فاطمہؓ کو ان کی خصوصیت ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے یہی جواب دیا۔ کذا فی الشامی۔[1]

غسل دینے کے لئے مردہ کو کیسے لٹائیں

سوال (۲۷۳۰) میت کو غسل دیتے وقت اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس کو روبقبلہ ہونے کے لئے مشرق مغرب لٹاتے ہیں، اسی طرح بہتر ہے یا شمال جنوب، کونسا طریقہ مسنون ہے۔

الجواب:۔ دونوں طرح درست ہے اور دونوں طریق موافق شریعت کے ہیں کذا فی الشامی[2]۔ فقط۔

غیر دیندار سے میت کو غسل دلانا اچھا نہیں

سوال (۲۷۳۱) آجکل لوگوں نے یہ طریق پکڑ لیا ہے کہ میت کو فقیروں سے غسل دلاتے ہیں اور ان کے یہاں پیشہ زناکاری وغیرہ کا ہوتا ہے۔ صوم وصلوٰۃ کے قریب نہیں جاتے اور احکام غسل کو بھی پورا نہیں کر سکتے، ایسے لوگوں کا غسل دینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسے لوگوں سے غسل دلانا اچھا نہیں ہے، غسل دینے والا صالح شخص ہونا چاہئے۔[3]

---

[1] فتحمل رواية الغسل لعلى على معنى التهيأ والقيام التام باسبابه ولئن تثبت الرواية فهو مختص به الا ترى ان ابن مسعودؓ لما اعترض عليه بذلك اجابه اما علمت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان فاطمة زوجتك فى الدنيا والآخرة فادعاء الخصوصيه دليل على ان المذهب عندهم عدم الجواز (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۰۳ / ج ۱) ظفیر

[2] دیکھئے رد المحتار للشامی ص ۸۰۰ ج ۱ باب الجنائز ۱۲ ظفیر۔

[3] والاولى فى الغاسل ان يكون اقرب الناس الى الميت فان لم يحسن الغسل فاهل الامانة والورع (غنية المستملى ص ۵۳۷) ظفیر۔

میت کو غسل دیتے وقت پیر کس طرف ہوں

سوال (۲۷۳۲) میت کو نہلاتے وقت پیر کس طرف ہونے چاہئیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قبلہ کی طرف میت کے پیر ہونے چاہئیں۔

الجواب:- یہ بھی ایک قول ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ منہ قبلہ کی طرف اور سر بجانب شمال اور پیر بجانب جنوب ہوں[1] فقط۔

مردہ کے غسل کی ہئیت کیا ہو

سوال (۲۷۳۳) وقت غسل میت کے پیر کس جانب کئے جاویں۔

الجواب:- فی الدر المختار ویوضع کما مات کما تیسر فی الاصح علی سریر مجمر الخ قال فی الشامی وقیل یوضع الی القبلۃ طولا وقیل عرضا کما فی القبر[2] افادہ فی البحر الخ جلد اول ص ۵۷۳ کتاب الجنائز۔ اس عبارت سے واضح ہوا کہ بعض نے فرمایا ہے کہ غسل کے وقت میت کو قبلہ کی طرف پیر کر کے لٹا دیں اور بعض نے فرمایا کہ منہ قبلہ کی طرف کر کے لٹا دیں جیسا کہ قبر میں۔ لیکن صحیح تر یہ ہے کہ جو طریق آسان ہو اور سہل ہو ویسا کریں۔ معمول یہ ہے کہ منہ قبلہ کی طرف کرتے ہیں فقط۔

بوقت غسل آنحضرت کے پیر کس طرف تھے

سوال (۲۷۳۴) وقت غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر کس طرف تھے اور سر کس طرف۔

الجواب:- یہ امر کہیں منقول نہیں ہے کہ وقت غسل آپ کے پیر کس طرف تھے اور سر کس طرف۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دربارۂ خانۂ کعبہ کہ یہ تمہارا قبلہ ہے زندگی میں اور مرنے کے بعد اس طرف مشیر ہے کہ جیسے قبر میں میت کو رکھا جاتا ہے

---

[1] ویوضع کما مات کما تیسر فی الاصح علی سریر مجمر وترا (درمختار) وقیل یوضع الی القبلۃ طولا وقیل عرضا کما فی القبر افادہ فی البحر (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۵۷۹ ج ۱ وص ۵۸۰) ظفیر

[2] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۵۸۰۔ ۱۲ ظفیر۔

اسی طرح غسل کے وقت لٹا دیں جیسا کہ اب معمول ہے۔ فقط۔

مرنے کے بعد شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو دیکھ سکتی ہے

سوال (۲۷۳۵) اگر بیوی مرجاوے تو خاوند کو بعد الموت بیوی کا دیکھنا جائز ہے یا نہیں یا برعکس صورت ہو یعنی خاوند مرجاوے تو اس کے شوہر کو مرنے کے بعد دیکھنا اس کا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر زوجہ مرجاوے تو اس کے شوہر کو مرنے کے بعد دیکھنا اسکا جائز ہے۔ اسی طرح عکس اس کا درست ہے۔ کذا فی الدر المختار[1] وغیرہ۔

خنثیٰ کو غسل عورت دے یا مرد

سوال (۲۷۳۶) ایک میت کہ جس کا ستر مرد اور عورت دونوں کا ہو تو اس کو غسل مرد دے یا عورت۔

الجواب:- اگر میت خنثیٰ مشکل ہے تو اس کو غسل نہیں دیا جائے گا، نہ مرد غسل دے نہ عورت بلکہ تیمم کرایا جاوے۔ و یمم لخنثی المشکل ولو مراهقا الخ درمختار[2]

مردے کو کیوں غسل دیتے ہیں

سوال (۲۷۳۷) مردہ کو غسل دینے کی کیا وجہ ہے۔

مسلمان لاش کو غیر مسلم چھو سکتے ہیں یا نہیں

سوال (۲۷۳۸) مسلمان کی لاش غیر مسلم مس کرے یا مسلمان کے لئے استغفار کرے، یا اس کے جنازہ کی نماز پڑھے تو اسکو ممانعت کرنا ضروری ہے۔

الجواب:- (۱) مردہ کو غسل دینے سے غرض اسکی نظافت اور اظہار حرمت وغیرہ ہے[3]

---

[1] ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر الیها علی الاصح الخ وهی لا تمنع من ذالك ولو ذمیة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۰۶ ج ۱ ۔ ظفیر۔

[3] غسل کی وجہ فقہاء نے لکھی ہے للتنجسه بالموت قیل نجاسة خبث وقیل حدث (در مختار) وقد روی فی حدیث ابی هریرة سبحان الله المومن لا ینجس حیا ولا میتا الخ وقد اخرج الحاکم عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تنجسوا موتاکم فان المسلم لا ینجس حیا ولا میتا وقال صحیح علی شرط البخاری ومسلم فیترجح القول بانه حدث (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(۲) مسلمانوں کو جوان کے ذمہ فرض ہے غسل اور نماز جنازہ وغیرہ اس کو پورا کرلیں پھر اگر کوئی کافر مس کرے یا استغفار کرے یا اپنے طور پر نماز جنازہ پڑھے اس سے نہ کسی کو کچھ ضرر نہ کچھ نفع۔ اگر قدرت ہو منع کریں ورنہ خاموش رہیں[1]

غسل جو چاہے دے یا متعین آدمی اور غسل دینے والے پر غسل ضروری نہیں

سوال (۲۷۳۹) غسل دینے والا مقرر ہونا چاہئے یا عام دے سکتے ہیں جب کہ وہ مسائل غسل سے واقف ہو اور غسل دینے والے کو بعد غسل دینے کے غسل کرنا ضروری ہے یا مسنون۔

الجواب: ہر ایک واقف شخص غسل دے سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وہ شخص غسل دے جو کچھ عوض اور اجرت نہ لے[2] اور مردے کو غسل دینے والے پر غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔

شوہر اپنی عورت کے جنازہ کو ہاتھ لگا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۷۴۰) ایک عورت منکوحہ نے انتقال کیا، مرحومہ کے شوہر کو قبر میں اتارنا اور جنازہ کو ہاتھ لگانا درست اور جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ عورت کے مرنے کے بعد اس کا شوہر اس سے اجنبی ہو جاتا ہے اور علاقہ نکاح منقطع ہو جاتا ہے اس لئے غسل دینا اور ہاتھ لگانا فقہاء نے ممنوع لکھا ہے کما یجئی عن الدر المختار۔ لیکن دیکھنا اور جنازہ کو اٹھانا درست ہے اور قبر میں اتارنا بھی بضرورت درست ہے کیونکہ قبر میں اتارنے میں کفن حائل ہوتا ہے لہذا کفن کے اوپر کو ہاتھ لگانا بضرورت درست ہے۔ یعنی جبکہ کوئی محرم موجود نہ ہو اور اگر محرم موجود ہو تو وہی قبر میں اتارے۔ قال فی الدرالمختار ویمنع زوجہا عن غسلہا ومسہا لا من النظر الیہا (وفی الشامی ناقلاً عن الخانیۃ انہ اذا کان للمرأۃ محرم یمسہا بید ہ واما الاجنبی

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) الخ فانما یطہر بالغسل کرامۃ للمسلم (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۷۹۹) ظفیر۔ [1] قال اللہ تعالیٰ۔ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ۱۲ ظفیر

[2] والافضل ان یغسل المیت مجاناً الخ (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۲) ۱۲ ظفیر

فجزئه علی بدنه[1] الخ فقط۔

میت کو غسل کس طرح دیا جائے

سوال (۲۷۴۱) اگر میت کو غسل دینا ہو تو کس صورت سے دیویں؟ کیا یہ سنت ہے یا فرض یا واجب؟ اور کس طور سے نہلا دیں؟ اور جو شخص بلا ترکیب میت کو غسل دیوے اور خوب پانی بدن مردہ پر ترا دے اور قاعدہ غسل سے ناواقف ہو تو اس کا غسل ٹھیک ہوا یا نہیں۔

الجواب:۔ میت کے غسل کی کیفیت یہ ہے کہ استنجا کرانے کے بعد اس کو وضو کرائی جاوے اور اس کا سر اور اس کے تمام بدن پر بیری کے پتوں میں پکا ہوا پانی ڈالا جائے اور اس کا سر و داڑھی خطمی سے دھوئی جاوے اور بائیں کروٹ پر لٹا کر داہنی کروٹ کی طرف پانی بہا دیا جاوے پھر داہنی کروٹ کی طرف لٹا کر بائیں کروٹ دھوئی جائے پھر اس کو کسی سہارے سے بٹھا کر اس کے پیٹ کو آہستہ سے ملا جاوے جو کچھ نجاست نکلے اس کو دھویا جاوے پھر اس کو لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیا جاوے۔ اسمیں سنت و فرض غسل سب ادا ہو جاویں گے اور فرض صرف ایک بار بدن کا دھونا ہے۔ باقی سب امور سنت ہیں۔ بلا ترتیب اگر میت کو غسل دیا گیا تو غسل ادا ہو گیا مگر بہتر یہ ہے کہ موافق سنت کے غسل دیا جائے جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ فقط۔

میت کے غسل دینے کے لئے کیسا پانی ہونا چاہئے

سوال (۲۷۴۲) یہ مشہور ہے کہ میت کے غسل دینے کے لئے پہلا پانی بیری کے پتوں کا جوشاندہ اور دوسرا پانی مع کافور کے جوشاندہ تیسرا پانی خالص بغیر جوش دادہ ہو۔ اس میں صحیح کیا ہے؟

الجواب:۔ شامی نے غسل میت کے بارہ میں یہ تفصیل کی ہے کہ پہلے خالص پانی سے غسل دیا جاوے پھر بیری کے پتوں کا پکا ہوا پانی پھر کافور ملا ہوا پانی ڈالا جائے۔ اور فتح القدیر سے نقل کیا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ اول دو مرتبہ بیری کے پتوں کا پکا ہوا پانی

---

[1] رد المحتار، باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱۔ ظفیر۔

اور تیسرا کافور ملا ہوا۔ فقط۔[1]

مجبوری میں شوہر اپنی مردہ عورت کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۷۴۳) زید اپنی عورت میت کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں (یعنی جب کہ کوئی عورت وہاں موجود نہ ہو)

الجواب:۔ شامی میں ہے کہ مرد اپنی عورت مردہ کو تیمم کرا دے، اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر غسل نہ دیوے کیونکہ عورت کو غسل عورت ہی دے سکتی ہے مرد اگرچہ محرم ہے تب بھی تیمم ہی کرا دے۔ قال فی الشامی فلا یغسل الرجل المرأۃ وبالعکس اھ ونقل عن الخانیۃ انہ اذا کان للمرأۃ محرم یممہا بیدہ واما الاجنبی فبخرقۃ علی یدہ ویغض بصرہ عن ذراعہا وکذا الرجل فی امرأتہ الا فی غض البصر اھ ولعل وجہہ ان النظر اخف من المس فجاز لشبہۃ الاختلاف۔ شامی ص ۸۰۳ ج ۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ مفتی ، ، ، عنہ۔

جذامی کو غسل دیا جائے یا نہیں

سوال (۲۷۴۴) جذامی کو غسل دیا جائے یا نہیں۔

الجواب:۔ جذامی شخص اگر فوت ہو جائے اس کو غسل دیا جائے جیسا کہ تمام مسلمانوں کو دیا جاتا ہے اور تجہیز و تکفین کر کے اس کے جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دیا جائے

حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینا کیسا تھا

سوال (۲۷۴۵) زید کہتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دیا ہے ہم کیوں نہیں دے سکتے۔ بچوں کا ماں کے لب و پیشانی کو بوسہ دینا بھی جائز ہے، دوسرا

---

[1] ذکر شیخ الاسلام ان الاولی بالقراح ای الماء الخالص والثانیۃ بالمغلی فیہ سدر والثالثۃ بالذی فیہ کافور قال فی الفتح والاولی ان الاولیین بالسدر کما ھو ظاہر الہدایۃ لما فی ابی داؤد بسند صحیح ان ام عطیۃ تغسل بالسدر مرتین والثالثۃ بالماء والکافور ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۲ ج ۱ ظفیر

فریق کہتا ہے کہ زید کے اقوال مردود ہیں۔ حضرت علیؓ کا اپنی زوجہ کو غسل دینا خصوصیات سے تھا۔

الجواب :۔ علامہ شامی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینے کا قصہ نقل فرمایا ہے کہ شرح مجمع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ کو حضرت ام ایمن نے غسل دیا تھا حضرت علی کو غاسل کہنا مجازاً ہے کہ انھوں نے سامان غسل مہیا فرمایا اور اگر تسلیم کر لیا جائے تو وہ خصوصیت حضرت علیؓ کی ہے جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فاطمة زوجتك فی الدنیا والآخرة اور دلیل خصوصیت دوسری حدیث بھی ہے کل سبب ونسب ینقطع بالموت الا سببی ونسبی بہرحال شوہر کو غسل دینا اپنی زوجہ کو درست نہیں ہے۔ زید کا قول غلط ہے اور دوسرا فریق جو غسل زوج اور تقبیل ومس زوج کو حرام کہتا ہے اس کا قول صحیح ومعتبر ہے باقی بچوں کا اپنی ماں کو بوسہ دینا اور چومنا اس بحث سے خارج ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ ماں اپنے بچوں کی محرمہ ہے اور بچوں کو اپنی ماں کو ہاتھ لگانا اور تقبیل وجہ کرنا ممنوع نہیں ہے۔ اسی طرح ماں باپ کو اپنی اولاد کے ساتھ یہ معاملہ کرنا درست ہے۔ بہرحال شوہر کو کسی طرح افعال مذکورہ اپنی زوجہ میتہ کے ساتھ درست نہیں ہے۔ فقط۔

فصل ثالث

مُردوں کے کفن کا بیان

سوال (۲۷۴۶) میت کو بعد کفن پہنانے کے امام مسجد کی چٹھی لکھکر دونوں ہاتھوں میں دینا جائز ہے یا نہیں۔	کفن پہنانے کے بعد امام کی چٹھی دینا بے اصل ہے

الجواب :۔ بالکل بے اصل ہے۔ ایسے لغو فعل سے بچنا

چاہئے[1]۔ فقط۔

زندگی میں اپنے لئے کفن اور قبر تیار کرنا کیسا ہے

سوال (۲۰۴۷) ایک شخص کو اپنی زندگی میں کفن اور قبر تیار کر لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے ویحفر قبرا لنفسه وقیل یکره والذی ینبغی انه لا یکره تهیئة نحو الکفن بخلاف القبر[2] اور شامی کے نزدیک راجح یہ ہے کہ قبر کا کھودنا جائز ہے وفی التاتارخانیة لا بأس به ویؤجر علیه هکذا عمل عمر بن عبد العزیز والربیع بن خیثم وغیرهما[3] شامی۔ فقط۔

لڑکے اور لڑکیوں کی کفن کی تعداد کیا ہے

سوال (۲۰۴۸) لڑکے اور لڑکیوں کی کفن کی تعداد کیا ہے۔

الجواب:- لڑکوں اور لڑکیوں کا کفن بالغین کے موافق ہو تو بہتر ہے اور جائز یہ بھی ہے کہ ایک یا دو کپڑا ہو والمراهق کالبالغ ومن لم یراهق ان کفن فی واحد جاز۔ درمختار۔ اقول قوله حسن اشارة انه لو کفن بکفن البالغ یکون احسن۔ ردالمحتار۔ شامی[4]۔ فقط۔

عورت کے کفن میں سینہ بند اوپر رہنا چاہئے یا نیچے

سوال (۲۰۴۹) مرد اپنی زوجہ متوفیہ کو دیکھ سکتا ہے یا نہ؟ اور قبر میں اتار سکتا ہے یا نہ؟ اور عورت بھی اپنے شوہر کو دیکھ سکتی ہے یا نہ؟ عورت کے کفن میں خرقہ یعنی سینہ بند سب کپڑوں کے اوپر رہنا چاہئے یا قمیص کے نیچے؟ اوپر نیچے سے کیا مطلب ہے؟۔

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد متفق علیه (مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۲۷) ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [3] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۵ ج ۱ ظفیر۔ [4] ردالمحتار ص ۸۰۹ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

الجواب:۔ مرد اپنی زوجہ کو بعد وفات دیکھ سکتا ہے اور قبر میں اتار سکتا ہے اور عورت بھی اپنے شوہر کو دیکھ سکتی ہے۔ خرقہ سینہ کا لفافہ کے نیچے اور قمیص کے اوپر ہونا چاہیئے یعنی لفافہ نظر میں سب سے اوپر رہے اس کے بعد سینہ بند اور اگر لفافہ کے اوپر رکھا جاوے تب بھی خرابی نہیں ہے جائز ہے۔ اول لفافہ بچھانا چاہیئے تاکہ لپیٹنے کے بعد اوپر رہے[۱] ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر إليها على الأصح (إلى قوله) وهي لا تمنع من ذلك۔ در مختار[۲]۔ فقط۔

دوبارہ نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۷۵۰): نماز جنازہ پڑھ کر جب میت کو دفن کر دیا جائے تو پھر اس میت کی قبر پر نماز جنازہ جائز ہے یا نہ؟ اگر جائز ہے تو جن لوگوں نے پہلے نماز جنازہ پڑھی تھی وہ بھی نماز میں شامل ہو سکتے ہیں یا نہیں اور پہلا ہی امام نماز جنازہ دوبارہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر پہلی نماز ولی نے پڑھی یا اس کی اجازت سے دوسرے نے پڑھائی اور ولی شامل جماعت ہوا تو پھر کسی دوسرے کو دوبارہ اس میت پر یا اس کی قبر پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ در مختار میں ہے وان صلی هو ای الولی بحق الخ لا یصلی غیرہ بعدہ[۳] الخ اور اگر ولی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی تو اس کو اعادہ کا حق ہے لیکن جو لوگ پہلے نماز پڑھ چکے ہیں وہ شریک نہ ہوں[۴]۔ فقط۔

---

[۱] وهي تلبس الدرع ويجعل شعرها الخ (إلى قوله) والخمار فوقه أي الشعر تحت اللفافة (در مختار) تربط الخرقة على الثدين فوق الأكفان يحتمل ان يراد به تحت اللفافة وفوق الإزار والقميص وهو الظاهر آه (رد المحتار ص ۸۰۹ ج ۱)

[۲] الدر المختار على هامش رد المحتار ص ۸۰۳ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔ [۳] الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔ [۴] وفيه حكم صلاة من لا ولاية له كعدم الصلاة الخ (در مختار) والمراد يصلي عليه الولي ان شاء لأجل حقه لا لإسقاط الفرض (رد المحتار باب الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱) ظفیر

کفن سے متعلق مذکورہ تصریح درست ہے یا نہیں

سوال (۲۷۵۱) کفن مسنون میت مرد کے لئے صرف تین کپڑے کفنی۔ ازار۔ چادر ہیں عورت کے واسطے پانچ کپڑے، دوپٹہ وسینہ بند علاوہ کفن مذکورہ کے ہیں اور پیمائش کفنی گردن سے لیکر ٹخنوں تک ازار یعنی تہبند سر سے پیروں تک اور چادر ایک ہاتھ زیادہ تہبند سے طول میں اور عرض ازار چادر کا اس قدر کہ میت اچھی طرح لپٹ سکے اور دوپٹہ ہاتھ بھر اور سینہ بند سینہ سے لیکر رانوں تک، آیا یہ تصریح مذکور صحیح ہے یا غلط۔

اوپر کی چادر اور دستانے کفن میں داخل ہیں یا خارج

سوال (۲۷۵۲) اوپر کی چادر اور دستانہ وغیرہ جو غسال کے واسطے بنائے جاتے ہیں وہ داخل کفن ہیں یا نہیں۔

الجواب:- (۱) کفن عورت و مرد کی جو تفصیل آپ نے لکھی ہے صحیح ہے موافق ہے تفصیل کتب فقہ کے۔

(۲) چارپائی کے اوپر کی چادر اور دستانہ غسال کے داخل کفن نہیں ہیں لیکن چادر اوپر کی اس وجہ سے مستحسن ہے کہ میت کو عزت کے ساتھ لیجانا چاہئے اور دستانہ بوجہ ضرورت غسل ومس عورت ضروری ہے۔ فقط۔

میت کو کفناتے وقت اسکے ہاتھ کہاں رکھے جائیں

سوال (۲۷۵۳) میت کو کفناتے وقت دونوں ہاتھ شکم پر رکھدیویں یا سیدھے کرکے رانوں کی برابر رکھدیں۔

الجواب:- دونوں ہاتھ سیدھے کرکے برابر میں کر دیئے جائیں[1]۔ فقط۔

کفن میں عمامہ دینا مکروہ ہے

سوال (۲۷۵۴) عالموں کے کفن میں عمامہ دینا سنت ہے یا نہیں۔

---

[1] دیکھئے ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی الکفن ص ۸۰۶ ج ۱ ظفیر [2] دیوضع یداہ فی جانبیہ لا علی صدرہ لانہ من عمل الکفار (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱) ظفیر۔

الجواب :- درمختار میں ہے وتکرہ العمامۃ للمیت فی الاصح مجتبی - واستحسنہا المتاخرون للعلماء والاشراف الخ وفی الشامی والاصح انہ تکرہ العمامۃ[1] بکل حال - الخ پس معلوم ہوا کہ کراہت عمامہ کی راجح ہے -

مرد وعورت کی کفنی میں گریبان کس طرف کیا جائے

سوال (۲۷۵۵) میت مرد ہو یا عورت قمیص کا گریبان پیچھے گردن کی طرف کرنا جائز ہے یا نہیں -

الجواب :- مرد اور عورت کی کفنی میں اگر شق مساوات ہو تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ بہت سے فقہاء نے درع اور قمیص کو مترادف فرمایا ہے اور جن فقہاء نے انمیں فرق کیا ہے تو اس سے بھی لزوم اس کا ثابت نہیں ہے بلکہ شرح منیہ میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ امر عادت پر موقوف ہے - اب چونکہ عادت یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کا شق گریبان سینہ پر ہوتا ہے اس لئے دونوں کی کفنی میں یہ درست ہے اور اگر فرق مذکور کیا جائے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے - غرض یہ ہے کہ یہ فرق لازم نہیں ہے[2] فقط

جنازہ کے اوپر چادر ڈالنا کیسا ہے

سوال (۲۷۵۶) میت پر مسنون کفن کے علاوہ اکثر مرد پر شال عورت پر کوئی اور رنگدار دوپٹہ میت کے وارث اپنی عزت کے لئے ڈالتے ہیں جو بعد دفن گورکن لے لیتا ہے - یہ کپڑا مسنون ہے یا نہیں نیز امام اس کپڑے کو اتروا کر نماز جنازہ پڑھاتے ہیں ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں

الجواب :- مسنون کفن کے علاوہ مرد اور عورت کے جنازہ پر سفید چادر

---

[1] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی الکفن ص ۸۰۶ ج ۱ وص ۸۰۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر

[2] والقمیص من المنکب الی القدم والدرع ہو القمیص الا انہ الذی بفتح جیبہ علی الصدر والقمیص بفتح جیبہ علی الکتف وقد کان القمیص من عادۃ الرجال والدرع من عادۃ النساء فی الحیاۃ فکذا فی الموت غنیۃ المستملی فصل فی الجنائز بحث ثالثۃ کغنیۃ ص ۵۳۷ وص ۵۳۸ ظفیر غفرلہ -

چادر ڈالدینے میں تو کچھ حرج نہیں ہے جیسا کہ عام رواج ہے لیکن عورت کے جنازہ پر رنگدار کپڑا ڈالنا اچھا نہیں ہے لیکن جب کہ وہ پاک ہے تو نماز پڑھنے کے وقت اس کے ساتھ نماز پڑھنا بھی جائز ہے نماز کے لئے اس کے آتارنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اول سے رنگدار کپڑا نہ ڈالا جاوے کیونکہ مستحب یہ ہے کہ میت پر سفید کپڑا ہو[۱]۔ فقط۔

کفن میں تہبند دینا کیسا ہے اور قبر میں بند کھولدینا چاہئے

سوال (۱۰۷۵) میت مرد کو کفن میں تہبند دینا چاہئے یا نہیں اور مردہ کو لحد میں رکھ کر بند کفن کے کھولنا کیسا ہے

الجواب:۔ مرد میت کے لئے تین کپڑے سنت ہیں۔ کرتہ۔ تہبند۔ چادر یعنی جس کو لپیٹ کی چادر کہتے ہیں جس میں میت کو لپیٹا جاتا ہے اور اس پر گرہ لگائی جاتی ہے[۲]، وہ سب گرہ لحد میں رکھ کر کھولدینی چاہئے جیسا کہ مروج ہے۔ پس یہ طریقہ موافق سنت کے ہے[۳]۔ فقط۔

---

[۱] ولا بأس فی الکفن ببرد وکتان وفی النساء بحریر ومزعفر ومعصفر بجوازہ لکل ما یجوز لبسہ حال الحیاۃ واحبہ البیاض (درمختار)، والجدید والغسیل فیہ سواء (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص۸۱۳) ظفیر۔ [۲] ولبس فی الکفن ازار وقمیص ولفافۃ (درمختار) قولہ ازار ھو من القرن الی القدم الخ واللفافۃ تزید علی ما فوق القرن والقدم لیلف فیھا المیت وتربط من الاعلیٰ والاسفل (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی الکفن ص۸۱۲) معلوم ہوا تہبند نام ہے چھوٹی چادر کا۔ اس کے علاوہ الگ سے کوئی تہبند نامی چیز نہیں ہے ۱۲ ظفیر۔ [۳] ویستحب ان یدخل من قبل القبلۃ الخ وحل العقدۃ للاستغناء عنھا ویسوی اللبن علیہ والقصب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی دفن المیت ص۸۳۶ و ص۸۳۷ ج۱) ظفیر۔

بعد تدفین تلقین

سوال (۲۸۵۸) در مختار کی روایت ولایلقن بعد تلحیدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تلقین کرنا نہ کرنا بعد دفن کے برابر ہے۔ مگر شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد دفن کے تلقین نہ کرنا معتزلہ کا مذہب ہے۔ شامی۔ ذکر فی المعراج انه ظاهر الروایة ثم قال وفی .... الکافی عن الشیخ الزاهد الصفار ان هذا علی قول المعتزلة لان الاحیاء بعد الموت عندهم مستحیل اما عند اهل السنة فالحدیث ای لقنوا موتاکم الحدیث۔ پوری تشریح سے مطمئن فرمائیے۔

الجواب:۔ معتزلہ کا قول تلقین بعد التلحید کی ممانعت اور استحالہ کا ہے، اور اہل سنت وجماعت کے مذہب کا حاصل یہ ہے کہ ممنوع نہیں ہے بلکہ حسب تحقیق محققین اولی تلقین بعد التلحید ہے اور فی الحقیقت حدیث لقنوا موتاکم مجاز پر محمول ہے یعنی قریب الموت کو میت فرمایا۔ لیکن اگر حقیقت پر حمل کیا جاوے تو کچھ استحالہ نہیں ہے اور وہ بھی جائز ہے یعنی تلقین بعد التلحید بھی جائز ہے اور اس میں کچھ استحالہ اور ممانعت نہیں ہے کما یقوله المعتزلة[1]۔ فقط۔

نماز جنازہ کے لئے جائے نماز اور اس کا حکم

سوال (۲۸۵۹) جائے نماز میت کی شریعت میں کیا حقیقت ہے اور جو امام نماز میت کی پڑھاوے اور وہ اس جائے نماز کو لیکر

---

[1] ولا یلقن بعد تلحیده وان فعل لا ینهی عنه وفی الجوهرة انه مشروع عند اهل السنة الخ ومن لا یسئل ینبغی ان لا یلقن والاصح ان الانبیاء لا یسئلون ولا اطفال المومنین (در مختار) قال فی شرح المنیة ان الجمهور علی ان المراد منه مجازه ثم قال وانما لا ینهی عن التلقین بعد الدفن لانه لا ضرر فیه بل فیه نفع فان المیت یستانس بالذکر علی ما ورد فی الآثار (رد المحتار باب الجنائز ص ۷۹۷ ج ۱) ظفیر

خواہ اپنے مصرف میں لائے یا کسی دوسرے کو دیدے یہ شریعت میں کیسا ہے۔ اگر امام جانماز میت کی لے کر اپنا کوئی کپڑا بنائے اور اس کو پہن کر نماز پڑھائے، نماز ہوگی یا نہیں اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ جانماز کفن میں داخل نہیں ہے[1]۔ اس کو کفن میں داخل نہ سمجھا جاوے باقی ولی میت وہ کپڑا جس کو دیدیوے وہ مالک ہو جاوے گا۔ مگر اول تو اس کپڑے جانماز کے رکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کسی نے غلطی سے رکھ لیا تو اس کو مالک یعنی ولی یا خود رکھے یا کسی محتاج کو دیدیوے اگر ولی میت نے امام کو وہ کپڑا دیدیا اور امام نے اس سے کوئی کپڑا بنا کر پہنا اور نماز پڑھائی تو نماز اس کے پیچھے درست ہے۔ فقط۔

ہندو کے بنے ہوئے کپڑے کا کفن دینا درست ہے

سوال (۲۷۶۰) ہندوستان میں ہندو وغیرہ کپڑا بنتے ہیں ان کے بنے ہوئے کورے کپڑے کا میت کو کفن دینا اور اس کو پہنکر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درست ہے[2]۔ فقط۔

مرد کے لئے رنگین کفن کا کیا حکم ہے

سوال (۲۷۶۱) مرد کے لئے رنگین کفن کا کیا حکم ہے

---

[1] کفن کی جو صراحت کتب فقہ و حدیث میں ہے اس میں جائے نماز کا کہیں ذکر نہیں۔ بے دلیل فی الکفن ازار و قمیص و لفافۃ الخ (دیکھئے الدرالمختار علی ہامش رد المحتار۔ باب صلاۃ الجنائز صفحہ ۸۰۶/۱) ظفیر۔

[2] خواہ کوئی بنے پاک ہونا شرط ہے۔ اور یہ بازار میں جو کپڑے بنکر بکنے کے لئے آتے ہیں حکماً پاک ہیں جب تک اس کے ناپاک ہونے کا علم نہ ہو۔ ولو شك فی نجاسۃ ماء او ثوب وطلاق او عتق لم یعتبر وتمامہ فی الاشباہ (درمختار) فی التتارخانیۃ، من شك فی انائہ او ثوبہ او بدنہ اصابتہ نجاسۃ اولا فہو طاہر الخ وکذا ما یتخذہ اہل الشرك او الجہلۃ من المسلمین کالسمن والخبز والاطعمۃ والثیاب اھ ملخصاً (ردالمحتار کتاب الطہارۃ قبیل ابحاث الغسل صفحہ ۱۰۲/۱) ظفیر۔

الجواب:- درمختار میں ہے واحبه البیاض[1] - یعنی محبوب تر اور پسندیدہ تر کفن سفید ہے اور شامی میں مزعفر اور معصفر کپڑا مرد کے کفن میں مکروہ لکھا ہے[2]۔ فقط۔

میت مرد وعورت کے لئے کفن کے کتنے کپڑے ہیں

سوال (۲۷۶۲) میت مرد اور عورت کے لئے کفن کے کتنے کپڑے سنت ہیں۔

الجواب:- مرد کے لئے تین کپڑے کفن میں سنت ہیں، ازار وقمیص اور لفافہ اور عورت کے لئے پانچ، قمیص اور ازار اور خمار اور لفافہ اور سینہ بند[3]۔ لفافہ اول بچھایا جاوے پھر قمیص پھر ازار۔ اور عورت کے لئے لفافہ کے اوپر قمیص پھر خمار یعنی اوڑھنی پھر ازار پھر سینہ بند۔ اور بعض کتب میں ہے کہ سینہ بند قمیص کے اوپر اور لفافہ کے نیچے[4]۔ فقط۔

کعبہ کے غلاف کا کفن میں بنانا اور قبر میں رکھنا کیسا ہے

سوال (۲۷۶۳) کعبہ شریف کے

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۱ ج ۱ ظفیر۔ [2] ولا بأس بالکفن ببرود وکتان وفی النساء بحریر ومزعفر ومعصفر (درمختار) وقوله فی کفن النساء واحترز عن الرجال لانه یکره لهم ذلك (رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۰۹ ج ۱) ظفیر۔ [3] السنة ان یکفن الرجل فی ثلاثة اثواب ازار وقمیص ولفافة الخ وتکفن المرأۃ فی خمسة اثواب درع وازار وخمار ولفافة وخرقة تربط فوق ثدییها (هدایہ فصل فی التکفین ص ۱۶۱ ج ۱) ظفیر۔ [4] ثم تبسط اللفافة اولاً ثم یبسط الازار علیها ویقمص ویوضع علی الازار ویلف یساره ثم یمینه ثم اللفافة کذالك وهی تلبس الدرع ویجعل شعرها ضفیرتین علی صدرها فوقه ای الدرع والخمار فوقه ای الشعر تحت اللفافة ثم یفعل کما مر (درمختار) وقول الخجندی تربط الخرقة علی الثدیین فوق الاکفان یحتمل ان یراد به تحت اللفافة وفوق الازار والقمیص وهو الظاهر وفی الاختیار تلبس القمیص ثم الخمار فوقه ثم تربط الخرقة فوق القمیص (رد المحتار باب الجنائز مطلب فی الکفن ص ۸۰۸ وص ۸۰۹ ج ۱) ظفیر۔

غلاف کے نیچے کی تہ سے میت کو کفن دینا جائز ہے یا نہیں اور اوپر کے غلاف سے ٹکڑے کو جس پر کلمہ شریف لکھا ہوتا ہے میت کے ساتھ قبر میں رکھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ اس کے پارچہ متبرکہ سے کفن میت کرنا جائز ہے اور موجب برکات ہے اور کلمہ شریف لکھا ہوا غلاف کا ٹکڑا میت کی چھاتی پر رکھ کر دفن کرنا بھی اگرچہ درست ہے مگر بہتر یہ ہے کہ میت کے سینہ پر غلاف خانہ کعبہ کا ایسا ٹکڑا رکھا جاوے جس پر کلمہ شریف نہ ہو۔ لخوف تلویثہ کما علل بہ فی الشامی۔ فقط۔

جمعہ کے دن مرنے والے کی نماز جنازہ کی تاخیر کا رواج غلط ہے

سوال (۲۷۶۴) عوام میں مروج ہے کہ شب جمعہ میں یا جمعہ کی صبح کو میت ہوجاتی ہے تو اس کی تجہیز وتکفین جلدی نہیں کرتے اس وجہ سے کہ جمعہ پڑھ کر بہت لوگ نماز جنازہ پڑھیں گے۔ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ تجہیز وتکفین میں جلدی کرنی چاہئے جمعہ کی نماز کا انتظار نہ کرنا چاہئے مسئلہ یہ ہے[1]۔

قمیص کسے کہتے ہیں

سوال (۲۷۶۵) فقہ کی کتابوں میں کفن کے بیان میں ازار۔ لفافہ قمیص لکھا ہے۔ ازار و لفافہ تو دو بڑی چھوٹی چادریں ہیں، قمیص کیا ہے۔ کس صورت اور وضع کا، کہاں سے کہاں تک کا۔ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مراد اس سے تہبند ہے۔ قمیص کے کیا معنی ہیں۔

الجواب:۔ قمیص کے معنی کرتہ کے ہیں، اردو میں اس کو کفنی کہتے ہیں اور تہبند ازار کا ترجمہ ہے۔ قمیص کی نسبت شامی میں لکھا ہے والقمیص من اصل العنق

---

[1] وکرہ تاخیر صلاتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم بعد صلاۃ الجمعۃ الا اذا خیف فوتہا بسبب دفنہ (درمختار) والافضل ان یعجل بتجہیزہ کلہ من حین یموت بحر (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۳ ج ۱) ظفیر۔

الی القدمین بلا دخریص وکمین[1] (ترجمہ) اور کرتہ یعنی کفنی گردن سے قدمین تک ہونا چاہئے بدون کلیوں اور بدون آستینوں کے عورت قمیص کی یہ ہے کہ قریب اڑھائی گز کپڑا لیکر اس کو دوہرا کرکے درمیان میں سے اس قدر پھاڑا جائے کہ سر اس میں آجائے اور گردن سے قدمین تک ہونا چاہئے۔

مرد و عورت کا کفن

سوال (۲۷۶۶) مرد و عورت کے واسطے کتنا کفن کافی ہے اور اوپر کی چادر اگر مستعار ڈال دی جائے تو اس کا کیا حکم ہے اور اوپر کی چادر کا کون مستحق ہے

الجواب:۔ مرد کے کفن میں تین کپڑے اور عورت کے لئے پانچ مستحب ہیں[2] اور وہ چادر جو اوپر ڈالی جاتی ہے کفن میں داخل نہیں ہے۔ جو غریب شخص ہے وہ اگر اس چادر کو خرید کر نہ ڈالے بلکہ اپنی یا کسی کی چادر مستعار لیکر ڈال دے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے بہر حال چادر جس کی ہے اس کو دیدی جاوے اور اگر خرید کر ڈالی گئی ہے جیسا کہ رواج ہے تو وہ حق کسی شخص کا نہیں ہے بلکہ ملک ڈالنے والے کی ہے چاہے خود رکھے یا کسی محتاج کو دیدے۔ فقط۔

نصرانی والدہ کی تکفین عیسائی مذہب کے مطابق کرنا جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۷۶۷) ایک نصرانی عورت مسلمان ہوگئی ہے مگر اس کی والدہ اب تک اپنے عیسائی دین پر قائم ہے اور اپنی لڑکی کے یہاں رہتی ہے۔ اس نے اپنی لڑکی کو وصیت کی کہ اگر میں فوت ہوجاؤں تو مجھے اسی طریقہ سے دفنایا اور کفنایا جائے جیسے دین عیسوی میں طریقہ ہے۔ اگر اس کی والدہ مرجائے تو اسے اس وصیت کو بذات خود پورا کرنا یا کسی اور سے پورا کرانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں حکم شریعت کا یہ ہے کہ مسلمان مرد یا عورت اپنے قریب رشتہ دار والدین وغیرہ کو جو کہ کفر پر مرے بطریق سنت تجہیز و تکفین نہ کرے بلکہ

---

[1] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی الکفن ص ۸۰۶ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] کفن الرجل سنۃ ازار و قمیص ولفافۃ الی کفن المرأۃ سنۃ درع وازار وخمار ولفافۃ وخرقۃ تربط بہا ثدیاھا (عالمگیری مصری ص ۱۵۰ ج ۱) ظفیر۔

ناپاک کپڑے کی طرح دھوکر اور کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں ڈالدے۔ پس صورت مسئولہ میں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے وصیت پر عمل نہ کرنا چاہئے۔ کما قال فی الدر المختار ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبه الکافر الاصلی الخ من غیر مراعاۃ السنة فیغسله غسل الثوب النجس ویلفه فی خرقة ویلقیه فی حفرة[1]۔ الخ

بعد موت میاں بیوی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں

سوال (۲۷۶۸) زوج اور زوجہ بعد وفات احدہما کے دوسرے کی زیارت سے مستفیض ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- دیکھنا ایک کا دوسرے کو درست ہے۔ درمختار میں ہے ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر الیها علی الاصح الخ وهی لا تمنع من ذلك[2]۔ فقط

کفناتے وقت اگر مردہ سے نجاست نکلے تو غسل کے دہرانے کی ضرورت نہیں

سوال (۲۷۶۹) مردہ کو نہلا کر کفناتے وقت اگر پانی نکل جاوے تو غسل لوٹایا جاوے یا نہیں۔

الجواب:- غسل نہ لوٹایا جاوے صرف ناپاکی کو دھو دیا جاوے[3]۔ فقط۔

غیر محرم عورتیں مردہ مرد کو نہیں دیکھ سکتیں

سوال (۲۷۷۰) مردہ کی زیارت محرم وغیر محرم عورتوں کو کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- غیر محرم عورتوں کو جیسا کہ زندگی میں اجنبی مرد کا چہرہ دیکھنا ممنوع ہے مرنے کے بعد بھی ممنوع ہے۔ فی حدیث ابن ام مکتوم افعمیاوان انتما الستما تبصرانه[4]۔ الحدیث۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز قبیل مطلب فی حمل المیت ص ۸۳۲ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

[3] ولا یعاد غسله ولا وضوءه بالخارج منه لان غسله ما وجب لرفع الحدث الخ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجنائز ص ۸۰۲ ج ۱۔ ظفیر

[4] مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوبة ص ۲۶۹۔ ۱۲ ظفیر۔

تکفین کی بچی ہوئی رقم کس مصرف میں خرچ کی جائے

سوال (۲۷۰۱) سال گذشتہ جب وبائی بخار کی شدت تھی تو یہ دیکھ کر کہ مساکین اہل اسلام کثرت سے بخار وبائی کا شکار ہوتے تھے اور بوجہ افلاس سامان تجہیز و تکفین میسر نہ آتا تھا۔ بعض اہل اسلام نے باہم چندہ کیا اس غرض سے کہ جو غریب مسلمان وبائی بخار میں مرے اگر بالکل مفلس ہو تو اس کو مفت کفن دیا جاوے اور جو کچھ بھی استطاعت رکھے اس کو رعایت قیمت پر کفن دیا جاوے چنانچہ کچھ رقم اس کام سے بچ گئی آیا یہ باقیماندہ رقم کسی اور مصرف خیر میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وہ رقم غریب بیوہ عورتوں اور محتاجوں کو تقسیم کر دی جاوے کیونکہ دینے والوں کی طرف سے ظاہر ہے کہ باقیماندہ رقم کے متعلق اس کی اجازت ہے یا اولاً جو لوگ غریب فوت ہوں ان کی تجہیز و تکفین میں صرف کریں اور پھر حسب ضرورت غرباء کی خوراک و پوشاک میں امداد کریں۔ الغرض وہ رقم صدقہ و خیرات کی گئی ہے اسکو ایسے ہی کاموں میں صرف کریں اور اصل تو یہ ہے کہ جن لوگوں نے وہ چندہ دیا تھا ان سے ہی دریافت کر لیا جاوے جس مصرف میں وہ کہیں اس میں صرف کیا جاوے لیکن اگر یہ دشوار ہو تو چونکہ فقراء پر صدقہ و خیرات کرنے کی ان کی طرف سے دلالۃً اجازت ہے اس لئے عام فقراء و غرباء و مساکین کو وہ رقم دے سکتے ہیں۔ اور تجہیز و تکفین غرباء میں صرف کرنا اور بھی اچھا ہے کہ اس کے لئے وہ رقم جمع ہوئی تھی اور اس کی تخصیص شریعت سے کچھ نہیں ہے کہ اسی بخار وبائی میں جو فوت ہووے انھیں کے لئے خاص سمجھا جاوے بلکہ جب وہ وبائے عام بفضل خدا تعالیٰ رفع ہوگئی تو عام اموات غرباء کی تجہیز و تکفین میں اس کو صرف کرنا درست ہے[۱]۔ فقط۔

---

[۱] فعلی المسلمین تکفینه فان لم یقدروا سألوا الناس له ثوبا فان فضل شئ رد للمتصدق ان علم والا کفن به مثله والا تصدق به (رد مختار) قلت فی مختارات النوازل لصاحب الهداية فقير مات فجمع من الناس الدراهم (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینے کی وجہ

سوال (۲۷۷۲) مولانا عبد الحی صاحب نفع المفتی میں ص ۱۴۲ میں فرماتے ہیں اذا ماتت الزوجة حرم على الزوج ان يغسلها او يمسها. تو حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو کیوں غسل دیا اور عکس بھی جائز ہے، كما فعلت بسيدنا ابوبكر الصديقؓ زوجته اسماء بنت عميس۔

الجواب:۔ فقہاء احناف نے لکھا ہے کہ یہ خاص ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے اعتراض پر یہ جواب دیا اما علمت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان فاطمة زوجتك فی الدنيا والآخرة الخ شامی[1]۔ اور عکس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ شوہر کے مرنے پر عورت پر عدت لازم ہے جو علامات نکاح میں سے ہے۔ پس بقاء علاقہ نکاح مقتضی اس کو ہے کہ عورت اپنے شوہر میت کو مس کر سکتی ہے اور غسل دے سکتی ہے۔ در مختار میں ہے وهي لا تمنع من ذلك الخ اى من تغسيل زوجها دخل بها اولا كما فی المعراج ومثله فی البحر عن المجتبى قلت اى لانها تلزمها عدة الوفات ولو لم يدخل بها وفى البدائع المرأة تغسل زوجها لان اباحة الغسل مستفادة بالنكاح فتبقى ما بقى النكاح والنكاح بعد الموت باق الى ان تنقضى العدة بخلاف ما اذا ماتت فلا يغسلها لانتهاء ملك النكاح لعدم المحل فصار اجنبيا الخ شامی ص ۵۷۶ ج ۱۔ فقط۔

کفن اور غسل میں کوئی نقص ہو تو مؤاخذہ میت پر نہیں

سوال (۲۷۷۳) میت کی تجہیز و تکفین اور غسل میں کسی قسم کی بے احتیاطی ہو یعنی مثلاً ناجائز قیمت کا کفن خریدا جاوے

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) وكفنوه وفضل شئ ان عرف صاحبه يرد عليه والا يصرف الى كفن فقير آخر او يتصدق به (رد المحتار باب صلاة الجنائز قبيل مطلب فی صلاة الجنازة ص ۸۱۰ ج ۱ وص ۸۱۱ ج ۱) ظفیر۔ (۱) رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

یا غسل کے پانی میں کسی قسم کی نجاست ہو تو اس کی ذمہ داری کس پر عاید ہوگی اور میت پر تو کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہوگا اور جس ذات سے اس قسم کی بے احتیاطی ہوئی ہو اس کی معافی کی کیا صورت ہے اور اب اس متوفی کے لئے کیا دعا کرے یا کیا ایصال ثواب کی تدبیر کرے۔

الجواب:۔ میت پر اس وجہ سے کچھ مواخذہ نہیں ہے وہ مجبور اور معذور رہے[1] اور جس سے بے احتیاطی ہوئی وہ توبہ و استغفار کرے اور میت کے لئے دعا مغفرت کرے اور اس کو ثواب پہنچاتا رہے۔ فقط۔

کفنائے ہوئے مردہ میت پر چادر ڈال کر لے جانا کیسا ہے

سوال (۲۷۷۴) مسلمان مردہ میت کا جنازہ لیجاتے وقت چادر وغیرہ سے پردہ کر کے یعنی میت کو چادر اڑھا کر لیجانا چاہئے یا نہیں۔ اس کا ثبوت حدیث و فقہ میں ہو تو مطلع فرمائیں۔

الجواب:۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما راٰہ المؤمنون حسناً فھو عند اللہ حسن درمختار ولا بأس بالزیادۃ علی الثلاثۃ ویحسن الکفن لحدیث، حسنوا اکفان الموتی الحدیث[2]۔ لہٰذا چونکہ میت کے اوپر چادر ڈالنے میں تحسین میت و اعزاز میت ہے اور حسب روایت فقہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور یہ امر معروف بین المسلمین ہے ان وجوہ سے اس میں کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔ فقط۔

تجہیز و تکفین کے اخراجات

سوال (۲۷۷۵) زید نے انتقال کیا دو لڑکے اور چار دختر اور ایک زوجہ چھوڑی، جن میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں نابالغ تھیں بعد انتقال زید کے اسکے بڑے لڑکے نے زید کی تجہیز و تکفین کے متعلق کل اخراجات اپنی جیب خاص سے کئے و نیز اپنی دونوں بہنوں اور ایک بھائی نابالغ کی شادی اپنی جیب خاص سے کی۔ ایسی صورت میں زید کے متروکہ میں سے اس کی تجہیز و تکفین کا خرچ اور نابالغوں کی شادی کا خرچ پانے کا مستحق ہے یا نہیں

[1] ارشاد ربانی ہے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ (القرآن) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۰۵ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

اور زید کے ترکہ سے ہر ایک وارث کو کس قدر حصہ ملے گا۔

الجواب :- تجہیز وتکفین کا خرچ موافق سنت کے لے سکتا ہے[1]۔ اور جو کچھ اس نے زیادہ محتاجوں اور برادری کے کھانا کھلانے وغیرہ میں صرف کیا وہ نہیں لے سکتا اور نابالغوں کی شادی میں جو اپنے پاس سے خرچ کیا وہ نہیں لے سکتا اور تقسیم ترکہ زید اس صورت میں اس طرح ہوگی کہ بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث ترکہ زید کا چونسٹھ سہام ہو کر آٹھ سہام اس کی زوجہ کو اور چودہ چودہ سہام ہر ایک پسر کو، اور سات سات سہام ہر ایک دختر کو ملیں گے۔

مردہ کو سلا ہوا پائجامہ اور ٹوپی کفن میں دینا کیسا ہے

سوال (۲۷۷۶) مردہ کو مرد ہو یا عورت پائجامہ و ٹوپی تاگے سے سی کر کفنانے کے وقت پہناتے ہیں یہ کیسا ہے۔

الجواب :- سوال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پائجامہ اور ٹوپی کفن مسنون سے علیحدہ دیا جاتا ہے تو یہ بالکل فضول ہے اور ناجائز ہے، ٹوپی اور پائجامہ کفن میں داخل نہیں ہیں اور نہ ثابت ہیں۔ قال فی شرح المنیۃ السنۃ ان یکفن الرجل فی ثلثۃ اثواب قمیص و ازار و لفافۃ الخ پائجامہ اور ٹوپی کفن میں نہیں ہے، مردہ کو نہ پہنائے جاویں اور کچے تاگے اور پکے تاگے سے سینا برابر ہے، کسی تاگہ سے بھی نہ سیا جائے۔ تہبند بغیر سلا ہوا دیا جاوے[2]۔ فقط رشید احمد۔ الجواب صحیح۔ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نابالغ کا کفن

سوال (۲۷۷۷) نابالغ بچوں کو مثل بالغ کے کفن دینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب :- درست ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] الاول یبدأ بتکفینہ وتجہیزہ من غیر تبذیر ولا تقتیر (سراجی ص ۲) ظفیر۔ [2] لفظ ازار سے بے سلے تہبند کا ہونا ثابت ہے اس لئے کسی نقل اور روایت کی ضرورت نہیں، مراد بے سلے تہبند سے یہ ہے کہ تھیلا بنا کر نہ پہنایا جائے۔ البتہ اگر عرض کم ہو تو سی کر ڈبل عرض بنانا درست ہے ۱۲ جمیل۔ [3] قولہ فحسن اشارۃ الی انہ لو کفن بکفن البالغ یکون احسن لما فی الحلیۃ عن الخانیۃ والخلاصۃ الطفل الذی لم یبلغ حد الشہوۃ الاحسن ان یکفن فیما یکفن فیہ البالغ الخ (رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۰۹ ج ۱) ظفیر۔

میت کے اوپر کی چادر کیا کی جائے

سوال (۲۷۷۸) بعض ولی میت کے اوپر کی چادر گورستان ہی میں موجود فقیر کو خیرات کر دیتے ہیں، لیکن بعض ولی میت مسجدوں میں بھیج دیتے ہیں، کارپرداز مسجدوں کے اس چادر کو برسوں دوسری میت لاوارث مسکین کے انتظار میں صندوق میں بند رکھتے ہیں۔ حالانکہ اس صورت میں کبھی کیڑا بھی نقصان کر دیتا ہے اور لگ جاتا ہے۔ جب کوئی لاوارث مسکین مرتا ہے تو انھی چادروں کا کفن اس کے لئے بنا دیتے ہیں ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہ بعض لوگ یہ فتوی دیتے ہیں کہ میت کے ساتھ جو فقیر خیرات لینے کو جاتا ہے اس چادر کا مستحق وہی فقیر ہے اس قسم کی چادر یا کوئی کپڑا اگر امام مسجد یا مؤذن طالب علم مسکین کے مصرف میں خرچ کیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔ امام مسجد اگر اس چادر کو بلا حکم کارپرداز مسجد کے کسی طالب علم مسکین کو دیدے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وہ چادر ملک اولیاء میت کی ہوتی ہے، یعنی جس نے میت کو کفن دیا اور وہ چادر میت پر ڈالی وہ اسی کی ملک ہے پس جس غرض کے لئے وہ چادر کارپردازان مسجد کے پاس بھیجی جاوے ویسا ہی کیا جاوے۔ اگر اولیاء میت نے وہ چادر اسی لئے بھیجی ہے کہ کسی لاوارث میت کا کفن اس سے کیا جاوے تو اس چادر کو اسی کام کے لئے رکھا جاوے اور اس کا خیال نہ کیا جاوے کہ کیڑا نہ لگ جاوے یا گل نہ جاوے کیونکہ اس میں دینے والے کی نیت اور غرض کا اعتبار کیا جاویگا۔ اور اگر مالک چادر نے وہ چادر اس لئے دی ہے کہ کسی مسکین کو یا طالب علم کو دی جاوے تو ویسا ہی کیا جاوے اپنی طرف سے کوئی امر خلاف امر و نیت مالک نہ کیا جاوے اور یہ کہنا کہ یہ حق اس فقیر کا ہے جو جنازہ کے ساتھ جاتا ہے یا اس قبرستان میں مقیم ہے جس میں وہ میت مدفون ہوتا ہے غلط ہے کسی خاص شخص کا اس میں کچھ حق نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ جو کچھ کیا جاوے وہ بامر و اجازت مالک چادر کیا جاوے۔ اسکی اجازت کے خلاف کوئی امر نہ کیا جائے اور اگر مالک چادر نے کارپرداز مسجد کی رائے پر چھوڑ دیا ہے تو جیسا وہ مناسب سمجھے کرے۔ اسکے خلاف اجازت کسی دوسرے کو اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط۔

فصل رابع

جنازہ اٹھانے کا بیان

جنازہ لیجانے میں پہیئے والا تابوت استعمال کرنا درست ہے یا نہیں

سوال (۲۷۷۹) شملہ کا قبرستان شہر سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے، امراء کے جنازہ کے علاوہ غرباء طبقہ کے جنازہ کے ہمراہ جانا جانے والوں کے لئے وبال جان ہوجاتا ہے کیونکہ امراء کے ساتھ کثیر تعداد اشخاص کی ہوتی ہے اور غرباء کو اجرت دینے پر بھی قلی دستیاب نہیں ہوتے اور یہی تکلیف لاوارثوں کے جنازہ کے ساتھ ہوتی ہے، شہر کے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ایک تابوت اس قسم کا بنایا جاوے جس میں پہیئے لگے ہوئے ہوئے ہوں۔ آیا مذکورہ بالا تکالیف کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس تابوت کا استعمال ناجائز تو نہیں ہے۔

الجواب:۔ جنازہ کے اٹھانے میں سنت یہ ہے کہ جنازہ کے چار پاؤں کو چار آدمی اٹھاویں اور مونڈھوں پر رکھیں۔ درمختار میں یہ طریق میت کے اٹھانے کا بیان کرکے فرمایا کہ پشت پر اٹھانا یا جانور کے اوپر رکھ کر لیجانا مکروہ ہے [۱] اور یہی حکم ہے گاڑی پر لیجانے کا بھی [۲] لیکن بمجبوری وبضرورت ایسا کرنا درست ہے۔ کذا فی الشامی۔ فقط۔

[۱] ویکرہ عندنا حمله بین عمودی السریر بل یرفع کل رجل قائمة بالید لا علی العنق کالامتعة ولذا کرہ حمله علی ظهر ودابة. (الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب صلاة الجنائز مطلب فی حمل المیت ص۸۳۳/۱ ظفیر)

[۲] قوله ویکرہ عندنا الخ لان السنة التربیع وما نقل عن بعض السلف من الحمل بین العمودین ان ثبت فلعارض کضیق المکان او کثرة الناس او قلة الحاملین کما بسطه فی فتح القدیر (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی حمل المیت ص۸۳۳ ظفیر)

ٹراموے پر مردہ کو لیجانا کیسا ہے | **سوال** (۲۷۸۰) یہاں پر قبرستان شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے، لوگ میت کو اٹھا کر اتنی دور پیدل نہیں لیجا سکتے تھے، اس لئے سرکار نے ایک ذریہ ٹراموے ریل کا خاص مسلمانوں کی میت لیجانے کے لئے بنایا۔ اس میں میت کو اس صورت سے لیجاتے ہیں کہ میت کو گاڑی کے اگلے حصہ میں رکھ کر سب لوگ پیچھے بیٹھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو گاڑی میں چار آدمی اٹھائے رکھیں یا نیچے رکھ دیں اور کتنا اونچا رکھیں۔

الجواب:۔ جس وقت کوئی عذر نہ ہو تو مستحب و سنت یہ ہے کہ جنازہ کو چار آدمی اٹھا کر لیجاویں اور سواری وغیرہ پر لیجانا مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار اذا حمل جنازۃ وضع ندبًا مقدمها علی یمینه ثم مؤخرها علی یمینه ثم مقدمها علی یسارہ ثم مؤخرها الی ان قال، ولذا کرہ حمله الی ظهر الدابۃ[۱] الخ لیکن اگر ضرورت اور عذر ہو جیسا کہ صورت سوال میں ہے کہ قبرستان بہت دور ہے اور پیدل چلنا جنازہ اٹھانے والوں کا اتنی دور دشوار ہے تو بحالت مجبوری یہ صورت جو سوال میں درج ہے درست ہے۔ یعنی میت کو گاڑی کے اگلے حصہ میں رکھ لیا جاوے اور سب لوگ پیچھے بیٹھ جائیں یہ جائز ہے اور گاڑی میں رکھنے کے لئے چار آدمیوں اور دو آدمیوں کی کچھ قید نہیں ہے جتنے آدمی اٹھا کر رکھدیں درست ہے لیکن گاڑی تک لیجانے والے اور اٹھانے والے جنازہ کے چار ہونے چاہئیں، اس لئے بہتر ہے کہ وہی چار گاڑی میں رکھیں اور پھر جس وقت گاڑی سے اتار کر قبرستان تک لیجاویں تب بھی چار ہی آدمی لیجاویں اور گاڑی میں رکھنے میں پھر اس کی ضرورت نہیں کہ قدموں سے اونچا رکھیں۔ فقط۔

جنازہ اٹھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے | **سوال** (۲۷۸۱) دریں ملک چہل قدمی میت دو طور میکنند

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر ۔ ۲ے وما نقل عن بعض السلف من الحمل بين العمودين ان ثبت فلعارض كضيق المكان او كثرة الناس او قلة الحاملين (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ـــ) ظفیر۔

یک بر دوشہا جنازہ برداشتہ قدر دہ قدم می روند پس چہار کس دیگر پایہا جنازہ میگیرند ہمچنیں دہ دہ قدم برداشتہ می نہند۔ نہ پایہا دیگر میگیرند۔ دیگر یک کس پایہا بدل می کند دیگراں نے وایں کساں پایہا جنازہ در دست میگیرند و بر دوشہائی ندارند۔ ایں ہر دو صورت جائز است یا نہ؟۔

الجواب:۔ مستحب آنست کہ مردمان علی سبیل البدلیۃ جنازہ بردارند و ہر یک کس جنازہ بردارندہ اول مقدم جنازہ را بر دوش یمین خود بردارد و بعد ازاں موخر جنازہ را بر دوش یمین بردارد و بعد ازاں مقدم جنازہ بر دوش یسار خود بردارد و بعد ازاں مؤخرش را بر دوش یسار خود بردارد و دہ دہ قدم ضروری نیست اگر میسر شود بہتر است وگرنہ حرج نیست[1]۔ فقط۔

> انتقال کے بعد زوجہ کو کندھا دینا درست ہے

سوال (۲۷۸۲) بیوی انتقال زوجہ کے شوہر اس کو دیکھنا یا چھونا یا کندھا دینا چاہے تو دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو دیکھ سکتا ہے اور ہاتھ لگانا اس کے بدن کو بدون کپڑے وغیرہ کے ممنوع ہے اور اسکے جنازہ کا اٹھانا اور کندھا دینا جائز و درست ہے[2]۔ فقط

> جنازہ کے پیچھے بلند آواز سے کلمہ یا اشعار پڑھنا درست نہیں

سوال (۲۷۸۳) ایک فتویٰ مطبع حمیدی پریس احمد آباد سے شائع ہوا ہے جس میں جنازہ کے پیچھے رفع صوت سے کلمہ طیبہ اور اشعار نعتیہ اور قرأۃ قرآن شریف کا پڑھنا مستحب قرار دیا ہے اور عبارت کتب فقہ معتبرہ کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ حکم سلف میں تھا اب بسبب بدلتے زمانے کے یہ حکم نہ رہا۔ اس

---

[1] واذا حمل الجنازۃ وضع مقدمہا علی یمینہ عشر خطوات الخ ثم وضع مؤخرھا علی یمینہ کذالک ثم مقدمہا علی یسارہ ثم مؤخرھا الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی حمل المیت ص ۸۳۳ ج ۱) ظفیر

[2] ویمنع زوجہا من غسلہا ومسہا لا من النظر الیہا علی الاصح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوۃ الجنائز ص ۸۰۲ ج ۱) ظفیر۔

صورت میں شرعاً حکم کیا ہے۔

الجواب:۔ قال فی الدر المختار کما کرہ فیہا رفع صوت بذکر او قراءۃ فتح۔ قولہ کما کرہ قیل تحریماً وقیل تنزیہاً کما فی البحر عن الغایۃ وفیہ عنہا وینبغی لمن تبع الجنازۃ ان یطیل الصمت وفیہ عن الظہیریۃ فان اراد ان یذکر اللہ تعالیٰ یذکرہ فی نفسہ بقولہ تعالیٰ انہ لا یحب المعتدین ای الجاہرین بالدعاء وعن ابراہیم انہ کان یکرہ ان یقول الرجل وہو یمشی معہا استغفروا لہ غفر اللہ لکم اھ قلت واذا کان ھذا فی الدعاء والذکر فما ظنک بالغناء الحادث فی ھذا الزمان انتہی۔ رد المختار[1]۔ اس سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین اور فقہاء محققین اس موقع پر ذکر جہر وغیرہ سے منع فرماتے ہیں۔ وہو الاحوط الاوفق بالقواعد الشرعیۃ۔ فقط۔

غیر مسلم پڑوسی کے جنازہ کے ساتھ جانا درست ہے یا نہیں

سوال (۲۷۸۴) اگر کوئی نصرانی جار یا کسی اور وجہ سے اس سے تعلق ہو گیا ہو تو اس کے مرنے کے بعد اس کے جنازہ کی ہمراہ ان کے قبرستان تک جا سکتا ہے یا نہیں۔ علیٰ ہٰذا۔ اسی طرح اگر مسلمان مر جاوے تو وہ نصرانی اس کے جنازہ کے ہمراہ قبرستان تک جا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ بضرورت ایسا کرنا جائز ہے کما ورد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاد یہودیاً مرض فی جوارہ۔ ہدایہ[2]۔ وفی النوادر جار یہودی او مجوسی مات ابن لہ او قریب ینبغی ان یعزیہ ویقول اخلفہ اللہ علیک خیراً منہ واصلحک الخ [3] عہ ۲۴۸ باب حظر واباحۃ۔

---

[1] رد المختار۔ باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] ہدایہ اخرین کتاب الکراہیۃ مسائل متفرقہ ص ۴۵۸ ج ۴۔ ۱۲ ظفیر۔

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ص ۳۴۱ ج ۵۔ ۱۲ ظفیر۔

روزہ دار مرجائے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۷۸۵) روزہ دار اگر روزہ سے مرجاوے اور روزہ افطار نہ کرے تو اس کی موت کیسی ہے۔

الجواب: - شامی میں ہے کہ روزہ دار اگر صبر کرے اور روزہ افطار نہ کرے اور مرجاوے تو اس کو ثواب ملتا ہے گنہگار نہیں ہوتا[1]۔

ناپاک جنازہ کو کندھا لگائے یا نہیں

سوال (۲۷۸۶) جنازہ کے ہمراہ کاندھا نجس آدمی کو دینا جائز ہے یا نہیں۔

جنازہ کا سرہانہ آگے رکھا جائے

سوال (۲۷۸۷) جنازہ مکان سے تا گورستان پہلے پائتی بعدہٗ سرہانہ۔ یہ قاعدہ درست ہے یا نہیں۔ چونکہ جدید قاعدہ امام جامع مسجد شکوہ آباد نے بتلایا ہے۔ پہلے سرہانہ نکال کر تا گورستان لیجانا ممنوع ہے۔ یہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب: - (۱) درست ہے[2]۔

(۲) آگے سرہانہ رکھنا چاہئے یہ موافق سنت کے ہے اور آگے پائتی رکھنا اور پیچھے سرہانہ رکھنا درست نہیں ہے۔ یہ امر خلاف سنت ہے[3]۔ فقط۔

اعمال کا اثر مردہ کے وزن پر نہیں ہوتا

سوال (۲۷۸۸) اکثر جسیم آدمی کی لاش سبک ہوتی ہے اور لاغر وجود آدمیوں کی گراں۔ کیا گرانی اعمال صالحہ اور سبک اعمال بد کا نشان ہے یا برعکس یا کیا۔

الجواب: - اس گرانی اور سبکی کی وجہ سے کچھ حکم نہیں کر سکتے۔ یہ امر غیر بحکم الٰہی ہے کہ عند اللہ کون اچھا ہے اور کون برا۔ فقط۔

---

[1] ویوجر لو صبر مثلہ سائر حقوقہ تعالیٰ فافساد صوم وصلاۃ الخ (رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص ۱۵۸ ج ۲) ظفیر عفا اللہ عنہ [2] جنازہ اٹھانے والے کے لئے پاک ہونا شرط نہیں ہے البتہ نماز کے لئے پاک ہونا ضروری ہے ۱۲ ظفیر [3] و فی حالۃ المشی بالجنازۃ یقدم الراس کما فی المضمرات (عالمگیری مصری باب الجنائز فصل رابع ص ۱۵۲ ج ۱) ظفیر

مرنے والی عورت کا ولی شوہر نہیں عصبہ ہیں

سوال (۲۷۸۹) احد الزوجین کے مرجانے سے ان کے باہمی تعلقات قطع ہوجاتے ہیں یا نہ، یعنی عورت مرجائے تو خاوند اسے دیکھ سکتا ہے یا نہ اور اس کے جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے یا نہ، اور ولی عورت کا اس کا خاوند ہے یا ماں باپ بھائی۔

الجواب:- عورت کے مرنے سے خاوند کے تعلقات منقطع ہوجاتے ہیں اسی لئے غسل اور مس کرنا چھونا درست نہیں ہے، مگر دیکھنے کی اجازت فقہاء نے دی ہے اور مرد کے مرنے سے عورت کے تعلقات عدت تک منقطع نہیں ہوتے۔ اسی لئے عورت اپنے شوہر متوفی کو غسل دے سکتی ہے اور جنازہ کو کندھا دینا تو ہر ایک عورت متوفیہ کے جنازہ کو درست ہے۔ اپنی عورت متوفیہ کے جنازہ کو بھی درست ہے اور ولی عورت متوفیہ کا اس کا باپ اور اس کے بھائی وغیرہ عصبات ہیں۔ شوہر ولی نہیں ہے[1]۔

جنازہ لیکر دس دس قدم چلنا ثابت ہے یا نہیں

سوال (۲۷۹۰) جنازہ لے کر جو چالیس قدم دس دس قدم لوگ گنتے ہیں یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے یا نہ؟

الجواب:- یہ حدیث درمختار میں نقل کی ہے من حمل جنازۃ اربعین خطوۃ کفرت عنہ اربعین کبیرۃ[2]۔ اور شامی نے اس حدیث کو زیلعی سے نقل کیا ہے اور بحر میں بدائع سے منقول ہے اور شرح منیہ میں کہا ہے کہ اس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کیا ہے[3]۔ پس اگر ضعیف بھی ہے تو عمل درست ہے۔ فقط۔

---

[1] ثم الولی بترتیب عصوبۃ الا نکاح الا الاب فیقدم علی الابن اتفاقا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۴ ج ۱) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی حمل المیت ص ۸۳۳ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔

[3] رد المحتار مطلب حمل المیت ص ۸۳۳ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔

اگر قبرستان مشرق میں ہو تو لیجاتے وقت میت کا سر کدھر رکھا جائے

سوال (۲۷۹۱) اگر قبرستان مشرق کی جانب ہو تو میت کو لیجاتے وقت سر کس طرف ہو۔

الجواب:۔ قبرستان خواہ کسی طرف ہو مشرق کی جانب ہو یا مغرب کی، یا شمال و جنوب کی طرف ہو بہر حال سرہانہ چارپائی کا آگے کی طرف ہونا چاہئے یعنی میت کا سر آگے ہونا چاہئے۔

گاڑی پر جنازہ لیجانا مکروہ ہے

سوال (۲۷۹۲) میت کو قبرستان تک اعرابہ پر لیجانا کیسا ہے۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ویکرہ عندنا حملہ بین عمودی السریر بل یرفع کل رجلہ قائمۃ بالید علی العنق کالامتعۃ ولذا اکرہ حملہ علی ظہر دابۃ الخ[1] ازیں عبارت معلوم شد کہ در عرابہ داشتن میت رامکروہ است کما یظہر من قولہ کالامتعۃ وبضرورت وعذرے کہ سہل باشد جائز است۔ فقط

جنازہ کے پیچھے چلے

سوال (۲۷۹۳) جنازہ کے آگے چلنا افضل ہے یا پیچھے۔

الجواب:۔ ندب المشی خلفہا۔ درمختار[2]۔ اور مختار اور مستحب ہے جنازہ کے پیچھے چلنا۔ فقط۔

جنازہ دنس کے راستہ سے لے جانا اچھا نہیں ہے

سوال (۲۷۹۴) مولوی اسحٰق صاحب نے وعظ میں یہ فرمایا ہے کہ جنازہ دور دراز کے راستہ سے نہ لیجانا چاہئے، یہ صحیح ہے یا نہ۔

الجواب:۔ مقتضی الفاظ حدیث عجلوا بہ[4]۔ اور عبارت درمختار ویسرع فی جہازہ[5]

---

[1] وفی حالۃ المشی بالجنازۃ یقدم الراس کذا فی المضمرات (عالمگیری کشوری۔ باب الجنائز ص ۱۵۹ ج ۱) ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۴ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۴ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [4] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۷۹۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [5] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۷۹۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

وحدیث ابی ہریرۃ امر عوا بالجنازۃ[1]۔ الحدیث کا بے شک یہ ہے کہ بلا ضرورت ایسے دور دراز راستے جنازہ کو لیجانا کہ جس میں دفن میں تاخیر لازم آوے اچھا نہیں ہے۔ اور خلاف مستحب ہے۔

غسل کے وقت میت کا سر کدھر ہو

سوال (۲۷۹۵) غسل کے وقت میت کا سر کدھر ہونا چاہئے۔

الجواب:۔ میت کے غسل کے وقت جس طرح سہولت ہو میت کو رکھیں۔ ہر طرح درست ہے۔ خواہ سر قبلہ کی طرف ہو یا پیر، یا شمال کو یا جنوب کو ہو۔ کذا فی الدر المختار اور بہتر یہ ہے کہ منھ قبلہ کی طرف ہو، مانند قبر کے[2]۔

بیوی کے جنازہ کو بوسہ نہیں دے سکتا

سوال (۲۷۹۶) اگر کسی کی اہلیہ فوت ہو جاوے تو وہ اس کو بوسہ دے سکتا ہے یعنی شوہر زوجہ کو بوسہ دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شوہر اپنی زوجہ متوفیہ کو مس نہیں کر سکتا، پس بوسہ لینا بھی جائز نہیں ہے ویمنع زوجہا من غسلہا ومسہا لا من النظر الیہا علی الاصح اھ درمختار[3]

بوقت غسل میت بہیئت اچھی کیا ہے

سوال (۲۷۹۷) بوقت غسل کیفیت وضع میت طولا الی القبلۃ وجنوباً وشمالاً منقول ہے، دونوں صورتیں جائز ثابت ہیں لیکن مستفتی دو امر کا استفسار کرنا چاہتا ہے (۱) دونوں صورتوں سے افضل اور زیادہ تر قابل اعتماد کونسی ہے (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل کس طرح تھا۔

الجواب:۔ فقہاء نے راجح اور اصح اسی کو فرمایا ہے کہ جو طریق آسان ہو

---

[1] مشکوٰۃ۔ باب المشی بالجنازۃ ص ۱۴۴ ۱۲ ظفیر۔ [2] ویوضع کما مات کما تیسر فی الاصح وقیل یوضع الی القبلۃ طولا وقیل عرضا کما فی القبر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۰ ج ۱ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

اسی کو اختیار کیا جائے۔ کذا فی الدر المختار۔

اور شرح منیہ میں فرمایا ''والمعروف ان یوضع علی قفاہ طولا نحو القبلۃ ھذا ان تیسر المکان الا فالاصح انہ یوضع کما تیسر''[1] اور اس سے پہلے یہ لکھا ہے ''وقال الاسبیجابی لا روایۃ فیہ عن اصحابنا الخ''[2] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی کیفیت جو منقول ہے اس میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ بوقت غسل آپ کو کس طرح لٹایا گیا تھا۔ اسی لئے غالباً فقہاء نے یہ فرمایا ہے کہ جو صورت سہل ہو اس کو اختیار کیا جائے، اور ہمارے بلاد میں معروف یہ ہے کہ حتی الوسع سر شمال کو اور پیر جنوب کو کر کے لٹا دیا جاتا ہے جیسا کہ صلاۃ مریض کی ایک صورت یہ بھی ہے اور طریقہ موافق ہے حدیث قبلتکم احیاءً و امواتاً کے جیسا کہ قبر میں رکھنے میں اسکی رعایت کی گئی ہے اور اس کو سنت فرمایا ہے۔

بیجاتے وقت جنازہ کا سرہانہ آگے ہو

سوال (۲۷۹۸) جنازہ کو بوقت لیجانے قبرستان کے کس رخ لیجانا چاہئے یعنی مردے کے پاؤں کس جانب ہوں اور سر کس جانب؟

الجواب:۔ جس طرف کو جاویں آگے سرہانہ چارپائی کا رکھیں[4]۔ فقط۔

بعض عبارت کا مطلب

سوال (۲۷۹۹) عالمگیری باب حمل جنازہ میں (علی طریق التعاقب) کی کیا صورت ہے اور عبارت قاضی خاں لیطوف کل واحد منھم علی جوانبھا الاربع الخ سے جنازے کے چاروں جانب ایک دفعہ طواف کرنا مسنون معلوم ہوتا ہے۔

---

[1] ویوضع کما مات کما تیسر فی الاصح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص۸۰۴ ج۱) ظفیر۔ [2] غنیۃ المستملی فصل فی الجنائز ص۵۳۴ ۱۲ ظفیر۔ [3] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

[4] درمختار میں ہے وإذا حمل الجنازۃ وضع ندباً مقدمھا علی یمینہ الخ ثم وضع مؤخرھا علی یمینہ (درمختار) (قولہ ندبا) لان فیہ ایثار الیمین والمقدم علی الیسار والمؤخر (رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص۸۳۳ ج۱) ظفیر۔

الجواب: - اس سے غرض صرف یہ ہے کہ جنازہ کے چاروں پائے اٹھائے جاویں، یہ سنت ہے اور اس لئے دور کی ضرورت ہے، نہ یہ کہ دورو طواف جنازہ کا مقصود ہے[1]۔ یہ اوہام باطل۔

نامحرم عورت کے جنازہ کو کندھا دینا درست ہے

سوال (۲۸۰۰) عورت نامحرم کے جنازہ کو کندھا دینا کیسا ہے (الف) کندھا چاروں پاؤں کا دینا ضروری ہے یا نہ، اور ہر پائے کو کتنی دفعہ اٹھانا احسن ہے۔

الجواب: - عورت نامحرم کے جنازہ کو کندھا دینا بھی مستحب ہے اور ثواب ہے اور چاروں پاؤں کو اٹھانا مستحب ہے۔ ہر ایک پائے کو دس قدم اٹھانا بہتر ہے ورنہ جیسے میسر ہو درست ہے[2]۔

نامحرم عورت کا اٹھانا درست ہے

سوال (۲۸۰۱) محرم عورت کا جنازہ مردوں کو اٹھانا کیسا ہے۔

الجواب: - عورت کا جنازہ غیر محرم مردوں کو اٹھانا درست ہے اور ثواب ہے۔

جنازہ کے ساتھ جائے نماز لیجانا بے اصل ہے

سوال (۲۸۰۲) جنازہ کے ساتھ جانماز لے جانا کیسا ہے۔

الجواب: - جائے نماز کفن میں داخل نہیں ہے۔ یہ بے اصل ہے اور اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

---

[1] فاذا حمل الجنازة وضع ندبا مقدمها وكذا المؤخر على يمينه ثم وضع مؤخرها على يمينه كذلك ثم مقدمها على يساره ثم مؤخرها كذلك (الدر المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۱۲۳ و ص ۱۲۴) ظفیر۔

[2] واذا حمل الجنازة وضع ندبا مقدمها على يمينه عشر خطوات الخ ثم مؤخرها الخ ثم مقدمها على يساره الخ مؤخرها الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار۔ باب صلاة الجنائز۔ حمل الميت ج ۱ ص ۸۳۳) ظفیر۔

مسلمان کا ہندو میت کے ساتھ جانا اور کفن دفن میں شریک ہونا مباح ہے

سوال (۲۸۰۳) مسلمان کو ہندو کے جنازہ کے ساتھ جانا اور اس کا کفن دفن کرنا جائز ہے یا نہیں اور ہندو کو مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبہ الکافر الاصلی الخ عند الاحتیاج فلولہ قریب فالاولیٰ ترکہ لھم[1] اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے قریب رشتہ دار کافر کو عند الضرورت کفن دفن کر سکتا ہے اور شریک جنازہ ہو سکتا ہے لیکن بلا ضرورت اچھا نہیں ہے۔ پس جب قریب رشتہ دار کافر کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ بلا ضرورت اس کے دفن و کفن کا تکفل اچھا نہیں تو غیر قریب میں بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہے اور آگے جو کچھ ان کے مذہبی رسوم ادا کرنے کی بابت سوال میں لکھا ہے اس کی حرمت میں کچھ تأمل اور کلام نہیں۔ اور اگر کوئی ہندو کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جاوے ملاقات وغیرہ کی وجہ سے تو اس کو روکا نہ جاوے کہ اخلاق اہل اسلام سے یہ بعید ہے۔ فقط۔

قرآن شریف جنازہ کے ساتھ لے جانا خلاف سنت ہے

سوال (۲۸۰۴) میت کے ہمراہ قرآن شریف اس کی چارپائی پر رکھ کر قبرستان تک لیجاتے ہیں یہ کیسا ہے

الجواب:۔ یہ طریق خلاف سنت ہے اور ناجائز ہے، اس کو بالکل ترک کیا جائے[2]۔ فقط

جنازہ پر شوخ رنگ کی چادر ڈالنا کیسا ہے

سوال (۲۸۰۵)[1] جنازہ پر سرخ زرد وغیرہ شوخ رنگ کی چادر ڈالنا کیسا ہے؟

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز جلد اول قبیل مطلب فی حمل المیت ص ۸۳۲ ۱۲ ظفیر

[2] کتاب و سنت میں کہیں اس کا ثبوت نہیں ہے، اور نہ فقہاء نے لکھا ہے بلکہ جو طریقہ آنحضرتؐ اور صحابہ سے منقول ہے، اسکے خلاف ہے واللہ اعلم ظفیر

جنازہ کے لئے بھاری پلنگ رکھنا کیسا ہے

سوال (۲۸۰۶) جنازہ کے لئے بھاری پلنگ رکھنا جس کو ہر شخص نہ اٹھا سکے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱) یہ مکروہ ہے[1]۔

(۲) جواز میں تو کچھ کلام نہیں ہے مگر ہلکی چارپائی رکھنا بہتر ہے جس کو سب اٹھا سکیں اور کندھا دے سکیں۔ فقط۔

جنازہ کے ساتھ نعت، درود، یا قرآن آواز کے ساتھ پڑھنا ثابت نہیں

سوال (۲۸۰۷) جنازہ کے ساتھ ساتھ کلمۂ توحید یا قرآن شریف یا درود شریف یا نعت وغیرہ بلند آواز سے پڑھنا شرعاً ثابت ہے یا نہیں۔ اگر ثابت نہیں تو کیا حکم ہے۔

الجواب:- یہ طریقہ سلف صالحین صحابہؓ وتابعینؒ وائمہ مجتہدینؒ سے ثابت نہیں ہے لہٰذا بدعت و مکروہ ہے اور تصریحات وقواعد فقہیہ سے اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے لہٰذا ترک کرنا اس کا لازم ہے[2]۔ فقط۔

میت کا بانس کی ارتھی پر لیجانا درست نہیں

سوال (۲۸۰۸) جنازہ کو تابوت میں لے جانا یا چارپائی پر لیجانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کا رواج تھا نہیں۔ یہاں کے لوگ بانس کی سیڑھی تیار کر کے اس پر میت کو مثل ہنود کے لیجاتے ہیں۔ یہ طریقہ میت کو قبرستان لیجانے کا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- مثل ہندوؤں کے جنازۂ مسلمان کو بانسوں کی ارتھی پر لے جانا درست

---

[1] والمستحب فيه البياض الخ ويكره للرجل المزعفر والمعصفر والحرير ولا يكره للنساء اعتبارا بحال الحياة (غنية المستلى ص ۳۸۰ فى تكفينه) یہ کفن کا حکم ہے جس طرح زندگی میں بعض مخصوص رنگین کپڑے مرد کے لئے مکروہ ہیں اسی طرح مرنے کے بعد بھی مکروہ ہوگا ۱۲ ظفیر۔

[2] قال النبي صلى الله عليه وسلم من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد متفق عليه (مشكوٰة باب الاعتصام ص ۲۷) ظفیر۔

نہیں ہے۔ مسلمان کے جنازہ کو عزت و احترام کے ساتھ لے جانا چاہئے اور میت کو سر پر لے جانے کا رواج آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اب تک ہے اور جنازہ اسی تخت یا چارپائی کو کہتے ہیں جس پر میت ہو قال الازھری ولا یسمی جنازۃ حتی یشد المیت علیہ مکفنا الخ رد المحتار[۱]۔ فقط۔

عورت کے دفن وکفن کا خرچ کس کے ذمہ ہے

سوال (۲۸۰۹) کفن دفن متوفیہ کا خرچ کس کے ذمہ ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں کفن دفن کا خرچ بذمہ شوہر ہے قال فی الدر المختار واختلف فی الزوج والفتوی علی وجوب کفنہا علیہ عند الثانی وان ترکت مالاً خانیہ ورجحہ فی البحر الخ وذکر فی شرح المنیۃ عن شرح السراجیۃ لمصنفھا ان قول ابی حنیفۃ کقول ابی یوسف[۲] رحمۃ اللہ علیہ۔ فقط

مشرق کی طرف جنازہ لیجانے پیر کا قبلہ کی طرف ہونا درست ہے

سوال (۲۸۱۰) اگر جنازہ مشرق کی طرف لیجاویں تو سر میت کا قبلہ کی طرف کریں یا مشرق کی۔ اگر سر مشرق کی طرف کریں تو قبلہ کی جانب پاؤں میت کے ہوتے ہیں۔

الجواب:۔ میت کا سر آگے ہی کرنا چاہئے اور اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ پیر میت کے قبلہ کی طرف ہوں[۳]۔ فقط۔

---

[۱] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۷۹۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱ ج ۱ وعبارتہا اذا ماتت المرأۃ ولا مال لہا قال ابو یوسف یجبر الزوج علی کفنہا الخ وقال محمد لا یجبر الزوج والصحیح الاول اھ رد المحتار باب ایضاً ص ۸۱ ج ۱ ظفیر [۳] فی حالۃ المشی بالجنازۃ یقدم الرأس کذا فی المضمرات (عالمگیری مصری فی حمل الجنازۃ ص ۱۵۲ ج ۱) ظفیر۔

فصل خامس

نماز جنازہ

نماز جنازہ کے بعد بیٹھنے کا غلط رواج

سوال (۲۸۱۱) نماز جنازہ کے بعد اکثر سلام پھیر کر بیٹھ جاتے ہیں اور الحمد و درود شریف وغیرہ پڑھ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب اربعہ رضی کی ارواح پاک کو بخش کر حاضر میت کی ارواح کو بخشتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جنازہ کی نماز کے بعد اور کوئی دعا مشروع نہیں ہے پس یہ فعل بعد نماز جنازہ کے نہ کرنا چاہئے[1]۔ فقط

طاعون کی وجہ سے کوئی بھاگ جائے اور وہ وہاں مرجائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی

سوال (۲۸۱۲) بے نمازی یا جو لوگ طاعون سے بھاگ جاتے ہیں اگر وہ دوسری جگہ جا کر مرجاویں تو ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے یا نہ؟

الجواب:۔ نماز جنازہ ان کی پڑھنی چاہئے[2]۔

نماز کا تارک کافر نہیں اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

سوال (۲۸۱۳) عمر نے لوگوں کو وعظ و نصیحت کر کے نماز کی پابندی کی تاکید کی سب نے اپنی غفلت اور سستی پر نادم ہو کر نماز پڑھنے کا وعدہ کیا، لیکن زید نے کہا کہ میں نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں تم کو کیا، مجھ کو اتنی مہلت اور فرصت بوجہ ملازمت کے نہیں ملتی کہ نماز پڑھوں الخ زید کی اس گفتگو سے امر شرعی کی توہین لازم آتی ہے یا نہ؟ اگر زید قبل توبہ مرجائے تو نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہ؟ شیخ عبد القادر جیلانی نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ جو مسلمان باوجود فرض جاننے نماز کے سستی سے

---

[1] ولا یدعو للمیت بعد صلاۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلاۃ الجنازۃ مرقاۃ المفاتیح صفحہ ۳۶۹/۲ ظفیر۔ [2] ھی فرض علی کل مسلم (در مختار) ظفیر۔

نماز پڑھی اور اسے کوئی نماز کے لئے بلائے اور وہ پھر بھی نماز نہ پڑھے، تو ایسا شخص کا فرہے اسکو تین دن کی مہلت توبہ کے لئے دی جائے۔ اگر توبہ نہ کرے تو تلوار سے قتل کیا جائے اور اس پر نماز بھی پڑھی جائے۔ یہ صحیح ہے یا نہ؟۔

الجواب:- حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حنبلی مذہب کے ہیں یعنی امام احمد ابن حنبلؒ کے مذہب کے پیرو ہیں۔ ان کا مذہب یہی ہے جو انھوں نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ اور دیگر ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ تارک نماز فاسق ہے اور واجب التعزیر ہے کافر نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے جنازے کی نماز پڑھی جاوے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر وفاجر الحدیث۔ پس زید اس صورت میں فاسق ہے اس کو چاہئے کہ توبہ کرے اور نماز شروع کرے اور جنازہ کی نماز کا حکم اوپر مذکور ہوا کہ پڑھنی چاہئے۔ البتہ اگر زجراً ایسے لوگ شریک نہ ہوں جو مقتدا ہیں اور دوسرے لوگ نماز پڑھ لیں تو تنہا ایسا کرنا درست ہے۔ فقط۔

بچہ زندہ پیدا ہوا مگر پھر مرگیا کیا حکم ہے

سوال (۲۸۱۴) ایک شخص کے گھر میں لڑکا زندہ پیدا ہوا۔ جو ۳-۴ گھنٹہ بعد فوت ہوگیا، انھوں نے اس کو بلا ادائے نماز جنازہ دفن کر دیا غسل بھی نہیں دیا۔ اس صورت میں نماز جنازہ کا کیا حکم ہے اور ان لوگوں کے لئے کیا جرم اور کیا سزا ہے۔

الجواب:- جو بچہ زندہ پیدا ہوا اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض[1] ہے۔ بدون نماز کے دفن کر دینے سے وہ لوگ جن کو اطلاع ہوئی گنہگار ہوئے اور حکم ایسے جنازہ کی نماز کا جو بلا نماز کے دفن کر دیا گیا یہ ہے کہ اس کی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک کہ گمان اس کے پھٹنے اور گلنے کا نہ ہو اس کی تحدید بعض علماء نے تین دن فرمائی ہے اور صحیح یہ ہے کہ کچھ مدت مقرر نہیں ہے جب تک کہ پھٹنے کا گمان نہ ہو اس وقت تک نماز پڑھنا

[1] ومن ولد فمات یغسل ویصلی علیہ الخ ان استھل ای وجد منہ ما یدل علی حیاتہ بعد خروج اکثرہ (ایضاً ص ۸۲۳) ظفیر۔

فرض ہے۔ پس اب جب کہ وہ مدت بھی گذر گئی تو ان لوگوں پر گناہ رہا۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ توبہ اور استغفار کریں اور آئندہ ایسا نہ کریں بس یہی کافی ہے اس سے زیادہ کچھ تشدد ان لوگوں پر نہ کیا جاوے، کیونکہ بوجہ جہل کے ایسا ہوا۔ فقط۔

جب میت بلا غسل بلا نماز دفن کر دیا تو کیا اس کی قبر پر نماز جنازہ درست ہے

سوال (۲۸۱۵) میت را بلا غسل و بلا ادائے نماز جنازہ دفن کردند، آیا بغیر از غسل بر قبر وی نماز جنازہ خواندن جائز است یا نہ؟۔

الجواب:۔ بروایت ابن سماعہ تا سہ روز یا تا عدم ظن تفسخ میت بر قبر او نماز ادا کردہ شود و بعد ازاں ساقط می شود فی الدر المختار او بہا بلا غسل[1] فی الشامی ھذا روایۃ ابن سماعۃ والصحیح انہ لا یصلی علی قبرہ فی ھذہ الحالۃ الخ ثم قال وقال الکرخی یصلی وھو الاستحسان[2]۔ فقط۔

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

سوال (۲۸۱۶) جو شخص خودکشی کرے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس میں اختلاف ہے اور پڑھنے پر بھی فتویٰ ہے کما فی الدر المختار من قتل نفسہ ولو عمداً یغسل ویصلی علیہ بہ یفتی[3]۔ فقط۔

---

[1] وان دفن واھیل علیہ التراب بغیر صلاۃ او بہا بلا غسل الخ صلی علی قبرہ استحسانا ما لم یغلب علی الظن تفسخہ من غیر تقدیر ھو الاصح (درمختار) لانہ یختلف باختلاف الاوقات حرا وبردا والمیت سمنا وھزالا والامکنۃ بحر وقیل یقدر بثلاثۃ ایام وقیل عشرۃ وقیل شھر (رد المحتار باب ایضا ص ۸۳۶/۱) ظفیر۔

[2] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۶/۱ و ص ۸۳۷/۱ ۱۲ ظفیر۔

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۵/۱ ۱۲ ظفیر۔

جنازہ کی صفوں میں سجدہ کی جگہ چھوڑنا بے اصل ہے

سوال (۲۸۱۷) مشہور ہے کہ جنازہ کی نماز میں صف بندی کرتے وقت صفوں کے درمیان ایک سجدہ کی جگہ چھوڑنی چاہئے اس کی کیا اصل ہے۔

الجواب: - اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور کچھ ضرورت نہیں ہے[1]۔ فقط۔

عورت جنازہ کی نماز پڑھا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۲۸۱۸) عورت جنازہ کی نماز پڑھا سکتی ہے یا نہ

الجواب: - یہ تو ظاہر ہے کہ عورت مردوں کی امام نہیں ہو سکتی، لیکن جنازہ کی نماز کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر عورت مردوں کی امام جنازہ کی نماز میں ہوئی تو اگرچہ امامت اس کی صحیح نہیں ہوئی اور مردوں کی نماز اس کے پیچھے نہیں ہوئی لیکن چونکہ خود اس کی نماز ہو گئی ہے اس لئے فرضیت ساقط ہو گئی کیونکہ جنازہ کی نماز اگر صرف ایک عورت بھی پڑھ لے تو فرض کفایہ ادا ہو جاتا ہے لسقوط فرضہا بواحد ولو صبیا او امرأۃ کما فی الدر المختار لو امت امرأۃ الخ ای امت رجلاً فان صلاتہا تصح وان لم یصح الاقتداء بہا[2]۔ فقط۔

کیا دوبارہ نماز جنازہ درست ہے

سوال (۲۸۱۹) نماز جنازہ دوبارہ پڑھنے کے واسطے کیا حکم ہے اور مردہ کا منہ وقت دفن دکھانا کیسا ہے؟

الجواب: - جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھنی درست نہیں اور اس میں کچھ تفصیل ہے جو کتب فقہ میں مذکور ہے کہ اگر پہلے ولی نے نماز نہیں پڑھی اور نہ اس کی اجازت سے نماز پڑھی گئی بلکہ ایسے لوگوں نے نماز پڑھی کہ جن کو حق تقدم نہیں تھا تو ولی دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر ولی اول نماز پڑھ لے تو پھر دوسروں کو اجازت نہیں کہ مکرر نماز پڑھیں۔ درمختار میں ہے وان صلی ھو ای الولی بحق بان لم یحضر من یقدم علیہ لا یصلی غیرہ بعدہ الخ وفیہ ایضاً لان تکررھا غیر مشروع[3] الخ اور منہ دیکھنا میت کا درست ہے۔ لیکن کفن میں

---

[1] جب اس میں سجدہ نہیں ہے تو سجدہ کی جگہ چھوڑنے کا حاصل کیا ہوگا ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۱۲ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۲۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

ڈھکنے کے بعد کھولنا چہرہ کا اچھا نہیں ہے۔

حرام کار کی نماز جنازہ

سوال (۲۸۲۰) زید نے ہندہ سے نکاح کیا بعد میں زید نے ہندہ کی بہن حقیقی حفیظن سے بھی نکاح کر لیا۔ دونوں بہنیں زید کے نکاح میں ہیں، زید حفیظن کو الگ نہیں کرتا، اب مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے اور اگر زید مر جاوے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

الجواب:- زید کا نکاح حفیظن سے نہیں ہوا[1]۔ زید کو چاہئے کہ حفیظن کو علیحدہ کر دے اور توبہ کرے ورنہ سخت عاصی و فاسق رہے گا اور مسلمانوں کو اس سے متارکت لازم ہے کھانا پینا اس کے ساتھ چھوڑ دیں اور برادری سے علیحدہ کر دیں۔ البتہ جس وقت توبہ کرے اور حفیظن کو چھوڑ دے اس وقت اس سے ملیں جلیں اور اگر زید اس حالت میں مر جاوے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث۔ یعنی ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ فقط۔

نماز جنازہ کے لئے وصیت اور اس کا حکم

سوال (۲۸۲۱) ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز فلاں شخص پڑھا دے، کسی وجہ سے وہ شخص نماز نہ پڑھا سکا بلکہ دوسرے شخص نے نماز پڑھائی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- نماز درست ہو گئی اور فرض ادا ہو گیا[2]۔ فقط

قادیانی کی نماز جنازہ درست نہیں

سوال (۲۸۲۲) ایک شخص قادیانی ہو گیا اس کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھی جاوے یا نہیں اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاوے یا نہیں۔

الجواب:- وہ کافر و مرتد ہے اگر مرے تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں، اور

---

[1] حرمت علیکم امہاتکم الخ وان تجمعوا بین الاختین (النساء۔)

[2] وفی الکبری المیت اذا اوصی بأن یصلی علیہ فلان فالوصیۃ باطلۃ و علیہ الفتوی (عالمگیری مصری ص ۱۵۳ ج ۱) ظفیر۔

مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہ کریں[1]۔ فقط۔

بعد نماز جنازہ پھر گھر میں لاکر دعا کرنا بدعت ہے

سوال (۲۸۲۳) نماز جنازہ کے بعد میت کو گھر میں لاکر دعا مانگتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: جب کہ میت کے جنازہ کی نماز ہوگئی تو پھر گھر آکر ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا نہ چاہئے کہ یہ بدعت ہے۔ فقط۔

نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہیں لیکن پانچ کہنے والا کافر نہیں

سوال (۲۸۲۴) ایک شخص سُنی نماز جنازہ میں پانچ تکبیرات پڑھتا ہے وہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں۔

الجواب: پانچ تکبیرات کا کہنا نماز جنازہ میں عند الحنفیہ مشروع نہیں ہے نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں[2] اور جس روایت میں پانچ تکبیر وارد ہوئی ہیں وہ منسوخ ہے لیکن اس وجہ سے تکفیر مسلمان کی نہ کی جاوے گی[3]۔ البتہ روافض سبی کو بعض فقہاء نے کافر کہا ہے۔ والتفصیل فی کتب الفقہ۔ فقط۔

نماز جنازہ جوتے پہن کر پڑھی جائے

سوال (۲۸۲۵) نماز جنازہ جوتے سے جائز ہے یا نہیں

---

[1] اما المرتد فیلقی فی حفرۃ کالکلب (در مختار) ای لا یغسل ولا یکفن (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۳ ج ۱) ظفیر۔

[2] وھی اربع تکبیرات الخ یرفع یدیہ فی الاولی فقط الخ ویثنی بعدھا الخ ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما فی التشہد بعد الثانیۃ الخ ویدعو بعد الثالثۃ الخ ویسلم بلا دعاء بعد الرابعۃ الخ ولو کبر امامہ خمسا لم یتبع لانہ منسوخ (در مختار) لان الآثار اختلف فی فعل رسول اللہ فروی الخمس والسبع والتسع واکثر من ذلک الا ان آخر فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان اربع تکبیرات فکان ناسخا لما قبلہ عن الامداد وفی الزیلعی انہ صلی اللہ علیہ وسلم حین صلی علی النجاشی کبر اربع تکبیرات وثبت علیہا الی ان توفی فنسخت ما قبلہا (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۳ ج ۱ و ص ۸۱۵ ج ۱) ظفیر۔

الجواب: جوتوں کا چونکہ اعتبار نہیں ہوتا اس وجہ سے جوتہ پہنکر یا جوتہ پر پیر رکھ کر نماز جنازہ نہ پڑھے۔[1] فقط۔

ولد الزنا کے کان میں اذان اور اس کی نماز جنازہ کا حکم

سوال (۲۸۲۶) ولد الزنا کے کان میں اذان دینا اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب: کان میں اذان کہنا مستحب ہے[2] اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر وفاجر[3] الحدیث۔ پس ولد الزنا کے جنازہ کی نماز پڑھنا چاہئے۔ کذا فی کتب الفقہ[4]۔ فقط۔

نماز جنازہ سے کسی کو روکا نہ جائے

سوال (۲۸۲۷) ایک شخص ایک عورت منکوحہ کو چرا کر لے گیا، پھر اس عورت سے ایک فرزند پیدا ہوا چند ماہ کے بعد فوت ہو گیا اور وہ شخص جنازہ میں شریک ہو گیا امام کو لازم ہے کہ اس کو نماز جنازہ سے روک دے یا نہیں۔

الجواب: نماز جنازہ سے منع نہ کرے کہ یہ فرض کفایہ ہے اور ادائے فرض سے روکنا کسی مسلمان کو اگرچہ وہ فاسق ہو جائز نہیں ہے[5]۔ فقط۔

رنڈیوں کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے

سوال (۲۸۲۸) نماز جنازہ رنڈیوں اور میراثیوں کی

---

[1] ثم الشرط الخ شرعا ما یتوقف علیہ الشئ ولا یدخل فیہ ھی ستۃ طھارۃ بدنہ الخ ومکانہ ای موضع قدمیہ او احدھما ان رفع الاخری وموضع سجودہ اتفاقا فی الاصح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ ص ۳۷۳ ج ۱) ظفیر۔ [2] لا یسن لغیرھا (در مختار) ای من الصلوٰت وا لا فیندب للمولود (رد المحتار باب الاذان ص ۳۵۷ ج ۱) ظفیر۔

[3] شرح فقہ اکبر للملا علی قاری ص ۹۱ ۱۲ ظفیر۔ [4] وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ وقطاع الطریق الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۴ ج ۱) ظفیر۔

[5] والصلاۃ علیہ فرض کفایۃ بالاجماع (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۱ ج ۱) ظفیر۔

جائز ہے یا نہیں اور ضروری ہے یا غیر ضروری۔

الجواب: - نماز جنازہ ان لوگوں کی بھی ضروری ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر و فاجر۔ الحدیث[1]۔ فقط۔

جس نے کبھی نماز نہ پڑھی ہو اس کی بھی نماز جنازہ ضروری ہے

سوال (۲۸۲۹) جس شخص کو لوگوں نے کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا ہو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - جائز بلکہ ضروری ہے[1]۔

بے نمازی مردے کو گھسیٹنے کی بات غلط مشہور ہے

سوال (۲۸۳۰) یہ بات مشہور ہے کہ جس شخص کو اس کی مدت العمر میں لوگوں نے کبھی نماز نہ پڑھتے دیکھا ہو اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھی جاوے اور چالیس قدم تک گھسیٹ کر جب نماز پڑھی جاوے درحقیقت یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں۔

الجواب: - یہ قول غلط مشہور ہے۔ نماز جنازہ ہر ایک نیک و بد کی پڑھنی چاہیے، اور گھسیٹنا درست نہیں اس کے لئے استغفار کرنا چاہیئے ذلیل نہ کرنا چاہیے کہ آخر کلمہ گو مسلمان ہے۔ فقط۔

مسجد جماعت میں نماز جنازہ مکروہ ہے

سوال (۲۸۳۱) حنفیوں کے نزدیک ان مساجد میں کہ جن میں فرائض باجماعت ہوتے ہیں جنازہ کی نماز، جنازہ مسجد میں رکھ کر جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - قال فی الدر المختار دکرھت تحریماً وقیل تنزیھاً فی مسجد

---

[1] و [2] والصلوٰۃ واجبۃ علی کل مسلم برا کان او فاجرا وان عمل الکبائر، رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ باب الامامۃ ص۱۰۰) ظفیر۔ [3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "الصلوٰۃ واجبۃ علی کل مسلم برا کان او فاجرا وان عمل الکبائر (مشکوٰۃ ص۱۰۰) ظفیر۔

جماعة هو ای المیت فیه وحده او مع القوم واختلف فی الخارجة عن المسجد وحده او مع بعض القوم والمختار الکراهة مطلقاً خلاصه بناءً اعلی ان المسجد انما بنی للمکتوبة وتوابعها الخ وهو الموافق لاطلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاة له قال فی رد المحتار قوله فلا صلاة له ھ. ان ھ رواية ابن ابی شیبة ورواية احمد وابی داؤد فلا شئ له وابن ماجه فلیس له شئ وروی فلا اجر له وقال عبد البر هی خطاء فاحش والصحیح فلا شئ له الخ وفیه قبیله من صلی علی میت فی مسجد یقتضی کون المصلی فی المسجد سواء کان المیت فیه اولا فیکره ذلك اخذا منه منطوق الحدیث ویؤیده ما ذکره العلامة قاسم فی رسالته من انه روی ان النبی صلی اللہ علیه وسلم لما نعی النجاشی الی اصحابه خرج فصلی علیه فی المصلی قال ولو جازت فی المسجد لم یکن للخروج معنی اھ مع ان المیت کان خارج المسجد شامی ص۵۹۴ ج۱ ـ باب صلوة الجنائز ـ ان روایات سے واضح ہے کہ عند الحنفیہ مسجد جماعۃ میں نماز جنازہ مکروہ ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی [1]۔ فقط۔

حضرت سعدؓ کا واقعہ اور اس کا جواب	**سوال** (۱۲۸۳) مسلم شریف کی حدیث ذیل ہم حنفیوں کے لئے قابل حجت اور واجب العمل ہو سکتی ہے یا نہیں عن ابی سلمة عبد الرحمن بن

ان عائشة لما توفی سعد بن ابی وقاص قالت ادخلوا به المسجد الخ

الجواب:۔ نہیں ہو سکتی، وہ مؤول ہے اور مبنی علی العذر ہے۔ علاوہ بریں

---

[1] رد المحتار باب صلاة الجنائز ص۸۲۴ ج۱ و ص۸۲۳ ج۱ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ص۸۲۳ ج۱ [3] ویظهر ان الاولی کونها تنزیهیا اذ الحدیث لیس هو نصاً غیر مصروف ولا قرن الفعل بوعید (حاشیه مشکوٰة ص۱۴۵) اس سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی کو ترجیح ہے واللہ اعلم ظفیر۔

دیگر حضرات نے اس پر انکار فرمایا ہے[1]۔

لاعلمی کی وجہ سے اگر بچہ پر نماز جنازہ ترک کر دے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۸۴۳) ایک شخص کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی اور زندہ رہ کر مر گئی لاعلمی کی وجہ سے بلا نماز جنازہ دفن کی گئی۔ چوتھے پانچویں روز علم ہونے پر جنازہ پڑھا گیا۔ بستی کے لوگوں نے عداوت سے اس کو علیحدہ کر دیا اور اسے تنگ کرتے ہیں، اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- درمختار میں ہے کہ جو بچہ زندہ پیدا ہو اور بعد میں مرے اس کو غسل دیکر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے[2]، اور یہ بھی درمختار میں ہے کہ اگر بغیر نماز کے مردہ کو دفن کر دیا گیا تو اس کی قبر پر نماز جنازہ اس وقت تک پڑھنی چاہئے کہ میت کے پھٹنے اور گلنے کا گمان نہ ہو۔ اور اس کا اندازہ ہر ایک زمین کی حالت پر ہو سکتا ہے، اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ تین دن تک اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں اور بعض نے کہا دس دن تک[3]۔ بہر حال یہ جو کچھ کیا گیا کہ اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی گئی یہ حکم شرعی ہے اس کی وجہ سے نماز پڑھنے والوں کو مطعون کرنا اور تنگ کرنا اور ان سے مقاطعت اور متارکت کرنا حرام اور ناجائز ہے اور ایسا کرنے والے عاصی و فاسق ہیں۔ فقط

---

[1] پوری حدیث اس طرح ہے قالت ادخلوا به المسجد حتى اصلى عليه فانكر ذالك عليها فقالت والله لقد صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم على ابنى بيضاء فى المسجد سهيل واخيه رواه مسلم (مشكوٰة باب المشى بالجنازة والصلوٰة عليها ص ۱۴۵) وردته عائشة رض بجوزان يكون ذالك بضرورة دعت اليه. وقد يروى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان معتكفا لهذا صلى فى المسجد وايضا قالوا ان مصلى المسجد كان مكانا متصل المسجد فيحتمل ان رواية الصلوٰة فى المسجد باعتبار كونه قريبا من المسجد اللمعات (حاشيه مشكوٰة ص ۱۴۵) ظفير۔ [2] ومن ولد فمات يغسل ويصلى عليه ان استهل اى وجد منه ما يدل على حياته بعد خروج اكثره (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة الجنازة ص ۸۲۵ و ص ۸۲۹) ظفير۔ [3] حوالہ کئی جگہ گذر چکا ۱۲ ظفیر۔

جمعہ کے دن نماز جنازہ سنت کے پہلے

سوال (۲۸۲۴) چھاؤنی انبالہ کی جامع مسجد میں جب کوئی جنازہ دآجاتا ہے جمعہ کے روز تو اس کی نماز جمعہ کے فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھ لیتے ہیں اور جنازہ کو مسجد سے باہر رکھ کر پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: یہ صورت کہ جنازہ باہر مسجد سے رہے اور نمازی مسجد میں اس کو بعض فقہاء نے جائز فرمایا ہے۔ لیکن اصح یہ ہے کہ یہ صورت بھی مکروہ ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ باقی یہ کہ جمعہ کے فرضوں کے بعد نماز جنازہ پڑھیں اور سنت جمعہ کی بعد نماز جنازہ کے پڑھیں یہ جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

تحقیر نماز و روزہ سے روکنے اور حج و تلاوت سے منع کرنے اسکی نماز جنازہ پڑھنی درست نہیں

سوال (۲۸۲۵) زید مدعی ہے کہ وہ اپنے کامل صوفی و عارف ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے اور اپنے مریدوں کو نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، تلاوت قرآن نیز وغیرہ سے منع کرتا ہے۔ اپنے طالب کو کہتا ہے کہ مرشد کو سجدۂ تعظیمی کرے اور مستورات کو بے پردگی کی ہدایت کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مؤمنین کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: زید کا دعویٰ مخالف ہے نصوص قطعیہ صریحہ کے اور اس کے کلمات سے انکار شریعت ظاہر ہے۔ اور انکار نماز و روزہ و زکوٰۃ وغیرہ قطعیات سے خود کفر[2] ہے

---

[1] وكرهت تحريما وقيل تنزيها في مسجد جماعة هو اي الميت فيه وحده او مع القوم واختلف في الخارجة عن المسجد وحده او مع بعض القوم والمختار الكراهة مطلقا الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار. باب صلاة الجنائز مطلب في كراهة صلاة الجنازة في المسجد ص ۸۲۷/۱) ظفير

[2] من قال لا اصلي جحودا او استخفافا او على انه لم يؤمر او ليس بواجب فلا شك انه كفر في الكل (شرح فقه اكبر ص ۲۰۹) ظفير

اور تجویز سجدہ لغیر اللہ کفر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ[1]۔ الآیۃ۔ پس زید جو کہ قائل ہے کلمات کفریہ کا اور معتقد ہے اعتقادات کفریہ محدثہ محرمہ کا وہ عارف وصوفی نہیں ہے بلکہ ملحد مضل ہے اور مصداق حدیث اتخذ الناس رؤساً جہالاً فضلوا واضلوا[2] کا ہے۔ پس اس کو پیر بنانا اور اس سے بیعت ہونا حرام ہے ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست + پس بہر دستے نباید داد دست

اور اگر شخص مذکور اسی اعتقاد پر مرجاوے تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں اور اہل اسلام کے قبرستان میں دفن نہ کریں۔ فقط۔

رضاعی بہن سے نکاح کرنا کفر نہیں اس کی نماز جنازہ درست ہے

سوال (۲۸۳۶) ایک مسلمان فوت ہوا بعض اشخاص نے اس کو کافر کہہ کر نماز جنازہ ترک کردی اور جنھوں نے پڑھی ان کو ملامت کی اور کافر کہا اس وجہ سے کہ متوفی کا میل جول اپنے بیٹے سے تھا اور بیٹا کافر تھا اسلئے کہ اسکے بیٹے نے جس عورت سے نکاح کیا اس نے اس کی والدہ کا دودھ پیا تھا، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں بیٹے پر حکم کفر کا نہ ہوگا اور باپ فوت شدہ پر بھی حکم کفر کا نہ ہوگا لہٰذا نماز جنازہ اس کی پڑھنی واجب وفرض ہے۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر وفاجر الحدیث[3]۔ پس جن لوگوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی انھوں نے موافق حکم شریعت کے عمل کیا اور جن لوگوں نے اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی اور پڑھنے

---

[1] حم السجدہ۔ ۱۹۔ ظفیر۔

[2] حدیث کے پورے الفاظ یہ ہیں حتی اذا لم یبق عالماً اتخذ الناس رؤساً جہالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ کتاب العلم فصل اول ص۳۳) ظفیر۔

[3] شرح فقہ اکبر ص۹۱ ۱۲ ظفیر۔

والوں کو ملامت کی وہ غلطی پر ہیں اور عاصی ہیں ان کو توبہ کرنی چاہئے۔ فقط۔

ہندو مسلم ایک جگہ جل کر مرجائیں تو کس طرح نماز جنازہ پڑھی جائے

سوال (۲۸۳۷) چند اشخاص ہندو اور مسلمان آگ میں جل کر مر گئے اور کسی عضو سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ ہندو ہے یا مسلمان تو نماز جنازہ کیونکر پڑھی جاوے۔

الجواب:۔ مسلمان کی نیت سے نماز پڑھی جاوے۔ کذا فی الشامیؒ۔

بان کی چارپائی پر جنازہ رکھکر نماز جنازہ جائز ہے....

سوال (۲۸۳۸) بان سے بنی ہوئی چارپائی جس پر نماز جائز نہیں ہے اس پر میت کو رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہ۔ اگر نجس ہو تو کپڑا پاک اس پر ڈال دینا کافی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ چارپائی بان سے بنی ہوئی پر نماز بھی جائز ہے اور جنازہ اس پر رکھا ہوا ہو تو اس کو آگے رکھ کر نماز جنازہ صحیح ہے، اگر نجس ہو تو پاک کپڑا بچھا کر مردے کو رکھا جاوے۔

ایسے جنازہ پر نماز نہیں پڑھی گئی جسکے اسلام میں شبہ تھا کیا حکم ہے

سوال (۲۸۳۹) ایک بھنگن مسلمان ہوئی، عرصہ کے بعد پھر وہ اپنے اصلی مذہب میں چلی گئی، پھر مسلمان ہوئی علیٰ ہذا تین مرتبہ اس نے ایسا کیا، پھر مسلمان ہو کر بھی اس نے بجز شراب خوری و زنا کے اس نے کوئی کام موافق شریعت کے نہیں کیا بلکہ اپنے بھائی کی بیماری میں ایک بکرا ماتا رانی پر چڑھایا اور سجدہ بھی اس کو کیا، وہ عورت چند یوم بیمار رہ کر مرگئی، اہل محلہ نے

لے اختلط موتانا بکفار ولا علامة اعتبر الاکثر فان استووا غسلوا واختلف فی الصلوٰة علیہم ومحل دفنهم کدفن ذمیة حبلیٰ من مسلم قالوا والاحوط دفنها علیٰ حدة (درمختار) اختلف فی الصلوٰة علیہم قال فی الحلیة فان کان بالمسلمین علامة فلا اشکال فی اجراء احکام المسلمین علیهم والا فلو المسلمون اکثر صلی علیهم وینوی بالدعاء المسلمین الخ (رد المحتار باب الجنائز ص ۸۰۵ ج ۱) ظفیر۔

مجھ سے نماز جنازہ کے لئے کہا، میں نے انکار کر دیا اور نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب: - حدیث شریف میں حکم ہے صلوا علی کل بر و فاجر (الحدیث) یعنی ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اس لئے اس نومسلم عورت کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے تھی اگرچہ وہ فاسقہ فاجرہ ہو۔ پس اگر اسکے جنازہ کی نماز بعض مسلمانوں نے ادا کر لی تھی تو خیر، ورنہ سب گناہگار ہوئے۔ توبہ کریں۔ فقط

نماز جنازہ کی صفیں

سوال (۲۸۴۰) ہمارے ملک میں یہ مسئلہ شائع ہے کہ جنازہ پڑھنے کے وقت مقتدی فاصلہ سے کھڑے ہوتے ہیں، کیا نماز جنازہ اور دوسری نمازوں میں فرق ہے۔

الجواب: - اس بارہ میں جنازہ کی نماز اور دوسری نمازوں میں کچھ فرق نہیں ہے صف متصل ہونی چاہئے درمیان میں فاصلہ چھوڑنا مکروہ ہے[1]۔ فقط

غیر مقلد کی نماز جنازہ میں شرکت درست ہے

سوال (۲۸۴۱) ایک شخص عالم فاضل غیر مقلد مر جائے اور غیر مقلد ہی اس کے جنازہ کی نماز پڑھائے اور اس غیر مقلد کے پیچھے عالم حنفی اقتداء کرے باوجودیکہ قبل ازیں لوگوں کو ان کے میل جول سے منع کرتا رہا ہو تو اس حنفی پر کچھ مواخذہ ہوگا یا نہیں۔

الجواب: - یہ فعل اس عالم حنفی کا کہ غیر مقلد امام کے پیچھے غیر مقلد متوفی کے جنازہ کی نماز ادا کی قابل مواخذہ نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا خلف کل بر و فاجر وصلوا علی کل بر و فاجر[2]۔ الحدیث۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو اور ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی

---

[1] وینبغی ان یامرھم بان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا مناکبھم (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الامامۃ ص ۵۳۱/۱) ظفیر۔ [2] شرح فقہ اکبر ص ۹۱۔ ۱۲ ظفیر۔

نماز پڑھو۔ پس غیر مقلد کافر تو نہیں ہیں جو اس قدر تشدد اس میں کیا جاتا ہے۔ بے شک یہ ضروری ہے کہ غیر مقلدوں کے فساد عقاید کی وجہ سے حتی الوسع ان کو امام نہ بنایا جائے لیکن اگر اتفاق ایسا ہو گیا کہ غیر مقلد امام ہے اور اس کے پیچھے نماز کسی نے پڑھ لی خصوصاً جنازہ کی نماز تو اس میں اس نماز پڑھنے والے حنفی پر طعن و تشنیع بیجا ہے اور ناجائز ہے اور اس کی تفسیق اور تضلیل ناروا ہے۔ فقط

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا

سوال (۲۸۴۲) نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں، جائز ہے تو کونسی تکبیر کے وقت۔

الجواب:۔ سورۂ فاتحہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نماز جنازہ میں پڑھنا درست نہیں ہے مگر بہ نیت دعا پڑھے تو درست ہے اور محل اس کا تکبیر اولیٰ کے بعد ہے[1]۔

نماز عید کے وقت جنازہ آجائے تو کیا کرنا چاہئے

سوال (۲۸۴۳) اگر نماز جنازہ اور عیدین کی نماز مجتمع ہو جائیں تو بعد نماز عید نماز جنازہ پڑھی جائے یا خطبہ۔

الجواب:۔ نماز جنازہ خطبہ سے پہلے پڑھنی چاہئے، اس سے فراغت کے بعد پھر خطبہ پڑھا جائے کیونکہ جنازہ کی نماز فرض ہے اور خطبہ عید سنت ہے۔ ظاہر ہے کہ فرض سنت سے مقدم ہوتا ہے۔ قال الشامی فی تحت قول در المختار وتقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ وذلک بفرضیتها وسنیۃ الخطبۃ۔ شامی[2]۔ جلد اول۔

عیدگاہ میں نماز مکروہ نہیں

سوال (۲۸۴۴) عیدگاہ میں نماز جنازہ مکروہ ہے یا نہ۔

الجواب:۔ کتب فقہ میں تصریح کی ہے کہ نماز جنازہ مسجد جماعت میں مکروہ ہے

---

[1] وعین الشافعی الفاتحۃ فی الاولی وعندنا تجوز بنیۃ الدعاء وتکرہ بنیۃ القراءۃ لعدم ثبوتها فیها عنہ علیہ السلام (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص۸۱۷ ج۱) ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار للشامی باب العیدین ص۷۷۵ ج۱۔ ۱۲ ظفیر۔

یعنی جس مسجد میں پانچوں وقت کی جماعت ہوتی ہو یا جمعہ اور پنجوقتی نماز باجماعت ہوتی ہو۔ چنانچہ در مختار میں ہے وکرھت تحریماً وقیل تنزیھاً فی مسجد جماعۃ[1] الخ پس اس قید فی مسجد جماعۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیدگاہ میں جماعت جنازہ جائز ہو۔ لیکن احوط یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کہ بانی عیدگاہ نے اس کو جنازہ کی نماز کے لئے نہیں بنایا تو نماز جنازہ اس میں نہ پڑھنی چاہئے۔ البتہ جو مسجد نماز جنازہ کے لئے ہی مخصوص کی گئی ہو اس میں درست ہے۔ فقط۔

یہ کہنا کہ میری نماز جنازہ نہ پڑھنا کفر نہیں ہے اسکی نماز جنازہ پڑھی جائیگی

سوال (۲۸۴۵) ایک شخص فوت ہوا اس نے اپنی حیات میں یہ الفاظ کہے تھے کہ میرے جنازہ پر کوئی نماز نہ پڑھے ورنہ آخرت میں دامنگیر ہوں گا۔ اس پر بعض نے قسم کھائی تھی کہ ہم نماز نہ پڑھیں گے چنانچہ اکثروں نے نماز سے انکار کیا بایں خیال کہ یہ الفاظ کفر کے ہیں مگر احقر نے میت کے قول کو جہالت پر محمول کر کے نماز پڑھی اور قسم والوں کو کفارہ یمین بتایا یہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے تھی یہ قول اس کا کفر نہ تھا۔ لہٰذا جن لوگوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی یہ درست ہوا۔ اور اگر قسم کھانے والوں میں سے کسی نے نماز جنازہ اس کی پڑھی تو ان پر کفارۂ یمین واجب ہوا آپ نے صحیح بتلایا۔ فقط

جس امام کے پیچھے وقتی نماز نہ پڑھے جنازہ میں اس کی امامت

سوال (۲۸۴۶) اگر دو چار شخص کسی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھتے ہوں تو ان کی نماز جنازہ امام مذکور کے پیچھے ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس کے پیچھے نماز جنازہ ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر اس امام کے عیوب نقص شرعی کی وجہ سے اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا ہے یعنی اس وجہ سے کہ وہ فاسق ہے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب صلاۃ الجنازۃ فی المسجد ص ۸۲۷ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

تو اس کی امامت تمام نمازوں میں مکروہ ہے جنازہ کی نماز میں بھی مکروہ ہے۔[1]

اگر کوئی نماز جنازہ پڑھانے والا نہ ہو تو کیا کیا جائے

سوال (۲۸۴۷) اگر بستی میں کوئی میت ہو گئی اور نماز جنازہ پڑھانے والا کوئی نہ ہو یا اگر کوئی آدمی پڑھا ہوا بھی ہو مگر نماز جنازہ نہیں پڑھا سکتا تو کیا کرنا چاہیے۔

الجواب:۔ نماز میت کی فرض ہونی چاہیے۔ کم سے کم ایک آدمی بھی نماز جنازہ پڑھ لے گا تو فرضیت ادا ہو جائے گی ورنہ سب گنہ گار رہیں گے[2] فقط۔

عورت کی نماز جنازہ شوہر کے حکم سے ہوگی یا باپ کے

سوال (۲۸۴۸) ایک عورت فوت ہوئی اس کا شوہر اور باپ دونوں موجود ہیں تو نماز جنازہ کے لئے کس کی اجازت معتبر ہوگی۔

الجواب:۔ اس صورت میں باپ احق ہے خود نماز جنازہ پڑھا دے یا کسی کو اجازت دے۔ در مختار میں ہے ثم الولی بترتیب عصوبة الانکاح الا ولہ الخ الاذن لغیرہ فیہا لانہ حقہ فیملک ابطالہ الخ[3] درمختار۔ واقرہ الشامی۔

منکرات کی وجہ سے نماز جنازہ ترک نہ کی جائے

سوال (۲۸۴۹) اگر کسی کے پیر و مرشد کے جنازہ کے آگے اہل ہنود باجہ بجا دیں اور اہل خانہ کے منع کرنے کے باوجود وہ باز نہ آویں تو ایسی صورت میں عام مسلمانوں کو اور علماء کو اس جنازہ میں شرکت کرنی چاہیے یا نہیں۔

الجواب:۔ شامی میں منقول ہے کہ اتباع جنازہ منکرات کی وجہ سے نہ چھوڑا جاوے بلکہ منکرات سے منع کیا جاوے۔ ولا تترک لما یحصل عندھا من منکرات

---

[1] ویکرہ امامة عبد الخ وفاسق (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الامامة ص ۵۲۳ ج ۱) ظفیر۔

[2] والصلاة علیہ الخ فرض کفایة بالاجماع (ایضاً ص ۸۱۱ ج ۱) ظفیر۔

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۲ ج ۱ وص ۸۳۴ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

ومفاسد کاختلاط الرجال بالنساء وغیر ذلک لان القربات لاتترک لمثل ذلک بل علی الانسان فعلھا وانکار البدع بل وان التھا ان امکن اھ قلت ویوید ذلک ما مر من عدم ترک اتباع الجنازۃ وان کان معھا نساء نائحات۔[1] فقط۔

شبہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال (۲۸۵۵) زید نے نماز جنازہ پڑھائی پھر چند قدم چل کر معلوم ہوا کہ ذکر کے اوپر قطرہ پیشاب آگیا اور بعد دفن اس نے تنہا نماز قبر پر پڑھ لی تو وہ نماز ہوگئی یا نہیں۔

الجواب: پہلی ہی نماز ہوگئی تھی، ایسے شبہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی[2] اور دوبارہ قبر پر نماز جنازہ نہ پڑھنی چاہیے تھی۔ فقط۔

رات میں نماز جنازہ

سوال (۲۸۵۶) رات کو نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: رات میں نماز جنازہ درست ہے۔[3] فقط۔

مردہ کی ہڈیوں پر غسل و نماز نہیں

سوال (۲۸۵۷) ایک شخص جنگل میں فوت ہوا، پانچ روز خبر معلوم ہوئی لیکن مردہ کا تمام جسم دستیاب نہیں ہوا صرف سر کی کچھ ہڈیاں ملی ہیں وہ بھی سرکار کے قبضہ میں ہیں۔ اس مردہ کی تجہیز و تکفین کی کیا صورت ہے۔

الجواب: اس صورت میں ان ہڈیوں کے غسل و کفن کی کوئی صورت نہیں، پس ان ہڈیوں کو جب کہ وہ سرکار سے مل جاویں ویسے ہی کسی جگہ دفن کر دیا جائے۔ درمختار میں ہے وجد راس آدمی او احد شقیہ لایغسل ولایصلی علیہ

---

[1] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی زیارۃ القبور ص ۸۴۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] وشک بالحدث اوبالعکس اخذ بالیقین (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۴۰ ج ۱) ظفیر۔ [3] وکرہ تحریما الخ صلوۃ ولوعلی جنازۃ الخ مع شروق واستواء وغروب (درمختار) قولہ علی جنازۃ ای اذا حضرت فی ذالک الوقت۔ (ردالمحتار کتاب الصلوۃ ص ـــ) ظفیر۔

بل یدفن الا ان یوجد اکثر من نصفه ولو بلا راس[1] - الخ فقط -

چارپائی پر رکھ کر نماز جنازہ

سوال (۲۸۵۳) نماز جنازہ چارپائی پر جائز ہے یا نہ اور چونکہ فتاوی عبدالحی میں مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ سریر پر پڑھی گئی تھی آیا اس سریر سے یہی چارپائی مراد ہے یا تختہ مراد ہے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں چہار یار کبار سب موجود تھے یا نہیں اور جنازہ کس نے پڑھایا تھا۔ چارپائی کا اس لئے لکھا گیا کہ علمائے کرام اس جگہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ کے لئے میت کا زمین پر رکھنا شرط ہے جو کہ شامی وغیرہ کتب فقہ میں مذکور ہے یا سند تحریر فرماویں۔

الجواب: - جائز ہے۔ کما ہو معمول فی السلف والخلف[2]۔ فقط -

مسجد میں نماز جنازہ اس طرح کہ نعش باہر ہو

سوال (۲۸۵۴) ایک مسجد کے نمازی چاہتے ہیں کہ محراب کی جگہ ایک چھوٹا دروازہ بنایا جاوے اور اس میں کواڑ لگائے جائیں اور میت کو باہر محراب مسجد کے سامنے رکھا جاوے اور دروازہ کھولا جاوے ۔۔ اس

---

[1] ایضاً ص ۸۲۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] ووضعه وکونه هو او اکثره امام المصلی الخ فلا تصح علی غائب ومحمول علی نحو دابة وموضوع خلفه (درمختار) علی نحو دابة ای المحمول علی ایدی الناس فلا تجوز الا من عذر الخ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۳ ج ۱) اس سے معلوم ہوا کہ چارپائی پر جنازہ رکھ کر اگر نماز جنازہ پڑھی جائے تو جائز ہے اس لئے کہ یہ دابہ اور آدمی کی جیسی جاندار چیز نہیں ہے اور چارپائی پر ہونا حکماً زمین پر ہی ہونا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز جنازہ جس وقت پڑھی گئی تھی اس وقت آپ کا جسد مبارک جس سریر پر تھا اس سے کیا مراد ہے صراحتاً کچھ معلوم نہ ہو سکا۔

آپ کی نماز جنازہ کی امامت کسی نے نہیں کی تھی، انفراداً لوگوں نے پڑھی تھی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ طریقہ بتایا تھا ۱۲ ظفیر۔

اس طریق سے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: صحیح و مختار یہ ہے کہ اس سے کراہت مرتفع نہیں ہوتی۔ کما فی الدر المختار الکراھة مطلقاً الخ ای سواء کان المیت فیه او خارجه ھو ظاھر الروایة الخ شامی۔ وھو الموافق للاطلاق۔ حدیث ابی داؤد۔ من صلی علی میت فی المسجد فلا صلوٰة له۔[1] فقط۔

نماز جنازہ کے بعد دعا مشروع نہیں

سوال (۲۸۵۵) عن ابی ھریرة رضی قال قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیه وسلم اذا صلیتم المیت فاخلصوا له الدعاء (ابو داؤد و ابن ماجه) عن واثلة بن الاسقع قال صلی بنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم علی رجل من المسلمین فسمعته یقول اللّٰھم ان فلان بن فلان فی ذمتك وحبل جوارك فقه من فتنة القبر وعذاب النار وانت اھل الوفاء والحق اللّٰھم اغفر له وارحمه انك انت الغفور الرحیم (ابو داؤد و ابن ماجه) جنازہ کے بعد دعا مشروع نہیں ہو سکتی ہے

الجواب: نماز جنازہ کے بعد دعا مشروع نہیں ہے۔[2] اور ان احادیث میں دعا سے مراد نماز جنازہ کی دعا ہے یعنی پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نماز جنازہ پڑھو تو اس کے اندر دعا جنازہ اخلاص کے ساتھ۔ اسی طرح دوسری حدیث میں صاف یہ موجود ہے کہ دعا نماز جنازہ مراد ہے۔ فقط

قبرستان کی مسجد میں نماز جنازہ

سوال (۲۸۵۶) ہمارے قبرستان میں ایک مسجد ہے جس کی تین محرابیں اور دو منارہیں، کرسی کسی قدر اونچی ہے، صحن پختہ ہے، پڑھنے

---

[1] دیکھئے رد المحتار۔ باب صلاۃ الجنائز۔ مطلب فی کراہۃ صلاۃ الجنازہ فی المسجد ص ۸۲۷ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] ولا یدعو للمیت بعد صلوٰة الجنازة لانه یشبه الزیادة فی صلوٰة الجنازة (مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح ص ۳۶۹ ج ۲) ظفیر

کے لئے مشرق کی طرف زینہ ہے مگر چھت اور چھپر نہ ہونے کی وجہ سے طرف ثانی اسے چبوترہ کہتے ہیں جب سے وہ بنی ہے برابر اذان وجماعت اس میں ہوتی چلی آئی ہے اور مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ہم اس میں ۱۳۳۷ھ تک نماز جنازہ بھی ادا کرتے رہے آیا نماز جنازہ اس میں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نزاع مذکور کے بارہ میں امر فیصلہ کن مختصراً یہ ہے کہ اگر چبوترہ مذکورہ جس میں محرابیں وغیرہ ہیں بغرض ادائے نماز پنجگانہ بجماعت بنالیا گیا ہے اور اسی لئے وقف کیا گیا ہے تو وہ مسجد جماعت حسب اصطلاح فقہاء ہے اور مسجد جماعت میں عند الحنفیہ نماز مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار وکراھۃ تحریما وقیل تنزیھا فی مسجد جماعۃ ھو ای المیت فیہ وحدہ او مع القوم واختلف فی الخارجۃ عن المسجد وحدہ او مع بعض القوم والمختار الکراھۃ مطلقا خلاصہ بناء[1] علی ان المسجد انما بنی للمکتوبۃ وتوابعھا الخ لاطلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلوٰۃ لہ[1] الخ وفی الشامی۔ مزید تفصیل لہذا فلیراجع۔

اور اگر وہ چبوترہ بغرض نماز جنازہ بنایا گیا ہے تو اس میں نماز جنازہ بلا کراہت درست ہے، کما ھو مذکور فی کتب الفقہ واما المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ او عید فھو مسجد فی جواز الاقتداء الا فی حق غیرہ[2] الخ پس لفظ المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ سے جواز صلوٰۃ جنازہ اس میں واضح ہوتا ہے باقی یہ امر کہ وہ چبوترہ پنجگانہ نمازوں کے لئے بنایا گیا ہے یا نماز جنازہ کے لئے بنایا گیا ہے باقی اور واقف کی نیت اور اس کے زمانہ کے اور اس کے بعد کے ازمنہ کے تعامل سے معلوم ہوسکتا ہے۔ اس کو واضح وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو وہاں کے رہنے والے ہیں اس کو کوئی دور کا شخص متعین نہیں کرسکتا۔ ہاں اس قدر ضرور کہا جاسکتا ہے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] ایضاً باب ما یفسد الصلوٰۃ مطلب فی احکام المسجد ص ۶۱۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

بصورت اشتباہ واحتمال لعرین احتیاطیہ ہے کہ نماز جنازہ اس میں نہ پڑھی جاوے، کیونکہ پڑھنے میں احتمال حصول کراہت مذکورہ و وعید مذکور فی الحدیث ہے اور نہ پڑھنے میں کچھ حرج اور اندیشہ نہیں ہے بلکہ اس میں اتقاء عن الشبہات ہے جو کہ احادیث میں مامور بہ ہے۔

ہندو مسلمان ایک گھر میں جل کر مر گئے اور کوئی علامت باقی نہیں رہی تو جنازہ کی کیا صورت ہوگی

سوال (۲۸۵۷) دو ہندو اور ایک مسلمان ایک مکان میں رہتے تھے اتفاقاً آگ لگ کر سب جل کر مر گئے، کوئی علامت امتیازی باقی نہ رہی اس مسلمان کی نماز کیونکر پڑھی جائے۔

الجواب: دونوں کو سامنے رکھ کر مسلمان کی نیت سے اس کے جنازہ کی نماز پڑھیں[1]۔ فقط۔

بعد نماز جنازہ قبل از دفن دعا جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۸۵۸) میت پر نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد قبل از دفن دعا کرنا جائز ہے یا بدعت۔ اور الغنی کے بارہ میں بھی کتب حدیث یا فقہ سے کوئی ثبوت ملتا ہے یا نہیں۔

الجواب: کتب فقہ میں لکھا ہے کہ نماز جنازہ دعاء ہے واسطے میت کے لہذا اور کوئی دعا بعد نماز جنازہ کے مشروع نہیں ہے۔ شامی میں ہے نقل صریحاً عن آخرھم بان صلوۃ الجنازۃ ھی الدعاء للمیت[2] اھ وفی خلاصۃ الفتاوی لایقوم بالدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ[3]۔ وفی البزازیۃ لایقوم بالدعاء بعد

[1] لو لم یدر امسلم ام کافر ولا علامۃ فان فی دارنا غسل وصلی علیہ والا لا (در مختار) ان العلامۃ مقدمۃ وعند فقدھا یعتبر المکان فی الصحیح لانہ یحصل بہ غلبۃ الظن کما فی النہر عن البدائع الخ وفیہا ان علامۃ المسلمین اربعۃ الختان والخضاب ولبس السواد وحلق العانۃ اھ قلت فی زماننا لبس السواد لم یبق علامۃ للمسلمین (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز قبیل مطلب فی الکفن ص ۸۰۵ ج ۱ ظفیر [2] رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۱۴ تحت قولہ ورکنہا التکبیرات الخ ۱۲ ظفیر [3] خلاصۃ الفتاوی الفصل الخامس فی الجنائز ص ۲۲۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

صلوٰۃ الجنازۃ [۱]۔ وفی شرح المشکوٰۃ ولا یدعو للمیت بعد صلوٰۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلوٰۃ الجنازۃ [۲]۔ پس معلوم ہوا کہ میت کے جنازہ کے بعد اور کچھ دعا نہ کرے کہ صلوٰۃ جنازہ خود دعا للمیت ہے۔

اور الفی یعنی کرتہ جس کو قمیص کہتے ہیں کفن میں سنت ہے۔ درمختار میں ہے ولیس فی الکفن لہ ازار وقمیص ولفافۃ [۳] الخ اور حدیث متفق علیہ میں ہے اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ ابن ابی بعد ما ادخل حفرتہ فامر بہ فاخرج فوضعہ علی رکبتیہ فنفث فیہ من ریقہ والبسہ قمیصہ قال وکان کسا عباسا قمیصا رواہ البخاری ومسلم عن جابر [۴]۔ اور امام ابن ہمام نے امام نخعی کی روایت سے بیان کیا، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفن فی حلۃ یمانیۃ وقمیص۔ الحدیث [۵]۔ فقط۔

سوال (۲۸۵۹) غائبانہ نماز جنازہ کا کیا حکم ہے۔ | غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں

الجواب: جنازہ غائب پر عند الحنفیہ نماز صحیح نہیں ہے۔ درمختار میں ہے فلا تصح علی غائب [۶] الخ

سوال (۲۸۶۰) قطاع الطریق باغی وغیرہ کے جنازہ کی نماز کیوں ممانعت ہے۔ | ڈاکو اور باغی وغیرہ کی نماز جنازہ کیوں جائز نہیں

الجواب: اس سے غرض عبرت اور تنبیہہ دوسروں کو کرنی ہے۔ شامی میں ہے وانما لم یغسلوا ولم یصل علیہم اہانۃ لہم وزجرا لغیرہم عن فعلہم [۷] الخ۔

---

[۱] فتاوی البزازیہ ص ــــــ ۔

[۲] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب المشی بالجنازۃ والصلوٰۃ علیہا فصل ثالث ص ۳۶۹ ج ۱۔ [۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [۴] مشکوٰۃ باب غسل المیت وتکفینہ اخیر فصل ثالث ۱۲ ظفیر۔ [۵] دیکھئے مرقاۃ باب غسل المیت وتکفینہ فصل اول ص ۳۲۵ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

[۶] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۳ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [۷] رد المحتار باب الجنائز ص ۸۱۲ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

مرتکب کبیرہ کی نماز جنازہ پڑھی جائے مگر کافر کی نہیں

سوال (۲۸۶۰) مرتکب کبیرہ اور کفر اگر قبل توبہ کے مرجاوے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہ اور توبہ کے لئے یہ ضروری ہے یا نہیں کہ کسی پیر کے ہاتھ پر توبہ کی جاوے۔

الجواب: مرتکب کبیرہ کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے گی اور کافر کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جاوے گی البتہ پیر حکم کفر کا نہ لگایا جاوے بسبب احتمال عدم کفر کے تو اس کے جنازہ کی نماز بھی پڑھی جاوے گی کما ورد صلوا علی کل بر وفاجر اور جس نے کوئی کلمہ کفر زبان سے نکالا اور پھر اس سے توبہ کرلی اور تجدید اسلام کی اگرچہ کسی پیر کے ہاتھ پر نہ ہو وہ مسلمان ہوگیا اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے گی۔[1] فقط

ڈاکو ڈاکہ زنی کی حالت میں مارا جائے تو نماز جنازہ پڑھی جائیگی یا نہیں

سوال (۲۸۶۲) مسلمان ڈاکو اگر ڈاکہ زنی کی حالت میں مارا جائے تو کیا اس کا ایمان قائم رہے گا اور اس کی نماز جنازہ جائز ہے۔

زانی کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی یا نہیں

سوال (۲۸۶۳) مسلمان زنا کی حالت میں مرجاوے تو کیا اس کا ایمان قائم رہے گا اور اس کی نماز جنازہ جائز ہے۔

الجواب: (۱ و ۲) وہ شخص فاسق ہے کافر نہیں ہے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے گی۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر و فاجر۔[2] الحدیث۔ فقط۔

مسلمان مردہ کی نماز جنازہ کب نہیں پڑھی جائے گی

سوال (۲۸۶۴) مسلمان مردہ کے جنازہ کی نماز کن وجوہ سے نہ پڑھنی چاہئے۔

الجواب: بغاۃ اور قطاع طریق وغیرہما کے لئے یہ حکم ہے کہ ان کے جنازہ کی

---

[1] وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۴ ج ۱) ظفیر۔

[2] زانی کی نماز جنازہ تو ضرور پڑھی جائیگی مگر ڈاکو کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائیگی وھی فرض علی مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ وقطاع طریق الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجنائز ص ۸۱۴ ج ۱ و ص ۸۱۵ ج ۱) ظفیر۔

نماز پڑھی جاوے، درمختار میں ہے وہ چار ہیں۔ باغی، قاطع طریق، مکابر اہل عصبہ۔ قاتل احد الابوین۔ عبارت اسکی یہ ہے وهی فرض علی مسلم مات خلا اربعة بغاة وقطاع طريق الخ ومكابر في مصر ليلاً بسلاح وخناق الخ وفيه ايضاً من قتل نفسه ولو عمداً يغسل ويصلى عليه به يفتى الخ لا يصلى على قاتل احد ابويه۔ درمختار

اگر ولی غیر عالم کو امام بنا کر نماز جنازہ پڑھ لے تو کیا اعادہ کریگا

سوال (۲۸۶۵) ولی نے اگر نماز جنازہ کسی غیر عالم کو امام بنا کر پڑھ لی ہو تو اعادہ نماز جنازہ کا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اقول باللہ التوفیق۔ ولی کے نماز پڑھ لینے کے بعد راجح واحوط یہی ہے کہ اعادہ نہ کیا جاوے کما حققہ فی الشامی وان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ[۱] ونحوہ فی الکنز وغیرہ۔ قولہ لم یجز لاحد یشمل السلطان ثم رأیت فی غایۃ البیان قال ما نصہ ھذا علی سبیل العموم حتی لا تجوز الاعادۃ لا للسلطان ولا لغیرہ[۲]۔ اور چونکہ تکرار نماز جنازہ عند الحنفیہ مشروع نہیں ہے اس لئے بھی احوط بصورت اختلاف روایات عدم اعادہ ہے[۳]۔ فقط

مخنث کی نماز جنازہ

سوال (۲۸۶۶) مخنث متوفی کے جنازہ کی نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مخنث متوفی کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے[۴]۔ فقط۔

---

[۱] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۴ ج ۱ و ص ۸۱۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر

[۲] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[۳] ولذا قلنا لیس لمن صلی علیہا ان یعید مع الولی لان تکرارھا غیر مشروع (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱) ظفیر۔

[۴] وهی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة الخ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۴ ج ۱) ظفیر۔

صرف رافضی کے نماز جنازہ پڑھ لینے سے فرض ساقط ہو جائے گا یا نہیں

سوال (۲۸۶۷) نماز جنازہ تنہا رافضی کے پڑھنے سے فرض کفایہ اہل سنت کے ذمہ سے ادا ہوگا یا نہیں اور اہل سنت کو اقتدار رافضی کی جائز ہے یا نہیں اور نماز جنازہ میں صبی اہل سنت کا کیا حکم ہے۔

الجواب :- رافضی اگر غالی ہے کہ رفض اس کا حد کفر کو پہنچا ہوا ہے تو اس کے تنہا نماز جنازہ پڑھنے سے فرض کفایہ ادا نہ ہوگا اور اس کی اقتدا بھی درست نہیں ہوگی اور صبی کی اقتدار بھی کسی نماز میں درست نہیں ہے[۱]۔ فقط۔

عید کی نماز سے پہلے اگر جنازہ آجائے تو پہلے عید پڑھی جائے

سوال (۲۸۶۸) عید کی نماز سے قبل اگر کوئی جنازہ آجائے تو پہلے نماز جنازہ پڑھی جاوے یا عید کی۔

الجواب :- درمختار میں ہے کہ عیدین کی نماز جنازہ کی نماز سے پہلے ادا کریں پھر جنازہ کی نماز پڑھیں پھر خطبہ عیدین کا پڑھا جاوے وتقدم صلوٰتھا علی صلوٰۃ الجنازۃ الخ وتقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ[۲]۔ فقط۔

میت کو غسل دینے کے بعد خود غسل کرنا ضروری نہیں ہے

سوال (۲۸۶۹) ایک شخص میت کو بے وضو غسل دیتا ہے، غسل دیکر بغیر نہانے کے جنازہ پڑھاتا ہے، کیا اسکے پیچھے نماز جنازہ و پنجگانہ جائز ہے یا نہ۔

الجواب :- غسل میت کے بعد خود غسل کرنا ضروری نہیں ہے، اور اگر وضو

---

[۱] وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بہا الخ فلا یصح الاقتداء بہ اصلاً (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الامامۃ ص ۵۲۲ ج ۱) ظفیر۔ ولا یصح اقتداء رجل بامرأۃ وخنثی وصبی مطلقاً ولو فی جنازۃ (درمختار) الصبی اذا ام صلاۃ الجنازۃ ینبغی ان لا یجوز وھو الظاہر (ردالمحتار باب الامامۃ مطلب الواجب کفایۃ ہل یسقط بفعل الصبی وحدہ ص ۵۳۹ ج ۱) ۱۲ ظفیر۔

[۲] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[۳] ویندب الغسل من غسل المیت (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۶) ظفیر

کہ کے وہ نماز جنازہ پڑھا وے یا فرائض پنجگانہ میں امام ہو تو نماز اس کے پیچھے درست ہے۔ فقط

نماز جنازہ میں "الدعا للمیت" کہنا ضروری نہیں

سوال (۲۸۷۰) نماز جنازہ میں "الدعا لہٰذا لمیت" کہنا سنت ہے یا ضروری۔

الجواب:۔ "الدعا لہٰذا المیت" کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف نماز جنازہ کی نیت کرنا کافی ہے[1]۔ فقط۔

بلا نماز جنازہ اگر میت دفن کردی جائے تو کتنے دن تک نماز کی اجازت ہے

سوال (۲۸۷۱) اگر میت بلا نماز پڑھے دفن کردی جائے تو اس کی نماز کتنے عرصہ تک پڑھنی جائز ہے، تین روز تک یا زیادہ۔

الجواب:۔ صحیح یہ ہے کہ تین دن کی قید نہیں ہے بلکہ جس وقت تک میت کے پھٹنے اور گلنے کا خیال غالب نہ ہو اس وقت تک قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ در مختار میں ہے وان دفن بغیر صلوٰۃ الخ صلی علی قبرہ الخ مالم یغلب علی الظن تفسخہ الخ

---

[1] ومصلی الجنازۃ ینوی: الصلاۃ للہ تعالیٰ وینوی ایضا الدعاء للمیت لانہ الواجب علیہ فیقول اصلی للہ داعیا للمیت (در مختار) ووجہہ ما ذھب الیہ المحقق ابن الھمام حیث قال المفھوم من کلامھم ان ارکانھا الدعاء والقیام والتکبیر لقولھم ان حقیقتھا ھی الدعاء وھو المقصود منھا اھ الخ وان قلنا انہ لیس برکن فیھا علی ما اختارہ فی البحر وغیرہ الخ فالضمیر فی قولہ لانہ الواجب یعود علی الدعاء الخ ادما علی القول بالسنیۃ فلان المراد بالدعاء ماھیۃ الصلوٰۃ لا نفس الدعاء الموجود فیھا لما علمت انہ حقیقتھا الدعاء الخ وان لم یتلفظ بالدعاء، قولہ فیقول الخ بیان للنیۃ الکاملۃ اھ قلت وفی جنائز الفتاوی الھندیۃ عن المضمرات ان الامام والقوم ینوون ویقولون نویت اداء ھذہ الفریضۃ عبادۃ للہ تعالیٰ الخ (رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ مطلب فی النیۃ ص ۳۹۳ / ج ۱) ظفیر۔

من غیر تقدیر الخ ھو الاصح فقط۔

ایک میت کی نماز جنازہ کئی مرتبہ پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۸۷۲) ایک میت کے جنازہ کی نماز دو تین بار پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ اگر نماز جنازہ اس جنازہ کی اس شخص نے پڑھائی ہے جس کا حق ہے تو پھر کوئی دوسرا شخص دوبارہ نماز نہیں پڑھا سکتا۔ کما فی الدر المختار وان صلی من لہ حق التقدم (الی ان قال) لا یعید الخ ص ۸۲۶ ج ۱ شامی۔

سلام ہاتھ چھوڑ کر پھیرنا چاہئے یا باندھے ہوئے

سوال (۲۸۷۳) زید کہتا ہے کہ نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیرنا چاہئے اور عمر اس بارہ میں زید کی سخت مخالفت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس مقام پر ارسال درست نہیں ہے۔ پس صورت مسئولہ میں کس کا قول صحیح ہے؟

الجواب:۔ زید کا قول قاعدہ فقہیہ کے موافق ہے۔ مولانا عبد الحی لکھنوی مرحوم نے سعایہ جلد ثانی باب صفۃ الصلوٰۃ میں بالتصریح بیان کیا ہے ومن ھھنا یخرج الجواب عما سئلت فی سنۃ ست وثمانین ایضاً من انہ ھل یضع مصلی الجنازۃ بعد التکبیر الاخیر من تکبیراتہ ثم یسلم ام یرسل ثم یسلم وھو انہ لیس بعد التکبیر الاخیر ذکر مسنون فیسن فیہ الارسال انتھی۔ سعایہ مطبوعہ مصطفائی ص ۱۵۹ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ ابو القاسم محمد عبد السلام مدرس مدرسہ انجمن ہدایت الاسلام مالیگاؤں۔

جواب قابل تامل ہے۔ واللہ اعلم کتبہ ابو الامجد محمد عبد العلیم۔ عفی عنہ۔ پہلا جواب قواعد سے درست ہے جزئی نہیں دیکھی، واللہ اعلم اشرف علی عفی عنہ تھانوی۔

اقول وبہ نستعین عمر کا قول صحیح ہے اور تصریح فقہاء رحمہم اللہ کے موافق ہے

۱؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱ و ص ۸۲۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

حیث قال فی الدر المختار یضع حالة الثناء وفی القنوت وتکبیرات الجنازة۔ پس لفظ تکبیرات ہر چہار تکبیرات کو عام ہے چوتھی تکبیر کو اس سے کسی نے مستثنیٰ نہیں فرمایا اور قاعدہ وضع ید کے بھی موافق ہے اور عمل امت کے مطابق ہے۔

واضح ہو کہ جنازہ کی ہر تکبیر کے بعد ذکر مسنون ہے، اول کے بعد ثنا اور دوسری کے بعد درود شریف، تیسری کے بعد دعا، چوتھی کے بعد تسلیم۔ ان میں سے ہر ایک ذکر مسنون ہے۔ (درمختار میں ہے وهو ای الوضع سنة قیام (الی ان قال) فیه ذکر مسنون) قال فی الشامی قوله فیه ذکر مسنون ای مشروع فرضا کان او واجبا او سنة۔ شامی ص ۴۵۵ باب صفة الصلوٰة ج ۱۔ اور درمختار میں بھی باب الجنائز میں ہے ویسلم بلا دعاء بعد الرابعة قال الشامی قوله بلا دعاء هو ظاهر المذهب وقیل یقول اللهم ربنا آتنا فی الدنیا حسنة الخ الحاصل زید جو بعد تکبیر رابع ارسال کا قائل ہے یہ قول روایۃً ودرایۃً صحیح نہیں ہے عمر کا قول جو کہ وضع کا قائل ہے صحیح ہے۔ چوتھی تکبیر کے بعد ذکر کے مشروع ہونے میں کلام نہیں اگر خلاف ہے تو دعا کی مشروعیت میں ہے اور ذکر عام ہے جو سلام کو بھی شامل ہے۔ اور فقہاء کا عموماً تکبیرات جنازہ میں وضع کو مسنون فرمانا دلیل کافی ہے۔ بغیر تصریح خلاف کے خلاف کرنا صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یا فرض عین

سوال (۴، ۲۸) نماز جنازہ میں نیت فرض کفایہ کی کرے یا عین فرض کی؟ اور جس وقت میت حاضر ہو جائے اس وقت نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یا فرض عین ہو جاتی ہے۔

الجواب:۔ جس وقت جنازہ حاضر ہو جائے اس وقت بھی نماز اسکی فرض کفایہ ہی رہتی ہے۔ فقط۔ والصلاة علیه صفتها فرض کفایة بالاجماع اھ (درمختار)

انسان کی زندگی میں جو عضو اس سے علیحدہ ہو جائے اسکا کیا حکم ہے

سوال (۵، ۲۸) اگر انسان کے

جسم سے کوئی عضو علیحدہ ہوجائے اور وہ انسان زندہ ہے تو اس عضو پر بھی نماز جنازہ ہونی چاہیئے یا نہیں ؟ اور اگر جسم علیحدہ علیحدہ ہوجائے کہ سر علیحدہ اور دھڑ علیحدہ اور ان حصوں میں سے ایک کا پتہ ملتا ہے دوسرا نہیں ملتا یعنی دھڑ ہے تو سر نہیں اور سر ہے تو دھڑ نہیں ایسی حالت میں نماز جنازہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب :۔ جو عضو زندہ انسان سے علیحدہ ہوجائے اس پر نماز جنازہ نہیں ہے اور تنہا سر ملے تو بھی جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ اگر سر کے سوا باقی جسم موجود ہے تو دھڑ کی نماز جنازہ پڑھائی جائے۔ الغرض قاعدہ یہ ہے کہ نصف سے زائد ملے تو جنازہ کی نماز ہے ورنہ نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار وجد رأس آدمی او احد شقیہ لا یغسل ولا یصلی علیہ الا ان یوجد اکثر من نصفہ ولو بلا رأس ۔ در مختار ص۸۰۴ ج۱[1] ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ۔ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔ بروز سہ شنبہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ

خاوند کا بیوی کی نماز جنازہ میں شریک ہونا جائز ہے

سوال (۲۸۰۶) خاوند کو اپنی زوجہ متوفیہ کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے یا نہیں ؟ جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :۔ شوہر کو اپنی زوجہ متوفیہ کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے ضرور پڑھنی چاہیئے۔ فقط واللہ اعلم ۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لعائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا لو مت قبلی فغسلتک وکفنتک وصلیت علیک الحدیث ۔ مشکوٰۃ ص۵۴۵ ۔

مرے ہوئے بچے کا دفن کفن

سوال (۲۸۰۷) اگر مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو کفن دفن کیا جاوے اور نام رکھا جاوے یا نہیں ۔

الجواب :۔ مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو نام رکھا جاوے اور غسل دیا جاوے ، والا یستہل غسل وسمی عند الثانی وھو الاصح ۔ درمختار ۔ فقط

بالعنین مرد وعورت کی دعا میں کوئی تمیز نہیں

سوال (۲۸۰۸) در نماز جنازہ بالعنین

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجنائز ص ج۱ ۔ ۱۲ ظفیر

تمیز مرد از زن ضروری است یا نہ ؟

الجواب :- در نماز جنازہ بالتعیین تمیز مرد و زن ضرور نیست کہ دعا مرد و زن یکے است۔[1]

نماز جنازہ کیا تمام حاضرین پر ضروری ہے

سوال (۲۸۷۹) زید کہتا ہے کہ جس قدر مردمان ہمراہ جنازہ ہیں وہ سب نماز جنازہ پڑھیں خواہ طہارت ہو یا نہ ہو اور کپڑا پاک ہو یا نہ ہو اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔

الجواب :- یہ صحیح ہے کہ نماز جنازہ جملہ حاضرین کو پڑھنی چاہئے کیونکہ یہ نماز بھی فرض ہے یعنی فرض کفایہ کہ بعض کے کرنے سے باقی لوگوں پر سے ساقط ہو جاتی ہے لیکن فرض سب پر ہے۔ پس نماز جنازہ سبھی حاضرین کو پڑھنی چاہئے اور طہارت ثوب بدن شرط ہے پس ناپاک کپڑے سے اور بے وضو نہ پڑھے[2]۔ فقط۔

بھول سے امام نے بلا وضو نماز جنازہ پڑھا دی تو کیا کیا جائے

سوال (۲۸۸۰) نماز جنازہ امام نے سہواً بلا وضو پڑھائی بعد جنازہ جانیکے امام کو علم ہوا کہ وضو نہیں تھا ایسی حالت میں کیا حکم ہے۔

الجواب :- اس صورت میں نماز جنازہ نہیں ہوئی، در مختار میں ہے فلو ام بلا طہارۃ والقوم بہا اعیدت[3] الخ لہذا نماز جنازہ کا اعادہ چاہئے تھا اور اس حالت میں دفن کرنے کے بعد قبر پر اس وقت تک نماز پڑھنا لازم ہے کہ میت کے سڑنے اور پھٹنے کا گمان غالب نہ ہو اور بعض فقہاء نے تین دن کی تحدید کی ہے اور اگر

(عالمگیری مصری ص۱۶۴ ج۱)

[1] ثم یکبر الرابعۃ ... الخ ثم یکبر اخر ویدعو للمیت وجمیع المسلمین الخ ومن روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہم اغفر لحینا ومیتنا الخ

[2] وشرط صحتہا شرائط الصلوٰۃ المطلقۃ الخ (غنیۃ المستملی ص۵۳۹ ج۱) ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار - جلد اول ص۸۱۲۔ ۱۲ ظفیر

یہ مدت گذر چکی ہے تو اب کچھ نہیں ہو سکتا۔[1] فقط۔

تیسری تکبیر کے بعد دعا کی جگہ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۸۸۱) نابالغ کی نماز جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد بجائے دعاء کے فاتحہ پڑھنا کہاں تک صحیح ہے۔

الجواب:- نابالغ کے جنازہ کی نماز کا طریق یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد سبحانک اللہم الخ پڑھے اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعاء اللّٰھم اجعلہ فرطاً الخ اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دے۔ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا تیسری تکبیر کے بعد ضروری نہیں ہے اور اگر بطریق دعا سورۂ فاتحہ کو پڑھے تو درست ہے۔[2] وعلیہ حمل ما ورد فی الحدیث۔ فقط

ایک شخص نے نماز جنازہ میں ثنا و دعا کی جگہ قل ہو اللہ اور انا اعطیناک الکوثر پڑھا کیا حکم ہے

سوال (۲۸۸۲) ایک شخص بے علم نماز جنازہ پڑھا دے اور بجائے دعاء کے قل ہو اللہ اور انا اعطینا سے نماز پڑھاوے، اس کے لئے کیا حکم ہے، نماز ہوئی یا نہیں۔

---

[1] وان دفن واھیل علیہ التراب بغیر صلاۃ الخ صلی علی قبرہ استحساناً مالم یغلب علی الظن تفسخہ من غیر تقدیر ھو الاصح (الدر المختار) وقیل یقدر بثلاثۃ ایام (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱) ظفیر

[2] وصلاۃ الجنازۃ اربع تکبیرات ولو ترک واحدۃ منھا لم تجز صلاتہ فیکبر للافتتاح ویقول سبحانک اللّٰھم الخ ثم یکبر اخری ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یکبر اخری ویدعو للمیت ولجمیع المسلمین الخ فان کان المیت صبیاً عن ابی حنیفۃ انہ یقول اللّٰھم اجعلہ لنا فرطا الخ ھذا اذا کان یحسن فان لم یحسن یاتی بای دعاء شاء ثم یکبر الرابعۃ ثم یسلم تسلیمتین الخ ولا یقرأ فیھا القرآن ولو قرأ الفاتحۃ بنیۃ الدعاء فلا باس بہ (عالمگیری مصری فی الصلوۃ علی المیت ص ۱۵۳ ج ۱) ظفیر۔

الجواب: اس صورت میں نماز جنازہ ہوگئی، لیکن اس نے برا کیا کیونکہ قرآن شریف کی آیتوں اور سورتوں کا پڑھنا نماز جنازہ میں مکروہ ہے سوائے سورۂ فاتحہ کے کہ اس میں خلاف ہے پس آئندہ سے ایسے شخص کو امام نہ ہونا چاہیے اور اس کو بھی چاہیے کہ ثنا اور دعا جنازہ یاد کرلے۔ اور کچھ سزا نہیں ہے[1]۔ فقط۔

ایک امام نے چار کی جگہ پانچ تکبیر کہدی، نماز جنازہ ہوئی یا نہیں

سوال (۲۸۸۳) کسے امام نماز جنازہ بودہ پنج تکبیرات بجائے چہار تکبیرات گفت نماز او و مقتدیانش صحیح شد یا نہ و اعادہ باید یا نہ۔

الجواب: نماز او و نماز مقتدیانش صحیح است و اعادۂ آں لازم نیست کما فی الدر المختار ولو کبر امامه خمسًا لم يتبع لانه منسوخ فيمكث المؤتم حتى يسلم معه اذا سلم به يفتى. قوله وبه يفتى رجحه فى فتح القدير بان البقاء فى حرمة الصلاة بعد فراغها ليس بخطاء مطلقًا انما الخطاء فى المتابعة فى الخامسة[2] ۔ بحر، شامی۔ پس معلوم شد کہ دریں صورت نماز ہمہ صحیح است و مقتدی متابعت امام در تکبیر خامس نکند۔ فقط۔

جوتے پہن کر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۸۸۴) نماز جنازہ امام و مقتدیوں کو جوتے پہن کر یا جوتہ کے اوپر پیر رکھ کر جائز ہے یا نہ؟۔

الجواب: جوتہ مستعملہ جو ناپاک جگہ پر رکھا جاتا ہے اس جوتہ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھنی جائز نہیں ہے اور اس جوتہ کے اوپر پیر رکھ کر بھی نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ غرض یہ ہے کہ جس طرح تمام نمازیں مستعملہ ناپاک جوتہ کے ساتھ جائز نہیں ہیں اسی طرح جنازہ کی نماز بھی درست نہیں ہے کیونکہ پاکی لباس اور جوتہ وغیرہ کی

---

[1] ولا يقرأ فيها القرآن ولو قرأ الفاتحة بنية الدعاء فلا باس به الخ (عالمگیری مصری فی الصلاۃ علی الجنازۃ ج۱ ص۱۵۴) ظفیر۔

[2] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج۱ ص۸۱۶ وص۸۱۸۔ ظفیر۔

ہر ایک نماز میں شرط ہے[1]۔ فقط۔

نماز جنازہ میں دو تکبیر کے بعد ملا وہ کیسے نماز پوری کرے

سوال (۲۸۸۵) اگر امام نماز جنازہ میں دو تکبیر کہہ چکا ہے اور پھر کوئی شریک ہوا تو وہ امام کے ساتھ سلام پھیرے یا باقی دو تکبیر پوری کرے۔

الجواب:۔ باقی دو تکبیر کہہ کر سلام پھیرے[2]۔ فقط۔

اہل حرمین کی طرح اگر مسجد میں جنازہ کی نماز ادا کی جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۸۸۶) نماز جنازہ در مسجد خواندن جائز است یا مکروہ۔ اہل حرمین شریفین کہ در حرم مطہرہ مسجد نبوی بعین صحن مسجد نبوی نماز جنازہ می خوانند اگر تمسکاً بفعلہم بصحن مسجد نماز جنازہ ادا کردہ شود بلا کراہت جائز است یا نہ۔

الجواب:۔ در مسجد جماعت ادائے صلوٰۃ جنازہ مکروہ است بناءً علی ان المسجد انما بنی للمکتوبۃ وتوابعہا کنافلۃ وذکر وتدریس علم[3]۔ وھو الموافق لاطلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاۃ لہ (در مختار[4]) وباوجود تصریح

---

[1] ثم الشرط الخ شرعاً ما یتوقف علیہ الشیٔ ولا یدخل فیہ ھی ستۃ طھارۃ بدنہ الخ من حدث بنوعیہ الخ وخبث مانع کذلک الخ ومکانہ ای موضع قدمیہ الخ وموضع سجودہ اتفاقاً فی الاصح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ ص ۳۷۳ ج ۱ وص ۳۷۲ ج ۱) ظفیر

[2] والمسبوق ببعض التکبیرات لا یکبر فی الحال بل ینتظر تکبیر الامام لیکبر معہ للافتتاح الخ والمسبوق لا یبدأ بما فاتہ وقال ابو یوسف یکبر حین حضر کما لا ینتظر الحاضر فی حال التحریمۃ بل یکبر اتفاقاً للتحریمۃ لانہ کالمدرک ثم یکبر ان ما فاتہ بعد الفراغ نسقاً بلا دعاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۹ ج ۱) ظفیر

[3] وکرھت تحریماً وقیل تنزیہاً فی مسجد جماعۃ ھو المیت فیہ وحدہ او مع القوم واختلف فی الخارجۃ عن المسجد وحدہ او مع (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

فقہاء احناف بکراہت نماز جنازہ در مسجد دریں نہ بارہ از عمل اہل حرمین استدلال کردہ قائل بجواز آں در ہمہ بلاد و ہمہ اوقات شدن صحیح نخواہد بود۔ فقط۔

نماز جنازہ پڑھنے کی وصیت

سوال (۲۸۸۷) کوئی شخص یہ وصیت کرے کہ نماز جنازہ اس کی فلاں شخص پڑھاوے بوجہ تقویٰ اور دیانت کے۔ یہ وصیت صحیح اور معتبر ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ کسی کو مقرر کرنا کہ میری صلاۃ جنازہ فلاں پڑھاوے، یہ وصیت باطل ہے۔ شامی جلد اول صفحہ ۶۵ والفتوی علی بطلان الوصیۃ لغسله والصلوٰۃ علیه۔ فقط۔

نماز جنازہ کی اجرت جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۸۸۸) ایک شخص نے عمر بھر نماز روزہ نہیں کیا۔ بعد مرنے کے ایک عالم نے مشکل سے پانچ روپے فدیہ کے لے کر نماز جنازہ پڑھائی۔ ایسا فدیہ لینا شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس مسلمان بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض تھا۔ لقوله علیه الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر و فاجر[۱] الحدیث۔ اور معاوضہ لینا اور فدیہ لینا نماز جنازہ کا حرام ہے۔ یہ لینے والے کی جہالت ہے اور طمع دنیاوی نے اس کو اندھا کر دیا ہے کہ جنازہ مسلمان کی نماز پڑھنے پر اجرت لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرما دے[۲]۔ فقط

عیدگاہ میں نماز جنازہ درست ہے

سوال (۲۸۸۹) عیدگاہ جو ایک جگہ محدود ہے

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) بعض القوم (رد المحتار) الکراهة مطلقا بناء علی ان المسجد بنی للمکتوبة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۷ ج ۱ ظفیر ۳ے ایضاً ۱۲ ظفیر

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۴ ج ۱ ۱۲ ظفیر [۲] شرح فقہ اکبر ص ۹۱ ۱۲ ظفیر [۳] ولا تصح الاجارة لعسب التیس الخ ولا لاجل الطاعات الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الاجارة جلد خامس ص ۴۶) ظفیر۔

جیسے دیوبند کی عیدگاہ یہ حکم میں مسجد کے ہے یا نہیں اور اس میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض مولویوں نے اس کو مسجد قرار دی ہے کہ عیدگاہ بھی حکم میں مسجد کے ہے اور نماز جنازہ پڑھنے کو منع کر دیا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔ بحوالہ کتاب تحریر فرمائیں۔ بعض قصبات میں قبرستان کے متصل ہی عیدگاہ بنی ہوئی ہے وہاں عیدین کی نماز ہوتی ہے اور نماز جنازہ بھی وہاں ہوتی ہے اور ایک مدت دراز سے ایسا کرتے چلے آتے ہیں۔ اب بعض حضرات نے عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکا ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب :- درمختار میں ہے واما المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ اوعید فهو مسجد فی حق جواز الاقتداء وان انفصل الصفوف رفقاً بالناس لا فی حق غیرہ به یفتی فحل دخوله الجنب وحائض کفناء مسجد ورباط ومدرسة ومساجد حیاض واسواق الخ[1] وایضاً فیه فی الجنائز وكراهة تحريماً وقيل تنزيهاً فی مسجد جماعة الخ قوله فی مسجد جماعة) ای المسجد الجامع ومسجد المحلة الخ[2] ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ جنازہ عیدگاہ میں ادا کرنا درست ہے خاص کر وہ عیدگاہ کہ اس کو دونوں کاموں کے لئے بنایا ہو یعنی نماز عیدین کے لئے بھی اور نماز جنازہ کے ادا کے لئے بھی تو اس میں ادائے نماز جنازہ بلا کراہت وبلا تردد درست ہے۔ لیکن اگر اس وجہ سے کہ بعض فقہاء نے عیدگاہ کو من جمیع الوجوہ مسجد کا حکم دیا ہے، جیسا کہ علامہ شامی نے نقل کیا ہے نماز جنازہ اس میں ادا کرنے سے احتیاط کی جاوے خصوصاً جب کہ دوسرا موقعہ ادائے نماز جنازہ کے لئے موجود ہو تو یہ بہتر و احوط ہے۔ قال فی الشامی ومقابل هذا المختار ما صححه فی المحیط فی مصلی الجنازة انه ليس له حكم المسجد اصلاً وما صححه تاج الشريعة ان مصلی العید له

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیها مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی کراہت صلاۃ الجنازۃ فی المسجد ج ۱ ص ۸۲۷ ۱۲ ظفیر

حکم النساء بل الخ۔ فقط

بے نمازی کی نماز جنازہ کیوں پڑھی جائے

سوال (۲۸۹۰) جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ نیک اور بد اور بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیئے اس کو ہم نے تسلیم کیا کیونکہ نہ پڑھنے میں گنہ گار ہوں گے لیکن اس صورت میں نمازی اور بے نمازی میں فرق ہی کیا رہا۔ جو لوگ بے نمازی ہیں وہ کہتے ہیں کہ نمازی اور بے نمازی کا ایک ہی درجہ ہے ہم تمہاری نصیحت نہیں مانتے اب ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔

الجواب:۔ حدیث شریف میں آیا ہے صلوا علی کل بر و فاجر۔ الحدیث۔ یعنی نماز پڑھو ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی۔ پس جب کہ حدیث میں یہ آگیا ہے اور فقہاء رحمہم اللہ نے بھی یہی لکھا ہے تو پھر اس میں تردد کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اور وجہ یہ ہے کہ فاسق و فاجر جو کہ مسلمان ہے اللہ کی رحمت سے اس کو بھی ناامید نہ کرنا چاہیئے۔ اور بعد مرنے کے اس کے لئے بھی دعاء مغفرت کرنی چاہیئے اور نماز جنازہ کی دعاء ہے میت کے لئے۔ اور حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ مرنے کے بعد کسی کو برا نہ کہو کیونکہ جو کچھ انھوں نے دنیا میں کیا اس کی جزاء یا سزا ان کو وہاں ملے گی۔ زندہ لوگوں کو بھی یہی چاہیئے کہ مسلمان میت کے لئے دعاء مغفرت کریں اگر اللہ تعالیٰ اس گنہ گار کو بخش دے تو کسی کا کیا حرج ہے۔ اور قرآن شریف میں ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم[۱]۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ اے میرے بندو جنھوں نے کہ زیادتی کی اپنے نفسوں پر یعنی ظلم اور معصیت کی ناامید نہ ہو اللہ کی رحمت سے۔ بے شک اللہ بخشے گا تمام گناہ بالضرور وہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ باقی اس مضمون کو کہاں تک لکھا جاوے اس میں کچھ وہم اور فکر نہ کریں جو حکم ہے اس کو کرنا چاہیے۔ بے نمازی کو نماز کی نصیحت بھی کرنی چاہیئے اور زندگی میں اس کو

ـــــــــــــــ

[۱] سورۃ الزمر۔ ۳۔

ہر طرح ڈرانا بھی چاہئے لیکن جب مر جاوے تو اس کی خیر خواہی کرنی چاہئے اور اس کے لئے اللہ سے دعا کرنی چاہئے یعنی اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں سے درگذر فرما دے اور ہمارے گناہوں سے بھی درگذر فرما دے۔ فقط۔

نجس زمین پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۸۹۱) نماز جنازہ مسجد کے باہر جہاں نجس پڑا رہتا ہے پڑھائی جاتی ہے، وہ جگہ پاک نہیں رہتی۔ ایسی جگہ نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ کما فی الحدیث: ذکوۃ الارض یبسھا[1]۔ پس جب کہ زمین خشک ہو اور ظاہر اس پر کچھ نجاست نہ ہو تو وہاں نماز جنازہ درست ہے، اگر خشک زمین پر کچھ نجاست خشک پڑی ہوئی ہو، چاہئے کہ اس کو علیحدہ کر دیا جاوے۔ فقط۔

اوقات ثلثہ مکروہہ میں نماز جنازہ کس طرح درست ہے

سوال (۲۸۹۲) جناب کے ایک خط کی نقل بندہ کے پاس آئی اس میں لکھا ہے کہ صلوٰۃ جنازہ کو اوقات ثلثہ میں ادا کرنا جائز اور یہ دلیل لکھی ہے ثلث لا یؤخرون اور حدیث عقبہ بن عامر کو مقابل قرار دیکر تطبیق فرمائی ہے اور تاویل کر دی ہے۔ احقر کو اس میں شبہ ہے کہ حدیث "ثلث لا یؤخرون" صریح دلالت نہیں کرتی اس بات پر کہ اوقات مکروہہ میں صلوٰۃ جنازہ پڑھی جاوے اور حدیث حضرت عقبہ ابن عامرؓ کی صریح دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اوقات ثلثہ میں صلوٰۃ جنازہ نہ پڑھے۔ دوسرا شبہ یہ ہے کہ اگر مباح اور منہی میں تقابل ہو تو منہی کو ترجیح دی جاتی ہے، پھر کس طرح اوقات ثلثہ مکروہہ میں صلوٰۃ جنازہ بلا کراہت تنزیہی ادا ہو گی۔

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ اگر حضور جنازہ جو کہ سبب ہے وجوب صلوٰۃ جنازہ کا

---

[1] مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح والتحمید والتہلیل فصل ثانی ص ۲۰۲ ۱۲ ظفیر۔

میں اوقات ثلثہ میں ہو تو حنفیہ کے نزدیک نماز کو مؤخر کرنا نہیں چاہئے بلکہ افضل یہ ہے کہ فوراً ادا کرلی جاوے اور اگر حضور جنازہ اوقات ثلثہ سے پہلے ہوچکا ہے تو حنفیہ کے نزدیک اوقات ثلثہ میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ وجہ فرق کی یہ ہے کہ صورت اولیٰ میں وجوب ناقصاً ہوا اور ادا بھی ناقصاً ہوئی۔ اور صورت ثانیہ میں وجوب کاملاً تھا اور ادا ناقصاً ہوئی اس لئے مکروہ تحریمی ہوئی۔ بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک بالکل صحیح نہیں ہوئی۔ پس اصل صلوٰۃ جنازہ میں یہی ہے کہ مؤخر نہ کی جائے جیسا کہ حدیث ثلث لا یؤخرون[1] سے معلوم ہوتا ہے ہاں جس جگہ مانع موجود ہو وہاں تاخیر کی جائے گی۔ جیسا کہ صورت ثانیہ میں جو ہم نے ذکر کی یعنی اس صورت میں جس میں حضور جنازہ اوقات ثلثہ سے پہلے ہوا ہو۔ پس حدیث[2] عقبہ بن عامر کی اس صورت پر محمول ہوگی اور حدیث ثلث لا یؤخرون پہلی صورت پر یعنی اس پر جس میں حضور جنازہ ان ہی اوقات میں ہو۔ گویا ہر ایک کے عموم میں دوسری روایت سے تخصیص کی گئی کیونکہ خبر واحد کی تخصیص خبر واحد سے ہوسکتی ہے۔ اور قیاس اسی کے موافق ہے الغرض اس تعلیل کے موافق جو پہلے لکھی گئی ہے دونوں حدیثوں کا محمل متعین کیا گیا۔ اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ حدیث عقبہ کی صریح ہے اور حدیث ثلث لا یؤخرون صریح نہیں۔ کیونکہ حدیث عقبہ اوقات ثلث کے ذکر میں تو بلاشبہ صریح ہے لیکن اس میں یہ تصریح نہیں کہ حضور جنازہ کس وقت میں ہوا۔ اور حدیث ثلث لا یؤخرون اگرچہ حضور جنازہ کے ذکر میں

---

[1] عن علیؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا علیؓ ثلث لا تؤخرها الصلوٰۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لها کفوا رواہ الترمذی (مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ فصل ثانی ص ۶۱) ظفیر

[2] عن عقبہ بن عامر قال ثلث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینهانا ان نصلی فیهن او نقبر فیهن موتانا حین تطلع الشمس بازغة حتی ترتفع وحین یقوم قائم الظهیرة حتی تمیل الشمس وحین تضیف الشمس للغروب حتی تغرب رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب اوقات النهی فصل اول ص ۹۴) ظفیر

صریح ہے مگر اوقات ثلثہ کے ذکر میں صریح نہیں۔ اور یہ شبہ کہ اباحت وحرمت میں حرمت کو ترجیح ہوتی ہے۔ یہ جب ہے جب کہ مبیح ومحرم متعارض ہوں اور کوئی دوسری وجہ ترجیح مبیح کی نہ ہو اور مسئلہ مذکورہ میں معلوم ہو چکا ہے کہ ایک صورت میں مبیح کو ترجیح ہونی چاہئے اور ایک میں محرم کو اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ طلوع وغروب کے وقت بعض روایات سے فجر وعصر کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور بعض سے اباحت۔ تو صدر شریعت وغیرہ نے فجر میں حدیث تحریم کو ترجیح دی اور عصر میں حدیث اباحت کو۔ اسی طرح یہاں بھی کوئی اشکال نہیں۔ اب بعض عبارات فقہیہ نقل کرتا ہوں جس میں مضمون بالا کی بھی تصریح ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ صورتین مذکورتین میں سے صورت اولیٰ میں تاخیر کا بلا کراہت جائز ہونا بلکہ افضل عدم تاخیر کا ہونا کن کن محققین کی رائے ہے۔ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ درمختار کے قول وفی التحفۃ الافضل ان لا توخر الجنازۃ کے تحت میں لکھتے ہیں وما فی التحفۃ اقرہ فی البحر والنھر والفتح والمعراج الحدیث ثلث لا یؤخرن منھا الجنازۃ اذا حضرت وقال فی شرح المنیۃ والفرق بینھا وبین سجدۃ التلاوۃ ظاھر لان التعجیل فیھا مطلوب مطلقاً الا لمانع وحضورھا فی وقت مکروہ بخلاف سجدۃ التلاوۃ لان التعجیل لا یستحب فیھا مطلقاً رد المحتار جلد اول ص ۲۷۵[1]۔ فقط۔

سوال (۲۸۹۳) اگر کوئی جنازہ عید کے روز احاطۂ مسجد عیدگاہ کے اندر قبل از نماز عید لا کر رکھا جائے	عیدگاہ میں جنازہ قبل نماز آجائے تو کس وقت جنازہ پڑھا جائے

تو نماز جنازہ کس وقت پڑھنی چاہئے۔ اگر بعد نماز عید ہو جائے تو خطبہ سے پہلے یا بعد میں

الجواب:۔ درمختار میں ہے وتقدم صلوٰتھا علی صلوٰۃ الجنازۃ اذا اجتمعا لانہ واجب عیناً الخ وتقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ[2] الخ اس سے

---

[1] رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۴۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر [2] الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر

اس سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ جنازہ نماز عیدین کے بعد پڑھنی چاہیئے اور خطبہ سے پہلے پڑھنی چاہیئے۔ فقط

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۸۹۴) جنازہ کی نماز میں فاتحہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ فتاوی عالمگیریہ میں جواز لکھا اور قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہٗ نے بھی اپنے وصیت نامہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کو جائز لکھا ہے۔

الجواب:۔ فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اگر بہ نیت دعا سورۂ فاتحہ جنازہ کی نماز میں پڑھیں تو درست ہے یہی مطلب عالمگیریہ کی روایت کا اور قاضی صاحب کی تحریر کا ہے۔ فقط۔

جنازہ میں شریک نہ کرنے کی وصیت

سوال (۲۸۹۵) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔ دو شخص آپس میں حقیقی بھائی ہیں، بڑے بھائی نے ایک تیسرے شخص سے یہ وصیت کی کہ میرا چھوٹا بھائی میری تجہیز و تکفین میں شریک نہ ہو تو اس صورت میں چھوٹا بھائی تجہیز و تکفین میں اس کی شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ وصیت ناجائز ہے و باطل اس پر عمل نہ ہونا چاہیئے بلکہ میت کے چھوٹے بھائی کو واسطے ادائے حقوق اسلام و صلہ رحم کے اگرچہ دوسرے لوگ تجہیز و تکفین کرنے والے کافی موجود ہوں شریک ہونا چاہیئے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام و عیادۃ المریض و اتباع الجنازۃ و اجابۃ الدعوۃ و تشمیت العاطس[۱] الحدیث. قال فی الدر المختار اوصی بان یصلی علیہ فلان (الی ان قال) او یطین قبرہ او یضرب علی قبرہ قبۃ او لمن یقرء علی قبرہ شیئاً فہی باطلۃ[۲] الخ۔

---

[۱] مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض ص ۱۳۳ [۲] الدر المختار کتاب الوصایا ص ۴۲۲ ج ۴ ۱۲ ظفیر۔

نماز جنازہ میں تکرار درست نہیں

سوال (۲۸۹۶) جنازہ کی نماز مکرر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: جنازہ کی نماز کا تکرار درست نہیں ہے یعنی جب کہ ایک بار ولی نے نماز پڑھ لی یا ولی کی اجازت سے نماز ہو گئی تو اب دوبارہ نماز اس کی نہ پڑھی جاوے حنفیہ کا مذہب یہی ہے[1]۔

ایک ماہ کے لڑکے کو بغیر نماز و کفن دبا دینا درست نہیں

سوال (۲۸۹۷) ایک شخص نے اپنا ایک ماہ کا لڑکا بدون غسل و بدون نماز جنازہ دفن کر دیا، بعدہ دوسرے شخص نے بھی اسی طرح اپنے لڑکے کو دبا دیا۔ ایسا کرنے والوں کے لئے کیا سزا ہے۔

الجواب: شرعی حکم یہ ہے کہ ایسے بچوں کو غسل دینا اور نماز جنازہ پڑھنا ضروری ہے۔ جن لوگوں نے ایسا کیا ان کو آئندہ تاکیداً تنبیہ کی جاوے کہ پھر ایسا نہ کریں اور جو کچھ پہلے کیا اس سے توبہ کریں۔ اور کوئی سزا ان کے لئے مقرر نہیں ہے[2]۔ فقط۔

مرد و عورت پر ایک ساتھ نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۸۹۸) ایک میت مرد اور ایک میت عورت دونوں بالغ ہر دو کا جنازہ ایک دفعہ پڑھنا جائز ہے یا نہ۔ زید نے ہر دو میت مذکورہ کا جنازہ آگے پیچھے رکھ کر پڑھایا۔ اور بکر نے کہا کہ میت مؤنث کو علیحدہ کر کے اس پر پھر نماز پڑھی جائے۔

---

[1] ثم عدم جواز صلوٰت غیر الولی بعدہ مذہبنا و بہ قال مالک (غنیۃ المستملی ص ۵۴۲) وان صلی من لہ حق التقدم (الی قولہ) او من لیس لہ حق التقدم وتابعہ الولی لا یعید (درمختار) ظفیر [2] اگر گمان غالب ہو کہ لاش پھٹی نہ ہو گی تو اس حالت میں اس کی قبر پر نماز پڑھی جائیگی ۶ ماہ کے بعد نہیں، وان دفن واہیل علیہ التراب بغیر صلاۃ او بہا بلا غسل او ممن لا ولایۃ لہ صلی علی قبرہ ما لم یغلب علی ظنہ تفسخہ من غیر تقدیر ہو الاصح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنازہ ص ۸۲۶ ج ۱) ظفیر۔

الجواب :- دونوں کا جنازہ ایک دفعہ پڑھنا درست ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ پڑھیں، لیکن بصورت کثرت اموات دوبارہ عام جواز پر عمل کرنے میں یعنی ایک دفعہ سب جنازوں کی نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ درمختار میں ہے واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوٰۃ اولیٰ وان جمع جاز[1] الخ پس جب کہ ہر دو جنازہ پر ایک دفعہ نماز ہوگئی تو بکر کا نماز جنازہ عورت کو اعادہ کرنا خلاف مشروع ہوا کیونکہ جنازہ کی نماز جب ایک بار ہو جاوے تو دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے[2]۔ پس یہ بکر کی ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ فقط۔

نماز جنازہ کے بعد کپڑے پر دھبہ دیکھا تو کیا حکم ہے

سوال (۲۸۹۹) ایک شخص نے امام ہو کر نماز جنازہ پڑھائی پھر اس نے اپنے کپڑے پر دھبہ دیکھا اور غسل کی حاجت معلوم ہوگئی تو وہ نماز درست ہوگئی یا دوبارہ قبر پر پڑھے۔

الجواب :- اس صورت میں نماز نہیں ہوئی دوبارہ پڑھی جاوے اگر دفن ہو چکا تو اس کی قبر پر نماز پڑھنی چاہئے یعنی پھٹنے سے پہلے اور بعض نے تین دن تک کا حکم دیا ہے، یعنی تین دن کے اندر اندر نماز قبر پر درست ہے پھر نہیں[3]۔

کئی جنازوں کی نماز ایک ساتھ

سوال (۲۹۰۰) دو تین میت کی نماز جنازہ ایک ساتھ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب :- جائز ہے جیسا کہ درمختار میں ہے واذا اجتمعت الجنائز

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۱ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر [2] وان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱) ظفیر

[3] وان دفن واهیل علیه التراب بغیر صلاۃ اوبها بلا غسل اوممن لا ولایة له صلی علی قبرہ استحسانا مالم یغلب علی الظن تفسخه من غیر تقدیر هو الاصح وقیل یقدر بثلاثة ایام (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۷ ج ۱) ظفیر۔

فافراد الصلوٰۃ علی کل واحدۃ اولی من الجمع الی ان قال وان جمع جائز[۱] الخ۔

ولد الزنا کی نماز جنازہ پڑھنا چاہیئے

سوال (۲۹۰۱) ولد الزنا پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- پڑھنی چاہیئے[۲]۔ فقط

غسل جمعہ کی وجہ سے نماز جنازہ میں شریک نہ ہوا تو کیا وہ گنہ گار ہوا

سوال (۲۹۰۲) ایک شخص بوجہ غسل جمعہ وغیرہ ضروریات کے نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکا تو گنہ گار ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اگر بعض لوگوں نے نماز جنازہ ادا کر لی تو جو شخص شریک نہیں ہوا وہ گنہ گار نہ ہوگا[۳]، مگر یہ ضرور ہے کہ اس ثواب سے محروم رہے گا۔ فقط

نماز جنازہ خطبہ عید کے پہلے ہے یا بعد

سوال (۲۹۰۳) اگر عید اضحیٰ عید الفطر کے روز کوئی موت ہو جاوے اور جنازہ عیدگاہ میں اس وقت پہنچے جب نماز پڑھ چکے ہوں تو نماز جنازہ قبل از خطبہ پڑھنے میں کچھ نقص شرعی تو نہیں ہے۔ یہاں بعد خطبہ کے پڑھی گئی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں لکھا ہے کہ نماز عیدین نماز جنازہ سے پہلے پڑھیں اور نماز جنازہ خطبہ سے پہلے پڑھیں[۴]، لیکن اگر خطبہ کے بعد پڑھی گئی تب بھی نماز ہو گئی کچھ شبہ نہ کریں۔ فقط

---

[۱] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

[۲] وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ الخ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۴ ج ۱) ظفیر۔

[۳] والصلوٰۃ علیہ فرض کفایۃ بالاجماع (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۱ ج ۱) ۱۲ ظفیر۔

[۴] وتقدم صلوٰتھا علی صلوٰۃ الجنازۃ اذا اجتمعا لانہ واجب عینا الخ وتقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ الخ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱) ظفیر۔

جو مسلمان عورت کافر کے گھر میں رہی اور کافرانہ رسوم ادا کئے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں

سوال (۲۹۰۴) ایک مسلمان عورت کسی کافر کے ساتھ کفر کے رسم ورواج کے موافق نکاح کر کے رہی اور اس کافر کے ساتھ رہی ان کے بت خانہ میں جا کر مذہبی رسوم پوجا پاٹ وغیرہ بھی ادا کرتی رہی ایسی عورت کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ چونکہ تکفیر مسلم میں احتیاط تام لازم ہے اور حتی الوسع کسی مسلمان کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔ نیز فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجوہ تکفیر کے ہوں اور صرف ایک وجہ اور وہ بھی ضعیف اسلام کی ہو تو اس کو مسلمان ہی سمجھنا چاہئے اور اہل اسلام کا معاملہ اس کے ساتھ کرنا چاہئے اگرچہ عند اللہ وہ کافر ہو مگر ہم کو اسکے ساتھ معاملہ مسلمانوں کا سا کرنا لازم ہے۔ جیسا کہ رد المحتار میں ہے روی الطحاوی عن اصحابنا لایخرج الرجل من الایمان الا جحود ما ادخله فيه ثم ما تيقن انه ردة يحكم بها وما يشك انه ردة لا يحكم بها اذ الاسلام الثابت لا يزول بالشك مع ان الاسلام يعلو وينبغي للعالم اذا رفع اليه هذا ان لا يبادر بتكفير اهل الاسلام مع انه يقضي بصحة اسلام المكره الخ وفي الفتاوى الصغرى الكفر شئ عظيم فلا اجعل المؤمن كافرا متى وجدت رواية انه لا يكفر اه وفي الخلاصة وغيرها اذا كان في المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنعه فعلى المفتي ان يميل الى الوجه الذي يمنع التكفير[1] الخ ومثل هذه الروايات كثيرة۔ اس لئے جب تک اس عورت کا مرتد ہونا بیقین معلوم نہ ہو اور وہ اپنے کو مسلمان ہی کہتی رہے تو اس کے مرنے پر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اور اس کو مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا على كل بر و

[1] رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۳ ج ۳۔ ۱۲ ظفیر۔

فاجر الحدیث قال فی شرح المنیہ رواہ الدارقطنی وعللہ بان مکحولا لم یسمع من ابی ہریرۃ ومن دونہ ثقات وحاصلہ انہ مرسل وھو حجۃ عندنا وعند مالک وجمہور الفقہاء ص ۴۷۹

اسلام سے جو قوم تعلق رکھے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور وہ مسجد میں آسکتے ہیں

سوال (۲۹۰۵) جو لوگ دائی کا پیشہ کرتے ہیں اور یہ کام بھی کرتے ہیں کہ بیل وغیرہ جو مر جاتے ہیں وہ لوگ اس کی کھال نکال کر دباغت کرکے فروخت کرتے ہیں، یہ قوم بہت رذیل سمجھی جاتی ہے لہذا اس قوم کو کھانے پینے اور جمعہ وعیدین میں شریک نہیں کرتے اس کی نسبت کیا حکم ہے اور ایسی قوم کی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ نہ پڑھنے والوں پر کیا حکم ہے اور جو لوگ اس عالم پر طعن وتشنیع اور سب وشتم کرتے ہیں اور برا کہتے ہیں وہ کیسے ہیں۔

الجواب:۔ ان لوگوں کو جب کہ وہ مسلمان ہیں جمعہ اور جماعت سے اور مسجد میں آنے سے منع نہ کرنا چاہئے ورنہ مانعین مصداق وعید ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا[1] کے ہوں گے اور نماز جنازہ انکی میت کی پڑھنی لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر وفاجر الحدیث۔ رواہ الدار قطنی[2] وفی الدر المختار وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ وقطاع طریق الخ[3] پس ظاہر ہے کہ مسلمانان مذکورین نہ بغاۃ ہیں اور نہ قطاع طریق وغیرہ ہیں لہذا ان کے جنازہ کی نماز بقول فقہاء فرض ہوئی اور جس عالم نے اس فرض کو ادا کیا وہ مثاب ماجور ہے اس کو برا کہنا اور سب وشتم کرنا فسق ومعصیت ہے کما ورد سباب المسلم فسوق[4]

---

[1] البقرۃ۔ رکوع ۱۴ .... [2] دیکھئے شرح فقہ اکبر ص ۹۱، ۱۲ ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنازۃ ص ۸۱۴/۱ ۱۲ ظفیر [4] مشکوٰۃ۔ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم ص ۴۱۱ ۱۲ ظفیر۔

پس طاعنین فاسق و فاجر ہیں، توبہ کریں۔ فقط

رنڈی کی نماز جنازہ پڑھنا درست ہے

سوال (۲۹۰۶) ایک مولوی صاحب نے ایک رنڈی کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور کچھ نذرانہ بھی ملا، چند روز بعد مولوی صاحب نے نماز جمعہ کے قبل اپنے اس فعل کی تائید میں بطور وعظ کے فرمایا کہ مجھ کو اس کا علم نہ تھا کہ یہ عورت کون ہے اور جو پیسہ مجھکو معاوضہ میں ملا اس کو ایسے ہی کاموں میں صرف کر دوں گا۔ مثلاً پاخانہ اٹھانے والی بھنگن کو دیدوں گا۔ اور ہم تیراک ہیں تیرنے کے ذریعہ سے غرقاب ہونے سے بچ سکتے ہیں۔ جاہل نہیں بچ سکتے۔ صورت مسئولہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ مسلمان رنڈی کے جنازہ کی نماز شرعاً پڑھنی ضروری ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث[1]۔ یعنی ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ اور جو پیسہ ان مولوی صاحب کو ملا اگر وہ حرام آمدنی کا تھا تو وہ کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا یہ کہنا ان کا غلط ہے کہ حرام آمدنی کو حاصل کر کے پاخانہ وغیرہ اٹھانے میں صرف کر دیا جاوے گا کیونکہ خواہ کھانے میں صرف کرے یا کپڑے میں یا حجام کی اجرت میں دے یا بھنگی کی اجرت وغیرہ میں سب برابر اور ناجائز ہیں اور حرام آمدنی والے کو یہ حیلہ بے شک بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ قرض کے طریق سے اشیاء خریدے یا کسی سے روپیہ پیسہ قرض لے کر خریدے تو یہ کھانا ان بعض کے نزدیک درست ہے۔ پھر اس قرض کو خواہ اپنی آمدنی حرام سے ادا کرے یا حلال سے وہ پہلا کھانا حلال ہے۔ یہ بعض کا قول ہے اور بعض مطلقاً حرام فرماتے ہیں۔ اور ان مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ ہم تیراک ہیں یعنی ہم کو حرام پیسہ مضر نہیں ہے غلط ہے اور بیہودہ خیال ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] شرح فقہ اکبر ص ۹۱۔ ۱۲ ظفیر

[2] المکاس مثلاً یاخذ من احد شیئاً من المکس ثم یعطیہ آخر ثم یاخذہ من ذالک الآخر آخر فھو حرام (رد المحتار باب البیع الفاسد مطلب الحرمۃ تتعدد ص ۱۴۲ ج ۴) ظفیر

مقتدی کا وظیفہ کیا ہے

سوال (۲۹۰۰) جنازہ کی نماز میں مقتدی کا وظیفہ کیا ہے

الجواب:- مقتدی کو بھی وہی پڑھنا ہے جو امام کو۔ جنازہ کی نماز کی ترکیب کسی اردو رسالہ میں دیکھ لی جائے مختصر یہ کہ اول تکبیر کے بعد سبحانک اللّٰھم الخ اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام[۱] ... فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسلمان زانیہ کا بچہ جو ہندو سے ہو اس کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے

سوال (۲۹۰۱) مسلمان عورت زانیہ ہندو کے پاس ہے اس سے جو اولاد ہو اور مر جائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا چاہئے یا نہ؟

بے نمازی کی نماز جنازہ ترک کرنا کیسا ہے

سوال (۲۹۰۲) تارک صلوٰۃ کی نماز جنازہ تنبیہاً ترک کرنا کیسا ہے؟ اور پڑھنا منع ہے یا کیا؟

الجواب:- (۱) پڑھنی چاہئے لکن الاولاد مسلمین تبعاً لامھم (۲) تارک صلوٰۃ کے جنازہ کی ممانعت کہیں نظر سے نہیں گذری بلکہ فقہاء کے اقوال اور حدیث صلوا علی کل بر و فاجر سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ نماز پڑھنی چاہئے فقط

بے نمازی پر نماز جنازہ عبرتاً نہ پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۹۰۳) عبرۃ کی غرض سے بے نمازی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا اور بغیر نماز کے اس کو دفن کر دینا کیسا ہے، مستحسن ہے یا نہیں؟ -

الجواب:- یہ فعل جائز و مستحسن نہیں ہے بلکہ حرام اور ترک فرض ہے مسلمان بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا مثل نمازی کے فرض ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا

[۱] فیکبر للافتتاح ویقول سبحانک اللھم الخ ثم یکبر اخری ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یکبر اخری ویدعو للمیت وجمیع المسلمین (الی قولہ) ثم یکبر الرابعۃ ثم یسلم تسلیمتین (عالمگیری کشوری ص۱۶۱ ج۱) ظفیر۔

کل بر و فاجر۔ الحدیث۔ اور فقہاء رحمہم اللہ نے جنازہ کی نماز سے جن لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے جیسے بغاۃ وغیرہم ان میں فساق و بے نمازیوں کو شمار نہیں کیا۔ پس فرض شرعی کا ترک بخیال عبرت درست نہیں ہے[1]۔ فقط۔

تاڑی پینے والے کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۹۱۱/۲) تاڑ کے درخت کے پھل اور رس میں نشہ ہوتا ہے۔ شراب سے کسی قدر کم نشہ کی چیز یعنی تاڑی وغیرہ کا کھانا پینا کیسا ہے؟ اور ایسے شخص کے ہمراہ کھانا پینا اور اس کے جنازہ کی نماز کا کیا حکم ہے؟

سود خوار کی نماز جنازہ

سوال (۲۹۱۲/۲) سود کا لین دین کیسا ہے؟ اور جو شخص سود لے اس کے جنازہ کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور اس سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟

الجواب:- (۱) نشہ کی چیز کا کھانا پینا حرام ہے اور اس کے ساتھ کھانا پینا نہ چاہئے۔ اور جنازہ کی نماز پڑھیں[2]۔

(۲) جنازہ کی نماز کا وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ باقی سود لینا دینا حرام ہے اور ایسے شخص سے علیحدہ رہنا چاہئے۔ فقط۔

ہندو کے نابالغ بچہ پر نماز جنازہ نہیں ہے

سوال (۲۹۱۳) ہندو کے نابالغ بچے کی میت پر نماز جنازہ پڑھنا حدیث سے ثابت ہے یا نہ۔

الجواب:- نہیں[3]۔ فقط۔

---

[1] وھی ای صلاۃ الجنازۃ فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ او قطاع طریق الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۸۱۴ ج ۱) ظفیر۔ [2] وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ الخ (در مختار) ظفیر۔ [3] وشرطھا ای لصلاۃ الجنازۃ ستۃ، اسلام المیت الخ کصبی سبی مع احد ابویہ لا یصلی علیہ لانہ تبع لہ ای فی احکام الدنیا لا العقبی لما مر انہم خدم اہل الجنۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوۃ الجنائز ص ۸۳۱ ج ۱) ظفیر۔

بدبو کے بعد نماز جنازہ

سوال (۲۹۱۴) جس مردہ میں بوجہ دو تین روز پڑے رہنے کے بدبو ہو جاوے اس کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ اگر اس کے جنازہ کی نماز پہلے نہیں پڑھی گئی تو فرض ہے کہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے[1]۔

نماز جنازہ عصر و مغرب کے درمیان درست ہے

سوال (۲۹۱۵) جنازہ کی نماز مابین عصر و مغرب جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مابین عصر و مغرب کے جنازہ کی نماز مکروہ نہیں ہے کما فی الدر المختار لا یکرہ قضاء فائتۃ الخ وصلاۃ جنازۃ[2]۔

بے نمازی کی لاش گھسیٹنا جائز نہیں

سوال (۲۹۱۶) ایک شخص مر گیا ہے جس نے تمام عمر میں کبھی نماز نہیں پڑھی تھی اس کی نماز جنازہ چالیس قدم بذریعہ رسی کے کھینچ کر ایک دوسرے شخص نے پڑھائی ان لوگوں کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ واقعی رسی میں باندھ کر بے نمازی مسلمان کے کھینچنے کا شریعت سے حکم نہیں ہے، ایسا نہ کرنا چاہئے تھا اس کے لئے استغفار کرنا چاہئے۔ اور نماز جنازہ بے نمازی مسلمان کی پڑھنی چاہئے۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ صلوا علی کل بر و فاجر[3]۔ الحدیث

میت روزہ دار کی نماز جنازہ

سوال (۲۹۱۷) ایک شخص روزہ دار مرض ناگہانی میں مبتلا ہو جاوے اور روزہ افطار نہ کرے اور اسی میں مر جاوے تو بکر کہتا ہے کہ اس کے

---

[1] وان دفن واہیل علیہ التراب بغیر صلاۃ صلی علی قبرہ ما لم یغلب علی الظن تفسخہ من غیر تقدیر ہو الاصح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب صلاۃ الجنائز ص ۶۲۶ ج ۱)
[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۴۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر
[3] شرح فقہ اکبر ص ۹۱ ۱۲ محمد ظفیر الدین الصدیقی۔

جنازہ کی نماز نہ پڑھی جاوے۔ صحیح ہے یا نہ۔

الجواب: - نماز جنازہ اس شخص کی پڑھنی چاہئے بکر کا قول غلط ہے، وہ گنہگار نہیں ہوا، شامی میں منقول ہے کہ ایسی صورت میں وہ ماجور رہتا ہے ویجر لو صبر ومثلہ سائر حقوق اللہ تعالیٰ کا فساد صوم و صلوٰۃ[1] - ۱۲

سوال (۲۹۰۸) ملک نماڑ میں اکثر قوم مسلمانان بنجارہ ونایاف ہیں یہ قوم عیدین کی نماز میں شامل ہوا کرتے ہیں۔ مگر ہولی، دیوالی، دسہرہ اور جس قدر ہنود کے تہوار ہیں ان میں بشوق و رغبت شامل رہتے ہیں اور بتوں کی پوجا پرستش ہمیشہ کیا کرتے ہیں اور ہنود کا لباس پہنتے ہیں اور فخر کرتے ہیں کہ ہم لوگ بالکل ہندؤں میں چھپتے ہیں یہ اقوام روزہ، نماز و کلمہ کلام سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ شادی بیاہ ہنود کے مشابہ کرتے ہیں آیا ان کا نکاح اور نماز جنازہ پڑھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(بنجارے مسلمان ہیں ان نماز جنازہ پڑھی جاوے اور وہ نماز میں شامل ہوسکتے ہیں)

الجواب: - ایسے جاہل لوگوں کو بتدریج اور رفتہ رفتہ کلمہ اسلام کا اور احکام اسلام کے بتلانا اور سکھلانا چاہئے۔ قال اللہ تعالیٰ اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ[2] - اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے راستہ اور دین کی طرف حکمت کے ساتھ اور نصیحت حسنہ کے ساتھ لوگوں کو بلانا چاہئے اور طریق حسن کے ساتھ ان کو سمجھانا اور منوانا چاہئے اور رسوم کفریہ اور شرکیہ کو ان سے چھوڑوانا چاہئے اور نماز جنازہ ان کی پڑھنا چاہئے اور نکاح پڑھنا چاہئے اور نکاح سے پہلے ان سے کفر و شرک و معاصی سے توبہ کرا لینی چاہئے۔ اسی طرح ہمیشہ ان سے توبہ کرانی چاہئے اور ان میں سے جو مریض ہو اس سے بالخصوص مرض الموت میں

---

[1] رد المحتار کتاب الصوم فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص ۱۵۸ ج ۲ - ۱۲ ظفیر

[2] سورہ نحل ۱۶ -

تو بہ کرالینی چاہیئے تاکہ اس کے جنازہ کی نماز میں شبہ نہ رہے۔ فقط۔

بلا وضو نماز جنازہ جائز نہیں

سوال (۲۹۱۹) ایک شخص کہتا ہے کہ نماز جنازہ میں اگر محدث بے وضو بھی شریک ہو کر پڑھ لیویں تو کوئی حرج اور مضائقہ نہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ غلط ہے کہ نماز جنازہ بلا وضو جائز ہے۔ بلا وضو یا بلا تیمم کے نماز جنازہ پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ البتہ اگر امام کھڑا ہو جاوے اور کوئی آدمی ایک یا چند ایسے وقت آویں کہ اگر وضو کریں گے تو تکبیرات فوت ہو جاویں گی تو ان کو تیمم کر کے شریک ہونا درست ہے۔ کما فی الدر المختار۔ وجاز لخوف فوت صلوٰۃ جنازۃ ای کل تکبیراتھا الخ درمختار وفی الشامی قولہ وجاز لخوف فوت صلوٰۃ جنازۃ) ای ولو کان الماء قریباً الخ[۱] فقط

مختلف بچوں کے احکام

سوال (۲۹۲۰/۱) بچہ مشرک کا ہے جو قبل بلوغ مرگیا۔

سوال (۲۹۲۰/۲) دوسرا وہ بچہ ہے کہ زید اس کا قریبی یا بعیدی رشتہ دار ہے مگر اس بچہ کے والدین پیدا ہونے کے بعد مرتد ہو گئے۔

سوال (۲۹۲۰/۳) تیسرا وہ بچہ ہے کہ بعد پیدا ہونے کے حالت اسلام میں والدین میں سے ایک فوت ہو گیا اور ایک مرتد ہو گیا۔ اب یہ بچہ کس کے تابع رہے گا۔ اور یہ تینوں بسبب پرورش زید کے کلمہ طیبہ بخوبی پڑھ سکتے ہیں مگر اتنی عقل اور تمیز نہیں کہ اسلام کی شرطیں سمجھ سکیں۔ اور اگر یہ تینوں بچے قبل بلوغ فوت ہو جائیں تو تجہیز و تکفین مثل مسلمانوں کے کریں گے یا نہیں اور سب کا حکم برابر ہے یا باہم کچھ فرق ہے۔

الجواب:۔ نابالغ بچہ کفر و اسلام میں تابع اپنے والدین کے ہوتا ہے۔ کما فی الدر المختار والشامی۔ قولہ لتبعیتہ لابویہ درمختار ای فی الاسلام والردۃ۔ شامی[۲]۔ اور اگر

---

[۱] ردالمحتار باب التیمم جلد اول ص ۲۲۳ ۱۲ ظفیر۔

ان میں سے یعنی والدین میں سے کوئی مسلمان ہو تو بچہ اس کے تابع ہو کر مسلمان سمجھا جاوے گا کما فی الدر المختار والولد یتبع خیر الابوین دیناً[1] الخ۔ اور بچہ کافر کا اگر ممیز یعنی سات برس کا ہو جاوے تو اس کا اسلام لانا صحیح اور معتبر ہے۔ کما فی الدر المختار اذا اسلم الصبی وھو عاقل ای ابن سبع سنین صلی علیہ[2] وفیہ ایضاً والعاقل الممیز وھو ابن سبع سنین[3] الخ۔ درمختار۔ پس پہلا بچہ جو کہ مشرک کا ہے وہ اگر سات برس کا ہو کر کلمہ اسلام پڑھ کر مرا ہے تو اس کو مسلمان سمجھا جائے اور تجہیز و تکفین اس کی مثل مسلمانوں کے کی جاوے اور دوسرا بچہ بوجہ مرتد ہو جانے والدین کے ابتداء میں ان کے تابع ہوا۔ لیکن اگر سات برس کا ہو کر وہ کلمہ اسلام پڑھے تو مسلمان ہو جاوے گا اور اس حالت میں مرنے سے اس کی تجہیز و تکفین مثل مسلمانوں کے ہوگی اور نماز جنازہ پڑھی جاوے گی اور تیسرا بچہ خیر الابوین یعنی مسلمان کے تابع ہو کر مسلمان سمجھا جاوے گا اور مثل مسلمانوں کے اس کی تجہیز و تکفین و نماز جنازہ ہوگی۔ فقط۔

اگر نماز جنازہ ہوئی اور کوئی ایک شخص کسی وجہ سے شریک نہ ہوا تو قابل ملامت نہیں

سوال (۲۹۲۳) ایک میت کو ایسے میدان میں لایا گیا جس میں مدرسہ کے طلبا بکثرت کھیلا کرتے تھے اور وہ میدان بارش سے تر تھا اور نمدار تھا۔ بندے کے پاؤں میں موزے تھے۔ ان کی حفاظت کی وجہ سے نماز جنازہ میں پہلوتہی کی اور نماز جنازہ میں شریک نہ ہوا۔ یہ گناہ ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اگر دوسرے مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھ لی تو تارک پر کچھ ملامت اور مؤاخذہ نہیں ہے[4] لیکن یہ ضروری ہے کہ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۴ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۲ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [3] ایضاً ص ۴۲۳ ج ۳۔ ۱۲ ظفیر غفاری

[4] الصلاۃ علی الجنازۃ فرض کفایۃ اذا قام بہ البعض (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

محض موزوں کی حفاظت کی وجہ سے نماز جنازہ سے پہلو تہی کرنا اچھا نہیں۔ آئندہ اس کی احتیاط کی جاوے۔ فقط۔

مقتدی امام کے ساتھ نماز جنازہ میں دعاء وغیرہ پڑھے

سوال (۲۹۲۴) کیا نماز جنازہ میں مقتدی امام کے تابع ہو کر ثناء و صلوٰۃ و دعاء برابر ادا کرے یا مقتدی پر فقط سکوت ہے بعد فراغ از نماز جنازہ اسی ہیئت صفوف میں رہکر یا بعد تغیر ہیئت صفوف گرد میت کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا اور یکدرسہ کر اسی طرح دعاء کرنا جائز ہے یا نہیں مذہب حنفی کے مطابق بہ ثبوت سند ارشاد فرمایا جاوے۔ بعض علماء نے باستناد روایت فتاویٰ عالمگیری جو فصل خامس ص۱۶۴ مطبوعہ مصر میں ہے والامام والقوم فیه ای فیما ذکر قبل من التکبیرات ودعاء الافتتاح والصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیه وسلم والدعاء وغیر ذلك سواء کذا فی الکافی۔ مقتدی کو بھی متابعت کا حکم دیاہے اور باستناد روایات ذیل کے دعاء سے منع کیاہے۔ خلاصۃ الفتاویٰ قلمی میں ہے لا یقوم بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے لا یقوم بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ الخ ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ولا یدعو للمیت بعد صلوٰۃ الجنازۃ لانه یشبه الزیادۃ فی صلوٰۃ الجنازۃ۔ اسی طرح نور الانوار انوار حنفیہ اور جامع الرموز اور محیط میں موجود ہے۔ ان روایات میں مطلقاً دعاء بعد الجنازہ کو ممنوع قرار دیاہے خواہ ہیئت صفوف میں ہو یا نہ ہو۔ کیا ہر دو استناد متعلق ہر دو مسئلہ صحیح ہیں۔

الجواب:۔ یہ ہر دو استناد متعلق ہر دو مسئلہ صحیح ہیں۔ نماز جنازہ میں مقتدی بھی مثل امام کے ثناء و صلوٰۃ و دعاء پڑھتاہے اور نماز جنازہ کے بعد پھر دعاء ہاتھ اٹھا کر

(بقیہ از صفحہ گذشتہ) واحد اکان او جماعۃ ذکرا کان او انثیٰ سقط عن الباقین اذا ترك الکل اثموا هکذا فی التتارخانیه (عالمگیری مصری باب الجنائز فصل خامس ص۱۶۲ ج۱) ظفیر

مانگنا ثابت نہیں ہے اور فقہاء نے اس سے منع فرمایا ہے، اور بقول ملا علی قاری رحمہ اللہ زیادہ فی صلوٰۃ الجنازہ کا شبہ ہوتا ہے اور صلوٰۃ الجنازہ خود دعاء للمیت ہے فلا یشرع الدعاء الآخر بعدھا۔ فقط۔

نماز جنازہ کی امامت کس کا حق ہے

سوال (۲۹۲۵) ایک شخص حنفی ایک مسجد کا امام ہی وہ دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نماز جنازہ میرے سوا کوئی نہیں پڑھا سکتا۔ کیا وہ شخص ولی میت پر بھی مقدم ہے اور یہ دعویٰ اس کا کیسا ہے، اور نماز جنازہ کی امامت میں احق بالامامت کون ہے۔

الجواب: کتب فقہ حنفیہ میں امامت نماز جنازہ میں یہ ترتیب لکھی ہے ویقدم فی الصلوٰۃ علیہ السلطان ان حضر اونائبہ وھو امیر المصر ثم القاضی الخ ثم امام الحی الخ ثم الولی الخ[1] یعنی امامت نماز جنازہ کے لئے سب سے مقدم بادشاہ ہے اگر موجود ہو، یا اس کا نائب، پھر قاضی، پھر امام مسجد محلہ الخ درمختار۔ اور یہ بھی درمختار میں ہے کہ تقدیم امام حی ولی پر استحباباً ہے اگر باوجود امام حی کے ولی نماز پڑھادیوے تو یہ بھی درست ہے[2] اور یہ بھی درمختار و شامی میں ہے کہ اگر ولی افضل ہو امام حی سے تو ولی کی امامت اولیٰ ہے۔ بہرحال یہ دعویٰ امام مذکور کا جو سوال میں مذکور ہے مطلقاً و بلا تفصیل، غلط ہے[3]

بوقت زوال واستوار و غروب نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۲۶) اگر بوقت طلوع و غروب و استوار آفتاب جنازہ حاضر ہو تو بلا انتظار وقت مباح، ان اوقات

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] وتقدیم امام الحی مندوب فقط بشرط ان یکون افضل من الولی والا فالولی اولی کما فی المجتبی الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ایضا ص ۸۲۲ ج ۱ ظفیر۔ [3] قال فی شرح المنیۃ الاصل ان الحق فی الصلاۃ للولی الخ (رد المحتار ص ۸۲۳) ظفیر۔

نماز جنازہ ادا کردن جائز است یا نہ بلاکراہت جائز است یا مع الکراہت۔

الجواب:۔ اگر جنازہ دریں اوقات حاضر شود بلا انتظار وقت مباح نماز جنازہ گزاردن دراں اوقات جائز است بلاکراہت تحریمی و در شامی گفتہ کہ کراہت تنزیہی است کہ آں غیر اولیٰ است یعنی بہتر ایں است کہ در وقت مباح نماز گزارند فی الدر المختار فلو وجبتا فیہا لم یکرہ فعلہما ای تحریماً (درمختار) قولہ ای تحریماً افاد ثبوت الکراہۃ التنزیہیۃ وفی التحفہ ما یدل علی نفی الکراہۃ التنزیہیۃ ایضاً[1]۔ فقط۔

بعد نماز جنازہ ہاتھ اٹھاکر دعاء مانگنا کیسا ہے

سوال (۲۹۲۷) نماز جنازہ کے بعد ہاتھ اٹھاکر دعاء مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ اور مقتدیوں کو دعا مانگنا چاہئے یا نہ۔

الجواب:۔ نماز جنازہ خود دعاء للمیت ہے اس کے بعد اور کوئی دعاء ماثورہ منقول نہیں[2]۔ امام ومقتدی سب اس کو ترک کردیں کہ خلاف سنت فعل کا التزام درست نہیں ہے۔

طاعون والی جگہ نماز جنازہ کے لئے جانا کیسا ہے اور اطبار کا جانا درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۲۸) جس جگہ طاعون ہو وہاں نماز جنازہ پڑھانے کے لئے جانا درست ہے یا نہیں جب کہ اسکے بلا جائے نماز جنازہ نہ ہو، ایسے موضع میں اطبار کو جانا کیسا ہے۔

الجواب:۔ قال فی الدر المختار مسائل شتی من اٰخر الکتاب واذا خرج (او دخل فیہا شامی) من بلدۃ بہا الطاعون فان علم ان کل شئی بقدرۃ اللہ

---

[1] رد المحتار کتاب الصلوٰۃ جلد اول ص ۳۴۷ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] ویسلم بلا دعاء بعد الرابعۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۸۱۷ ج۱) فقد صرحوا عن اٰخرہم بان صلاۃ الجنازۃ ہی الدعاء للمیت اذ ہو المقصود منہا (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۴ ج۱) ظفیر

فلا بأس بأن یخرج ویدخل وان کان عنده انه لو خرج نجا ولو دخل ابتلی کره له ذٰلك فلا یدخل ولا یخرج صیانةً لاعتقاده وعلیه حمل النهی فی الحدیث الشریف مجمع الفتاوٰی[1] الخ اس عبارت سے واضح ہوا کہ جس کا اعتقاد درست ہو خروج عن موضع الطاعون کو سبب نجات اور دخول کو سبب ابتلاء و ہلاک نہ جانتا ہو تو اس کے حق میں خروج و دخول ممنوع نہیں ہے اور ادائے نماز جنازہ تو فرض کفایہ ہے اس کے لئے وہاں بغرض ادائے نماز جانا ضروری ہے جب کہ وہ جانتا ہے کہ اگر نہ جائے گا تو نماز جنازہ نہ ہوگی۔ اسی طرح اطباء کو بھی بغرض علاج وہاں جانا درست ہے۔

اگر کچھ لوگ نماز جنازہ نہ پڑھیں تو کیا حکم ہے

سوال (۲۹۲۹) اتفاق سے کوئی لڑکی نابالغہ فوت ہوئی اور نماز جنازہ کے لئے سب لوگ جمع ہوئے اور وہ علماء بھی جمع ہوئے جنھوں نے پردہ کی تنبیہ کی تھی لیکن حاضر جنازہ ہو کر نماز نہ پڑھی، واپس چلے آئے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ نماز جنازہ بالغ و نابالغ کی فرض کفایہ ہے، بعض کی ادا سے باقیوں کے ذمہ سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ پس اگر نماز جنازہ اس نابالغہ کی ہوگئی ہے تو وہ لوگ جنھوں نے نماز جنازہ میں شرکت نہ کی عاصی نہیں ہیں۔ اور اگر اس نابالغہ کے جنازہ کی نماز بالکل نہیں پڑھی گئی تو جو لوگ موجود تھے اور جن کو علم اس کی موت کا ہوا اور نماز جنازہ نہ پڑھی وہ سب گنہ گار ہوئے۔ قال فی الدر المختار والصلوٰۃ علیه صفتها فرض کفایة الخ وفی رد المختار وشروط وجوبها فهی شروط بقیة الصلوٰت من القدرة والعقل والبلوغ والاسلام مع زیادة العلم بموته تامل[2] الخ وهی فرض علی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار مسائل شتی۔ ص ۵۶۷ ۱۲ ظفیر۔

[2] رد المختار۔ باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۱/۱ ۱۲ ظفیر۔

کل مسلم مات خلا اربعة بغاة وقطاع طریق[1] الخ اور ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو پردہ نہیں کرتیں ان چار میں داخل نہیں ہیں، خصوصاً نابالغہ کی وہ مکلف پردہ کی نہیں ہے پس ترک کرنا اسکی جنازہ کی نماز کا نہایت قبیح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صلوا علے کل بر وفاجر الحدیث۔

جن لوگوں کو نماز جنازہ نہیں آتی صرف اقتداء تکبیر سے نماز ہوگئی یا نہیں

سوال (۲۹۳۰) اگر مقتدی در صلوٰۃ جنازہ بوجہ ندانستن یا بوجہ فراموشی ثناء وصلوٰۃ ودعا را نخواند فقط بامام بہ نیت اقتداء تکبیرات اربعہ را بگوید نماز او بوجہ ضرورت ہمچوں نماز مسبوق صحیح خواہد شد یا نہ۔

الجواب:۔ قال فی الدر المختار فی لصلوٰۃ الجنازۃ ورکنہا شیئان التکبیرات الاربع والقیام[2] الخ پس معلوم شد کہ بناءً علی ہذہ الروایۃ نماز شش صحیح است۔ وانظر ما قال الشامی تحقیق ما قالہ المحقق ابن الہمام رحمہ اللہ۔

شیعہ کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۳۱) اہل سنت والجماعت کو شیعہ میت کی نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہ۔

الجواب:۔ جو شیعہ غالی ہیں کہ ان کی تکفیر کی گئی ہے ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنی چاہئے جیسے تبرا گو ہیں ان کی نماز نہ پڑھی جاوے۔

سائبان مسجد میں جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۳۲) جس مسجد میں پنجوقتہ نماز ہوتی ہے اس مسجد کے اندر یا سائبان میں میت کو رکھ کر اگر نماز جنازہ پڑھیں تو نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اگر قبرستان میں مسجد ہو اور اس میں نماز پنجوقتہ نہ ہوتی ہو اور وہ نماز جنازہ کیلئے بنائی گئی ہو تو اس مسجد میں نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز پڑھنا جنازہ کی مسجد جماعت میں مکروہ ہے جیسا کہ درمختار میں ہے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۴ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۸۱۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

وکراھتہ تحریمًا وقیل تنزیھًا فی مسجد جماعۃ ھو ای المیت فیہ وحدہ اومع القوم الخ اور جو مسجد جنازہ کی نماز کے لئے ہی بنائی گئی ہے وہ درحقیقت حکم مسجد میں نہیں ہے۔ اس میں نماز جنازہ درست ہے۔ کما فی الدر المختار واما المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ اوعید فھو مسجد فی حق جواز الاقتداء لا فی حق غیرہ بہ یفتی۔ نہایۃ الخ[۲]

غائب مردہ پر نماز جنازہ درست نہیں

سوال (۲۹۳۳) میت غائب پر نماز جنازہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- میت غائب پر عند الحنفیہ نماز صحیح نہیں ہے۔[۳]

اگر جسم کا ایک حصہ جل گیا ہو تو کیا اسے غسل دیا جائے گا اور نماز جنازہ پڑھی جائیگی یا نہیں

سوال (۲۹۳۴) مکان میں آگ لگ جانیکی وجہ سے اگر اکثر حصہ میت کا جل جاوے اور جو باقی ہو وہ بھی سیاہ مانند کوئلہ کے ہو گیا ہو، چہرہ نادارد ہو تو اس کو غسل وکفن دیا جاوے اور نماز اس پر پڑھی جاوے یا نہیں۔ بصورت جواز غسل وغیرہ اگر امام مسجد نے اس برائے نام لاش کو یونہی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا ہو تو اس کی اقتداء فی الصلوٰۃ کا کیا حکم ہے۔ بصورت عدم جواز غسل وکفن ونماز جنازہ کے ایسے امام کو جس نے بلا غسل وکفن اور نماز کے مذکورہ بالا لاش کو دفنا دیا۔ اگر کوئی شخص خود غرضی اور شرارت کی وجہ سے خواہ مخواہ عوام میں ذلیل اور رسوا کرنے کے درپے ہو تو اس کی کیا سزا ہے۔

الجواب:- مسئلہ اس بارہ میں یہ ہے کہ اگر اکثر حصہ میت کا باقی ہو یعنی نصف سے زیادہ باقی ہو اگرچہ بدون سر کے باقی ہو تو اس کو غسل دیا جاوے اور نماز اس پر پڑھی

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۷ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ص ۶۱۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [۳] فلا نصح علی غائب ومحمول علی دابۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۳ ج ۱) ۱۲ ظفیر۔

جاوے۔ اور اگر زیادہ حصہ جسم میت کا جل کرنا کستر ہو گیا اور کم حصہ باقی ہے تو غسل و نماز کچھ لازم نہیں۔ درمختار میں ہے وجد رأس آدمی او احد شقیہ لا یغسل ولا یصلی علیہ بل یدفن الا ان یوجد اکثر من نصفہ ولو بلا رأس[1] اھ پس جب کہ اس میت کا اکثر حصہ جل کر خاکستر ہو گیا تو غسل و نماز اس کی واجب نہیں ہے ویسے ہی دفن کر دینا چاہئے اور جب امام نے ایسا کیا کہ بوجہ مذکورہ بلا غسل و نماز اس کو دفن کرا دیا اس پر کچھ مواخذہ نہیں اور اس کی امامت میں کچھ خلل اور کراہت نہیں ہے اور اعتراض کرنا اس کے اس فعل پر اگر خود غرضی سے اور عداوت کی وجہ سے ہے تو سخت گناہ اور معصیت ہے اس سے توبہ کرے اور اگر بوجہ جہل کے ہے تو معذور ہے لیکن جاہل کو کسی عالم سے مسئلہ دریافت کرنا چاہئے خود ہی کوئی حکم نہ کر دینا چاہئے فانما شفاء العی السؤال یعنی شفاء جہل سے دریافت کرنا ہے جاننے والوں سے قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون[2]۔ فقط۔

چوہڑوں کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۳۵) چوہڑوں کا نکاح اور جنازہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جائز نہیں ہے مسلمان اس سے احتراز کریں[3]۔

تعزیت کے دنوں میں صاحب تعزیت کے گھر سے کھانا کھانا کیسا ہے

سوال (۲۹۳۶) در ایام بائے ثلثہ تعزیت خورد و نوش از خانہ صاحب تعزیت جائز است یا نہ در کشمیر عام مسلمانان مساوی دانند۔ قال فی الدر المختار ویحل لمن طال مقامہ او مسافتہ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۴ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] سورۃ النحل۔ ۱۲۔

[3] والصلوٰۃ علیہ فرض کفایۃ الخ وشرطہا ستۃ اسلام المیت وطہارتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۱ ج ۱) ظفیر۔

لا لمن لم یطل مسئلہ مذکورہ مفتی بہ است یا نہ۔

الجواب:۔ علامہ شامی دریں موقعہ فرمودہ اقول قد منا ان القول الاول وھوالاصح وظاھرہ الاطلاق ویؤیدہ ما فی اخر الجنائز من فتح القدیر حیث قال ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ[1] الخ پس معلوم شد کہ حکم ویحل لمن طال مقامہ الخ متفرع بر قول غیر اصح است وحسب تصریح علامہ صاحب فتح القدیر ایں اتخاذ طعام مکروہ وبدعت مستقبحہ است۔ فقط۔

نماز جنازہ میں بین الصفوف فاصلہ

سوال (۲۹۴۷) نماز جنازہ میں بین الصفوف کس قدر بعد لازمی ہے۔

الجواب:۔ نماز جنازہ کی صفوف کے درمیان زیادہ فاصلہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ قریب قریب صفوف کرلینی چاہئیں[2]۔ فقط۔

آنحضرت صلعم کی نجاشی پر غائبانہ نماز جنازہ

سوال (۲۹۴۸) جنازہ کی نماز غائبانہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنی درست نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نجاشی کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تھی تو جنازہ نجاشی کا سامنے کر دیا گیا تھا۔ یا وہ خصوصیت تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ دوسروں کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار[3]۔ فقط۔

---

[1] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۱ ج ۱ و ص ۸۴۲ ج ۱۔ [2] اس لئے کہ اس میں سجدہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے کہ درمیان میں کافی فاصلہ کی ضرورت پڑے ۱۲ ظفیر۔ [3] فلا تصح علی غائب الخ وصلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی النجاشی لغویۃ وخصوصیۃ (درمختار) قولہ لغویۃ ای المراد بہا مجرد الدعاء وھو بعید قولہ او خصوصیۃ او لانہ رفع سریرہ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

اگر تیسری تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھی جائے کیا حکم ہے دعا کی جگہ یارب یارب کافی نہیں

سوال (۲۹۳۹) فاتحہ کو صلوٰۃ جنازہ میں بعد تکبیر ثالث کے اگر بجائے دعاء بہ نیت دعاء پڑھا جاوے عند الحنفیہ بلا کراہت جائز ہے یا نہیں، بالتصریح تحریر فرمائیے۔ اگر بجائے ادعیہ بعد تکبیر ثالث لفظ یارب یارب کہا جاوے تو دعاء کا کام دے گا یا نہ۔ کسی کتاب میں اس کے متعلق کچھ لکھا ہے یا نہیں۔

الجواب: سورۂ فاتحہ کو بہ نیت دعاء پڑھنا عند الحنفیہ مکروہ نہیں ہے، مکروہ بہ نیت قراءۃ قرآن پڑھنا ہے، اور موقعہ سورۂ فاتحہ کا بعد تکبیر اول کے ہے[1] والظاهر انها حينئذ تقوم بعد الثناء على ظاهر الرواية من انه ليس بعد الاولى التحميد الخ شامی[2] پس تکبیر ثالث کے بعد اس کا محل نہیں ہے۔ فقط۔ اگر دعا ماثورہ یاد نہ ہو بعد تکبیر ثالث اللهم اغفر لنا الخ جیسا کہ سابقاً شامی سے نقل کیا گیا تھا[3] اور یارب یارب پر اکتفاء کرنا کسی کتاب میں نہیں دیکھا گیا۔ اور اس میں نماز جنازہ اگرچہ ہوجاوے گی مگر سنت دعا حاصل نہ ہوگی قال فی الشامی قوله ويدعوا بعد الثالثة اى لنفسه وللميت وللمسلمين لكى يغفر له فيستجاب دعاءه فى حق غيره ولان من سنة الدعاء ان يبدأ

(بقیہ از صفحہ گذشتہ) حتى رآه عليه الصلوٰة والسلام بحضرته فتكون صلاة من خلفه على ميت يراه الامام وبحضرته دون المامومين وهذا غير مانع من الاقتداء (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۳ ج ۱) ظفیر۔

[1] وعين الشافعى الفاتحة فى الاولى وعندنا تجوز بنية الدعاء وتكره بنية القراءة لعدم ثبوتها فيها عنه عليه السلام (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۷ ج ۱) ظفیر [2] رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۷ ج ۱، ۱۲ ظفیر [3] ثم افاد ان من لم يحسن الدعاء بالماثور يقول اللهم اغفر لنا ولوالدينا وله وللمؤمنين والمؤمنات (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۶ ج ۱) ظفیر۔

بنفسہ قال تعالیٰ رب اغفر لی ولوالدی الخ۔ فقط۔

نماز جنازہ کی ترکیب کیا ہے اور مقتدی کب کیا پڑھے

سوال (۲۹۴۰) ہمارے یہاں جنازہ کی نماز میں جب امام اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھتا ہے تو مقتدی بھی تکبیر کہہ کر باندھ لیتے ہیں پھر جب تحمید پڑھ کر امام اللہ اکبر کہتا ہے تو مقتدی بھی اشارہ سے کہتے ہیں پھر امام درود شریف پڑھ کر اللہ اکبر کہتا ہے، ایسا ہی مقتدی کرتے ہیں، پھر امام درود شریف کے بعد اللہ اکبر کہہ کر اگر میت بالغ ہے یا نابالغ اور مذکر ہے یا مؤنث جو دعا پڑھی جاتی ہے دعا پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر سلام پھیرتا ہے، اسی طرح سے مقتدی بھی کرتے رہتے ہیں۔ اس طور سے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مقتدیوں کا سوائے اللہ اکبر کے کچھ نہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جنازہ کی نماز میں چار تکبیرات ہیں پہلی تکبیر کے بعد سبحانک اللھم الخ پڑھنا چاہئے اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعاء ماثورہ جو کتابوں میں لکھی ہوئی ہے پڑھنی چاہئے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دینا چاہئے اور یہ تمام افعال امام اور مقتدیوں کو سب کو کرنا چاہئے۔ مقتدی بھی امام کے ساتھ ساتھ جو امام پڑھتا ہے پڑھتا رہے البتہ جس کو دعاء ماثورہ یاد نہ ہو وہ اس کی جگہ اللھم اغفر لنا ولوالدینا وللمؤمنین والمؤمنات پڑھے فقط

فاجرہ کی نماز جنازہ پڑھنی درست ہے

سوال (۲۹۴۱) ایک عورت محض نام کی مسلمان ایک اہل ہنود کی بیوی بنکر رہی اور کئی سال تک اس سے ہمبستر رہی اور شراب و کباب

لے ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص۱۶ / ج۲ ۱۲ ظفیر۔ ۲ے: صلاۃ الجنازۃ اربع تکبیرات الخ فیکبر للافتتاح ویقول سبحانک اللھم الخ ثم یکبر اخری ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یکبر اخری ویدعو للمیت ولجمیع المسلمین الخ ولیس بعد التکبیرۃ الرابعۃ قبل السلام دعاء الخ والامام والقوم فیہ سواء (عالمگیری مصری باب حادی عشر ص۱۵۴ / ج۱) ظفیر

سے فان لا یحسن یاتی بای دعاء شاء ثم یکبر رابعۃ (ایضا) ثم افادان من لم یحسن الدعاء بالماثور یقول اللھم اغفر لنا ولوالدینا ولہ وللمؤمنین والمؤمنات (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص۱۶ / ج۱) ظفیر۔

(کفر و شرک میں جیسا کہ اہل ہنود کے یہاں رسم ہے مبتلا رہی۔ اسی عرصہ میں اس کا انتقال ہو گیا کسی مسلمان نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ ایک میاں جی جو کہ قاضی بھی کہلاتا ہے طمع نفسانیت سے اس کی نماز جنازہ پڑھادی ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب: - زناکاری کافرِ مسلمان سے گناہ کبیرہ ہے اسی طرح شراب خواری حرام قطعی ہے مرتکب ان افعال کا فاسق ہے کافر نہیں ہے اور اگر عبادت کرنا اور پوجا بتوں کی اور پرستش غیر اللہ کی اس کی ثابت ہو جاوے تو پھر اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنی تھی[1]۔ یہ اس میاں جی سے غلطی ہوئی اور خطا ہوئی توبہ کرے لیکن وہ کافر نہیں ہوا۔ لہٰذا نکاح اس کا فسخ نہیں ہوا اور اگر پوجا بتوں کا اس عورت مسلمہ کا ثابت نہیں ہے محض قیاس اور گمان سے ایسا کہا گیا ہے تو پھر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی ہی چاہئے تھی۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث۔ یعنی ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی نماز پڑھو[2]۔ فقط۔

دوبارہ نماز جنازہ گناہ ہے یا نہیں

سوال (۲۹۰۶) ایک بستی میں مسلمان متوفی کا جنازہ پڑھا گیا۔ جب دوسری بستی میں اس کو لیجاویں جس جگہ اس کی سکونت تھی اس جگہ کے مسلمان بطور ہمدردی اگر دوبارہ نماز جنازہ پڑھیں جو کہ نا مشروع ہے تو دوبارہ جنازہ پڑھنے والوں پر گناہ لازم آتا ہے یا نہیں۔ اگر گناہ ہوتا ہے تو صغیرہ یا کبیرہ یا مستحق ثواب ہوتے ہیں۔

جنازہ کے ساتھ نعت پڑھنا بدعت ہے

سوال (۲۹۰۷) مسلمان کے جنازہ کے ساتھ نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب: - (۱) جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھنی غیر مشروع اور ناجائز ہے اور ظاہر ہے کہ فعل غیر مشروع اور حرام کا مرتکب گناہگار ہوتا ہے نہ مستحق ثواب کا اور فعل حرام گناہ کبیرہ ہے

---

[1] وشرطها اسلام الميت وطهارته الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۱ ج ۱) ظفیر۔
[2] وهی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة بغاة وقطاع الطريق الخ (ایضاً ص ۸۱۴ ج ۱) ظفیر۔

ولا یصلی علی میت الا مرۃ واحدۃ والتنفل بصلوٰۃ الجنازۃ غیر مشروع الخ [1]

(۲) جنازہ کے ساتھ اشعار نعت وغیرہ پڑھنا غیر مشروع اور بدعت ہے ترک کرنا اس کا لازم ہے [2]۔ فقط۔

بچہ کے جنازہ میں جب یہ معلوم نہ ہو کہ لڑکا ہے یا لڑکی تو کیا کرے

سوال (۲۹۴۴) بچہ کی نماز جنازہ میں جب مسبوق کو یہ معلوم نہ ہو کہ میت لڑکا ہے یا لڑکی تو اس کے لئے کیا دعا پڑھے۔

الجواب:- اللھم اجعلہ لنا فرطا بضمیر مذکر پڑھ دیوے کیونکہ مؤنث کی طرف بھی بتاویل شخص راجع ہو سکتی ہے اور بضمیر مؤنث پڑھنا بھی درست ہے بتاویل نفس [3] فقط

اگر کفن کوئی ہندو دیدے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۹۴۵) ایک مسلمان فوت ہوا اسکے کفن کی قیمت اس کے ایک ہندو دوست نے دیدی تو اس میں کچھ خرابی نہیں ہوئی۔

الجواب:- کچھ خرابی نہیں ہے۔

نماز جنازہ کے لئے قبرستان میں گھر بنانے میں کچھ مضائقہ نہیں

سوال (۲۹۴۶) برائے صلوٰۃ جنازہ قبرستان میں گھر بنانا اور اس میں نماز جنازہ پڑھنا اور وقت دفن میت کے وہاں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں اور اس میں تشبہ ممنوع ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر محض نماز جنازہ پڑھنے کے لئے اور بارش دھوپ وغیرہ میں بیٹھنے کے لئے کوئی مکان قبرستان میں بنایا جاوے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور اس میں کچھ تشبہ ممنوع نہیں ہے لیکن قبرستان میں نماز جنازہ کے جواز کے لئے یہ ضروری ہے کہ

---

[1] عالمگیری مصری باب حادی عشر فی الجنائز فصل خامس ص ۱۵۳/۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] وعلی متبعی الجنازۃ الصمت ویکرہ لھم رفع الصوت بالذکر وقراءۃ القرآن (عالمگیری باب حادی عشر فی الجنائز فصل رابع ص ۱۵۲/۱) ظفیر۔ [3] ولا یستغفر للصبی ولکن یقول اللھم اجعلہ لنا اجرا الخ (ہدایہ باب الجنائز فصل ص ۱۶۳/۱) ظفیر۔

سامنے قبریں نہ ہوں اور بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ دوسری جگہ پڑھیں[۱]۔ فقط

جنازہ کے پیچھے تہلیل وغیرہ درست نہیں

سوال (۲۹۴۶) ذکر خلف الجنازہ مثل تہلیل اور قرارت سورۂ ملک وغیرہ میں مفتی بہا کیا ہے۔

الجواب:- یہ ثابت نہیں اور بہیئت اجتماعیہ بالجہر ایسا کرنا خلاف عمل سلف صالحین ہے لہٰذا اس کو ترک کیا جاوے[۲]۔

نماز جنازہ میں نابالغ کی امامت

سوال (۲۹۴۸) نابالغ کے پیچھے جنازہ کی نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے ولا یصح اقتداء رجل بامرأۃ وخنثی وصبی مطلقا ولو فی جنازۃ ونفل علی الاصح[۳]۔ اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ کے پیچھے نماز جنازہ صحیح نہیں ہے۔

بعد نماز جنازہ دعا

سوال (۲۹۴۹) فی الدعاء بعد صلوٰۃ الجنازہ رفع الیدین وقد وقع الاختلاف بین العلماء فمنہم من قال انہ سنۃ حسنۃ وتارکہ فاسق وفاجر وفیہم من قال انہ مکروہ بینوا توجروا۔

الجواب:- قال فی الشامی فقد صرحوا عن آخرھم بان صلوٰۃ الجنازۃ ھی الدعاء للمیت اذ ھو المقصود[۴] الخ ولم یرو عن السلف الدعاء بعدھا

---

[۱] ولا باس بالصلوٰۃ فیھا (ای فی المقبرۃ) ان کان فیھا موضع اعد للصلاۃ ولیس فیہ قبر ولا نجاسۃ کما فی الخانیۃ ولا قبلۃ الی قبر حلیہ (رد المحتار کتاب الصلاۃ قبیل مطلب فی الصلاۃ فی الارض المغصوبۃ ص ۳۵۲ ج ۱) ظفیر۔ [۲] وکرہ کما کرہ فیھا رفع صوت بذکر او قراءۃ (درمختار) وینبغی لمن تبع الجنازۃ ان یطیل الصمت وفیہ عن الظہیریۃ فان اراد ان یذکر اللہ تعالیٰ فی نفسہ الخ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۵ ج ۱) ظفیر۔ [۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۳۹ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [۴] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۴ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

بهيئة اجتماعية فالاولى الاقتصار عليها ان لم يتحقق علمه وكيف يجوز ان يقال لتارك البدعة انه فاسق فاجر والفاسق من يذنب به الى الفسق۔

نماز جنازہ کتاب دیکھ کر — **سوال (۲۹۵۰)** چند مسلمان نماز جنازہ کتاب دیکھ کر پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس طرح نماز جنازہ نہیں ہوتی، اگر کسی کو دعائیں یاد نہ ہوں محض تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ سلام پھیر دے، کتاب میں دیکھ کر دعا پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ کما فی الشامی واما الشروط التی ترجع الی المصلی فهی شروط بقية الصلوٰة[1] الخ ص۵۸۲ ج۱۔

ہندو بچہ جسے مسلمان نے خریدا، اس کی نماز جنازہ اور دفن کفن درست نہیں — **سوال (۲۹۵۱)** ایک عورت کافرہ نے اپنے چار ماہ کے بچہ کو بعوض مبلغ دس روپے کے ایک مسلمان کے ہاتھ بیچ کیا، چودہ روز بعد بچہ مر گیا۔ مسلمان موصوف نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اس صورت میں نماز پڑھنے پڑھانے والے پر حکم شرعی کیا ہے اور بیع انسان کی ہندوستان میں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں اس بچہ کے جنازہ کی نماز درست نہ تھی جب کہ اس کے والدین کافر تھے۔ البتہ اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک بھی مسلمان ہو جاتا تو اس کے جنازہ کی نماز واجب تھی اور خریدنا اس بچہ کا صحیح نہیں ہوا، یہ فعل اس مسلمان کا بوجہ جہالت کے خلاف شرع کے واقع ہوا، آئندہ ایسا نہ کرے، اور اس فعل سے جو گناہ ہوا اس سے توبہ کرے۔ قال فی الدر المختار۔ کصبی سبی مع احد ابویه لا یصلی علیه[2]۔ الخ

کیا نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں جائز ہیں — **سوال (۲۹۵۲)** پانچ تکبیر نماز جنازہ میں جائز ہیں یا نہ

الجواب:۔ پانچ تکبیر جنازہ میں درست نہیں ہیں کہ وہ منسوخ ہو گئی ہیں، چار پر زیادہ

---

[1] رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی صلاة الجنائز ص۸۰۱ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص۸۳۱ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

تکبیرات نہ کہے اگرچہ امام زیادہ بھی کہے تب بھی اس کا اتباع نہ کرے خاموش کھڑا رہے
درمختار میں ہے ولو کبر امامہ خمسا لم یتبع لانہ منسوخ فیمکث المؤتم حتی یسلم
معہ اذا سلم بہ یفتیٰ۔ فقط۔

بدعتیوں کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے

سوال (۲۹۵۳) مسلمان جہال ایں دیار کہ در رسوم کفار مبتلا اند و عادات و رسوم کفار دارند مگر کلمہ گو ہستند و خود را مسلمان می گویند کافر اند یا نہ؟ و نماز جنازہ شاں ادا کردہ شود یا نہ۔

الجواب:۔ مسلمانان جہال را کہ در رسوم کفار مبتلا اند و عادات و رسوم کفار دارند مگر کلمہ گو ہستند و خود را مسلمان می گویند کافر نباید گفت و نماز جنازہ شاں ادا باید کرد و اصلاح ایشاں باید کرد۔

ایک ہندو اور ایک مسلمان ایک مکان میں جل گئے کس طرح نماز جنازہ ادا کیجائے

سوال (۲۹۵۴) ایک مکان میں دو آدمی رہتے ہوں جن میں ایک ہندو ہو، دوسرا مسلمان، اور بحکم خداوندی اس مکان میں آگ لگ جائے جس سے دونوں آدمی جل جائیں کہ انکا گوشت و پوست باقی نہ رہے اور ان کے وارثان کسی علامت سے شناخت نہ کر سکیں کہ کون سا ہندو ہے اور کونسا مسلمان۔ دونوں کے ورثاء اس پر متفق ہیں کہ اگر شناخت ہو جائے تو دونوں کے ساتھ ان کے اپنے اپنے دین کے مطابق تجہیز و تکفین کی جائے ازروئے شریعت ہم کو شناخت کی کوئی ایسی علامت بتائی جائے کہ کوئی شک باقی نہ رہے۔

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں جب کہ شناخت کی کوئی علامت باقی نہیں رہی ہے تو ان کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ کے متعلق شرعاً یہ حکم ہے کہ ان دونوں کو غسل دیا جائے اگر وہ قابل غسل ہوں اور دونوں کو کفن پہنایا جائے اور نماز جنازہ مسلمان کے جنازہ کی نماز کی نیت سے پڑھی جائے۔ جو ان میں سے مسلمان ہے اس کی نماز جنازہ ہو جائے گی

الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز جلد اول ص ۸۱۳۔ ۱۲ ظفیر۔

کا ذکر نہ ہوگی ھکذا فصلہ وحققہ فی الشامی. کتاب الجنائز. اقول بتوفیق اللہ
قال فی الدر المختار. اختلط موتانا بکفار ولا علامۃ اعتبر الاکثر فان
استووا غسلوا واختلف فی الصلوٰۃ علیھم الخ قال الشامی بعد ذکر التفصیل
عن شرح مختصر الطحاوی للاسبیجابی فی قولہ اعتبر الاکثر لکن یغسلون
ویکفنون الخ ثم قال قولہ واختلف فی الصلوٰۃ علیھم فقیل لا یصلی علیھم
(الی ان قال) وقیل یصلی علیھم وینقصد المسلمین الخ[1] -

شرابی زانی کو شرکت جنازہ سے روکا نہ جائے

سوال (۲۹۵۵) ایک شخص شارب الخمر وآکل مال سرقہ وزانی وتارک صلوٰۃ ومانع زکوٰۃ از شمولیت جنازہ مسلمان منع کیا جائے یا نہیں. اور مواکلت ومشاربت کی جاوے یا نہیں. ایک مولوی نے ایسے شخص کو جنازہ سے نکال کر جنازہ پڑھا اور وہ مولوی جنازہ کو دعا کہتا ہے. لیکن دوسرا مولوی جنازہ کو عبادت کہہ کر فتوی دیتا ہے کہ اس شخص کو جنازہ اور دوسری عبادات سے نہیں روکنا چاہئے آیا صلوٰۃ جنازہ دعا ہے یا عبادت اور اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے۔

الجواب:- صلوٰۃ جنازہ نماز بھی ہے اور دعا بھی ہے اور عبادت ہونا اس کا ظاہر ہے کیونکہ صلوٰۃ جنازہ فرض کفایہ ہے، پس جو امر فرض ہے وہ عبادت کیسے نہ ہوگا عبادت ہونا اس کا اظہر من الشمس ہے اور فرض سے روکنا کسی مسلمان کو اگرچہ وہ فاسق اور مرتکب کبائر مثل سرقہ وزنا وشرب خمر وغیرہ کا ہو جائز نہیں ہے لہذا اسکو شرکت نماز جنازہ اور دیگر عبادات سے منع کرنا جائز نہیں ہے[2]۔ اور اگر وہ مرجاوے تو اس کے

---

[1] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۰۵/۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] فعلی المسلمین تکفینہ الخ والصلاۃ علیہ صفتھا فرض کفایۃ بالاجماع فیکفر منکرھا لانہ انکر الاجماع (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی صلاۃ الجنازۃ ص ۸۱۱/۱ ظفیر۔

جنازہ کی نماز بھی مسلمانوں کو پڑھنی چاہئے۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر و فاجر۔ الحدیث۔ فقط۔

چارپائی پر رکھے ہوئے جنازہ کی نماز درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۵۶) جنازہ خواندن بر بینکہ موضوع است بر چہارپائی جائز است یا نہ۔

الجواب:۔ از جائے دیگر۔ جائز است بلکہ اولیٰ۔ نیز چناں است قیاساً علی حالتہ الحمل فی الدر المختار۔ وان کان کبیراً حمل علی الجنازۃ انتہی۔ شیخ ابن الہمام تصریح کردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ معاویہ مزنی کہ بر سریر بود خواندہ اند و ہم شیخ ممدوح در حاشیہ ہدایہ فی فصل الصلوٰۃ علی المیت می آورد واما صلوٰۃ علیہ السلام علی النجاشی فلانہ رفع سریرلہ حتی راٰہ علیہ السلام بحضرتہ فیکون صلوٰۃ من خلفہ علی میت یراہ الامام وبحضرتہ دون المامومین وھذا غیر مانع من الاقتداء انتہی[2]۔ وفی حواشی الکنز ثم المراد بالمکان الذی اشترطت طہارتہ اما الجنازۃ او الارض ان لم یکن جنازۃ فطہارۃ الارض تشترط اذا وضع المیت بدون الجنازۃ اما بالجنازۃ فعدم اشتراط طہارۃ الارض[3] متفق علیہ۔ انتہی۔ وجنازہ سریر میت را گویند۔ ودر انوارع بارک اللہ می آرد۔ اُپر زمین دے منجار کھن شرط جنازہ آئی + منجی تہیں بنہ تے رکھن شرط نہیں سمائے۔ انتہی۔ در ترمذی شریف در باب ما جاء این یقوم الامام من الرجل والمرأۃ می آرد حدثنا عبد اللہ بن منیر عن سعید بن عامر عن ھمام عن ابی غالب قال صلیت مع انس بن مالک علی جنازۃ رجل

---

[1] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی صلاۃ الجنازہ ص ۸۱۵/۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] فتح القدیر مصری ص ۴۵۶/۱ ۱۲ ظفیر الدین المفتاحی۔

فقال حیال رأسہ ثم جاؤا بجنازۃ امرأۃ من قریش فقالوا یا ابا حمزۃ صل علیہا فقام حیال وسط السریر فقال لہ العلاء بن زیاد ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام علی الجنازۃ مقامك منہا ومن الرجل مقامك منہ قال نعم فلما فرغ قال احفظوا[1] - وکسانیکہ حکم وفتوی میدہند کہ میت را از سریر پائیں نمودہ برزمین نہادہ جنازہ خواندہ شود شاید ایں مغالطہ از عبارات بعض اسفہامِ قوم است کہ عبارات مبہمہ وموہمہ آوردہ اند چنانکہ وضعہ ای علی الارض او علی الایدی قریبًا منہ بالا علی محمول علی دابۃ اوغیرہا لاختلاف المکان بالمیت کالامام حالانکہ مراد از وضع علی الارض اعم است ازینکہ حقیقۃ باشد یا حکمًا ومراد از محمول بر غیر دابہ آنست میت محمول باشد بر چیزے جاندار کہ اورا ہنوز برزمین نہ نہادہ باشند چنانکہ میت بر دابہ باشد کہ اورا گاوان یا خران یا اسپان می کشند یا بر اکتاف مرداں باشد کہ اورا برزمین نہ نہادہ اند ومیت را کہ مثل امام می گویند مثل بودن آں در بعض وجوہ مراد است نہ من کل الوجوہ وگرنہ مرداں نماز جنازہ زنان و کودکان جائز نہ بودی چراکہ امامت زن وکودک جہت مرداں ہرگز درست نیست فی الکبیری۔ ھو کالامام من بعض الوجوہ انتہی۔ قال مفتی السند العلامۃ الہمایونی نور اللہ مضجعہ فی فتاواہ المراد بوضع المیت علی الارض اعم من ان یکون حقیقۃً اوحکمًا اما الوضع الحقیقی فکما اذا کان نفس المیت موضوعًا علی الارض واما وضع الحکمی فکما اذا کان سریر المیت موضوعًا علی الارض دون ان السریر مع المیت ودن ان الکوز مع الماء ووزان الصندوق مع المتاع دون ان الحقۃ مع السدارۃ فاذا وضع الکوز اوالصندوق علی شئ فالوضع وان تعلق حقیقۃ بالکوز والصندوق لکنہ تعلق بالماء والمتاع ایضًا حکمًا

[1] دیکھئے ترمذی، باب ما جاء این یقوم الامام ص ۱۲۲/۱، ۱۲ ظفیر مدنی۔

ولذا تری العلماء ینسبون السرعة والوضع عن الاعناق علی المیت وان تعلق حقیقة بالسریر قال العلامة العینی فی شرح الکنز فی فصل الصلوٰة علی المیت ویعجل به ای یسرع بالمیت وقت المشی بحیث لا یضطرب علی الجنازة بلا خبب وهو عدو سریع وبلا جلوس قبل وضعه ای قبل وضع المیت عن اعناق الرجال انتهی ۔ در غایة الاوطار ترجمہ در المختار می آرد ۔ پس نہیں درست ہے نماز اوپر مردہ غائب کے بسبب نہ پائی جانے شرط موجودگی کے اور نہ اس پر جو اٹھایا ہوا ہو مثل سواری پر یعنی کسی گاڑی یا جانور یا لوگوں کے مونڈھوں پر بوجہ نہ پائے جانے شرط رکھے جانے کے زمین پر انتہی ۔ پس ازیں روایات فقہیہ و احادیث صحیحہ معلوم شد کہ نماز جنازہ بر میتیکہ موضوع علی السریر باشد بلا کراہت جائز است بلکہ اولیٰ چنان است ہذا ۔ فقط ۔

الجواب صحیح حق ۔ تجوز الصلوٰة علی المیت وهو علی السریر الموضوع علی الارض کما هو معروف ومعمول فی عامة البلاد ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔۔۔۔۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۔ ۲۰ ر رجب ۳۷ھ ۔

مسجد کے چبوترہ پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۵۷) مسجد کے چبوترہ پر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں ۔

بوقت نماز جنازہ ولی کی اجازت درست ہے ...

سوال (۲۹۵۸) جو کہ وقت نماز جنازہ کے مالک سے اجازت لی جاتی ہے درست ہے یا نہ ۔

الجواب :۔ (۱) مسجد کے فرش پر نماز جنازہ مکروہ ہے ، مسجد سے بالکل خارج ہونی چاہئے ۔

(۲) ان لوگوں کو جو ولی کی موجودگی میں امامت کا حق نہیں رکھتے ان کو ولی سے اجازت لینی چاہئے

عیدین کی نماز پڑھنے والا بے نمازی اس کی جنازہ پڑھے

سوال (۲۹۵۹) بے نمازی کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں ؟ عیدین کی نماز پڑھنے والا نمازی ہے یا بے نمازی ؟

نماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو بعد میں کتنے دنوں تک نماز پڑھی جا سکتی ہے

سوال (۲۹۶۰) اگر کسی کی نماز جنازہ نہ پڑھی ہو تو بعد دفن کے کے روز تک پڑھ سکتے ہیں۔

الجواب :- (۱) بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے۔ غرض ہر ایک ایسے گنہ گار مسلمان کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اگرچہ وہ زانی و شرابی و بے نمازی فاسق ہو[1]۔ صرف عیدین کی نماز پڑھنے والا اور پنجوقتی نماز نہ پڑھنے والا بے نمازی ہے۔

(۲) تین دن تک نماز پڑھنے کا حکم ہے[2]۔ فقط۔

نماز کے وقت جنازہ آجائے تو کیا کرے

سوال (۲۹۶۱) ظہر کے وقت یا کسی دوسرے وقت اگر جنازہ آوے تو پہلے فرض اور سنت پڑھ کر پھر نماز جنازہ پڑھے یا فرضوں کے بعد اور سنت سے پہلے یا کیا کرنا چاہئے۔

الجواب :- در مختار میں اول یہ نقل کیا ہے کہ صلاۃ جنازہ سنتوں سے مقدم کرے اور شامی میں ہے کہ سنت ظہر اور عشاء اور جمعہ سے پہلے پڑھے۔ پھر در مختار میں لکھا ہے لکن فی البحر عن الحلبی الفتوی علی تاخیر الجنازۃ عن السنۃ[3] - الخ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ فتوی اس پر ہے کہ نماز جنازہ کو سنت کے بعد ادا کرے۔ اس پر پھر کچھ شبہ کیا ہے غرض یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہے جیسی ضرورت ہو ویسا کر لیا جاوے کچھ حرج نہیں ہے

---

[1] ھی (صلاۃ الجنازۃ) فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ الخ (در مختار)

[2] ...... ومن دفن ولم یصل علیہ صلی علی قبرہ ما لم یغلب علی الظن انہ تفسخ الخ (غنیۃ المستملی ص ۵۴۶) وقیل یقدر بثلاثۃ ایام وقیل عشرۃ وقیل شہر ط عن الحموی (رد المحتار باب الجنائز) ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

جس بچہ کے متعلق معلوم نہ ہو سکا کہ مردہ ہے یا زندہ اسکی نماز جنازہ

سوال (۲۹۲۱) ایک بچہ پورے ایام کا پیدا ہوا نہ معلوم وہ زندہ پیدا ہوا یا مردہ اس کی نماز جنازہ ہوگی یا نہیں

مردہ بچہ کی نماز جنازہ نہیں ہے

سوال (۲۹۲۲) ایک عورت حاملہ کو پورے ایام ہونے پر دردِ زہ ہو کر بچہ پیدا ہوا نہ معلوم وہ زندہ یا مردہ پیدا ہوا۔ اندازاً صرف چار پانچ ماہ کا حمل رہا ہوگا۔ ناک، کان ایک ہاتھ پیر ناخن وغیرہ وغیرہ کل جسم انسان تھا۔ آنکھیں بند تھیں اسکو بھنگن سے پھکوا دیا گیا۔ ایسے بچہ کی نماز اور کفن شرعی ہوتا اور باقاعدہ قبر میں دفن ہونا یا کیا۔

الجواب: (۱) اگر کوئی علامت زندہ پیدا ہونے کی معلوم ہوتی تو نماز پڑھی جاوے ورنہ نہیں۔

(۲) اگر ایسا بچہ مردہ پیدا ہوا تو نماز اس کی نہ پڑھی جاوے، لیکن کفن و دفن کرنا چاہئے پھنکوانا نہ چاہئے۔[۲]

ہیجڑے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

سوال (۲۹۶۴) ہیجڑے کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں۔ اور اگر پڑھی جائے تو کیسی پڑھی جائے۔

الجواب: پڑھی جاوے۔ جیسے اور مسلمانوں کی پڑھی جاتی ہے۔[۳] فقط۔

---

[۱] ومن ولد فمات یغسل ویصلی علیہ الخ ان استهل ای وجد منه ما یدل علی حیاته بعد خروج اکثره الخ والا غسل وسمی الخ وادرج فی خرقة ودفن ولم یصل علیه (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۹/۱ و ص ۸۲۶/۱ و ص ۸۳۱/۱) ظفیر

[۲] ومن ولد فمات یغسل ویصلی علیه ان استهل والا یستهل غسل وسمی وادرج فی خرقة ودفن ولم یصل علیه (الدر المختار علی ہامش رد المختار ص ۸۲۸/۱) ظفیر

[۳] وهی فرض علی کل مسلم مات خلا بغاة وقطاع طریق الخ (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۴/۱) ظفیر۔

نماز جنازہ میں تکرار مشروع نہیں

سوال (۲۹۶۵) حضرت صلعم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر ستر یا کئی بار نماز جنازہ پڑھی یا دعاء کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابہؓ نے ستر یا کئی بار نماز یا دعاء کی۔ امام اعظمؒ پر بعد غسل قاضی بن ادنے دعاء رحمت کی اور جنازہ پر چھ بار قبل دفن اور بعد دفن بیس روز تک نماز پر نماز پڑھی۔ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے جنازہ پر پچپن دفعہ نماز جنازہ کی ہوئی مرقومہ بالا باتیں صحیح ہیں یا نہیں۔ مرقومہ بالا جائز موقعہ میں پہلی نماز تو فرض کفایہ ہے اور باقی نمازیں مستحب ہیں یا کیا۔ اگر مستحب ہیں تو فرض نماز کے بعد مستحب دعاؤں کے لئے اجتماع واہتمام اور دعاء پر دعاء کرنا مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں یا کیا۔ کیا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فعل صحابہؓ بھی معمول ہو یا اتفاقی کبھی بدعت سیئہ ہوتا ہے۔

الجواب:۔ عند الحنفیہ تکرار صلوٰۃ جنازہ مشروع نہیں ہے۔ درمختار میں ہے ولا ای وان صلی من لہ حق التقدم کقاض او نائبہ او امام الحی او من لیس لہ حق التقدم وتابعہ الولی لا یعید الخ وان صلی ھو ای الولی بحق بأن لم یحضر من یقدم علیہ لا یصلی غیرہ بعدہ[1] الخ۔ درمختار۔ وفیہ قبیلہ ولذا قلنا لیس لمن صلی علیہا ان یعید مع الولی لان تکرارہا غیر مشروع الخ وفی الدرالمختار وان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ[2] الخ وفی الہامش للمصنف ان تاویل صلوٰۃ الصحابۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ابا بکر رضی اللہ عنہ کان مشغولا بتسویۃ الامور وتسکین الفتنۃ فکانوا یصلون علیہ قبل حضورہ وکان الحق لہ فلما فرغ صلی علیہ ثم لم یصل احد بعدہ[3]۔

اس عبارت سے تاویل نماز صحابہؓ تو معلوم ہوگئی باقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۲۶/ ج۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۶/ ج۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۵/ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

چند بار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر اگر ثابت ہو تو وہ خصوصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے دوسروں کے لئے یہ مشروع نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ان صلوٰتک سکن لھم اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر یا حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے جنازہ پر اگر بالفرض نماز کا تکرار ہوا ہو تو یہ فعل تکرار کرنے والوں کا حجت نہیں ہے۔ حنفیہ پر اس سے الزام نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن مفتی دارالعلوم دیوبند۔

الجواب:۔ (۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تکرار صلوٰۃ آپ کی خصوصیت ہے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر نماز مکرر ہوئی ہی نہیں، ایک ہی نماز ان پر ہوئی ہے۔ چنانچہ شہداء پر لیکن جنازہ سید الشہداء کا وہاں رکھا رہا۔ اس شمول کو راوی نے ستر نماز سے تعبیر کیا ہے اور نماز سے مراد تکبیر لی ہے۔ باقی سوال میں کوئی روایت حدیثی یا مذہبی نہیں جس کا جواب دیا جاوے۔ فقط احقر انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ۔

مسلمان ہوگیا مگر اپنے کو ظاہر نہ کیا وہ مسلمان ہے یا نہیں

سوال (۲۹۶۶) ایک شخص قوم ہنود خفیہ طور پر مسلمان ہے۔ نماز وغیرہ احکام شرع ادا کرتا ہے لیکن ظاہر حال میں وہ ہندو ہے اور اپنے والدین اہل ہنود کے گھر میں رہتا ہے اور کھاتا پیتا ہے لیکن بوجہ شادی یا تقسیم جائداد یا کسی اور وجہ سے وہ ظاہرا مسلمان نہیں ہوا، کیا وہ مسلمان کہلائے جانے کا مستحق ہے اور اس کا جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جب کہ اس نے کلمہ توحید پڑھ لیا اور احکام اسلام کو قبول کر لیا مسلمان ہوگیا۔ عند اللہ وہ مسلمان ہے۔ اس کو مسلمان سمجھنا چاہئے[1]۔ فقط (اور نماز اس کی پڑھنی چاہئے[2])

---

[1] والایمان ھو الاقرار ای بلسانہ بالتحقیق والتصدیق ای بالجنان (شرح فقہ اکبر ص ۱۰۳) ظفیر۔ [2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا علی کل بر وفاجر (شرح فقہ اکبر ص ۹۱) ظفیر۔

جو بچہ زندہ پیدا ہوا اس کی نماز جنازہ اور کفن ضروری ہے

سوال (۲۹۶۷) ایک عورت کو صرف چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا، یہ بچہ بوقت پیدائش زندہ تھا۔ پیدائش کے بعد بچہ حرکت کرنے اور دو ایک مرتبہ رونے کی آواز کرنے کے بعد صرف چند منٹ زندہ رہ کر مر گیا۔ بچہ کے والدین نے اس کو چمارن سے ایک برتن میں رکھ کر بلا کفن و غسل کے دفن کرا دیا۔ آیا ایسے بچہ کو غسل و کفن دینا اور نماز جنازہ کی پڑھ کر دفن کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اور اس کے والدین کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس بچہ کو غسل و کفن دینا اور اس پر نماز پڑھنا ضروری تھا[۱]۔ اسکے والدین سے یہ غلطی ہوئی۔ اب اس کا کفارہ توبہ کرنا اور استغفار کرنا ہے۔ فقط۔

دوپہر کے وقت جب جنازہ ہو تو پہلے ظہر کی نماز پڑھی جائے یا جنازہ کی

سوال (۲۹۶۸) یہاں ایک اعلیٰ عہدہ دار کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا، نماز جنازہ وغیرہ کی شرکت کے لئے نو بجے کا وقت مشتہر کیا گیا تھا چنانچہ وقت معینہ پر لوگ آ گئے۔ لیکن یہاں پر خلاف امید کئی گھنٹے کی دیر لگ گئی بہت سے آدمی کھانا کھا کر نہیں گئے تھے وہ دل ہی دل میں گھبرا رہے تھے۔ گیارہ بجے کے بعد جنازہ اٹھا اور بارہ بجے قبرستان میں پہونچ گیا قبر بالکل تیار تھی۔ اکثر لوگوں نے چاہا کہ اول نماز جنازہ پڑھ لی جاوے مگر زید نے اصرار کیا کہ اول ظہر کی نماز پڑھی جائے اس کے بعد نماز جنازہ۔ آیا ایسی حالت میں جب کہ بارہ بجے ہوں اور لوگ بھی گھنٹوں سے رکے ہوئے ہوں اور قبر بھی تیار ہو تو اول نماز جنازہ پڑھنا بہتر ہے یا نماز ظہر۔

الجواب:۔ اس میں دونوں قول ہیں۔ تقدیم فرض وقت جنازہ کی نماز پر اور تقدیم نماز جنازہ فرض وقت پر۔ چنانچہ درمختار میں ہے لکن فی البحر قبیل الاذان عن الحلبی الفتوی علی تاخیر الجنازۃ عن السنۃ واقرہ المصنف کانہ الحاقًا لہا

---

[۱] ومن استهل بعد الولادة سمى وغسل وصلى عليه (هدايه باب الجنائز فصل فى الصلوة على الميت ص ۱۶۳ ج ۱) ظفير

بالصلوٰۃ لکن فی آخر احکام دین الاشباہ وینبغی تقدیم الجنازۃ والکسوف حتی علی الفرض ما لم یضق وقتہ[1] الخ اور اسی طرح دونوں قول شامی میں مذکور ہیں پس جب کہ اس بارہ میں دونوں طرح کے اقوال ہیں یعنی بعض فقہاء نماز جنازہ کی تقدیم کا حکم کرتے ہیں اور بعض فرض وقت اور سنن مؤکدہ کی تقدیم کا حکم کرتے ہیں تو جیسا موقع اور جیسی ضرورت ہو ویسا کیا جا سکتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں بہتر یہ تھا کہ نماز جنازہ پہلے ادا کی جاتی کیونکہ ظہر کی نماز کا وقت بہت باقی تھا اور جنازہ میں تاخیر زیادہ ہو چکی تھی۔ فقط

شیعہ کی نماز جنازہ

سوال (۲۹۶۹) شیعہ کے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا کیا، اور ان سے میل جول کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ شیعہ کا وہ فرقہ جو سب شیخین نہ کرے اور اصحاب کو برا نہ کہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے افک کا قائل نہ ہو اور کوئی عقیدۂ کفریہ نہ رکھتا ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جاوے اور اگر اہل سنت وجماعت بھی ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں یا پڑھاویں تو کچھ حرج نہیں ہے اور کوئی تعزیر اس پر نہیں اور میل جول ان سے منع نہیں۔

چند جنازے مردوں عورتوں اور بچوں کے جمع ہوں تو کیسے نماز جنازہ پڑھی جاوے

سوال (۲۹۷۰) چند جنازے مردوں، عورتوں اور لڑکے لڑکیوں کے ایک ہی جگہ جمع ہوں تو ان سب کی نماز کس طرح پڑھی جاوے۔

الجواب:۔ بہتر یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ پڑھے اور اگر سب کی نماز اکٹھی پڑھی یہ بھی درست ہے۔ اگر بالغین اور نابالغین دونوں قسم کے جنازے ہوں تو دونوں کی دعا پڑھے[2]۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلاۃ علی کل واحدۃ اولی من الجمع وان جمع جاز الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۱ ج ۱ ظفیر۔

سوال (۲۹۷۰) امانۃً میت قبر میں چاہے جتنی مدت کے لئے ہو، رکھنا طریقہ مسنون ہے یا نہیں۔

شیعی اور شافعی کی اقتداء جنازہ میں جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۹۷۱) حنفی مقتدی کو نماز جنازہ میں اقتداء شافعی یا شیعہ امام کی درست ہے یا کیا۔

الجواب:- (۱) یہ مسنون نہیں اور درست بھی نہیں ہے۔

(۲) شافعی امام کی اقتداء حنفی کو درست ہے اور شیعہ امام کی اقتداء درست نہیں ہے

چوتھے روز قبر پر نماز کیوں جائز نہیں

سوال (۲۹۷۲) تین روز تک قبر مردہ پر نماز پڑھی جاتی ہے چوتھے روز کیوں نہیں پڑھ سکتے۔

الجواب:- چونکہ بعد اس مدت کے غالباً مردہ کا جسم سالم نہیں رہتا ہے اس لئے یہ حکم ہے[1]۔

دو جنازہ ایک بار

سوال (۲۹۷۳) دو جنازہ یکجا پڑھے جاسکتے ہیں یا نہ، جیساکہ مرد و عورت یا عورت بچہ یا بچی یا مرد و نر کا لڑکی۔

الجواب:- بہتر یہ ہے کہ ہر ایک جنازہ کی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھے، اگر اکٹھی پڑھی یہ بھی درست ہے[2]۔

بعد عید قبل خطبہ نماز جنازہ

سوال (۲۹۷۴) بعد ادائے عید قبل از خطبہ صلوٰۃ جنازہ بکراہت جائز ہے یا بلا کراہت یا خلاف اولیٰ ہے۔

الجواب:- درمختار میں ہے کہ عید کی نماز جنازہ کی نماز سے پہلے ہونی چاہئے اور جنازہ کی نماز خطبہ سے پہلے ہونی چاہئے۔ پس مقدم کرنا نماز جنازہ کا خطبہ عیدین پر

[1] صلی علی قبرہ استحساناً ما لم یغلب علی الظن تفسخہ (درمختار) انہ دار الامر بین التفسخ المقتضی عدم الصلوٰۃ وبین عدمہ الموجب لہا الخ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۷ ج ۱ ظفیر)

[2] اذا اجتمعت الجنائز (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

ضروری ہے[۱]۔

نماز جنازہ میں اخیر تکبیر سے پہلے ایک سلام پھیرا، پھر بائیں دوسری پر تکبیر کہی کیا حکم ہے

سوال (۲۹۷۵) نماز جنازہ میں تکبیر اخیر کہے بغیر ایک طرف سلام پھیرا بعد یاد دہانی تکبیر کہی اور پھر سلام پھیرا، تو کیا نماز ہو گئی۔

الجواب: ۔ اس صورت میں نماز ہو گئی[۲]۔ فقط

اجرت پر جو نماز جنازہ پڑھی گئی جائز ہوئی یا نہیں

سوال (۲۹۷۶) صلوٰۃ جنازہ باجرت خوانده شود آیا صلوٰۃ جنازہ ادا شود یا نہ از مصلیان فرض کفایہ ساقط شود یا نہ۔

الجواب: ۔ صلوٰۃ جنازہ ادا شود و فرضیت ساقط شود لیکن اخذ اجرت برآں حرام و معصیت است در حق آخذ و آنچہ معروف است نیز بحکم مشروط شدہ حرام خواہد شد[۳]۔ فقط

(بقیہ از صفحہ گذشتہ) فافراد الصلوٰۃ علی کل واحدۃ اولی من الجمع الخ وان جمع جاز (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجنائز ص۸۲۲ ج۱) ظفیر۔

[۱] وتقدم صلاتہا علی صلاۃ الجنازۃ اذا اجتمعا لانہ واجب عینا والجنازۃ کفایۃ وتقدم صلاۃ الجنازۃ علی سنۃ المغرب وغیرہا والعید علی الکسوف لکن فی البحر قبیل الاذان عن الحلبی الفتویٰ علی تاخیر الجنازۃ عن السنۃ واقرہ المصنف الخ اقول قولہ علی الخطبۃ ای خطبۃ العید وذالک لفرضیتہا وسنیۃ الخطبۃ وکذا یقال فی سنۃ المغرب (رد المحتار باب العیدین ص۷۸۵ ج۱) ظفیر۔ [۲] ورکنہا شیئان التکبیرات الاربع الخ والقیام (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص۸۱۳ ج۱) ظفیر۔ [۳] ولا یجوز اخذ الاجرۃ علی الطاعۃ کالمعصیۃ وفیہ ان اخذ الاجرۃ علی الطاعۃ لا یجوز مطلقا عند المتقدمین لکن المتاخرون علی تعلیم القرآن والاذان والامامۃ للضرورۃ کما بین فی محلہ ومقتضاہ عدم الجواز ہنا ان وجد غیرہ لانہ طاعۃ تعین اولا ولا یختص عدم الجواز بالواجب نعم الاستیجار علی الواجب غیر جائز اتفاقا الخ وعبارۃ الفتح ولا یجوز الاستیجار علی غسل المیت ویجوز علی الحمل والدفن واجازہ بعضہم فی الغسل ایضا (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص۸۴۳ ج۱) ظفیر۔

دھوپ کی شدت کی وجہ سے فرش مسجد پر جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۷۷) رمضان المبارک کے الوداعی جمعہ کو جامع مسجد میں جنازہ آیا، نمازیوں کی بہت زیادہ کثرت تھی۔ نماز جنازہ اگر بیرون مسجد پڑھائی جائے گی تو صفیں سیدھی نہ ہوں گی بوجہ قبروں اور درختوں کے اور نہ نمازی آسکیں گے۔ اور دھوپ تکلیف دہ تھی، اس صورت میں نماز جنازہ فرش مسجد پر پڑھنا جائز ہے یا نہ اور ثواب ہوگا یا نہ۔

اس عذر کے باوجود باہر جنازہ پڑھے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۹۷۸) جو شخص باوجود عذرات مذکورہ کے جنازہ کو مسجد سے باہر کرکے نماز جنازہ پڑھتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

بلا عذر مسجد میں نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۷۹) اگر کوئی عذر نہ ہو بلکہ اتفاقیہ نماز جنازہ مسجد میں پڑھ لی جائے تو نماز جنازہ ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) صحیح یہ ہے کہ نماز جنازہ فرش مسجد پر بصورت مذکورہ مکروہ ہے، اور حدیث شریف میں ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے سے ثواب حاصل نہیں ہوتا[1]۔

(۲) ایسا ہی حکم شریعت ہے کہ جنازہ کو مسجد سے باہر لیجا کر نماز ادا کرنی چاہئے اور عذاب مذکورہ سے کوئی عذر سبب جواز نماز جنازہ در مسجد نہیں ہوسکتا حنفیہ کا صحیح مذہب یہی ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں ہر حال مکروہ ہے[2]۔

(۳) نماز جنازہ ادا ہو جاوے گی اور فرض کفایہ ساقط ہو جاوے گا۔ لیکن ثواب

---

[1] و [2] وکرھت تحریما وقیل تنزیھا فی مسجد جماعۃ ھو ای المیت فیہ وحدہ اومع القوم واختلف فی الخارجۃ عن المسجد وحدہ اومع بعض القوم والمختار الکراھۃ مطلقا الخ وھو الموافق لاطلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاۃ لہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۷ ج ۱) ظفیر۔

حاصل نہ ہوگا[1]۔ فقط۔

(۴) درمختار میں ہے و تقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ و علی سنۃ المغرب وغیرہ الخ قولہ وغیرہ کسنۃ الظہر والجمعۃ والعشاء الخ شامی[2]۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے فرضوں کے بعد پہلے صلوٰۃ جنازہ ادا کرکے پھر سنتیں پڑھیں۔ فقط۔

جہاں پر چہار طرف قبریں ہوں نماز جنازہ یا نماز فرض پڑھنا مکروہ ہے

سوال (۲۹۸۰) آگے پیچھے چاروں طرف قبور ہوں وہاں فرض یا نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں

الجواب:۔ ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے[3]۔ فقط۔

ہیجڑوں کی نماز جنازہ اور مسلمان قبرستان میں ان کی تدفین درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۸۱) قوم ہیجڑا جو لواطت وغیرہ کی کمائی کھاتے ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا اور ان کی کمائی سے خیرات لینا کیسا ہے۔

الجواب:۔ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک نیک وبد کی جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اور فقہاء نے بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ سوائے بغاۃ وغیرہم کے جن کو فقہاء نے مستثنیٰ فرمایا ہے ہر ایک مسلمان کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے[4]

---

[1] من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاۃ لہ (درمختار) و روایۃ احمد و ابی داؤد فلا شئی لہ و ابن ماجہ فلیس لہ شئی و روی فلا اجر لہ و قال ابن عبد البر ھی خطأ فاحش والصحیح فلا شئی لہ الخ و لیس الحدیث نہیاً غیر مصروف و لا مقروناً بوعید لان سلب الاجر لا یستلزم ثبوت استحقاق العقاب الخ لانہ علم قطعاً انما صحیحۃ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۸ ج ۱) ظفیر۔ [2] رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] و کذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ و فی طریق و مزبلۃ و مجزرۃ و مقبرۃ و مغتسل و حمام الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۵۲ ج ۱) ظفیر۔ [4] و ھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ و قطاع طریق الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۴ ج ۱) ظفیر۔

اگرچہ وہ فاسق وبدکار ہو، پس قوم ہیجڑا مذکور چونکہ مسلمانوں کی اقوام میں سے ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیئے اگرچہ افعال شنیعہ کے ارتکاب کی وجہ سے وہ فاسق ہیں اور نماز پڑھکر ان کو مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیئے اور ماسوا اس کے ان کی مجالس میں شریک ہونا اور دعوت کھانا وغیرہ درست نہیں ہے صرف ان کی تجہیز وتکفین چونکہ حق اسلام ہے کردینی چاہیئے۔ ویسے ان سے علیحدگی چاہیئے۔ فقط۔ (اور مسلمان قبرستان میں دفن درست ہے)

جس بچہ کا مرد یا عورت ہونا کسی وجہ سے معلوم نہ ہو تو اسکے لئے کیا دعا پڑھی جائے

سوال (۲۹۸۲) ایک عورت کے جنگل میں بچہ پیدا ہوا اور ماں کی بیہوشی میں جانور بچہ کا دھڑ کھا گیا تو نماز میں لڑکے کی دعاء پڑھیں یا لڑکی کی۔

الجواب:۔ لڑکے کی دعاء پڑھنی چاہیئے۔ اور اگر لڑکی کی دعاء بھی پڑھ دے[1] تو بھی جائز ہو جائے گی۔

نماز جنازہ ہو جانے کے بعد اگر کچھ آجائیں تو پھر وہ نہیں پڑھ سکتے

سوال (۲۹۸۳) جو شخص نماز جنازہ پڑھ چکا ہو بعد میں دس پانچ آدمی ناواقف آجائیں تو ان کو پھر نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے یا نہ۔

الجواب:۔ پھر نہیں پڑھا سکتا کیونکہ جنازہ کی نماز مکرر نہیں ہوتی[2]۔ فقط۔

نماز جنازہ نہ جاننے والے جنازہ میں شریک ہوں یا نہیں

سوال (۲۹۸۴) جو لوگ جنازہ کی نماز

---

[1] ولا یستغفر للصبی ولکن یقول اللهم اجعله لنا فرطا واجعله لنا اجرا وذخرا الخ ہدایہ باب الجنائز فصل فی الصلوٰۃ ص ۱۶۳ ج ۱) اس لئے کہ مذکر کی ضمیر میت کی طرف لوٹے گی اور مؤنث کی بتاویل نفس، نفس کی طرف ۱۲ ظفیر

[2] ولذا قلنا لیس لمن صلی علیها ان یعید مع الولی لان تکرارها (ای صلاۃ الجنازۃ) غیر مشروع (درمختار) وان صلی الولی لا یجوز لاحد ان یصلی بعده الخ حتی لا یجوز الاعادۃ لا للسلطان ولا لغیرہ (ردالمحتار باب الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱) ظفیر

نہیں جانتے وہ لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوں یا نہیں، شریک ہوں تو کیا پڑھیں۔

الجواب: - جو لوگ ترکیب نماز جنازہ کی نہیں جانتے وہ بھی شریک نماز ہو جاویں اللہ اکبر امام کے ساتھ کہتے رہیں اور دعاء ماثور اگر یاد نہ ہو تو اللّٰھم اغفرلنا ولوالدینا وللمؤمنین والمومنات دعاء ماثور کی جگہ پڑھ لینا بھی درست ہے[1]۔

جنازہ میں تاخیر بہتر نہیں

سوال (۲۹۸۵) جنازہ تیار کرنے میں عمداً دیر کرنا کیسا ہے

الجواب: - درمختار میں ہے واذامات تشد لحیاہ وتغمض عیناہ الی ان قال ویسرع فی جھازہ وفی حدیث ابی داؤد رحمہ اللہ فاذامات فاٰذنونی حتی اصلی علیہ وعجلوابہ۔ الحدیث[2]۔ پس معلوم ہوا کہ میت کی تجہیز و تکفین میں دیر کرنا نہ چاہیئے، تعجیل مستحب ہے۔ فقط۔

خودکشی کرنے والوں کی نماز جنازہ

سوال (۲۹۸۶) جو شخص خودکشی کرے اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: - درمختار میں ہے من قتل نفسہ ولو عمدا یغسل ویصلی علیہ[3] (ترجمہ) جس نے اپنے آپ کو مار ڈالا اگرچہ عمداً ایسا کیا ہو اس کو غسل دیا جاوے اور نماز اس کی پڑھی جاوے۔ فقط۔

پہلے ظہر کی نماز پڑھی جائے یا جنازہ کی

سوال (۲۹۸۷) بعد زوال کے پہلے ظہر کی نماز پڑھنی چاہیئے یا جنازہ کی اور بالخصوص ولی کے لئے۔ اور اولیٰ کیا ہے۔

الجواب: - پہلے ظہر کی نماز مع سنت کے پڑھ لیں اس کے بعد جنازہ کی نماز پڑھیں ولی اور غیر ولی سب کے لئے حکم برابر ہے لیکن اگر کسی ضرورت سے جنازہ کی نماز پہلے پڑھ لیجاوے

---

[1] ثم افادان من لم یحسن الدعاء بالماثور یقول اللّٰھم اغفرلنا ولوالدینا ولہ وللمؤمنین والمؤمنات (ردالمحتار باب الجنائز ص ۶۶۱ ج ۱) ۱۲ ظفیر۔ [2] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۷۹۶ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[3] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے ظہر کی نماز پڑھ لیں۔ کذا فی الدر المختار[1] فقط۔

جنازہ کی صف متصل ہونی چاہئے

سوال (۲۹۸۸) مقتدی نماز جنازہ میں ایک دوسرے سے فاصلے کے ساتھ کھڑے ہوں یا مثل صلوٰۃ وقتیہ کے متصل ہو کر کھڑے ہوں۔

الجواب: صف متصل ہونی چاہئے مثل جماعت فرائض وقتیہ کے۔ فقط۔

دو چار جنازہ ایک ساتھ

سوال (۲۹۸۹) دو چار جنازہ کی نماز ایک ساتھ پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ نماز جنازہ میں ایک دو تکبیر فوت ہو جانے سے مقتدی بعد سلام امام کے خالی تکبیر کہے یا دعا بھی پڑھے۔

الجواب: ایک ساتھ دو چار دس بیس جنازوں کی نماز پڑھنا درست ہے اور سب کی نماز ادا ہو جاتی ہے۔ اگرچہ بہتر علیحدہ علیحدہ پڑھنا ہے۔ درمختار میں ہے واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوٰۃ علی کل واحدۃ اولی الخ وان جمع جاز[2] الخ اور جو شخص نماز جنازہ میں بعد میں آکر شامل ہوا وہ بعد فراغ امام صرف تکبیرات کہہ کر سلام پھیر دے، دعا نہ پڑھے۔ اگر جنازہ کے اٹھ جانے کا اندیشہ ہے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ کما فی الدر المختار[3] فقط۔

چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان دعا ہے یا نہیں

سوال (۲۹۹۰) نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان کوئی دعا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض کتب احناف میں جائز لکھا ہے اور بعض میں ناجائز۔

الجواب: ظاہر مذہب حنفیہ یہ ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد کوئی دعا نہیں ہے لہٰذا ترک ہی احوط ہے۔ اگرچہ جواز کی بھی روایات ہیں۔ درمختار میں ہے ویسلم بلا دعاء الخ وفی الشامی

[1] وتقدم صلاتھا علی صلاۃ الجنازۃ اذا اجتمعا الخ لکن فی البحر قبیل الاذان عن الحلبی الفتوی علی تاخیر الجنازۃ عن السنۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۵ ج ۱) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز جلد اول ص ۸۲۱۔ ۱۲ ظفیر۔

[3] ثم یکبران ما فاتھما بعد الفراغ ان خشیا رفع المیت علی الاعناق (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجنائز ص ۸۲۰ ج ۱) ظفیر۔

قوله بلا دعاء هو ظاهر المذهب[1]. فقط۔

غروب آفتاب کے وقت نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۹۱) شخصے نماز جنازہ بوقت غروب می خواند آیا شخص مذکور مصیب است؟ نماز جنازہ او صحیح است یا نہ۔ ونماز جنازہ را اعادہ کردن لازم است یا نہ۔

اوقات مکروہہ میں جنازہ آجائے تو اس کا کیا حکم ہے

سوال (۲۹۹۲) اگر جنازہ در وقت مکروہ رسید آیا رسیدن مذکور زیر مفہوم اذا حضرت داخل است یا نہ۔

الجواب:۔ (۱) آں شخص در ادائے نماز جنازہ مصیب است واجر نماز جنازہ ہم اورا حاصل است وحاجت اعادہ نیست بلکہ اعادہ جائز نیست ما مر من الروایات ونقل فی الشامی عن شرح المنية بخلاف ظهورها في وقت مكروه فلا اي تجوز الصلوة عليها في هذه الصورة بلا كراهة[2]۔

(۲) داخل نیست۔ فقط۔

صرف عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں یا نہیں اور مردوں کے ساتھ جماعت میں ملنے کا کیا حکم ہے

سوال (۲۹۹۳) صرف عورتیں جنازہ کی نماز پڑھ سکتی ہیں یا نہیں اور عورتوں کا شریک ہونا مردوں کی جماعت میں درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے کہ تنہا عورتوں کی جماعت جنازہ میں مکروہ نہیں ہے اور نماز جنازہ ادا ہو جاتی ہے بلکہ تنہا ایک عورت بھی نماز جنازہ پڑھ لیوے تو فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ واعلم ان جماعتهن لا تكره في صلوة الجنازة

[1] رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۱۷/۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] دیکھئے رد المحتار کتاب الصلوٰۃ تحت قوله وفي التحفة الافضل ان لا تؤخر الجنازة ص ۳۴۷/۱ ۱۲ ظفیر۔

[3] رد المحتار باب الامامۃ تحت قوله ويكره تحريما جماعة النساء ولو في التراويح في غير صلاة جنازة لانها لم تشرع مكررة ص ۵۲۸/۱ ۱۲ ظفیر۔

شامی[۱]۔ اور حاضر ہونا عورتوں کا مردوں کی جماعت میں مطلقاً مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار ویکرہ حضورھن الجماعۃ[۲] الخ فقط۔

فصل سادس

قبر، دفن اور ان کے متعلقات

ریتلی زمین میں خشت خام سے لحد تیار کرنا کیسا ہے

سوال (۲۹۹۴) ریتلی زمین میں قبر قائم نہیں رہ سکتی فوراً بعد تیار ہونے کے پانی ڈالتے وقت گر جاتی ہے ایسی صورت میں اگر خشت خام سے لحد تیار کی جائے تو یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسی حالت اور صورت میں کچی اینٹ سے لحد قائم کرنا جائز ہے اور اس میں سنت لحد ادا ہو جاوے گی اور کچھ کراہت نہ ہوگی کیونکہ خشت خام کے رکھنے کا اور اس سے لحد کے منہ بند کرنے کا حکم حدیث و فقہ سے ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں خشت خام استعمال کی گئی ہیں، پس اگر ضرورت مذکورہ کی وجہ سے ہر جانب لحد میں خشت خام رکھی جاویں تو یہ بلا شبہ جائز اور مستحب ہے جیسا کہ عبارات کتب فقہ سے ظاہر ہے۔ ویسوی اللبن علیہ الخ درمختار[۱]۔ ای علی اللحد بان یسد من جھۃ القبر ویقام اللبن فیہ الخ حلد شامی[۲]۔ ولا باس باتخاذ تابوت ولو من حجر او حدید لہ عند الحاجۃ کرخاوۃ الارض الخ درمختار: فی رد المختار قولہ ولا باس باتخاذ تابوت الخ ای یرخص ذلک عند الحاجۃ والا کرہ کما قدمناہ ۲ نفا قال فی الحلیۃ نقل غیر واحد عن الامام ابن الفضل انہ جوزہ فی اراضیھم لرخاوتھا وقال

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الامامۃ ص۵۲۹ ج۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] الدر المختار علی ہامش رد المختار۔ باب صلاۃ الجنائز ص۸۳۷ ج۱ ۱۲ ظفیر۔ [۳] رد المختار باب صلاۃ الجنائز ص۸۳۷ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

لکن ینبغی ان یفرش فیہ التراب و تطین الطبقۃ الاعلیٰ مما یلی المیت ویجعل اللبن الخفیف علی یمین المیت و یسارہ لیصیر بمنزلۃ اللحد والمراد بقولہ ینبغی یسن الخ۔[1]

شامی کی اس عبارت کے آخری حصہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حصہ جو سوال میں درج ہے عین مطابق سنت ہے اور کسی قسم کی کراہت کا اس میں شبہ نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقتاً لحد ہی ہے۔ صرف بخوف گر جانے مٹی کے روک اس کی کے لئے پکی اینٹیں ہر طرف قائم کی گئی ہیں جو کہ خلاف سنت نہیں پس اس عمل کے ذریعہ سے عمل بالسنۃ بخوبی حاصل ہو گا.... وھو المطلوب۔ فقط۔

ورثاء میت سے اسٹامپ لکھانا کہ فاتحہ کی اجازت نہ ہوگی اور قبر کی علامت رہے گی کیسا ہے

سوال (۲۹۹۵) ایک قبر کسی مقام پر جو کہ جدید اور چند روز کی ہے جو لوگوں نے ورثاء میت سے بجبر ایک اسٹامپ لکھالیا اور اس شرط پر دفن کی اجازت دی کہ ورثاء کو کسی قسم کی اجازت فاتحہ وغیرہ کی نہ دی جاوے گی اور قبر کا نشان بھی اس طرح سے قصداً مٹا دیا جاوے گا کہ کوئی علامت قبر کی باقی نہ رہے گی تاکہ لوگ اس پر نماز بھی پڑھ سکیں اور لوگوں کی آمد ورفت میں بھی وہ قبر مانع نہ ہو اور نہ نماز میں حارج ہو۔ لہٰذا کسی قبر کی علامت مٹانا بوجہ عذر مذکور اور ورثاء سے بجبر ایسا اسٹامپ لکھوانا ازروئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں؟ اور جدید قبر کی علامت مٹانے والے ازروئے شرع خاطی ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ قبر کو مسنم یعنی بشکل سنام ابل (کوہان اونٹ) کرنا مسنون اور مستحب ہے اور بعض نے اس کو لازم و واجب کہا ہے ویسنم ای ندباً و فی الظہیریۃ وجوباً قدر شبر (ای اکثر شیئاً قلیلاً۔ بدائع۔ شامی۔ قولہ ویسنم ای یجعل ترابہ مرتفعاً علیہ کسنام الجمل بما روی البخاری عن سفیان التمار انہ رای قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

[1] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

مستفاد[1] ۔ شامی ۔ اور یہ بھی در مختار میں ہے وبتخییر المالک بین اخراجہ ومساواتہ بالارض[2] الخ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی مملوکہ زمین میں اگر بلا اجازت اس کے مالک کے میت کو دفن کر دیا جاوے تو مالک کو اختیار ہے کہ اس میت کو وہاں سے نکلوا دے یا زمین برابر کرا دے اور صورت قبر نہ رکھے ۔ پس کسی کی مملوکہ زمین میں اگر کسی میت کو دفن کرنے کا ارادہ ہو تو اور مالک اس قسم کی شرائط لگا دے تو ہو سکتا ہے اور قبرستان موقوفہ میں کوئی ایسا نہیں کر سکتا اور شرط مذکور نہیں لکھوا سکتا ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

دفن کے بعد مردہ نہیں نکالا جا سکتا

سوال (۲۹۹۶) قبر سے مردہ کسی صورت میں نکالا جا سکتا ہے یا نہیں، اگر نکالا جائے تو وہ کیا مجبوری ہوگی ۔

الجواب :۔ در مختار میں ہے ولا یخرج منہ بعد اہالۃ التراب الا لحق آدمی کان تکون الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ ویخیر المالک بین اخراجہ ومساواتہ بالارض کما جاز زرعہ والبناء علیہ اذا بلی وصار ترابا[3] الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ میت کو قبر سے بعد مٹی ڈالنے کے نہ نکالا جاوے مگر حقوق عباد کی وجہ سے کہ مثلاً زمین مغصوبہ اور غیر کی زمین میں بدون مالک کی اجازت کے دفن کر دیا جاوے الخ سو مالک کو اختیار ہے کہ میت کو نکلوا دے یا زمین کو برابر دے اور نشان قبر کا نہ کرنے دے الخ پس یہی جواب ہے سوال مذکور کا ۔ فقط ۔

غیر کی زمین میں بلا اجازت دفنانا کیسا ہے

سوال (۲۹۹۷) اگر کوئی شخص غیر کی زمین میں بدون دریافت کرنے مالک کے مردہ دفن کر دے تو ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے اور مردہ کو عذاب ہوگا یا نہیں اور مالک زمین کو اجر و ثواب ہوگا یا نہیں ۔

الجواب :۔ اگر غیر کی زمین میں بلا اجازت اپنا مردہ دفن کر دے تو حکم اس میں یہ ہے

---

[1] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۵ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر ۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۰ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر ۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۹ ج ۱ و ص ۸۴۰ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر ۔

کہ مالک زمین یا اس مردے کو نکلوا دے یا زمین کو برابر کر دے اور اپنے کام میں لاوے، مردہ کو کچھ عذاب اس میں نہیں ہے۔ اور اگر مالک رضامندی سے اجازت دیدے تو اس کو ثواب ہے، درمختار میں ہے ویخیر المالک بین اخراجه ومساواته بالارض کما جاز زرعه والبناء علیه اذا بلی وصار ترابا۔ زیلعی۔ درمختار۔[1] فقط۔

شیعہ عورت کا کفن دفن

سوال (۲۹۹۸) اگر کسی اہل سنت کے گھر میں شیعہ عورت ہو اور وہ مرجائے تو اس کا گور و کفن کرنا چاہئے یا نہیں اور نماز جنازہ اس کو پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

الجواب: شیعہ کئی قسم کے ہوتے ہیں، بعض شیعہ غالی ہیں جن کی تکفیر کی گئی ہے پس اگر وہ عورت اس فرق میں سے ہے تو اس کے جنازہ کی نماز وغیرہ کچھ نہ کرنا کرنا چاہئے بلکہ مثل کفار کے گڑھے میں دبا دینا چاہئے[2] اور اگر ایسی نہیں ہے بلکہ محض تفضیلیہ ہے تو وہ مسلمان ہے۔ مسلمانوں کی طرح اس کی تجہیز و تکفین کرنی چاہئے اور نماز جنازہ پڑھنی چاہئے[3]۔ فقط۔

جو قبر بیٹھ گئی ہو اس پر مٹی ڈالنے کا ثبوت کیا ہے

سوال (۲۹۹۹) قبر جو بیٹھ گئی ہو یا بالکل زمین کی برابر ہو کر متمیز نہ ہوتی ہو اس پر مٹی ڈالنا مستحب ہے تاکہ زمین سے متمیز ہو جاوے اور حفاظت قبر من الاہانت یعنی وطی وغیرہ نہ ہو سکے۔ اس کی سند شامی وغیرہ کتب فقہ سے مرحمت فرمائی جاوے۔

الجواب: یہ تصریح شامی وغیرہ میں نہیں دیکھی گئی کہ جو قبر بیٹھ گئی ہو اس پر پھر مٹی ڈالنا مستحب ہے، البتہ جواز اس کا علت سے ثابت ہو سکتا ہے جو کہ کتابت علی القبر کے جواز میں منقول ہے۔ شامی میں ہے وان احتیج الی الکتابة حتی لا یذهب الاثر ولا یمتهن فلا باس به[4] الخ ص ۶۰۱ ج ۱ اور نیز شامی و شرح منیہ میں ہے ولا یزاد علی التراب الذی خرج من القبر وتکرہ الزیادة وعن محمد لا باس بها[5] سو اگرچہ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۴۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او یسب الصحابة فانه مبتدع لا کافر رد المحتار باب المرتد ص ۳۰۵ ج ۳ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [4] ... [5] غنیة المستملی شرح منیة المصلی ص ۵۵۴، رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

اگرچہ یہ روایت بوقت حثی تراب فی القبر ہے لیکن اس کے عموم سے یہ استدلال ہوسکتا ہے کہ دوسری مٹی قبر پر ڈالنا موافق روایت امام محمدؒ کے لاباس میں داخل ہے۔ فقط۔

حاملہ کا بچہ پیٹ چاک کر کے نکالا جائے یا نہیں

سوال (۳۰۰۰) اگر حاملہ عورت چار ماہ یا چھ ماہ یا سات ماہ یا نو ماہ کے اثناء میں انتقال ہوجائے تو اس کے بچہ کو پیٹ چاک کر کے نکالا جائے یا نہیں۔

الجواب :۔ درمختار میں لکھا ہے کہ اگر حاملہ عورت مرجاوے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو کر حرکت کرتا ہو تو اس کے پیٹ کو چاک کر کے بچہ کو نکالا جاوے، پس جس وقت حمل کو اتنی مدت ہوجاوے کہ بچہ پیٹ میں حرکت کرنے لگے اور ماں کے مرنے پر بھی اس میں حرکت واضطراب باقی ہو اس وقت یہ حکم ہے جو مذکور ہوا۔ کسی مدت کی قید نہیں ہے۔ بلکہ اگر نواں مہینہ بھی حاملہ کو ہو اور اس کے مرنے پر بچہ پیٹ میں حرکت کرتا اور اضطراب کرتا ہوا معلوم نہ ہو تو پیٹ کو چاک نہ کیا جاوے گا بلکہ مدار بچہ کے زندہ ہونے پر اور حرکت واضطراب پر ہے نہ کسی مدت پر چنانچہ عبارت درمختار کی یہ ہے حامل ماتت وولدها حي يضطرب شق بطنها من الايسر ويخرج ولدها[۱] الخ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ حاملہ عورت مرگئی اور بچہ اس کا پیٹ میں زندہ ہے کہ حرکت کرتا ہے تو بائیں جانب سے عورت کے شکم کو چاک کر کے بچہ کو نکالا جاوے۔ فقط۔

لحد کی وسعت اور اونچائی کیا ہو

سوال (۳۰۰۱) لحد قبر کی کتنی فراخ اور کتنی اونچی ہونی چاہئے۔

الجواب :۔ لحد کے بارے میں اسی قدر حکم ہے کہ وسیع اور فراخ ہو جس میں مردہ اچھی طرح لٹا دیا جاوے اور کوئی خاص تحدید لحد کے بارہ میں نہیں ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ لحد اس قدر اونچی ہو کہ میت اس میں بیٹھ سکے، یہ کچھ ضروری شرط نہیں ہے[۲]۔ فقط۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۲ ج ۱ ظفیر۔ [۲] واللحد ان یحفر فی جانب القبلۃ من الارض حفیرۃ فیوضع فیها المیت وینصب علیها اللبن ویلحد لانه السنة وصفته یحفر القبر ثم یحفر فی جانب القبلة منه حفیرة فیوضع فیها المیت ویجعل ذالك كالبیت المسقف (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۵ ج ۱ وص ۸۳۶ ج ۱ ظفیر۔

قبر پر تختوں کی جگہ پتھروں کا استعمال کیسا ہے

سوال (۳۰۰۲) قبر پر بعوض تختوں کے پتھر جائز ہے یا نہیں؟۔

الجواب:۔ بضرورت جائز ہے[1]۔ فقط

قبر کے سلسلہ میں غلط رواج

سوال (۳۰۰۳) میت کو دفن کرتے وقت مسلمانوں کے ہاتھ کی مٹی سر کے نیچے اور اہل ہنود کے ہاتھ کی مٹی پیر کے نیچے رکھ کر اوپر تختہ رکھ کر قبر تیار کرتے ہیں یہ امر جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مسلمان میت کے لئے لحد بنانا مسنون ہے اور اگر لحد تیار نہ ہو سکے بوجہ نرم ہونے زمین کے تو قبر کے درمیان صندوق شق کھود کر اس میں میت کو رکھ کر اوپر تختہ یا پتھر رکھ دیں یہ بھی درست ہے[2]۔ باقی امور جو خلاف سنت ہیں ان کو ترک کیا جاوے۔ فقط

قبر کے اطراف کا پختہ کرنا اور پتھر لگانا کیسا ہے

سوال (۳۰۰۴) زید حفاظت اور علامت کے لئے اپنے والد مرحوم کی قبر کے اطراف اربعہ کو پختہ اور بیچ میں کچی اور سنگ مرمر پر تاریخ کندہ کرانا چاہتا ہے، کوئی صورت جواز کی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شامی میں صحیح مسلم کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور وان يكتب عليها وان يبنى عليها

---

[1] ويسوى اللبن عليه والقصب لا الآجر المطبوخ والخشب لوحوله اوفوقه فلا يكره (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۶ ج ۱) ظفیر۔

[2] وحفر قبره في غير دار مقدار نصف قامة فان زاد فحسن، ويلحد ولا يشق الا في ارض رخوة الخ ولا بأس باتخاذ تابوت ولو حجر اوحديد له عند الحاجة كرخاوة الارض الخ ويسوى اللبن عليه والقصب عليه الخ (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الجنائز ص ۸۳۵ ج ۱ و ص ۸۳۶ ج ۱) ظفیر۔ لہذا سوال میں جس رسم کا ذکر ہے وہ بدعت ہے، اسے ترک کر دینا ضروری ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

رواہ مسلم[1]۔ یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے پختہ کرنے سے اور ان پر کچھ لکھنے سے اور تعمیر کرنے سے۔ پس صورت مذکورہ فی السوال شرعاً درست نہیں ہے۔ فقط۔

پختہ قبر کا ہموار کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۰۵) زید کی دوکان کے صحن میں ایک قبر پرانی پکی ہے، بعض لوگوں نے زید کے پیچھے اس قبر کو پختہ کرادیا ہے، ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے چراغ روشن کئے جائیں گے اور پرستش کی جائے گی۔ زید کو شرعاً اس قبر کو اکھاڑ کر ہموار کردینا واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زید اس قبر کو اکھاڑ کر برابر کرسکتا ہے اور اس کو ایسا کرنا درست ہے بلکہ پختہ باقی رکھنا اس قبر کا جائز نہیں ہے[2]۔ فقط۔

جس قبر میں ہڈی نکلے اس میں نیا مردہ دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۰۶) ایک قبر کھودی اس میں سے مردہ کی ہڈی نکلی، اس میں نیا مردہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ہڈیوں کو ایک طرف رکھ کر جدید میت کا اس میں دفن کرنا درست ہے[3]۔

وقف قبرستان کی زمین کرایہ پر دینا اور عورت کو جاروب کشی کے لئے مقرر کرنا درست نہیں ہے

سوال (۳۰۰۷) ہندہ بطور جاروب کش ایک بزرگ کے مزار پر ہے۔ مزار کے قریب

---

[1] مشکوٰۃ باب دفن المیت ص۱۴۸ ورد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص۸۳۸ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] ولا یطلی للنھی عنہ ولا یطین ولا یرفع علیہا بناء (درمختار) ای لا یطلی بالجص بالفتح قولہ لا یرفع ای یحرم لو للزینۃ ویکرہ لو للاحکام بعد الدفن (رد المحتار ص۸۳۹) لما فی صحیح مسلم عن جابر قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبر وان یبنی علیہ (ایضاً ص۸۳۹ ج۱) ظفیر۔

[3] کما جاز زرعہ والبناء علیہ اذا بلی وصار تراباً (درمختار) زرعہ ای القبر ولو غیر مغصوب ولکن ایجوز دفن غیرہ علیہ (رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص۸۴۲ ج۱) قال فی الفتح ولا یحفر قبر لدفن آخر الا ان بلی الاول فلم یبق لہ عظم الا ان لا یوجد فتضم عظام الاول ویجعل (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

مسلمانوں کی قبریں ہیں، مسلمانوں کی قبروں کو مسمار کرکے اور زمین کو ہموار کرکے اس کو ایک انجن کے ذریعہ سے چکی چلانے کے واسطے کرایہ پر دیا۔ کیا یہ فعل اس کا جائز ہے۔ کیا بزرگوں کے مزار پر عورت کو جاروب کش مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ پرانی قبور کو برابر کرنا اور اس میں تعمیر، زراعت وغیرہ کرنا فقہاء نے درست لکھا ہے[1]۔ لیکن موقوفہ قبرستان میں ایسا کرنا کہ قبور کو برابر کرکے اس زمین کو کرایہ پر دینا درست نہیں ہے[2]۔ اور عورت کو مزار پر جاروب کش مقرر کرنا درست نہیں ہے[3]۔ فقط۔

مردہ کو دوسری جگہ لیجا کر دفن کرنا جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۰۰۸) مردہ کو بموجب وصیت اس کے غیر وطن میں مرا ہوا اس کے وطن میں لے جا کر دفن کرنا اور وطن ۵ میل فاصلہ پر ہو کیا یہ بالکل حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی۔ ولی وطن میں ہو اس خیال سے لیجانا درست ہے یا نہ۔ بعض احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام نے مکہ معظمہ میں لاکر دفن کیا۔ یہ فعل صحابہ ہے۔ جواز کے لئے اتنی حجت کافی ہے یا نہیں۔ شامی و درمختار میں

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) بینھما صلحاً من تراب الخ فالاولی اناطة الجواز بالبلاء اذ لا یمکن ان یعد لکل میت قبر لا یدفن فیہ غیرہ وان صار الاول ترابا لاسیما فی الامصار الکبیرة الجامعة والا لزم ان تعم القبور السھل والوعر علی ان المنع من الحفر الی ان لا یبقی عظم عسر جدا الخ (رد المحتار مطلب فی الدفن ص۸۳۵ ج۱) ظفیر[1] کما جاز زرعہ والبناء علیہ اذا بلی وصار ترابا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص۸۴۲ ج۱) [2] فاذا تم ولزم لا یملک ولا یعار ولا یرھن (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الوقف) ظفیر[3] وبزیارة القبور وھو للنساء (در مختار) وقیل تحرم علیھن الخ وان کان للاعتبار والترحم من غیر بکاء الخ فلا باس اذا کن عجائز ویکرہ اذا کن شواب کحضور الجماعة فی المساجد اھ وھو توفیق حسن (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص۸۴۳ ج۱) اس سے معلوم ہوا کہ جاروب کشی عورت کی بدرجہ اولیٰ جائز نہ ہوگی کہ فتنہ کا اندیشہ ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

لا باس بہ لکھا ہے۔ غرض میری یہ ہے کہ اس کے متعلق بڑا فتنہ ہوا ہے، لہٰذا جواز یا عدم جواز جو جانب راجح ہو، مفصل طور سے تحریر فرمائیں۔

الجواب: قال فی شرح المنیۃ الکبیر، ویستحب فی القتیل والمیت دفنہ فی المکان الذی مات فیہ فی مقابر اولئک القوم وان نقل قبل الدفن قدر میل او میلین فلا باس بہ قیل ھذا التقدیر عن محمد یدل علی ان نقلہ من بلد الی بلد لایجوز او مکروہ ولان مقابر بعض البلد ان ربما بلغت ھذہ المسافۃ فیفید ضرورۃ ولا ضرورۃ فی النقل الی بلد اٰخر وقیل یجوز ذالک ما دون السفر لما روی ان سعد بن وقاص مات فی قریۃ علی اربعۃ فراسخ من المدینۃ فحمل علی اعناق الرجال الیھا وقیل لایکرہ فی مدۃ السفر ایضاً۔ واما بعد الدفن فلا یجوز اخراجہ الخ[۱] اور شامی نے درمختار کے اس قول فلا باس بنقلہ قبل دفنہ کی شرح میں لکھا ہے قیل مطلقاً وقیل الی ما دون مدۃ السفر وقیدہ محمدؒ وبقدر میل او میلین لان مقابر البلد ربما بلغت ھذہ المسافۃ فیکرہ فیما زاد قال فی النھر عن عقد الفرائد ھو الظاھر الخ[۲] ان عبارات سے واضح ہے کہ قبل دفن میت کے نقل کرنے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز اور مکروہ اور ظاہراً مراد ان کی مکروہ سے مکروہ تحریمی ہے۔ اور صاحب نہر کا اس کو ہوالظاہر کہنا اس کی ترجیح کو مقتضی ہے۔ فقط

قبر میں قبلہ رخ کرنا اور داہنی کروٹ پر لٹانا

سوال (۳۰۰۹) میت کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف کرنا ضروری ہے یا کہ داہنی کروٹ پر لٹانا سنت ہے؟

الجواب: کتب فقہ میں یہ لکھا ہے ویوجہ الیھا وجوباً یعنی میت کو متوجہ کیا جاوے قبلہ کی طرف اور یہ واجب ہے۔ اور شامی میں لکھا ہے لکن صرح

---

[۱] غنیۃ المستملی ص ۵۶۳ ۱۲ [۲] رد المحتار باب الجنائز ص ۸۴۰ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

فی التحفۃ بانہ سنۃ۔ یعنی تحفہ میں یہ تصریح کی ہے کہ قبلہ کی طرف میت کو متوجہ کرنا سنت ہے، اور در مختار میں ہے وینبغی کونہ علی شقہ الایمن[2] اور لائق ہے ہونا میت کا داہنی کروٹ پر۔ فقط۔

دفن کے بعد ستر قدم ہٹ کر دعا بدعت ہے

سوال (۳۰۱۰) میت کو دفن کرکے ستر قدم پیچھے ہٹ کر دعا مانگنا کیسا ہے؟۔

الجواب:- میت کو دفن کرکے ستر قدم پیچھے ہٹ کر دعا مانگنا بدعت اور مذموم اور ناجائز ہے۔

کفن پر کلمہ لکھنا

سوال (۳۰۱۱) میت کی کفنی پر کلمہ شریف مٹی سے لکھا کرتے ہیں اور میت کو قبر میں رکھنے کے بعد ایک خام اینٹ پر کلمہ شریف لکڑی سے لکھ کر میت کے سر کے پاس مغرب کی جانب رکھتے ہیں۔ نیز مٹی کے چند چھوٹے چھوٹے ڈھیلوں پر ایک شخص موجودین میں سے قل شریف پڑھ کر کل ڈھیلوں کو میت کے ساتھ لحد میں ڈالتے ہیں یہ امور جائز ہیں یا کیا۔

الجواب:- یہ سب امور خلاف شریعت ہیں اور ان کی کچھ اصل نہیں ہے۔ ایسی رسوم کو چھوڑنا چاہئے۔

قبر کے پٹاؤ میں پختہ کونڈا دینا کیسا ہے

سوال (۳۰۱۲) قبر کے پٹاؤ میں مٹی کا پختہ کونڈا دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- در مختار میں ہے ویسوی اللبن علیہ والقصب لا الاجر المطبوخ والخشب لو حولہ اما فوقہ فلا یکرہ[1] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ پکی اینٹ اور کونڈا جس میں پکا ہوا قبر کے ماحول [illegible] مکروہ ہے اور اگر ضرورت ہو تو درست ہے۔ قال مشائخ بخارا لا یکرہ الآجر فی بلدتنا للحاجۃ الیہ لضعف الاراضی[2]۔ شامی۔ فقط۔

---

[1] و [2] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۷ و ص ۸۳۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

بول و براز والی زمین میں مٹی ڈال کر قبر بنانا کیسا ہے

سوال (۳۰۱۳) جس گڑھے میں عرصے سے بول و براز پڑتا ہو اس میں مٹی ڈال کر اس کے بعد اس میں مردہ دفن کرنا درست ہے یا نہ؟۔

الجواب:۔ حدیث شریف میں ہے ذکوۃ الارض یبسہا یعنی زمین نجس خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ پس جب کہ اس گڑھے میں مٹی ڈال دی جاوے گی اور وہ زمین خشک ہے تو وہ پاک ہے اس میں میت کو دفن کرنا درست ہے۔ فقط۔

قبر پر اذان دینا بدعت ہے

سوال (۳۰۱۴) اذان قبر میت پر مسنون ہے یا بدعت سیئہ تحریمیہ ہے اگر مسنون ہو تو عبارت درمختار باب الاذان و باب الجنازہ و عبارت مائتہ مسائل و عبارت تفسیر مظہر العجائب و عبارت توشیح و عبارت درر البحار بالحروف والصفحہ نقل فرما کر بالتصریح جواب دینا۔ اور اگر بدعت سیئہ تحریمیہ ہو تو وجوہات زید کہ اذان ذکر ہے۔ اذان تلقین بعد الدفن ہے۔ اذان منکر نکیر کے وقت نفع دیتا ہے۔ اذان تکبیر ہے جو سعد بن معاذ کی قبر پر ہوئی ہے۔ اور حدیث اذا رأیتم الحریق فکبروا سے ثابت ہے۔ اذان دعا ہے اذان عمل صالح ہے۔ اذان سبب اجابت دعا ہے۔ اذان ذکر رسول اللہ ہے۔ اذان سبب رحمت ہے۔ اذان وحشت میت کی دافع ہے۔ اذان غم و ہم کو دافع ہے۔

الجواب:۔ قبر پر اذان کہنا خلاف سنت اور بدعت سیئہ ہے جیسا کہ تصریحات فقہاء سے ثابت ہے اور وجوہات جو زید بیان کرتا ہے سب باطل ہیں اور اس کی عدم تدبر اور جہل پر دال ہیں۔ اذان بے شک ذکر ہے لیکن جس ذکر کے لئے جو موقع شارع علیہ السلام نے مقرر فرما دیئے ہیں ان کو وہیں رکھنا لازم ہے ورنہ یہ تعدی عن حدود اللہ ہوگا ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ہم الظالمون۔ احداث فی الدین یہی ہے کہ دین میں اپنی رائے اور قیاس سے تخصیصات اور تقییدات مقرر کرنا اور جو موقع کسی ذکر کا نہیں ہے اس کو اس موقعہ میں معمول بہ بنانا۔ عن نافع ان رجلا عطس الی جنب ابن عمر فقال الحمد للہ

والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابن عمر وانا اقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ولیس ھکذا علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نقول الحمد للہ علی کل حال[1] صاحب لمعات اس کی شرح میں لکھتے ہیں قولہ لیس ھکذا ای لکن لیس المسنون فی ھذہ الحال ھذا القول وانما الذی علمنا فیہ ان نقول الحمد للہ علی کل حال فقط من غیر زیادۃ السلام فیہ الی ان قال فالزیادۃ فی مثلہ نقصان فی الحقیقۃ کما لا یزاد فی الاذان بعد التھلیل محمد رسول اللہ وامثال ذلک کثیرۃ[2] انتھی۔ پس معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے اس قسم کے اختراعات کرنا درحقیقت تشریع جدید ہے۔ یہ قیاسات زید کے بعینہ ایسے ہیں کہ کوئی شخص مغرب کی نماز میں مثلاً تین رکعت کی چار رکعت مقرر کرے کہ اس میں قرآن کا پڑھنا اور رکوع وسجود و تسبیح وتحمید وغیرہ ہیں کہ جملہ عبادات واذکار ہیں۔ الحاصل مبتدعین کا یہی حال ہے کہ ایسے ہی استدلالات سے امور محدثہ غیر شرعیہ فی الدین کو جائز کہا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعت اور مبتدع کی نہایت مذمت فرمائی۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلھا من السنۃ فتمسک بسنۃ خیر من احداث بدعۃ[3] وعن ابراہیم بن میسرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان مرسلاً[4]۔ پس اذان قبر پر کہنا اپنے قیاسات فاسدہ کی بناء پر احداث فی الدین ہے۔ شامی میں ہے تنبیہ فی الاقتصار علی ما ذکر من الوارد واشارۃ الی انہ لا یسن الاذان عند ادخال المیت

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح باب العطاس والتثاؤب فصل ثالث ص۴۰۶، ۱۲ ظفیر۔ [2] حاشیہ مشکوٰۃ باب العطاس والتثاؤب ص۴۰۶، ۱۲ ظفیر۔ [3] مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل ثالث ص۳۱، ۱۲۔ [4] ایضاً ۱۲ ظفیر

فی قبرہ کما ھو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر فی فتاواہ بانہ بدعۃ وقال من ظن انہ سنۃ قیاسا علی ندبھا للمولود الحاقا للخاتمۃ الامر بابتدائہ فلم یصب اھ۔ وقد صرح بعض علمائنا وغیرھم بکراھۃ المصافحۃ المعتادۃ عقب الصلوات مع ان المصافحۃ سنۃ وما ذاک الا لکونھا لم تؤثر فی خصوص ھذا الموضع فالمواظبۃ علیھا فیہ توھم العوام بانھا سنۃ فیہ ولذا منعوا عن الاجتماع لصلوۃ الرغائب التی احدثھا بعض المتعبدین لانھا لم تؤثر علی ھذہ الکیفیۃ فی تلک اللیالی المخصوصۃ وان کانت الصلوۃ خیر موضوع۔ انتھی[1]۔ فقط۔

پرانی قبر پر مٹی ڈالنے میں مضائقہ نہیں

سوال (۳۰۱۵) جو قبر بیٹھ جائے یا گر جائے اسکو پوری قبر از سر نو تیار کراتے ہیں۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس میں کچھ حرج نہیں۔

قبر مکمل ہونے کے بعد اگر کوئی آئے اور مٹی ڈالے تو کیا حکم ہے

سوال (۳۰۱۶) اگر میت کو مٹی دینے کے بعد کوئی شخص آوے تو بعد میں اس کو مٹی دینا جائز ہے یا نہ؟۔

الجواب:۔ قبر کے مکمل ہو جانے کے بعد پھر مٹی دینے کی ضرورت نہیں ہے

پرانی قبر میں مردہ دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۱۷) اگر اتفاقیہ قبر کھودتے ہوئے لحد میں جا کر کسی کہنہ مردہ کی ہڈیاں یا نعش نکل آوے تو اس لحد میں مردہ جدید رکھا جائے یا دوسری قبر کھود کر رکھا جاوے۔ اور دیدہ و دانستہ پرانی قبر میں مردہ دفن کرنا کیسا ہے۔

جو بچہ مردہ پیدا ہوا سے دفن کیا جاوے

سوال (۳۰۱۸) جو بچہ مردہ پیدا ہوا اس کو قبر میں لحد کھود کر رکھا جاوے یا گڑھا کھود کر کفار کی طرح دبا دیا جاوے۔

الجواب:۔ (۱ و ۲) دیدہ و دانستہ پرانی قبر کو بحالت موجودگی میت کے بدون

[1] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب دفن المیت ص ۸۴۳ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

ضرورت کے کھودنا جائز نہیں، اور اگر اتفاقاً قبر کھودتے ہوئے دوسری میت کی ہڈیاں نکلیں تو ان کو ایک طرف کریں اور کسی قدر بیچ میں پردہ رکھ کر دوسری میت کو دفن کریں یہ جائز ہے کیونکہ مردہ کے بوسیدہ ہونے کے بعد جواز ہی مختار ہے۔ چنانچہ شامی میں بعد نقل اقوال علماء کے یہ لکھا ہے فالاولی اناطۃ الجواز بالبلاء اذ لا یمکن ان یعد لکل میت قبر لا یدفن فیہ غیرہ الخ[۱] ص ۸۳۴ ج ۱ اور قبل البلاء ایسا کرنا ناجائز قرار دیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں اما ما یفعلہ جھلۃ الحفارین من نبش القبور التی لم تبل اربابھا وادخال اجانب علیھم فھو من المنکر الظاھر[۲]۔ فقط۔

(۲) اگر ھا کھود کر مردہ کو اس میں ڈالنا صرف کافر یا مرتد کے لئے کہا گیا ہے۔ اولاد مسلمین کے لئے جب کہ وہ مردہ پیدا ہوں ایسا کرنا کہیں نظر سے نہیں گذرا۔ صرف نماز اور کفن کے متعلق یہ ذکر کرتے ہیں ادرج فی خرقۃ ودفن ولم یصل علیہ اھ[۳] درمختار بلکہ دفن کا اطلاق اور حفر کا نہ کہنا مشعر ہے کہ دفن معہود ہی مراد ہے۔ فقط۔

بغلی قبر کی اونچائی کتنی ہو

سوال (۲۰۱۹) قبر بغلی ہو یا ہودا ہو۔ بغلی یا ہودا تو اتنا گہرا ہونا ہے جس میں انسان بیٹھ جاوے لیکن یہ بتا فرمائیے کہ بغلی یا ہودے سے اوپر کتنا گہرا کھودنا چاہئے مفصل تحریر فرمائیے کہ جھگڑا رفع ہو کر فیصلہ ہو۔

الجواب:۔ حدیث شریف میں اس بارہ میں یہ وارد ہوا ہے احفروا واوسعوا واعمقوا واحسنوا۔ یعنی قبر کو کھودو اور اس کو وسیع کرو اور گہری کرو اور اچھا کرو۔ فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے وحفر قبرہ مقدار نصف قامۃ فان زاد فحسن[۴]۔ درمختار۔ یعنی

---

[۱] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی دفن المیت ص ۸۳۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر

[۲] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

[۳] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۰ ج ۱ ۱۲ ظفیر

[۴] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۳۵ ج ۱

مقدار گہرائی قبر کی آدھے قد کے برابر ہو اور شامی میں ہے کہ اگر پورے قد کی برابر گہرائی قبر کی ہو تو بہت اچھا ہے۔ الغرض ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدھے قد کی برابر ہو اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ پورے قد کی برابر ہو، اور لمبی کے بارے میں اسی قدر ہے کہ وسیع ہو کہ میت کو اس میں لٹا دیا جاوے، اس میں یہ قید بھی ضروری نہیں ہے کہ اتنی گہری ہو کہ میت اس میں بیٹھ سکے اگر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ کچھ کم ہو تب بھی کچھ حرج نہیں ہے اور ہمارے مذہب میں لحد کا ہونا یعنی بغلی کا ہونا افضل ہے۔ یعنی قبر کے اندر ایک جانب کو لحد کھودی جاوے جس میں میت کو رکھا جاوے۔ باقی اس میں جھگڑا کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ مختصر یہ ہے کہ قبر گہری کی جاوے اور اس میں لحد بنائی جاوے تو یہ بہتر ہے اگر زمین کے نرم ہونے کی وجہ سے درمیان میں شق کر دیوے یعنی قبر کے درمیان میں ایک گہرا گڑھا کھود دیا جاوے جس میں میت کو رکھ کر اس پر بانس یا کچی اینٹیں رکھدی جاویں جس سے وہ ڈھک جاوے یہ بھی درست ہے۔ پھر اوپر مٹی ڈالی جاوے۔ پس یہ طریقہ قبر کھودنے کا ہے۔ اس میں کوئی جھگڑے کی بات نہیں ہے۔

جو قبر کھل جائے اسے کس طرح بند کیا جائے

سوال (۲۰۲۰) پہاڑی ملک میں قبریں صندوقی بنائی جاتی ہیں اور تختہ سال چھ ماہ میں گل کر ٹوٹ جاتے ہیں اور نعشیں اکثر کھل جاتی ہیں۔ یہ قبریں کیونکر بند کی جائیں آیا اوپر سے لکڑی لگا کر مٹی بھری جائے یا یوں ہی نعش پر مٹی ڈالی جائے۔

کثرت بارش والی جگہ میں تختہ کی جگہ پتھر۔

سوال (۲۰۲۱) چونکہ تختے قبروں میں لگانے سے بوجہ کثرت بارش کے بہت جلد کھل جاتی ہیں تو بجائے تختوں کے پتھر کی سلیں لگانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) بہتر یہ ہے کہ لکڑی یا پتھر[1] رکھ کر مٹی ڈالی جائے۔ فقط۔

(۲) درست ہے[2]۔ فقط۔

[1] ردالمحتار باب الدفن — (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

دفن کرنے کے بعد قبر بیٹھ جائے تو کیا کیا جائے

سوال (۳۰۲۲) اگر میت کو دفن کرتے وقت نصف قبر کی تیاری پر قبر بیٹھ جائے تو کیا کرنا چاہئے۔

مردہ رکھنے کے بعد قبر بیٹھ جائے تو کیا کیا جائے

سوال (۳۰۲۳) قبر میں مردہ کو رکھ کر مٹی دیکر تیاری کے وقت قبر بیٹھ جائے تو مردہ کو نکال کر دوسری قبر میں رکھا جاسکتا ہے یا کیا۔

الجواب: (۱ و ۲) پہلی صورت میں دوسری جگہ قبر کھودی جاوے یا اسی کو صاف کرکے درست کی جاوے اور دوسری صورت میں میت کو نہ نکالا جاوے اوپر سے مٹی درست کردی جائے کیونکہ اخراج المیت عن القبر بعد الدفن اس وجہ سے درست نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار: ولا یخرج منه بعد إهالة التراب إلا لحق آدمي[1] فقط

پرانی قبر میں مردہ کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۰۲۴) پرانی قبر میں میت کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: پرانی قبر جس میں نشان میت کا باقی نہ رہے اس میں دوسری میت کو دفن کرنا درست ہے۔ کما فی الشامی وقال الزیلعی ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیره فی قبره الخ باب الجنائز[2]۔ فقط۔

دوسرے کے مکان میں جنازہ کو غسل دینا کیسا ہے

سوال (۳۰۲۵) ایک مکان بنا ہوا تھا مگر دروازہ نہیں تھا، مکان کے قریب راستہ میں ایک دیوانی عورت مرگئی

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) باتخاذ تابوت ولو بحجر او حدید له عند الحاجة کرخاوة الأرض الخ وتحل العقدة الخ ویسوی اللبن علیه والقصب لا الآجر المطبوخ والخشب لو حوله اما فوقه فلا یکره (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۶ ج ۱ ظفیر)

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۹ ج ۱ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی دفن [illegible] ص ۸۳۵ ج ۱ ظفیر۔

چند مسلمانوں نے اس کی میت اٹھا کر مکان مذکور کے اندر لحد کھود کر اور اس کو غسل و کفن دیکر دفن کر دیئے گئے۔ اس فعل کی اجازت مالک مکان سے نہیں لی، یہ فعل کیسا ہوا۔ مالک مکان کو بہت ناگوار ہوا۔

الجواب:۔ یہ ایک ضروری کام سب مسلمانوں کے ذمہ فرض تھا، مالک مکان کی ناگواری نہایت بے موقع ہے اس کے مکان میں اس سے کیا نقص آگیا۔ فقط۔

عذر کی وجہ سے مردہ کو تابوت میں ڈال کر دفن کرنا اور بعد میں دوسری جگہ لیجا کر دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۲۰۲۶) اگر بوجہ عذر کے مردہ کو تابوت میں رکھ کر گھر میں دفن کرے اور بعد میں زائل ہونے عذر کے اس تابوت کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ دفن کے بعد میت کو یا اس کے تابوت کو قبر سے نکالنا درست نہیں ہے ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق آدمی کان تکون الارض مغصوبة او اخذت بشفعة۔ درمختار۔[1]

میت پر ہر شخص کتنی مٹی ڈالے

سوال (۲۰۲۷) میت کو دفن کرکے ہر شخص کو کتنی مٹی ڈالنی چاہئے۔

الجواب:۔ اس میں کچھ تحدید نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ تین دہوتر مٹی ڈالے۔[2] فقط

مردہ کے جسم پر مٹی ڈالدینا خلاف سنت ہے

سوال (۲۰۲۸) اس اطراف میں میت کو اس طرح دفن کرتے ہیں کہ ایک گڑھا تیار کرکے اس میں میت کو قبلہ رو سلا دیتے ہیں اور لحد یا شق وغیرہ نہیں کرتے بلکہ ویسے ہی مٹی ڈالتے ہیں ایسا کرنا کہاں تک درست ہے۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ویلحد الخ قوله ویلحد لانه السنة الخ شامی[3]

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الجنائز ص ۸۳۹/۱ ۱۲ [2] ویستحب حثیه من قبل رأسه ثلاثا (درمختار) حثیه ای بیدیه جمیعا (رد المحتار ص ۸۳۸/۱) ظفیر [3] رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۵/۱ ۱۲ ظفیر

پس معلوم ہوا کہ لحد کھودنا سنت ہے اور لحد کے متعذر ہونے کی صورت میں شق ہونا چاہئے بلا لحد اور شق کے میت پر ایسے ہی مٹی ڈالدینا خلاف سنت ہے۔ پس جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ تارک سنت ہیں ان کو طریقہ سنت بتلا دینا چاہئے[1] اور آئندہ کو نصیحت کرنی چاہئے کہ ایسا نہ کریں بلکہ طریقہ سنت کے موافق دفن کریں۔ جاہلوں کو احکام شریعت کی تعلیم کرنا علماء کے ذمہ ہے۔ یہ غفلت ان علماء کی ہے جنھوں نے ان کو طریقہ مسنونہ سے دفن کی تعلیم نہ کی۔ فقط

قبر پختہ کرنے اور قبہ بنانے کے متعلق شریعت کیا کہتی ہے

سوال (۳۰۲۹) قبر کو پختہ بنانے اور ان پر قبہ وغیرہ بنانا احادیث سے ثابت ہے یا نہیں اور ایک بالشت کی برابر اگر بطور آثار بنا دی جائے تو اس میں کچھ حرج تو نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ مبارک کب سے بنایا گیا ہے۔ اور بنے ہوئے کو گرانا کیسا ہے۔

الجواب:۔ قبر کو پختہ بنانے اور اس پر کچھ بنا کرنے کی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تجصیص القبور وان یکتب علیھا وان یبنی علیھا۔ رواہ مسلم[2] اور شامی میں نقل کیا ہے وقیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشایخ والعلماء والسادات[3] الخ لیکن قبور کے انہدام کا حکم فقہاء رحمہم اللہ نے کہیں نہیں کیا اور بعض آثار سے ثبوت قبہ کا معلوم ہوتا ہے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کی قبر پر

---

[1] وحفر قبرہ فی غیر دار مقدار نصف قامۃ فان زاد فحسن الخ ویسوی اللبن علیہ والقصب لا الآجر المطبوخ والخشب لوحولہ اما فوقہ فلا یکرہ الخ ویھال التراب علیہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۵ ج ۱) وصفۃ الشق ان تحفر حفیرۃ کالنھر وسط القبر ویبنی جانباہ باللبن او غیرہ ویوضع المیت فیہ ویسقف (عالمگیری مصری فصل سادس دفن ص ۱۵۵ ج ۱) ظفیر۔ [2] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

پہنچے اور وہاں دو رکعت نفل پڑھی اور انہدام قبہ کا حکم نہیں فرمایا۔ لہذا یہ فعل انہدام قبات کا جس نے کیا اچھا نہ کیا اور قبر پر کوئی علامت رکھنا خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے۔ کما ورد فی الصحاح[1]۔ اور اثر حضرت عمرؓ سے معلوم ہوا کہ ان کے زمانہ میں بھی وجود قبہ کا تھا۔ والتفصیل فی کتب السیر۔ فقط۔

قبر کے سرہانے اور پائنتی بعض مخصوص آیتوں کا پڑھنا کیسا ہے

سوال (۳۰۳۰) جب مردہ کو قبر میں رکھدیتے ہیں اور قبر تیار ہو جاتی ہے اس وقت دو آدمی ایک مردہ کے سر کی طرف کھڑا ہو کر سورۂ بقرہ کی اول کی تین آیتیں پڑھتا ہے اور انگلی سے اشارہ بھی کرتا ہے اور دوسرا پیروں کی طرف کھڑا ہو کر سورۂ بقرہ کا اخیر رکوع پڑھتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے مردہ کو کچھ ثواب ہوتا ہے یا نہیں۔ حدیث سے اس کا ثبوت ہے یا نہیں۔ انگلی سے قبر کی طرف اشارہ کرنا کیسا ہے۔ جو لوگ نہیں پڑھتے وہ مورد عتاب ہیں یا نہیں یعنی جو اس کے تارک ہیں وہ کچھ گنہگار ہیں یا نہیں۔

الجواب:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبور کے سرہانے سورۂ بقر کی اول کی آیتیں اور پیروں کی طرف سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں پڑھنا مستحب ہے، شامی میں ہے[2] وکان ابن عمر یستحب ان یقرأ علی القبر بعد الدفن اول سورۃ البقرۃ وخاتمتہا[3]۔ اور مشکوۃ شریف میں اس روایت کو مرفوع کیا ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر نقل کیا بیہقی سے کہ صحیح یہ ہے کہ روایت موقوف ہے ابن عمرؓ پر۔ بہر حال اس روایت سے

---

[1] اخرجہ ابوداؤد باسناد جید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمل حجرا فوضعہ عند راس عثمان بن مظعون وقال اعلم بہ قبر اخی وادفن الیہ من مات من اھلی (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۹ ج ۱) ظفیر۔ [2] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز تحت قولہ "ویستحب حثیہ" الخ ص ۸۳۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] فقد ثبت انہ علیہ الصلوۃ والسلام قرأ اول سورۃ بقرۃ عند راس میت واٰخرھا عند رجلیہ (رد المحتار ص ۸۴۳ ج ۱) ۱۲ ظفیر۔

اس فعل کا استحباب ثابت ہوا لیکن انگلی رکھنے کا قبر پر کچھ ثبوت نہیں ہے اور جب کہ یہ معلوم ہوا کہ یہ فعل مستحب ہے تو اگر کوئی نہ کرے تو موجب طعن و عتاب نہیں ہے۔ اور تارک گنہگار نہیں ہے۔ فقط

حاملہ عورت مرجائے تو کس طرح دفن کیا جائے

سوال (۳۰۳۱) جب عورت حاملہ کا انتقال ہو جائے تو اس کو مع بچہ کے دفن کیا جاوے یا عورت کا پیٹ چاک کرکے بچہ کو نکالا جاوے۔

الجواب:- عورت حاملہ اگر مرجائے تو دیکھا جائے کہ اگر بچہ پورا ہے اور پیٹ میں زندہ ہے کہ حرکت کرتا ہے تو متوفیہ عورت کا پیٹ چاک کرکے زندہ بچہ کو نکال لیا جاوے، اور اگر بچہ میں ابھی جان ہی نہیں پڑی یا پڑی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرگیا زندہ نہیں اور کوئی حرکت اس میں نہیں ہے تو اس متوفیہ حاملہ کو مع بچہ کے دفن کر دیا جاوے۔ درمختار میں ہے حامل ماتت وولدها حي يضطرب شق بطنها من الايسر ويخرج ولدها ولو بالعكس وخيف على الام قطع واخرج[1] - الخ

دفن کی وصیت کا حکم کیسا ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لاش کا لے جانا درست ہے یا نہیں

سوال (۳۰۳۲) میرے بھائی عرصہ سے بیمار تھے، مرض یہاں تک ترقی کر گیا کہ زندگی سے ناامیدی ہوگئی، ایسی حالت میں مریض نے یہ وصیت کی کہ مجھ کو میرے باغ میں دفن کرنا۔ میں حکیم کو لینے گیا تھا میری عدم موجودگی میں میرے بھائی کا انتقال ہوگیا۔ چونکہ میں موجود نہیں تھا برادری کے اور بھائیوں نے مرحوم کو اس کی وصیت کے خلاف دوسری جگہ دفن کر دیا۔ اب میں اپنے بھائی کی قبر اکھاڑ کر اس کی نعش یا ہڈیاں جو کچھ ہو بموجب اس کی وصیت کے باغ میں دفن کر سکتا ہوں یا نہیں اگر نہیں تو بروز قیامت مجھ سے وصیت کے بارے میں مواخذہ اور مجھے گناہ ہوگا یا نہیں۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص۸۴۰ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔

الجواب :۔ اس صورت میں اس کی نعش یا ہڈیوں کو نکال کر باغ میں دفن کرنا درست نہیں ہے میت کی قبر کو اس وجہ سے ادھیڑنا اور کھودنا حرام[1] ہے۔ ایسی وصیت کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا۔ اور آپ پر کچھ گناہ دوسری جگہ دفن کرنے کی وجہ سے نہیں ہوا[2]۔ فقط۔

دفن کے بعد اذان درست نہیں

سوال (۳۰۳۳/۱) مردے کو دفن کرنیکے بعد قبر پر اذان کہنا درست ہے یا نہ ؟۔

بعد دفن تلقین درست ہے یا نہیں

سوال (۳۰۳۴/۲) بعد دفن کے تلقین کرنا جائز ہے یا نہ اگر جائز ہے تو کس طرح۔

الجواب :۔ (۱) درست نہیں۔ کذا فی الشامی[3]۔

(۲) تلقین بعد الدفن کو فقہاء نے جائز رکھا ہے[4]۔ فقط۔

عذاب قبر

سوال (۳۰۳۵) عذاب قبر حق ہے یا نہیں اور عذاب قبر کب ہوتا ہے

الجواب :۔ عذاب قبر حق ہے اور اس وقت شروع ہو جاتا ہے جس وقت

---

[1] ولما نقله بعد دفنه فلا مطلقاً (رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۴۰ ج ۱) ولا یخرج منه بعد اهالة التراب (الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۸۳۹ ج ۱) ۱۲ ظفیر۔

[2] اوصی بان یصلی علیه فلان او یحمل بعد موته الی بلد آخر او یکفن فی ثوب کذا الخ فهی باطلة (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الوصایا ص ۵۸۴ ج ۵) ظفیر۔

[3] فی الاقتصار علی ما ذکر من الوارد اشارة انه لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبره کما هو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر فی فتاویه بانه بدعة (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۷ ج ۱) ظفیر۔

[4] قال فی شرح المنیة ان الجمهور علی ان المراد مجازه ثم قال وانما لا ینهی عن التلقین بعد الدفن لانه لا ضرر فیه بل فیه نفع الخ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی التلقین بعد الموت ص ۷۹۷ ج ۱) ظفیر۔

دفن کر کے واپس آتے ہیں[1]۔ فقط۔

بعد دفن دعا

سوال (۳۰۳۶) میت کے لئے دعا کرنا کہ جواب منکر نکیر میں ثابت قدم رہے اور تخفیف کے لئے کلمہ پڑھنا بعد دفن کے جائز ہے یا نہ؟

الجواب:- یہ جائز ہے کلمہ پڑھتے رہیں اور میت کے لئے جواب منکر نکیر میں ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے رہیں[2]۔ فقط۔

اگر کسی گھر میں ہندو مسلمان جل کر مر جائیں اور تمیز نہ رہے تو کیا کیا جائے

سوال (۳۰۳۷) ایک گھر میں دس پانچ ہندو اور دس پانچ مسلمان تھے، آگ لگ کر سب جل گئے اور کوئی نشان ایسا نہیں جو پہچانا جائے۔ اب کیا کرنا چاہیے۔

الجواب:- اگر مسلمان زیادہ تھے تو سب مردوں کو مسلمانوں کی طرح کفن دے کر نماز پڑھی جائے اور نماز میں صرف مسلمانوں کی نیت کی جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے جائیں اور اگر کافر زیادہ تھے تو بھی یہی معاملہ کیا جائے مگر مقابر مشرکین میں دفن کئے جائیں۔ اور اگر کسی مستقل علیحدہ جگہ میں ان کا قبرستان بنا دیا جائے تو احتیاط ہے[3] (در مختار باب غسل میت)

---

[1] وضغطة القبر حق الخ وعذابه اى ايلامه حق للكفار كلهم اجمعين و بعض المسلمين اى عصاة المسلمين نقد ورد ان القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفرة النيران رواه الترمذى (شرح فقه اكبر ص۱۲۲) ۱۲ ظفير

[2] ويستحب حثيه من قبل راسه ثلاثا وجلوس ساعة بعد دفنه لدعاء وقراءة بقدر ما ينحر الجزور ويفرق لحمه (در مختار) لما فى سنن ابى داؤد كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا فرغ من دفن الميت وقف على قبره وقال استغفروا لاخيكم واسألوا الله له التثبت فانه الآن يسئل (رد المحتار باب الجنائز) [3] اختلط موتانا بكفار ولا علامة اعتبر الاكثر فان استووا غسلوا واختلف فى الصلاة عليهم ومحل دفنهم كدفن ذمية حبلى من مسلم قالوا والاحوط دفنها على حدة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص۸۰۵) ۱۲ ظفير

ہندو مسلمان جو ایک مکان میں جل جاویں

سوال (۳۰۳۸) ایک مکان میں ہندو اور مسلمان جل جاویں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کو آپ نے لکھا ہے۔ مگر ہندو کہتے ہیں کہ ہمارے مردے ہم کو دو تو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب:- ہندو اگر کہتے ہیں تو ان سے کہہ دیا جاوے کہ وہ پہچان کر اپنے مردوں کو لے جاویں۔ فقط۔

شیعوں اور ہیجڑوں کے قبرستان میں تدفین

سوال (۳۰۳۹) جو زمین گورستان کی قیمت دیکر بر مذہب و فرقہ اختیار تدفین کا رکھتا ہے اس میں معزز حنفی کو دفن کرنا جہاں شیعہ ہیجڑے وغیرہ وغیرہ دفن ہوں کیسا ہے۔

الجواب:- بضرورت درست ہے لیکن اگر قرب صالحین کا نصیب ہو سکے تو یہ اچھا ہے[1]۔ فقط۔

بچہ والدین کے تابع ہوتا ہے

سوال (۳۰۴۰) زید کو شیعہ سمجھ کر اس کا مردہ گورستان میں دفن نہ ہونے دیا۔ مردہ زید کا صرف تین سال کا تھا وہ معصوم تھا یا نہ اگر معصوم تھا تو اس کے دفن میں کیا حرج تھا۔

الجواب:- ایسا بچہ تابع اپنے والدین کے سمجھا جاتا ہے۔ اگر والدین میں سے کوئی بھی مسلمان اور سنی ہو تو بچہ کو بھی مسلمان سنی کہا جاوے گا[2]۔ فقط۔

مزارات پر قبے بنانا اور اندرون مکان دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۴۱) مزارات سلاطین و اولیاء کرام پر جو قبے تعمیر ہیں موافق کتاب کے ہیں یا ان میں کچھ کلام ہے۔ اگر باتباع قبہ مزار پر انوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگوں کے مزار پر قبے قائم کریں تو جائز ہوگا یا ناجائز اور میت کو یا کسی بزرگ کو اندرون مکان سقف دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] والافضل الدفن فی المقبرة التی فیها قبور الصالحین (عالمگیری مصری ص ۱۵۶ ج ۱ فصل فی الدفن) ظفیر

[2] الولد یتبع خیر الابوین دیناً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۱ ج ۲) ۱۲ ظفیر

الجواب: - قبہ بنانا یا مکان میں دفن کرنا سوائے انبیاء کے اور کسی کو جائز نہیں
شامی جلد اول ص ۶۶۰ ولا ینبغی ان یدفن المیت فی الدار ولو کان صغیرا لاختصاص
ھذہ السنة بالانبیاء الخ ویھال التراب علیہ وتکرہ الزیادة علیہ من التراب
لانہ بمنزلة البناء۔ لما فی صحیح مسلم عن جابر قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان یجصص القبر وان یبنی علیہ[۲] -

قبر کی حفاظت کی غرض سے چہار دیواری بنوانا کیسا ہے

سوال (۳۰۴۲) اگر کسی بزرگ کا مزار مبارک ایسی جگہ پر واقع ہو کہ وہاں پر راستہ عوام الناس وحیوانات وغیرہ ہو ایسی
صورت میں اگر اس کی حفاظت کے لئے چہار طرف دیوار پختہ بنوا دی جائے یا جنگلہ بنوا دیا جائے
اس طور سے کہ اس کے چاروں کونوں پر ستون پختہ ہو جائیں اور درمیان میں لکڑی لگ جائے
تو یہ دونوں صورت جائز ہیں یا نہیں، اگر جائز ہے تو کونسی صورت اولیٰ ہے۔ اور دیگر ضروریات
کی وجہ سے اس کے چہار طرف فرش پختہ بھی بنوانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - شامی میں ہے وعن ابی حنیفة یکرہ ان یبنی علیہ بناء من
بیت او قبة او نحو ذالک لما روی جابر نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
تجصیص القبور وان یکتب علیھا وان یبنی علیھا رواہ مسلم وغیرہ انتھی[۳] - پس قبر کے گرد چہار
دیواری پختہ یا چبوترہ پختہ یا ستون پختہ بنانا مکروہ ہے۔

قبر میں کیچڑ بنوا کر دفن کرنا غلط ہے

سوال (۳۰۴۳) ایک مسلمان میت کی قبر کے اندر یعنی
لحد میں پانی ڈالا گیا اور پھر مٹی ڈال کر لت پت کر دیا تب اس میں چٹائی ڈال کر میت کو لٹایا
قاضی صاحب کہتے ہیں کہ اس طرح دفن کرنے سے قبر کا حساب کتاب نہیں ہوتا، شرعاً
قاضی کے لئے کیا حکم ہے۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۶/۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] مشکوٰة باب دفن المیت ص ۱۴۸ ۱۲ ظفیر۔ [۳] رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی دفن المیت ص ۸۳۹/۱ ۱۲ ظفیر۔

الجواب :- قاضی صاحب کا خیال غلط ہے اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے کہ لحد میں گارا کر کے اور اس پر چٹائی بچھا کر میت کو رکھا جاوے اور اس طریق کو یوں سمجھنا کہ اس طرح دفن کرنے سے حساب وکتاب میت سے کچھ نہیں ہوتا، بالکل بے اصل بات ہے اور جہالت کا خیال ہے اور اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے اور اس عقیدہ سے بطریق مذکور دفن کرنا درست نہیں ہے۔ فقط۔

بلا رضامندی کسی غیر کی ملکیت میں مردہ دفن کرنا نہیں چاہئے

سوال (۳۰۴۴) جو ایک گاؤں ملکیت زمینداری ہے اس میں دفن کرنا بلا قیمت کے جائز ہے یا نہیں، اور حاکم حکم دیتا ہے کہ مردہ بلا قیمت دفن کرو، زمیندار رضامند نہیں تب بھی بلا قیمت رکھنا حکماً جائز ہے یا نہیں۔ اگر چند زمیندار رضامند ہیں اور چند رضامند نہیں تب بھی بلا قیمت دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- جن کی ملکیت ہے ان کی اجازت اور رضامندی سے دفن کر سکتے ہیں۔ جو لوگ رضامند ہیں وہ اپنے حصہ میں اس زمین کو لگا کر اس کام کے لئے دیدیں تاکہ پھر کسی کو گنجائش نکالنے کی نہ رہے۔ حکام یہ کام کر سکتے ہیں کہ ان زمینداروں کا حصہ علیحدہ کر دیویں جو کہ رضامند ہیں اور اس میں اموات دفن کئے جاویں۔ فقط

مٹی ہوئی قبر کو تازہ کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۴۵) مولانا عبدالرحمن صاحب نے عارضہ طاعون میں رحلت کی، ۲۲ صفر ۱۳۳۶ھ میں۔ اب مولوی صاحبؒ کے والد نے قبر کھدوائی اور کہا کہ نہ کفن ہے نہ ہڈی ہے۔ از سر نو خالی قبر بنا کر تیار کر دی آیا خالی قبر پر فاتحہ پڑھنا درست ہے یا نہ۔ ڈیڑھ سال میں مردہ کی کیا حالت ہو جاتی ہے۔ ایسا کرنے میں کچھ گناہ تو نہیں ہے۔

الجواب :- یہ ظاہر ہے کہ اس قدر عرصہ تک مردہ کی ہڈی اور جسم اور کفن کہاں رہ سکتا ہے سب خاک ہو جاتا ہے اور چونکہ قبر مولوی صاحب کی وہی تھی جس میں وہ دفن ہوئے تھے اگرچہ وہ خاک ہو گئے تو اس کی نشانی کی تجدید بغرض علامت اور سلام وفاتحہ خوانی کے درست ہے۔[1] فقط

---

[1] وفی شرح المنیۃ عن منیۃ المفتی المختار انہ لا یکرہ التطیین (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز۔ ص ۸۳۹) قولہ وبزیادۃ القبور ای لا بأس بھا بل یندب ص ۸۴۳ ج ۱۔ ظفیر۔

حیات النبی اور تجہیز و تکفین بن تطبیق

سوال (۳۰۴۶) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حیات ہونا مسلمات اہل سنت و جماعت سے ہے پھر قبض روح و تجہیز و تکفین و تدفین وغیرہ امور منافی حیات معلوم ہوتے ہیں۔ اگر حیات انبیاء مثل حیات شہداء عند اللہ ہونا کہا جاوے تو مابین کیا فرق ہوگا۔

الجواب :- انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات شہداء کی حیات سے بھی اقوی واتم ہے اور مراد اس حیات سے حیات دنیاوی ظاہری نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
انک میت وانہم میتون لہٰذا احکام اموات ظاہر بہ سبب پر جاری ہوتے ہیں۔
اس مسئلہ کی پوری تحقیق "آب حیات" مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ میں مذکور ہے اس کو دیکھ لیں۔

مرنے کے وقت کا اعتبار

سوال (۳۰۴۷) ایک شخص کا انتقال بوقت عصر ہوا اور رات کو گیارہ بجے دفن کیا اس کو کونسے دن گن سکتے ہیں۔

الجواب :- منشاء سوال معلوم نہیں ہوا اگر مثلاً اس قسم کا جھگڑا ہے کہ ثواب جمعہ کا ملتا ہے یا نہیں تو یہ مرنے پر ہے یعنی مرنے کے وقت کا اعتبار ہے[1]۔ اور مردہ کے دن رات کو عدت وغیرہ کے لئے شمار کرنا جائز ہے جس وقت انتقال ہوا ہے وہی وقت شمار ہوگا۔ اور سوئم چہارم، تیجے، دسویں کے لئے شمار کرنا گناہ ہے۔ فقط۔

مسلمان بھنگی کی مسجد میں حاضری اور ان کے لئے نماز جنازہ اور ان کا قبرستان میں کفن و دفن

سوال (۳۰۴۸) کلمہ گو حلال خور کو مسجد میں نماز کے لئے آنے دینا چاہئے یا نہیں اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور جنازہ میں شریک ہونا اور اپنے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے یا نہیں، اور ان کو دعوت دینا اور ان کے یہاں دعوت کھانا اور اگر وہ لوگ صاف ستھرے ہیں تو ان کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا کر کھلا سکتے ہیں یا نہیں

[1] سوال مذکور میں عصر کے وقت کا اعتبار ہوگا۔ ابتداء العدۃ فی الطلاق عقیب الطلاق وفی الوفاۃ عقیب الوفاۃ (عالمگیری مصری جلد اول باب العدۃ ص ۴۷۵/۱۷) ظفیر۔

الجواب:۔ اس کو مسجد میں آنے سے روکنا نہ چاہئے۔ اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے اور شریک جنازہ ہونا اور کرنا چاہئے،[1] اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے اور ان کی دعوت قبول کرنا اور کھانا درست ہے اور ان کو اپنے گھر کھلانا اور ان کی دعوت کرنا جائز ہے اور جب کہ ہاتھ ان کے پاک و صاف ہوں تو اپنے ساتھ دسترخوان پر ان کو کھانا کھلانا جائز ہے[2] اور یہ جملہ امور فقہ و حدیث سے ثابت ہیں۔ فقط۔

ایسا لڑکا جس کا باپ مسلمان ہو اور ماں غیر مسلمہ مر جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۳۰۴۹) ایک لڑکا بعمر یک سالہ جس کا باپ مسلم اور ماں غیر مسلمہ ہے انتقال کر گیا اس کو قبرستان اہل اسلام میں دفن کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ وہ لڑکا مسلمان ہی سمجھا جائے گا لان الولد یتبع خیر الابوین۔[3][5] لہذا اس کو مقبرہ اہل اسلام میں ہی دفن کرنا چاہئے۔ فقط۔

قبر میں اتارنے کے بعد دکھانا ثابت نہیں

سوال (۳۰۵۰) میت کو لب گویا قبر میں اتارنے کے بعد کفن کھول کر ورثاء وغیرہ کو صورت دکھانا ثابت ہے یا نہ۔

الجواب:۔ ثابت نہیں ہے[4]۔ فقط۔

---

[1] ارشاد ربانی ہے انما المومنون اخوۃ اور ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (الحجرات-۲)

[2] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز تحت قولہ کصبی سبی مع احد ابویہ ص ۸۳۱ / ج ۱ (۱۲ ظفیر)

[3] قال اللہ تعالیٰ۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا الخ (البقرہ)
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا علی کل بر و فاجر (شرح فقہ اکبر)
وفی الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ وھی فرض علی کل مسلم خلا اربعۃ بغاۃ و قطاع طریق

[5] (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۴ / ج ۱) ظفیر۔

[4] البتہ کفن کے بند کھول دینے کی اجازت ہے وتحل العقدۃ لاستغناء عنہا (در مختار) لانہا تعقد لخوف الانتشار عند الحمل (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۷ / ج ۱) ظفیر۔

قبر میں بیر کی شاخ ڈالنی

سوال (۳۰۵۱) مردہ کو دفن کرنے کے بعد مردہ کے سینہ کے برابر قبر کے اوپر بیر کی ڈالی گاڑ دینا درست ہے یا نہیں۔

قبر کی دیوار پر کلمہ شہادت

سوال (۳۰۵۲) مردہ کو قبر میں رکھنے سے پہلے قبر کی دیواروں میں کلمہ شہادت انگلی شہادت سے لکھ دینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱) درست ہے[1]۔ فقط۔

(۲) بغیر سیاہی وغیرہ کے اگر صرف انگلی سے اشارہ کردے اس طرح کہ نشان دیوار وغیرہ پر حروف کا نہ ہو تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور شامی میں ہے نقلاً عن فوائد الشرجی ان مما یکتب علی جبھۃ المیت بغیر مداد بالمسبحۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلی الصدر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ الخ[2]۔ یعنی میت کی پیشانی پر انگشت مسبحہ سے بدون سیاہی کے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سینہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ پس یہ بہ نسبت دیواروں پر لکھنے کے اولیٰ ہے فقط۔

جہاں سکھ عیسائی دفن ہوتے ہوں مسلمان کو دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۵۳) ایسے قبرستان میں کہ جہاں ہنود و مسلمان، سکھ، عیسائی دفن ہوتے ہیں مسلمانوں کا دفن کرنا اور نماز جنازہ وہاں پڑھنا جائز ہے یا نہیں بصورت عدم جواز مکروہ ہے یا حرام۔

الجواب: مسلمان میت کو ایسے قبرستان میں جہاں ہندو و سکھ عیسائی بھی مدفون ہوں اچھا نہیں ہے یعنی مکروہ ہے جب کہ دوسری جگہ علیحدہ دفن کرنے کی مل سکے اور اگر مجبوری ہو کہ سوائے قبرستان مذکور کے جو کہ مخلوط ہے اور کوئی جگہ دفن کی نہیں ہے اور خاص مسلمانوں کا قبرستان وہاں نہیں ہے تو بہ مجبوری اسی قبرستان مذکور میں دفن کر دیا جاوے اور نماز جنازہ پڑھنا بھی وہاں مکروہ ہے۔ لیکن اگر وہاں کوئی جگہ صاف ہو کہ جہاں نشان قبور کے نہ ہوں اور آگے قبلہ کی طرف کوئی قبر نہ ہو تو نماز جنازہ وغیرہ وہاں درست ہے۔ شامی میں ہے:

---

[1] اگر اس سے کوئی فائدہ پیش نظر ہو۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۷ ج ۱ و ص ۸۴۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

ولا باس بالصلوٰۃ فیہا اذا کان فیہا موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیہ قبر ولا نجاسۃ کما فی الخانیۃ ولا قبلۃ الی قبر علیہ[۱]۔ فقط

سوال (۳۰۵۴) فتح الباری میں حضرت انس کی روایت ہے عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجنازۃ فلما قام یکبر سال صلی اللہ علیہ وسلم هل علی صاحبکم دین قالوا نعم دیناران فعدل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال صلوا علی صاحبکم فقال علی رضی اللہ عنہ دینہ علی رهانہ کما فككت رهان اخیك انہ لیس من میت یموت وعلیہ دین الا وهو مرتهن بدینہ ومن فك رهان میت فك اللہ رهانہ یوم القیامۃ فقال بعض القوم یا رسول اللہ هذا لعلی خاصۃ ام للمسلمین عامۃ قال بل للمسلمین عامۃ۔ اس حدیث سے بعد نماز قبل دفن اس جگہ دعا کرنی اور وعظ و نصیحت و تعلیم و تعلم مخاطبین موجودین سنت ہے یا نہیں۔

بعد دفن میت لوگوں کو نصیحت درست ہے یا نہیں

الجواب: تعلیم مسائل دین میں کسی وقت بھی کچھ روک نہیں ہو سکتی لیکن دعا بعد صلوٰۃ الجنازہ بہیئت موسومہ اس سے کسی طرح ثابت نہیں ہے اور ایجاد و اختراع و التزام مالا یلزم ہے اور ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد صلوٰۃ جنازہ دعا کی ہو[۲]۔ فان صلوٰۃ الجنازۃ هو الدعاء للمیت وفیها دعاء جامع ماثور لا یساویہ دعاء۔ فقط

سوال (۳۰۵۵) بعد فراغ دفن میت رسم عام ہے کہ جملہ حاضرین کھڑے ہو کر فاتحہ بہ بسط الیدین پڑھتے ہیں یہ رسم مسنون ثابت بالحدیث ہے یا نہیں۔

دفن میت کے بعد دعا

الجواب: اس بارہ میں حدیث شریف میں اس قدر وارد ہے و عن عثمان قال

---

[۱] رد المحتار کتاب الصلوٰۃ قبیل مطلب تکرہ الصلوٰۃ فی الکنیسۃ ص ۳۵۳ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔
[۲] و یدعو بعد الثالثۃ الخ و یسلم بلا دعاء بعد الرابعۃ (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الجنائز ص ۸۱۷ ج ۱) ۱۲ ظفیر۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ وقال استغفروا لاخیکم واسئلوا اللہ لہ التثبت فانہ الآن یسئل رواہ ابوداؤد وغیرہ[1]۔

مردہ کو قبر میں کس طرح لٹائیں

سوال (۳۰۵۶) شامی وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ میت کو قبر میں دائیں کروٹ قبلہ رخ لٹائیں حالانکہ یہاں تعامل اور توارث یہ ہے کہ چت لٹا کر قبلہ رخ کر دیتے ہیں۔ دریافت طلب دو امر ہیں۔ اول یہ کہ تعامل وہاں کیا ہے، دوم یہ کہ اگر تعامل صحیح ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے۔

الجواب:۔ تعامل یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ چت لٹا کر قبلہ کی طرف کر دیا جاتا ہے ہدایہ میں ہے ویوجہ الی القبلۃ بذلک امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[2] ۔ اور تنویر الابصار متن درمختار میں ہے ویوجہ الیہا اور درمختار میں یہ لفظ بڑھایا ہے وجوبا وینبغی کونہ علی شقہ الایمن[3]۔ لفظ ویوجہ الیہا سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ قبلہ کی طرف متوجہ کیا جائے خواہ کروٹ دیکر یا بلا کروٹ کے اور جس حدیث سے اس بارہ میں استدلال کیا گیا ہے اس کے الفاظ بھی اس پر دال ہیں کہ منھ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے کیونکہ اس میں یہ لفظ قبلتکم احیاءً وامواتاً[4] یعنی خانہ کعبہ کو قبلہ احیاء واموات کا فرمایا۔ اس وجہ سے میت کا منھ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے باقی تمام میت کو داہنی کروٹ پر کرنا اس میں شک نہیں کہ یہ عمدہ ہے کما صرح بہ الفقہاء۔ لیکن اگر منھ قبلہ کی طرف ہو جاوے اور داہنی کروٹ پر لٹانا مشکل ہو تو یہ توجہ الی القبلہ یعنی منھ قبلہ کی طرف کر دینا بھی کافی معلوم ہوتا ہے۔ فقط۔

(عالمگیری میں بھی داہنی کروٹ پر لٹانے کی صراحت موجود ہے ویوضع فی القبر علی جنبہ الایمن مستقبل القبلۃ ۔ عالمگیری مصری الباب الحادی والعشرون ص ۱۶۵ ج ۱۔ ظفیر)

---

[1] مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر فصل ثانی ص ۲۶ ۱۲ ظفیر غفرلہ اللہ ذنوبہ الخفی والجلی۔ [2] ہدایہ باب الجنائز ص ۱۶۲ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] الدرالمختار علی ہامش ردالمختار باب الجنائز مطلب فی دفن المیت۔ ۱۲ ظفیر۔ [4] ردالمحتار باب الجنائز مطلب فی دفن المیت تحت قولہ ویوجہ الیہا وجوبا ۱۲ ظفیر۔

شیعوں کو ممبر بنانا اور قبرستان میں دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۵۷) مقام منیلہ ملک برما میں انجمن مسلم کمیٹی قائم ہے جس کے اغراض و مقاصد میں ابھی صرف انتظام تجہیز و تکفین میت مسافرین و نادار مسلمان ہے، جس میں پانچ ممبر ہیں اس میں اثنا عشری ہیں کیا ایسے شخص کو ممبر بنانا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ فتاویٰ مولانا عبدالحی اور فتاویٰ مولانا عبدالشکور صاحب میں لکھا ہے کہ شیخین کو گالی دینے سے کفر لازم نہیں آتا، کیا یہ ٹھیک ہے۔

الجواب:- شیخین کو سب و شتم کرنے والے روافض کو بہت سے فقہاء نے کافر لکھا ہے اور جو روافض حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے افک کے قائل ہیں یا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے صحابیت کے منکر ہیں یا حضرت علی رضؓ کی الوہیت کے قائل ہیں وہ باتفاق کافر ہیں۔ درمختار و شامی[1] پس ایسے روافض کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے اور ممبر بنانا ان کو درست نہیں ہے۔ فقط۔

شیعوں کی تدفین مسلمانوں کے قبرستان میں اور ان کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں

سوال (۳۰۵۸) اگر شیعہ اثنا عشری فرقہ کی میت لاوارث ہو تو ہم اس کو انجمن کے روپیہ سے جو اسی کام کے لئے ہے تجہیز و تکفین کر سکتے ہیں اور اپنے قبرستان میں اس کو دفن کر سکتے ہیں۔ اور شیعہ اثنا عشری سے انجمن میں چندہ لے سکتے ہیں اور اس کو ممبر بنا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- روافض کا وہ فرقہ جو بسبب سب شیخین و تکفیر صحابہ رضؓ کافر ہے۔ ان کی تجہیز و تکفین میں امداد کرنا اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا درست نہیں ہے اور ان سے بالکل مشارکت اور مقاطعت کی جاوے تاکہ ان کو

---

[1] وقد ذکر فی کتب الفتاوی ان سب الشیخین کفر، وکذا انکار امامتهما کفر (شرح فقہ اکبر ص۱۹۹ ج۱ ظفیر) وبهذا ظهر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوهیة فی علی رضؓ وان جبرئیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق رضؓ ویقذف السیدة الصدیقة رضؓ فهو کافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدین بالضرورة (رد المحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات ص۲۹۶ ج۲) ظفیر غفر اللہ الصمد۔

تنبیہ ہو اور وہ سنی جاویں[1]۔ فقط۔

قبر میں کنکریاں رکھنے کا رواج غلط ہے

سوال (۳۰۶۹) یہاں عام دستور ہے کہ میت کے ساتھ قبر میں کنکریاں رکھتے ہیں اس غرض سے کہ میت منکر نکیر کو یہ جواب دے کہ دیکھو میرے وارثوں نے میرے لئے اس قدر قرآن شریف پڑھوائے ہیں اور ہم بخشے گئے، تو بتاؤ اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں۔

الجواب:- کنکریوں کے رکھنے کا کچھ ثبوت نہیں ہے اور یہ بدعت ہے[2]۔ اور جو خیالات کنکریوں کے رکھنے میں کر رکھے ہیں یہ جہالت کی باتیں ہیں اس سے کچھ نفع نہیں ہے۔

مردہ کو دفن کرنے کے بعد پھر نکالنا درست نہیں ہے

سوال (۳۰۷۰) ایک مردہ کو ایک جگہ امانۃً رکھ کے دفن کیا، بعد چند روز کے وہاں سے نکال کر اور جگہ لے گئے اور دفن کیا، یہ صورت بندہ کی نگاہ سے نہیں گذری۔ مہربانی فرما کر تحریر فرماویں کہ یہ صورت کونسی کتاب میں ہے اور یہ صورت درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- دفن کرنے کے بعد شرعاً نکالنا میت کا قبر سے اور دوسری جگہ دفن کرنا درست نہیں ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الخ[3] اس کا حاصل یہ ہے کہ دفن کرنے کے بعد میت کا نکالنا درست نہیں ہے اور یہ حکم عام ہے اس سے کہ امانتاً دفن کیا جاوے یا نہیں اور امانتاً دفن کرنا شریعت سے ثابت نہیں۔

مسجد کے باہر قبلہ کی طرف قبرستان بنانا درست ہے یا نہیں

سوال (۳۰۷۱) مسجد کے باہر قبلہ کی طرف دس یا بارہ ہاتھ کے اندر قبر بنانا جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] وبهذا ظهر ان الرافضي ان كان ممن يعتقد الالوهية في علي او ان جبريل غلط في الوحي او كان ينكر صحبة الصديق او يقذف السيدة الصديقة فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة الخ رد المحتار فصل في المحرمات ج ۲

[2] من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد متفق عليه (مشكوٰة باب الاعتصام ص ۲۷) ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۷ ج ۱ ۔ ظفیر

الجواب: - مسجد کی دیوار غربی سے باہر جو زمین مسجد سے اور مسجد کے اوقاف سے خارج ہے اس میں قبر کرنا ممنوع و مکروہ نہیں ہے۔

بانس پر بوریا ڈال کر مٹی ڈالنا درست ہے

سوال (۳۰۶۲) میت کو قبر میں رکھ کر اس پر بوریا ڈال کر مٹی ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔ اور ہدایہ میں ہے ولا باس بالقصب وفی الجامع الصغیر ویستحب اللبن والقصب لانہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل علی قبرہ طن۔ لفظ طن کے کیا معنی ہیں۔

الجواب: - یہ صورت دفن کی صحیح ہے اور طن کے معنی خرقۃ من القصب ہے۔ قاموس۔ قال فی الدر المختار ویسوی اللبن علیہ والقصب لا الآجر (درمختار) ونصوا علی استحباب القصب فیہا کاللبن۔ شامی۔[1] جائز۔ فقط۔

جذامی کی لاش کہاں دفن کی جائے

سوال (۳۰۶۳) جذامی کی نعش مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کی جائے یا علیحدہ،

جذامی کی لاش جلانا جائز نہیں

سوال (۳۰۶۴) اور اس کو نمک ڈال کر جلایا جائے یا نہیں۔

الجواب: - (۱) مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنی چاہئے۔[2]

(۲) یہ حکم شرعاً نہیں ہے بلکہ مثل دیگر اموات اہل اسلام کے اس کو بھی دفن کیا جائے۔[3]

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۷ / ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] اس لئے کہ یہ بھی مسلمان ہے، پھر سوچنا چاہئے کہ وہاں مردوں میں بھی جذام مرض متعدی بن کر پھیلے گا؟ جب یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ مشرکانہ توہم کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جلانے کی بات مشرکانہ رسم کا تاثر ہے۔ مسلمان کے لئے دفن کرنا ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔ [3] وعن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کسر عظم المیت ککسرہ حیا رواہ مالک وابوداؤد وابن ماجہ (مشکوٰۃ باب الدفن ص ۱۴۹) قال الطیبی اشارۃ الی انہ لا یہان المیت کما لا یہان الحی الخ وقد اخرج ابن ابی شیبۃ عن ابن مسعود اذی المؤمن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ ذکرہ فی المرقاۃ (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۴۹) اس سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان لاش کا جلانا درست نہیں ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

قبر پر مکان کی صورت بنانا درست نہیں

سوال (۳۰۶۵) ایک قبر کا ٹین ہوا سے اڑ گیا جو قبر مذکور کی حفاظت کے لئے تھا تاکہ برف اور بارش سے محفوظ رہے۔ اب دوبارہ وہی ٹین اس قبر پر ڈلوانا جائز ہے یا نہیں، یا اس ٹین کو کسی مسجد وغیرہ میں لگا دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ قبر وغیرہ پر بناء کی چونکہ ممانعت ہے اس لئے پھر اس ٹین کو قبر پر قائم نہ کیا جائے بلکہ جس نے وہ ڈالا تھا وہ اسی کی ملک ہے وہ جہاں چاہے اس کو لگا سکتا ہے اور کام میں لا سکتا ہے[۱]۔ فقط۔

دریا برد ہونے والی لاش نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا

سوال (۳۰۶۶) اگر قبر دریا برد ہو جاوے تو میت کو اس میں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ در مختار میں ہے ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق آدمی، کان تکون الارض مغصوبة او اخذت بشفعة الخ[۲]۔ پس معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ فی السوال میں میت کا نکالنا درست نہیں ہے۔ فقط۔

دفن کرنے کے بعد سورۂ بقرہ کا اول و آخر کس طرح پڑھا جائے

سوال (۳۰۶۷) دفن کرنے کے بعد اول سورۂ بقرہ اور آخر سورۂ مذکور کا پڑھنا جو مسنون ہے جہر سے پڑھا جائے یا بلا جہر۔

الجواب:۔ بلا جہر پڑھا جائے۔ فقط۔

---

[۱] ولا یجصص للنهی ولا یطین ولا یرفع علیه بناء وقیل لا بأس به وهو المختار (در مختار) قوله لا یرفع علیه بناء ای یحرم لو للزینة ویکره لو للاحکام بعد الدفن واما قبله فلیس بقبر الخ وعن ابی حنیفه یکره ان یبنی علیه بناء من بیت او قبة او نحو ذالك لما روی جابر نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن تجصیص القبور وان یکتب علیه وان یبنی علیها رواه مسلم وغیره رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۹ ج ۱ ظفیر[۲] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

بزرگ کی قبر پر پختہ چہار دیواری بنانا درست نہیں

سوال (۳۰۶۸) ایک بزرگ فوت ہونے ان کی قبر پر چہار دیواری پختہ ونیز ایک مکان پختہ چھوٹا بنا دیا جاوے یا نہیں۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بنوانا نہیں چاہئے کیونکہ اس طرح شاید بدعت ہونے لگے۔

الجواب: پختہ چہار دیواری قبر پر بنوانا جائز نہیں ہے[1]۔ اور یہ خیال صحیح ہے کہ رفتہ رفتہ کچھ بدعات وہاں ہونے لگیں گی اور بانی کو بھی گناہ کا حصہ ملے گا۔ فقط۔

موت سے پہلے قبر تیار کرنے میں مضائقہ نہیں

سوال (۳۰۶۹) اگر بحالت مریض ہونے کے تیاری قبر و کفن وغیرہ بغرض سہولت عمداً اس طرح کی جائے کہ مریض کو خبر نہ ہو تو اس میں کچھ گناہ ہے یا نہیں۔

الجواب: پہلے سے قبر اور کفن کے تیار کرنے میں کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے[2]۔

قبر میں اتارنے کے بعد منہ دیکھنا کیسا ہے

سوال (۳۰۷۰) میت کو قبر میں اتارنے کے بعد منہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: قبر میں اتارنے کے بعد پھر منہ دیکھنا نہ چاہئے۔ فقط۔

جمعہ کی رات یا صبح کو جو مرے اسے جمعہ کی جماعت کے انتظار میں رکھنا مکروہ ہے

سوال (۳۰۷۱) اگر جمعہ کی صبح کو کوئی مسلمان انتقال کرے تو اس کو جمعہ کی نماز سے پہلے دفن کرنا اولیٰ ہے یا زیادتی ثواب کے خیال سے جمعہ کی نماز کے ساتھ اس کی نماز پڑھی جاوے۔

---

[1] ولا یجصص للنہی عنہ ولا یطین ولا یرفع علیہ بناء وقیل لا بأس بہ وھو المختار (در مختار) قولہ لا بأس بہ المناسب ذکرہ عقب قولہ ولا یطین الخ واما البناء علیہ فلم ار من اختار جوازہ الخ وعن ابی حنیفۃ یکرہ ان یبنی علیہ بناء من بیت او قبۃ او نحو ذلک لما روی جابر نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تجصیص القبور وان یکتب علیہا وان یبنی علیہا رواہ مسلم وغیرہ (رد المحتار باب صلوٰۃ الجنازۃ ص ۸۳۹ / ۱ ظفیر ۲۔ ج ۱ ص ۲۰) نعم التحنیۃ قبل یکرہ والذی ینبغی ان لا یکرہ ـــــــــــ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

الجواب:- درمختار میں ہے کہ اگر جمعہ کی رات یا جمعہ کو کوئی شخص مرے تو اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جاوے اور تاخیر نہ کی جاوے کہ جمعہ کے بعد بڑے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ ہو یہ مکروہ ہے بلکہ چاہئے کہ حتی الوسع قبل جمعہ ہی دفن کیا جاوے البتہ اگر جمعہ کا وقت قریب آگیا ہو اور پہلے دفن کرنے میں جمعہ کے فوت ہونے کا خوف ہو تو پھر بعد جمعہ کے نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جاوے۔ عبارت درمختار کی یہ ہے وکرہ تاخیر صلوٰتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم بعد صلوٰۃ الجمعۃ الا اذا خیف فوتہا بسبب دفنہ[۱] الخ فقط

میت کو گھر میں دفن کرنا درست ہے مگر بہتر نہیں

سوال (۳۰۷۲) میت کو مکان مسکونہ میں دفن کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- گھر میں دفن کرنا بھی جائز ہے مگر بہتر ہے کہ قبرستان موقوفہ میں دفن کیا جائے[۲]۔ فقط۔

مرد و عورت کے لئے ایک قبرستان درست ہے

سوال (۳۰۷۳) بعض جگہ عورتوں کے قبرستان

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) ینبغی ان لا یکرہ ھئیۃ نحو الکفن بخلاف القبر (درمختار) قولہ یحفر الخ وفی التتارخانیۃ لا باس بہ ویوجر علیہ ھکذا عمل عمر بن عبد العزیز والربیع بن خیثم وغیرھما (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۵ ج ۱) ظفیر۔

[۱] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] ولا ینبغی ان یدفن المیت فی الدار ولو کان صغیرا، لاختصاص ھذہ السنۃ بالانبیاء (درمختار) قولہ فی الدار، کذا فی الحلیۃ عن منیۃ المفتی وغیرھا وھو اعم من قول الفتح ولا یدفن صغیر ولا کبیر فی البیت الذی مات فیہ فان ذالک خاص بالانبیاء بل ینقل الی مقابر المسلمین اھ ومقتضاہ انہ لا یدفن فی مدفن خاص کما یفعلہ من یبنی مدرسۃ ونحوھا ویبنی لہ لقربھا مدفنا تامل (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۶ ج ۱ و ص ۸۳۷ ج ۱) ظفیر۔

مردوں سے علیحدہ احاطہ کھینچکر بناتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب: - اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے مسلمان مردوں اور عورتوں کی قبریں ایک قبرستان میں ہو سکتی ہیں۔ فقط۔

صندوق میں ڈال کر دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۷۴) بعض شخص میت کو بعد کفن پہنانے کے ایک صندوق چوبی میں رکھ کر دفن کرتے ہیں اور زمین کی سپردگی میں دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ جس مدت تک سپرد کرتے ہیں اس وقت تک نعش میت کی گلتی سڑتی نہیں۔ اس کی شریعت میں کچھ اصل ہے یا نہیں۔ اور صندوق میں رکھ کر دفن کرنا جائز ہے یا نہیں

الجواب: - شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور ایسا کرنا جائز نہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں باعتقاد مذکور وہ گنہگار ہیں البتہ ان زمینوں میں جو کہ نرم اور کمزور ہیں، تابوت رکھنا جائز ہے غرض کہ اس کی اجازت بھی بضرورت ہے ورنہ یہ بھی بے ضرورت مکروہ ہے۔ کما فی الخانیۃ وحکی عن الشیخ الامام ابی بکر محمد بن فضل انہ جوز اتخاذ التابوت فی بلادنا لرخاوۃ الارض[1] الخ وھکذا فی الدر المختار فقط

مسجد کی زمین میں مردہ دفن کرنا درست نہیں مگر جو دفن ہو گیا اسکو نکالا نہ جائے

سوال (۳۰۷۵) اس شہر میں ایک جامع مسجد ہے اندر کچھ زمین مسجد ہی کے قریب مسجد ہی کی مملوکہ ہے۔ اس مسجد کا پریزیڈنٹ منشی عبداللہ نامی تھا اب وہ فوت ہو گیا اور وہ بہت علانیہ سود خوار آدمی تھا تو ایسے فاسق فاجر کو بعض لوگوں نے اسسٹنٹ صاحب بہادر کو بہکا کر کہ عام مسلمان راضی ہیں۔ مسجد کی اس مملوکہ زمین میں دفن کرا دیا اور بطرز نصاری یعنی لکڑی کے بکس میں بند کر کے دفن کیا تو مسجد کی زمین میں دفن کرنا جائز ہے یا نہ۔

الجواب: - مسجد کی زمین میں دفن کرنا اس کو جائز نہ تھا۔ لیکن بعد دفن کے

---

[1] ولا بأس باتخاذ تابوت ولو حجرا وحدیدا لہ عند الحاجۃ کرخاوۃ الارض (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۶ ج ۱) ظفیر۔

زبان سے نکالا نہ جاوے، البتہ بضرورت مسجد اس قبر کو برابر کرنا جائز ہے اور جب ایک زمانہ کے جب کہ میت خاک ہو جائے اس جگہ مکان وغیرہ مسجد کا بنانا بھی درست ہے درمختار وشامی[1]۔ فقط۔

مسجد کے سامنے دفن کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۷۶) مسجد کے سامنے مردوں کو دفن کرنا اور قبریں بنانا جائز ہے یا نہیں۔ **الجواب**:- اگر مسجد کے قریب کوئی خاص جگہ دفن موتی کے لئے بنادی گئی ہے تو وہاں دفن کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، دفن ایسی ہی جگہ کرنا چاہیئے کہ جو جگہ خاص اسی لئے ہو[2]۔ فقط۔

مکان کی بنیاد میں لاش نکلے تو کیا کیا جائے

سوال (۳۰۷۷) ایک مکان کی بنیاد کھودتے وقت ایک نعش مرد مسلمان کی سالم نمودار ہوئی ہے آیا وہ نعش اسی جگہ دفن رہے یا وہاں سے نکال کر قبرستان میں دفن کی جاوے۔

الجواب:- نعش مذکور کو اسی جگہ رکھنا چاہیئے کیونکہ منتقل کرنا نعش کا اس جگہ سے جس جگہ وہ دفن ہے بلا ضرورۃ شدیدہ جائز نہیں ہے جیسا کہ شامی میں ہے واما نقلہ بعد دفنہ فلا مطلقًا[3]۔ البتہ اگر وہاں اس نعش کا رکھنا دشوار ہے، اور خوف بے حرمتی کا ہے مثلاً یہ کہ عین بنیاد میں وہ نعش ہے یا اور کوئی مجبوری ایسی ہی ہے تو پھر یہ بھی جائز ہے کہ دوسری جگہ قبرستان میں اس کو دفن کر دیا جاوے تاکہ احترام میت کا باقی رہے۔ فقط

جنازہ پر شال ڈالنا اور اسے چھتری برائے سایہ لگانا کیسا ہے

سوال (۳۰۷۸) مرد کے جنازہ پر شال وغیرہ ڈالنا اور دھوپ کی وجہ سے چھتری لگا کر قبرستان تک لیجانا درست ہے یا نہیں۔

---

[1] قال الزیلعی ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ ۱۲ ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۵/۱ ظفیر۔

[2] ویستحب فی القتیل والمیت دفنه فی المکان الذی مات فیه فی مقابر اولئك القوم، بحر غنیة المستملی مسائل متفرقہ ص ۵۶۳ ظفیر

[3] ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز قبیل مطلب فی الثواب علی المصیبۃ ص ۸۴۲/۱ ۱۲ ظفیر۔

ایسی حالت میں نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں

سوال (۳۰۷۹) ایسی حالت میں نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں اور اس فعل کو بدعت کہنا کیسا ہے اور اس فعل کی وجہ سے نمازیوں وغیرہ کی تکفیر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

نماز جنازہ روکنا جائز نہیں

سوال (۳۰۸۰) ایک عالم نے اسی وجہ سے نہ تو خود نماز پڑھی اور دوسرے لوگوں کو بھی نماز سے باز رکھا اور جواز صلوٰۃ کا انکار کیا اس پر شرعاً کیا حکم ہے۔

میت کو نہلانے کے لئے اس برتن میں پانی گرم کرنا جائز ہے جو کھانے کا ہے

سوال (۳۰۸۱) میت کے غسل کا پانی کھانا پکانے کے ظروف میں گرم کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب (۱) یہ امور بدعت اور ناجائز ہیں ایسے تکلفات جنازہ کے ساتھ جائز نہیں ہیں، میت کو سایہ اس کے اعمال کا ہوتا ہے کما ورد انما یظلہ عملہ پس چھتری کا سایہ کرنے کی میت کو ضرورت نہیں ہے اور یہ بدعت اور ناجائز ہے اور شال وغیرہ ڈالنا میت پر رسوم کفار اور رسوم جاہلیت سے ہے۔ وعن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تغالوا فی الکفن فانہ یسلب سلبًا سریعًا۔ رواہ ابوداؤد[1]۔

(۲) نماز جنازہ پڑھنا اس حالت میں درست ہے اور بدعت کہنا اس فعل کو صحیح ہے لیکن اس وجہ سے تفسیق اور تکفیر کسی مسلمان کی صحیح نہیں ہے۔

(۳) یہ اس سے غلطی ہوئی، نماز جنازہ پڑھنا اس کا جائز بلکہ ضروری تھا۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر وفاجر الحدیث[2]

(۴) جائز ہے۔ فقط۔

قبرستان میں دفن کرنے کے بعد پھر نکالنا درست نہیں

سوال (۳۰۸۲) زید جس کو مرے ہوئے عرصہ تین چار سال کا ہوگیا اور وہ مغصوبہ زمین میں دفن نہیں ہوا بلکہ عام قبرستان میں دفن ہوا۔ اب اس کو قبر سے نکال کر اور لاش وہڈیوں کو کفن پہنا کر جنازہ کی نماز پڑھ کر سات آٹھ میل کے

[1] مشکوٰۃ باب غسل المیت، تنقیح ص ۱۴۲۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] شرح فقہ اکبر ص ۹۱۔ ۱۲ ظفیر۔

فاصلہ پر لے جاکر دفن کر دیا یہ فعل کیسا ہے اور اس فعل کے مرتکب کی امامت وبیعت درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ فقہاءؒ اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ میت کو بعد دفن کرنے کے سوائے چند مخصوص صورتوں کے نہ نکالا جاوے چنانچہ درمختار کی عبارت یہ ہے ولا یخرج منہ بعد اھالۃ التراب الا لحق آدمی کان تکون الارض مغصوبۃً او اخذت بشفعۃ[1] الخ۔ اور شامی میں ہے وکما اذا سقط فی القبر متاع او کفن بثوب مغصوب او دفن معہ مال قالوا ولو کان المال درھماً۔ بحر۔ قال الرملی واستفید منہ جواب حادثۃ الفتاوی اھی أنہ دفنت مع بنتھا من المصاغ والامتعۃ المشترکۃ ارثاً عنھا بغیبۃ الزوج انہ ینبش لحقہ[2] الخ الغرض اخراج میت بعد الدفن کے چند وجوہ اور مصالح ہو سکتے ہیں اس لئے جس بزرگ نے ایسا کیا ہے اس سے مصلحت اسکی دریافت کی جاوے شاید کوئی وجہ جواز کی اور کوئی مصلحت اور ضرورت ہو۔ کتب احادیث میں مروی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے اپنے والد کو چند ماہ کے بعد ان کی قبر سے نکال کر علیحدہ دفن کیا محض اس وجہ سے کہ وہ کسی دوسری میت کے ساتھ ایک قبر میں مدفون تھے۔ الغرض اس قسم کے واقعات صحابہؓ سے بھی منقول ہیں، لہذا بدون دریافت عذر اعتراض میں جلدی نہ کرنی چاہیئے۔ فقط۔

قبر پر پھلواری لگانا اور پھل کھانا کیسا ہے

سوال (۳۰۸۲) مقابر میں جو قبریں ہموار ہو جاتی ہیں ان پر پھلواری لگانے میں کچھ حرج تو نہیں اور مخروجی اشیاء اس پر کھالینا کیسا ہے۔

الجواب:۔ پرانی قبور پر ایسا کرنا درست ہے اور پھل کے کھانے میں اس وجہ سے

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] ردالمحتار باب ایضاً ص ۸۳۹/۱ ۱۲ ظفیر۔

کہ وہ درخت قبر پر ہے کچھ حرج نہیں ہے[1]۔ البتہ اگر قبرستان وقف ہے تو اس کے پھلوں کے متعلق جو کچھ شرطاً یا تعاملاً ہو ویسا کرے یعنی اگر درخت کرنے کی شرط ہو تو بلا قیمت نہ کھاوے یا فقراء کے لئے وقف ہے تو غنی نہ کھاوے۔ فقط۔

عورتوں کے دفن کے وقت پردہ

سوال (۳۰۸۴) جب کوئی عورت مرجاتی ہے تو بوقت دفن پردہ کیا جاتا ہے یہ حکم سب عورتوں کے لئے ہے یا پردہ والی عورتوں کے لئے۔

الجواب:۔ یہ حکم یعنی عورت کے دفن کرتے وقت پردہ کا حکم سب عورتوں کے لئے ہے[2]۔ فقط۔

قبر کی گہرائی کیا ہو

سوال (۳۰۸۵) صندوقی قبر کی گہرائی جو نصف قامت مراد ہے تو یہ کل قبر کی گہرائی ہے یا کیا۔

کیا فرشتے کی وجہ سے قبر گہری کھودی جاتی ہے

سوال (۳۰۸۶) قبر میں جو فرشتے آکر میت کو بٹھاتے ہیں کیا اس وجہ سے قبر کو گہرا کھودا جاتا ہے یا کیا۔

الجواب:۔ (۱) فقہاء کی مراد نصف قامت گہرائی سے کل قبر کی گہرائی مراد ہے اور یہ ادنیٰ درجہ گہرائی کا ہے اس سے زیادہ پورے قامت تک بہتر ہے اور علت اسکی یہ ہے کہ بدبو باہر نہ پھیلے اور درندوں سے محفوظ رہے والمقصود منه المبالغة فی منع الرائحة ونبش السباع[3] شامی۔

(۲) قبر کو گہرا کرنے کی وجہ یہ نہیں ہے جیسا کہ شامی سے منقول ہوا اور اس عالم میں میت کے بٹھانے کے لئے گہرائی ضروری نہیں ہے کیونکہ وہ عالم اس عالم کے مثل نہیں ہے۔ فقط۔

---

[1] ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیره فی قبره وزرعه والبناء علیه کذا فی التبیین (عالمگیری مصری فی القبر والدفن ص ۱۵۶ ج ۱) ظفیر۔ [2] ویسجی ای یغطی قبرها ولو خنثی لا قبره (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۸ ج ۱) ظفیر۔ [3] رد المحتار باب صلوٰة الجنائز ص ۸۳۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

دفن کرنے کے بعد اذان درست نہیں

سوال (۳۰۸۷) میت کو دفن کرنے کے بعد اذان دینا کیسا ہے۔

الجواب:- رد المحتار المعروف بالشامی جلد اول کتاب الجنائز میں ہے فی الاقتصار علی ما ذکر من الوارد اشارۃ الی انہ لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ الخ[1] اس عبارت سے واضح ہوا کہ اذان دفن کے بعد مشروع نہیں بلکہ بدعت ہے۔ فقط

مردہ کی قبر میں خوشبو لگانا کیسا ہے

سوال (۳۰۸۸) مردے کی قبر میں خوشبو لگانا کیسا ہے

الجواب:- کچھ حرج نہیں[2]۔ فقط

قبر سے نعش نکالنا اور دوبارہ نماز جنازہ ممنوع ہے

سوال (۳۰۸۹) زید کے والد کے انتقال کو پندرہ سال ہوئے اس کا غسل اور تجہیز و تکفین بدستور شرع شریف کی گئی بعد عرصہ مذکورہ کے زید نے اپنے والد کی نعش کو بلا ضرورت قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنے کا ارادہ کیا اور دوبارہ نماز جنازہ پڑھی۔ اور اس فعل کو جائز بتلاتا ہے اور ناواقف لوگ منع کرنے والے کو کافر اور وہابی کہتے ہیں، شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- بلا ضرورت نعش کو قبر سے نکالنا بھی ممنوع ہے[3] اور نماز دوبارہ پڑھنا بالکل غیر مشروع ہے ہرگز درست نہیں ہے[4]۔ پس یہ فعل اس شخص کا بہت برا ہے اور منع کرنے والے کو برا کہنا اور مشرک وہابی و بدعتی کہنا جہالت و گمراہی ہے اس سے توبہ کرنی لازم ہے، اور آئندہ ایسا

---

[1] رد المحتار، باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۷ / ج ۱، ۱۲ ظفیر۔

[2] و یوضع الحنوط فی راسہ و لحیتہ و سائر جسدہ (عالمگیری مصری ص ۱۶۱ / ج ۱) ظفیر

[3] ولا یخرج عنہ بعد اہالۃ التراب الا لحق آدمی کان تکون الارض مغصوبۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۹ / ج ۱) ظفیر

[4] ولا یصلی علی میت الا مرۃ واحدۃ والتنفل بصلاۃ الجنازۃ غیر مشروع کذا فی الایضاح (عالمگیری مصری صلاۃ الجنازۃ ص ۱۵۳ / ج ۱) ظفیر۔

حرکت نہ کی جاوے۔ فقط۔

میت کے دفن کے بعد ہاتھ دھونا اگر مٹی لگی ہو درست ہے

سوال (۳۰۹۰) مردہ کو قبر میں رکھ کر مٹی دینے کے بعد ہاتھ دھونا جائز ہے یا نہ۔ بکر جائز کہتا ہے اور زید ناجائز بتلاتا ہے۔

الجواب:۔ اس بارہ میں بکر کا قول صحیح ہے، ہاتھ دھونے میں اس صورت میں شرعاً کچھ حرج نہیں ہے اور کچھ ممانعت اس کی نہیں ہے۔ ناجائز کہنا بلا دلیل ہے۔ فقط۔

مردہ جنوباً شمالاً کیوں دفن کرتے ہیں

سوال (۳۰۹۱) مردہ کو جنوباً شمالاً کیوں دفن کرتے ہیں

الجواب:۔ مردہ کو شمالاً جنوباً دفن کرنا اس طریقے سے کہ منہ قبلہ کی طرف کو ہو مسنون ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ کعبہ مکرمہ قبلہ ہے زندگی میں بھی اور بعد مرنے کے بھی حدیث ورد قبلتکم احیاءً وامواتاً[1] اور یہ تفاؤلاً ہے کیونکہ مسلمان کی طرف یہی گمان کرنا چاہئے کہ وہ ایمان اور اسلام پر فوت ہوا ہے۔ فقط۔

دفن کرتے وقت تین مٹھی مٹی ڈالنا

سوال (۳۰۹۲) میت کو دفن کر کے تین مٹھی مٹی کی قبر میں ڈالنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ تین تین مٹھی مٹی کی قبر میں ڈالنا تمام حاضرین کو مستحب ہے۔ کذا فی العالمگیری[2] وغیرہ۔ فقط

---

[1] ویوجه الیها وجوبا وینبغی کونه علی شقه الایمن (در مختار) بحدیث ابی داؤد والنسائی ان رجلا قال یارسول الله ما الکبائر قال هی تسع فذکر منه استحلال البیت الحرام قبلتکم احیاء وامواتا اھ قلت وجهه ان ظاهره التسویة بین الحیاة والموت فی وجوب استقباله (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص۸۳۷ ج۱) ظفیر۔

[2] ویستحب لمن شهد دفن المیت ان یحثو فی قبره ثلث حثیات من التراب بیدیه جمیعا ویکون من قبل راس المیت ویقول فی الحثیة الاولیٰ منها خلقناکم وفی الثانیة "وفیها نعیدکم" وفی الثالثة "ومنها نخرجکم تارة اخری کذا فی الجوهرة النیرة (عالمگیری کشوری باب صلاة الجنائز فصل سادس ص۱۶۳ ج۱) ظفیر۔

مردہ کے سرہانہ قل ہو اللہ پڑھ کر مٹی ڈالنا کیسا ہے

سوال (۳۰۹۳) مردہ کے سرہانے قل ہو اللہ پڑھ کر مٹی رکھنی کیسی ہے[1]

قبر میں کھجور کی ٹہنی رکھنی جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۰۹۴) مردہ کے لحد میں کھجور کی ٹہنی رکھنی کیسی ہے[2]

الجواب: - (۱) درست نہیں ہے اور ثابت نہیں ہے۔

(۲) اس کی ضرورت نہیں ہے، اور علماء محققین نے اس سے منع فرمایا ہے۔ فقط

دہلی کا مردہ دیوبند میں دفن ہوسکتا ہے

سوال (۳۰۹۵) اگر کسی شخص کا وصال دہلی میں ہو تو اسکو مثلاً دیوبند میں لیجا کر دفنانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - درست ہے۔[3] فقط

بعد دفن درخت کی شاخ گاڑنا کیسا ہے

سوال (۳۰۹۶) بعد دفن میت قبر پر شاخ درخت تخفیف عذاب کے لئے گاڑنا جائز ہے یا نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر شاخ گاڑی گئی تھی یا نہیں

الجواب: - (۱) علماء حنفیہ نے و نیز محققین نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص سمجھا ہے اور رفع عذاب کو آپ کی برکت کی

---

[1] مستحب طریقہ یہ ہے کہ سر کی جانب سے تین لپ مٹی دونوں ہاتھوں سے ڈالے اور پہلے میں "منہا خلقنکم" دوسرے میں "وفیہا نعیدکم" اور تیسرے میں "ومنہا نخرجکم تارۃ اخری" پڑھے۔ ویستحب حثیہ من قبل راسہ ثلاثا (درمختار) لما فی ابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی جنازۃ ثم اتی القبر فحثی علیہ من قبل راسہ ثلاثا شرح المنیۃ قال فی الجوہرۃ وقال فی الحثیۃ الاولی منہا خلقنکم وفی الثانیۃ وفیہا نعیدکم وفی الثالثۃ ومنہا نخرجکم تارۃ اخری الخ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۹ ج ۱) ظفیر۔

[2] ولا باس بنقلہ قبل دفنہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۰ ج ۱) ظفیر۔

وجہ سے مخصوص کیا ہے لہٰذا احوط اس کا ترک کرنا ہے۔

(۲) یہ ثابت نہیں ہے۔ فقط۔

ساتویں فصل

تعزیت کے بیان میں

قبرستان سے آکر وارث میت کو صبر کی تلقین کرنا کیسا ہے

سوال (۳۰۹۷) یہاں ہمیشہ سے یہ رواج ہے کہ میت کے دفن کرنے کے بعد قبر سے واپس آکر وارث میت کو تسلی و تشفی اور صبر کی تلقین کیا کرتے ہیں۔ اب بعض اصحاب یہ فرماتے ہیں کہ دفن کی واپسی پر وارث میت کے گھر آنا نہیں چاہئے یہ بدعت ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شامی میں اس کو مکروہ لکھا ہے ویکرہ له الجلوس فی بیته حتی یاتی الیه من یعزی بل اذا فرغ ورجع الناس من الدفن فلیتفرقوا ویشتغل الناس بامورهم وصاحب البیت بامره[۲]۔ فقط

---

[۱] ویوخذ من ذالك ومن الحدیث ندب وضع ذالك للاتباع ویقاس علیه ما اعتید فی زماننا من وضع اغصان الآس ونحوه وصرح بذالك ایضا جماعة من الشافعیة وهذا اولی مما قاله بعض المالکیة من ان التخفیف عن القبرین بالبرکة یده الشریفة صلی الله علیه وسلم او دعائه لهما فلا یقاس علیه غیره وقد ذکر البخاری ان بریدة بن الخصیب اوصی بان یجعل فی قبره جریدتان والله اعلم (رد المحتار قبیل باب الشهید مطلب وضع الجرید الخ ص ۸۴۶ ج ۱ ظفیر۔ [۲] رد المحتار باب صلاة الجنازة ص ۸۴۲ ج ۱۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسم کے طور پر آکر بیٹھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کوئی تلقین صبر کے لئے اپنے تعلق کی وجہ سے آئے تو یہ مکروہ نہ ہوگا۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

حضرت فاطمہؓ کا آنحضرت کی وفات پر غم

سوال (۳۰۹۸) شوہر کے سوا کسی دوسرے کے مرنے پر تین دن سے زیادہ غم کرنا ناجائز ہے لیکن جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر چھ ماہ تک غم کرتی رہیں اس کی توجیہ کیا ہوگی۔

الجواب: رنج وغم بے اختیاری ہے اس میں شرعاً کچھ تحدید نہیں اور روک بھی نہیں ہے ممنوع یہ ہے کہ لباس ماتمی وغیرہ پہنا جائے، سو یہ ثابت نہیں۔

مسافر کے لئے تعزیت کی اجازت تین دن بعد

سوال (۳۰۹۹) در بہشتی گوہر است تعزیت بعد از سہ روز مکروہ است مگر برائے کسے کہ در سفر باشد پس کراہت نیست۔ ایں از کدام کتاب منقول است۔

الجواب: ایں در کتاب درمختار است وتکرہ بعدها الا لغائب[1] الخ فقط۔

کیا دوبارہ تعزیت مکروہ ہے اور خط کے بعد مشافہۃً تعزیت کا کیا حکم ہے

سوال (۳۱۰۰) ایضاً۔ در کتاب مذکور است دوبارہ تعزیت مکروہ است۔ جناب اگر بذریعہ خط تعزیت دادہ شد باز دیگر تعزیت مشافہتہ بلسان بلاکراہت جائز است یا نہ۔

الجواب: فی الدر المختار ایضاً وتکرہ التعزیۃ ثانیاً[2]۔ ایں عام است کہ اولاً بکتابت وثانیاً بالمشافہ باشد یا برعکس۔ فقط۔

تعزیت کی مدت کب تک ہے

سوال (۳۱۰۲) فاتحہ خوانی اور تعزیت کتنے دن تک کن لفظوں سے مسنون ہے۔ ماتم والوں کے گھر پر یا مسجد میں۔

الجواب: تعزیت تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے مگر جو شخص اس وقت نہ ہو وہ بعد میں کر سکتا ہے۔ تعزیت میں تسلی کے کلمات ہوں یعنی اس قسم کے کہ صبر کرو اللہ تم کو اس صبر کا اجر دے گا وغیرہ۔ اور تعزیت کے لئے مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے بلکہ گھر پر ہو[3]۔ فقط۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز بعد مطلب کراہیۃ الضیافۃ ص ۸۴۲ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ۱۲ ظفیر
[3] ولا باس الخ بالجلوس لہا فی غیر مسجد ثلاثۃ ایام واولہا افضلہا وتکرہ بعدها الا لغائب ویقول عظم اللہ اجرک واحسن عزاءک وغفر لمیتک (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز قبیل مطلب فی زیارۃ القبور ص ۸۴۲ ج ۱) ظفیر۔

آٹھویں فصل

زیارت قبور اور ایصال ثواب میں

مستورات کا قبروں پر نہ جانا ہی بہتر ہے

سوال (۳۰۷۲) جو شخص مستورات کو اپنی ہمراہ قبرستان میں لیجاکر زیارت قبور کراوے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب: صحیح بات یہی ہے کہ عورتوں کو قبروں پر نہ جانا چاہئے کیونکہ ان میں صبر کم ہوتا ہے وہ وہاں جزع و فزع کریں گی۔ باقی اس میں اختلاف ہے۔ راجح یہی ہے کہ عورت زیارت قبور کو نہ جاوے[1]۔ فقط

بعد نماز جنازہ ایصال ثواب

سوال (۳۱۰۳) بعد نماز جنازہ قبل دفن اولیاء میت مصلیوں سے کہتے ہیں کہ آپ لوگ تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر میت کو اس کا ثواب بخش دیویں۔

الجواب: ایصال ثواب میں کچھ حرج نہیں ہے پس اگر بعد نماز جنازہ کے تمام لوگ یا بعض سورۂ اخلاص کو تین بار پڑھ کر میت کو ثواب پہنچا دیں تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے[2]۔ البتہ دعا کو بعد نماز جنازہ کے فقہاء نے مکروہ لکھا ہے کیونکہ نماز جنازہ خود دعاء للمیت ہے[3]، پس اسکے

---

[1] ویزیارۃ القبور ولو للنساء لحدیث کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروھا (درمختار) قولہ ولو للنساء وقیل تحرم علیھن والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لھن بحر، وجزم فی شرح المنیۃ بالکراھۃ الخ فلا باس اذا کن عجائز ویکرہ اذا کن شواب کحضور الجماعۃ فی المساجد (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی زیارۃ القبور ص ۸۴۳ ج ۱) ظفیر

[2] ویقرأ یس وفی الحدیث من قرأ الاخلاص احد عشرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی القراءۃ للمیت ص ۸۴۴ ج ۱) ظفیر

[3] مصلی الجنازۃ ینوی الصلاۃ للہ تعالیٰ وینوی ایضاً الدعاء للمیت الخ (ایضاً باب شروط الصلوٰۃ ص ۳۹۳ ج ۱) ظفیر۔

بعد اور کوئی دعا مشروع نہیں ہے[1]۔ فقط۔

ایک چیز کا ثواب متعدد وقت متعدد آدمیوں کو پہنچانا کیسا ہے

سوال (۲۱۰۴) اگر ثواب کلام مجید یا طعام یا کسوت ایک وقت میں ایک شخص کو پہنچا دے پھر دوسرے وقت دوسری میت کو اور تیسرے وقت تیسری میت کو پہنچا دے تو یہ ثواب تینوں میتوں کو پہنچیگا یا میت اول کو پہنچکر منقطع ہو جاوے گا، ثانی اور ثالث کو کچھ نہ ملے گا۔

الجواب:- ایک وقت میں اگر چند اموات کو ثواب پہنچا دے تو سب کو پہنچتا ہے لیکن اگر اول وہ ثواب ایک میت کو پہنچا دیا تو پھر دوسرے وقت میں اسی صدقہ و کلام مجید کا ثواب دوسری میت کو نہیں پہنچا سکتا کیونکہ وہ ثواب اول میت کو پہنچ گیا[2]۔ فقط

کئی آدمیوں کے نام ایصال ثواب کرنے سے ثواب تقسیم ہوکر پہونچتا ہے یا برابر

سوال (۲۱۰۵) وصول ثواب الی ارواح الموتیٰ میں تقسیم ہے یا مساوات، مثلاً ایک ختم کلام مجید کا پڑھ کر تین شخصوں کی روحوں کو ایصال ثواب کیا۔ آیا ہر یک کو علی السویۃ پورے پورے ختم کلام مجید کا ثواب ملے گا یا منقسم ہو کر ایک ختم کے ثواب میں تینوں آدمیوں کو ملے گا بینوا توجروا۔

الجواب:- شامی میں دونوں قول نقل کئے ہیں۔ قیاس کے موافق تقسیم ہونا چاہئے کما قال فی رد المحتار و یوضحہ انہ اھدی الکل الی اربعۃ یحصل لکل منہم ربعہ فکذا لو اھدی الربع لواحد و ابقی الباقی لنفسہ[3] الخ پھر ابن حجر مکی سے یہ نقل کیا ہے کہ ایک جماعت نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ ایک کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے اور اس کو وسعت فضل کے لائق کہا ہے[4]۔ فقط۔

---

[1] ویسلم بلا دعاء بعد الرابعۃ (ایضاً باب صلاۃ الجنائز ص ۸۱۴ ج ۱) ظفیر [2] نعم لو فعلہ لنفسہ ثم نوی جعل ثوابہ لغیرہ لم یکف الخ (رد المحتار ص ۸۴۴ ج ۱) ظفیر [3] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۵ ج ۱ ظفیر [4] لکن سئل ابن حجر مکی عما لو قرأ لاہل المقبرۃ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

اگر ایصالِ ثواب میں والدین کے ساتھ اور تمام لوگوں کو شریک کرے تو سبکو ثواب ملے گا

سوال (۳۱۰۶) ایک شخص نے سورۂ فاتحہ یا اور کوئی سورۃ یا دو رکعت نفل پڑھ کر اپنے باپ یا ماں یا پیر یا استاد کی روح کو ثواب سب مؤمنین و مؤمنات کے بخشا۔ یہ ثواب باپ ہی کی روح کو پہنچا یا سب کو اسی طرح ثواب پہنچایا جاتے یا خاص کر کے یعنی باپ ہی یا استاد ہی کا نام لیا جاوے تب پورا ثواب ملے گا۔

الجواب:- اگر سب کو ثواب پہنچایا سب کو پہنچا حصہ رسد ثواب سب کو پہنچتا ہے[۱] اور بہتر سب کو شریک کرنا ہے[۲]۔ فقط۔

بے نمازی کو بھی ثواب پہنچانے سے پہنچتا ہے

سوال (۳۱۰۷) اگر کوئی شخص بے نمازی مر جائے اور اس کی روح کو صدقہ وغیرہ کا ثواب پہنچا دیں تو پہنچتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- جو مسلمان مرا ہے اس کو ثواب پہنچ سکتا ہے۔ بے نمازی مسلمان کو بھی پہونچ سکتا ہے[۳]۔ فقط

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) الفاتحۃ هل یقسم الثواب بینهم او یصل لکل منهم مثل ثواب ذالك کاملا فاجاب بانه افتی بالثانی وهو اللائق بسعة الفضل (رد المحتار باب الجنائز ص ۸۴۵/۱) ظفیر۔ [۱] سئل ابن حجر المکی عما لو قرأ لاهل المقبرة الفاتحة هل یقسم الثواب بینهم او یصل لکل منهم مثل ثواب ذالك کاملا فاجاب بانه افتی جمع بالثانی وهو اللائق بسعة الفضل (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۴۵/۱) ظفیر۔ [۲] بل فی زکاۃ التتارخانیة عن المحیط الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانها تصل الیهم ولا ینقص من اجره شئ (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی القراءة للمیت ص ۸۴۴/۱) ظفیر۔ [۳] وفی البحر من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابها الیهم عند اهل السنة کذا فی البدائع (رد المحتار ص ۸۴۴/۱) ظفیر۔

ایصال ثواب میں فلاں ابن فلاں کہنا ضروری ہے یا صرف نام کافی ہے

سوال (۳۱۰۸) ایصال ثواب فلاں ابن فلاں کہنے کی ضرورت ہوگی یا محض اس کا نام لے لینا کافی ہوگا، اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو تو ایصال ثواب کا کیا طریقہ ہوگا۔

الجواب:۔ فلاں ابن فلاں کہنا مناسب ہے۔ لیکن اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو تو صرف اسی کا نام لینا کافی ہے، نیت میں جو کچھ ہے اللہ کو معلوم ہے۔ اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو کچھ حرج نہیں ہے[1]۔ فقط

خیرات کس کو دی جائے

سوال (۳۱۰۹) جس شخص کو کھانا یا نقد یا کپڑا دیا جاوے وہ کس صفت کا ہونا چاہئے۔ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو یا کچھ ضروری نہیں۔ غیر پابند صوم وصلوٰۃ کو دینے سے ایصال ثواب ہوگا یا نہیں۔ اور کافر یا صاحب نصاب کو کھلانے اور دینے سے ایصال ثواب ہوگا یا نہ۔

الجواب:۔ ثواب ہر ایک محتاج کو دینے میں ہے لیکن مسلمان پابند صوم وصلوٰۃ کو دینے میں زیادہ ثواب ہے[2]۔ باقی تفصیل ان امور کی فقہ کی کتابوں میں ہے، زبانی کسی عالم سے دریافت کر لیا جاوے[3]۔ فقط۔

سماع موتی کے سلسلہ میں شاہ عبد العزیز کی طرف ایک غلط بات کا انتساب

سوال (۳۱۱۰) کفایہ۔ عنایہ۔ فتح شامی وغیرہ میں سماع موتی کا مذہب احناف کے مطابق انکار ہے اور شوافع قائل ہیں۔ حدیث قلیب بدر وغیرہ کی تاویل دور از کار کرتے ہیں بلکہ شاہ عبد العزیز

[1] فی الحدیث من قرأ الاخلاص احد عشر مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات (درمختار) و فی شرح اللباب ویقرأ من القرآن ما تیسر له من الفاتحة واول البقرۃ الی المفلحون الخ ثم یقول اللّٰھم اوصل ثواب ما قرأناہ الی فلان او الیھم اھ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی القراءۃ للمیت داھدار ثوابھا له ص ۸۴۴ ج ۱) ظفیر۔ [2] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطعموا طعامکم الاتقیاء واولوا معروفکم المؤمنین رواہ البیہقی (مشکوٰۃ باب الضیافۃ ص ۳۶۹) ظفیر۔

اپنے فتاوی میں تحریر فرماتے ہیں ۔ انکار سماع موتی قریب بکفر است ۔ اس عبارت کا کیا مطلب ہے

الجواب: ۔ حدیث قلیب بدر کی تاویل کو دور از کار کہنا نہایت قبیح ہے ۔ قرن صحابہ میں تاویل کی گئی ہے ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ تاویل فرمائی ہے اور آیۃ قرآنیہ کے مطابق کرنے کے لئے حدیث میں اگر یہ تاویل کی جاوے جو قرین قیاس اور منقول عن الصحابہ ہے تو اس کو دور از کار کیسے کہہ سکتے ہیں[1] یا للعجب یا لضیعۃ الادب ۔ اور حضرت شاہ صاحب کی طرف منسوب کرنا اس قول کا جو آپ نے نقل کیا ہے غلط ہے ۔ شاہ صاحب کا کوئی ایسا فتوی سند معتبر سے ثابت نہیں ۔ حضرت شاہ صاحب جیسے بزرگ ایسے مسئلہ میں جس میں صحابہ و ائمہ و مجتہدین کا اختلاف ہو اور نصوص متعارض ہوں کیسے انکار کر سکتے ہیں اور سماع کو قریب بکفر فرما سکتے ہیں ۔ پس قول مذکور کو منسوب بہ شاہ صاحب کہنا محض غلط اور بے اصل ہے ایسی بات کبھی زبان سے نہ نکالنی چاہئے اور اس کی تغلیط کرنی چاہئے فقط

کیا شرکت میں ثواب پہنچانا مناسب نہیں

سوال (۳۱۱۱) میں اپنی سابقہ معلومات سے تلاوت قرآن کا ثواب بروح پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرکت دیگر انبیاء و بزرگان دین و دوست آشنا و رشتہ داران کی ارواح کے ہدیہ کرتا رہا ہوں ۔ ایسا مطالعہ میں آیا ہے کہ اشتراک بہتر نہیں ہے افراد بہتر ہے ۔ ملاحظہ ہو مکتوب ۳۱ جلد سوم از مکتوبات شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ ۔ آئندہ مجھکو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے ۔

الجواب: ۔ یہ مضمون مکتوب ۳۱ کا نہیں ہے بلکہ مکتوب ۲۸ صفحہ ۷۶ جلد سوم کا یہ مضمون ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مستقل طور سے بلا شرکت غیر ایصال ثواب کیا جاوے کہ دیگر میت کو بواسطہ آپ کے ثواب پہنچاوے بہتر تو یہی ہے ۔ رہا یہ کہ شرکت میں

[1] واجابوا عن هذا الحديث تارة بانه مردود عن عائشة رضي الله عنها قالت كيف يقول رسول الله صلى الله عليه وسلم ذالك والله يقول وما انت بمسمع من في القبور انك لا تسمع الموتى الخ (مرقاة المفاتيح ص ۲۴۶ ج ۴) ظفیر۔

ثواب پہنچانا کیسا ہے، سو ظاہر ہے کہ ہر طریق سے جائز ہے اس میں کسی کو کلام نہیں۔ فقط۔

قبور کا طواف درست نہیں

سوال (۳۱۱۲) زید کہتا ہے کہ طواف قبور جائز ہے اور استدلال میں حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا قول بیان کرتا ہے۔ آیا زید کا قول صحیح ہے یا نہیں۔ عبارت شاہ صاحب کی کیا ہے۔ اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ اگر طواف قبور کامل شخص کرے تو اہل قبر کو فائدہ پہنچتا ہے یہ بھی صحیح ہے یا نہیں اور طواف کرنے والا اور جائز رکھنے والا آثم و بدعی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زید کا قول غلط ہے۔ طواف عبادت مختصہ بالکعبۃ الشریفہ ہے غیر کعبہ کا طواف جائز نہیں ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی عبارت بندہ کے اس وقت پیش نظر نہیں ہے اور نہ کتاب مذکور بندہ کے پاس ہے جو اس کو دیکھا جاوے۔ بہر حال وہ تصوف میں ہے اگر اس میں کچھ ہو بھی تو اس سے مسائل شرعیہ میں استدلال نہیں ہو سکتا اور معلوم نہیں کہ وہ کس محل پر اور کس طرز پر ہے اور انھوں نے اس کا جائز ہونا بھی لکھا ہے یا نہیں۔ ہم کو حکم اتباع شریعت کا ہے اور ظاہر ہے کہ شریعت میں سوائے خانہ کعبہ کے کسی کے لئے طواف کعبہ کی اجازت نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وعہدنا الی ابراھیم واسمٰعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود[۲] - الآیۃ۔ فقط۔

استمداد اہل قبور سے جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۱۱۳) استمداد من اہل القبور کے جواز کی حنفیہ کے یہاں کوئی صورت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ استمداد من اہل القبور اگر اس عقیدہ کے ساتھ ہے کہ وہ متصرف فی الامور ہیں جیسا کہ عوام کا عقیدہ ہے تو یہ درست نہیں ہے بلکہ اس میں خوف کفر ہے۔ شامی میں ہے

---

[۱] قال یستحب اھداؤھا لہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت وقول علمائنا لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ ید خل فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ احق ذالک الخ (رد المحتار باب صلوۃ الجنائز مطلب فی اہداء ثواب القراءۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۸۴۵ / ج ۱) ظفیر۔

[۲] بقرہ - ۱۵۔

ومنها انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقادہ ذلک کفر[1] الخ اور اگر مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے دعا کی جاوے کہ یا اللہ میرا فلاں کام فلاں بزرگ کی برکت سے پورا فرما دے تو یہ جائز ہے۔ فقط۔

ایصال ثواب کا کیا حکم ہے

سوال (۳۱۱۴/۳۲) اجلاس القاری علی القبور ومو المختار صاحب فتح القدیر صفحہ ۳۰۱ فتاوی قاضی خاں صفحہ ۸۵ فتاوی عالمگیری صفحہ ۱۳۳/۱ مجمع الانہر صفحہ ۱۸۶ درر الحکام صفحہ ۱۶۹ خلاصۃ القاری صفحہ ۲۴۲ فتاوی غیاثیہ صفحہ ۴۵ فوائد سمیہ صفحہ ۱۴۴ کبیری صفحہ ۵۶۴ صغیری روح البیان۔ فتاوی مصریہ در المختار و غیرہ کتب فقہ میں بعلامت فتوی مذکور ہے۔ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط۔

بعض روایتوں کے متعلق سوال

سوال (۳۱۱۵/۲۲۸۵) تصدقوا الموتاکم قبل الدفن الخ تصدقوا الموتاکم بعد الدفن الخ شرح برزخ وزاد الآخرۃ وغیرہ کتب فقہ میں ہے۔ دستور یہاں پر یہ ہے کہ ورثہ میت حسب مقدور حفاظ وقراء وعلماء وطلباء و دیگر فقراء ومساکین کو دعوت دیکر جمع کر کے خیرات کبھی تو بعد الدفن اور کبھی قبل الدفن اور کبھی بعد جنازہ اور کبھی قبل جنازہ واسطے آسانی اور فائدہ کے دے دیا کرتے ہیں اور طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں ہے والسنۃ ان یتصدق ولی المیت قبل مضی اللیلۃ الاولی بما تیسر الخ کیا یہ روایتیں صحیح ہیں اور یہ صورت مسئولہ جائز ہے یا کیا۔

مظاہر حق کے حوالے سے ایک مسئلہ کی تصدیق

سوال (۳۱۱۶/۲۳) مظاہر حق جلد دوم باب النذور میں ہے۔ فاتحہ بزرگان دین اور نذر و نیاز ان کی درست اور جائز لکھی ہے اور کھانا اس کا روا ہے۔ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط۔

الجواب:- (۱) لوجہ اللہ میت کو قرآن شریف پڑھ کر ثواب پہنچانا عمدہ ہے اور اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔ لیکن استیجار علی التلاوۃ جیسا کہ مروج ہے یہ درست نہیں ہے

[1] رد المحتار قبیل باب الاعتکاف صفحہ ۱۷۵/۲ مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ۱۲ ظفیر۔

جیسا کہ شامی میں ہے فی الولوالجیة 'ولزارق بر صدیق او قریب لہ قرأ عند شیئا من القرآن فھو حسن اما الوصیة بذلک فلا معنی لھا ولا معنی ایضا لصلة القاری لان ذلک یشبه استیجارہ علی قراءة القرآن وذلک باطل ولم یفعله احد من الخلفاء[1] الخ والتفصیل فی باب الاجارۃ الفاسدۃ۔ پس یہ وجوہ ہیں جن کی وجہ سے اس زمانہ میں اجلاس القاری کو منع کیا جاتا ہے۔

(۲) یہ روایات بے اصل ہیں اور وہ خرابی استیجار علی التلاوۃ یہاں بھی ہے۔ اور یہاں المعروف کالمشروط مسئلہ ہے اور ایسے پڑھنے سے ثواب نہیں ہوتا۔ کما حققه فی الشامی بما لا مزید علیه۔

(۳) ایصال ثواب برائے اموات کے استحباب میں کچھ تامل نہیں ہے بالقیود رسوم محترسے کے ایصال ثواب الی الاموات جائز ہے[2]۔ یہی مطلب عبارت مظاہر حق کا ہے۔ فقط

سوالاکھ درود شریف ۲۵ آدمیوں کو بخشا تو کیسے ثواب پہنچے گا	سوال (۱۷۱۱) اگر سوالاکھ درود شریف ایک شخص نے پڑھے اور ثواب اس کا پچیس موتی کو پہنچاتا ہے تو فرمائیے

کہ ہر مونا کو ثواب سوالاکھ پہونچے گا یا اس کے ۲۵ حصے ہو کر ہر ایک کو پہنچے گا۔

الجواب: پچیس حصے ہو کر ہر ایک میت کو پانچہزار کا ثواب پہنچے گا۔ اور بعض علماء نے یہ فرمایا ہے کہ ہر ایک کو پورا ثواب ملے گا۔ والاول اقیس والثانی اوسع۔ کذا فی الشامی[3]

---

[1] رد المحتار کتاب الاجارۃ مطلب فی الاستیجار علی الطاعات ص ۴۷ ج ۵ ۱۲ ظفیر۔ [2] وفی البحر من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابه لغیرہ من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابها الیهم عند اهل السنة والجماعة کذا فی البدائع الخ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی القراءۃ للمیت ص ۸۴۴ ج ۱) ظفیر

[3] سئل ابن حجر المکی عما لو قرأ لاهل المقابرۃ الفاتحة هل یقسم الثواب بینهم او یصل لکل منهم مثل ثواب ذالک کاملا، فاجاب بانه افتی جمع بالثانی وهو اللائق بسعة الفضل (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی القراءۃ للمیت ص ۸۴۵ ج ۱) ظفیر۔

قرآن مجید کی ثواب رسانی کیسے کی جائے

سوال (۳۱۱۸) کیا قرآن مجید کے ثواب رسانی کی بھی یہی صورت ہوگی۔

الجواب:۔ یہی صورت ہوگی۔

ثواب مردوں کو کس طرح پہنچتا ہے

سوال (۳۱۱۹) ثواب کس ذریعہ سے موتی کو پہنچتا ہے۔

الجواب:۔ بذریعہ ملائکہ کے یا جس ذریعہ سے حق تعالیٰ چاہے پہنچاتا ہے۔

ایصال ثواب ارواح موتی کو

سوال (۳۱۲۰) ارواح موتی کو وقت ثواب پہنچنے کے سوائے تفریح کے اور کیا معلوم ہوتا ہے۔

الجواب:۔ اعمال صالحہ کا جس قسم کا ثواب ہے وہی پہنچتا ہے۔

کیا مردہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ ثواب فلاں کی طرف سے ہے

سوال (۳۱۲۱) کیا اس میت سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تیرے فلاں عزیز یا احباب نے یہ تحفہ بھیجا ہے اور قائل اس کا کون ہوتا ہے وہ فرشتہ ہے یا اور کوئی۔

الجواب:۔ ایسا بھی وارد ہوا ہے کہ اس سے کہا جاتا ہے اور کہنے والا فرشتہ ہوتا ہے[۱]۔

کیا قیامت سے پہلے روح انسانی قبر میں رہتی ہے

سوال (۳۱۲۲) زید کہتا ہے کہ مرنے کے بعد قیامت تک انسان کی روح قبر ہی میں رہتی ہے۔ یہ درست ہے یا نہیں۔

مرنے کے بعد عذاب جسم کو ہوتا ہے یا روح کو یا دونوں کو

سوال (۳۱۲۳) مرنے کے بعد عذاب روح کو ہوتا ہے یا جسم کو یا دونوں کو۔

الجواب:۔ (۱) قبر میں بھی روح کا تعلق رہتا ہے اور مستقر اصل اس کا علیین یا سجین ہے[۲]۔

---

[۱]

[۲] قاضی ثناء اللہؒ اس طرح کی تمام حاشیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(۲) عذاب روح پر مع جسم کے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر احادیث سے ثابت ہے۔[1] فقط۔

عہد نامہ لکھوا کر مردہ کے ساتھ قبر میں رکھنا کیسا ہے

سوال (۳۱۲۴) مردہ کے ساتھ عہد نامہ وغیرہ لکھوا کر قبر میں ساتھ رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جائز نہیں ہے اس کو فقہاء نے منع فرمایا ہے۔ بخوف تلویث بالنجاسۃ اس کی تفصیل شامی میں ہے۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

وحافظ ابن حجر عسقلانی میگوید کہ ارواح مسلمانان در علیین و ارواح کفار در سجین و ہر یک روح را با جسد خود اتصالے باشد معنوی کہ مشابہ آں اتصال نیست کہ در حیات دنیا بود۔ بلکہ اگر مشابہت دادہ شود بحال خفتہ دادہ شود لیکن آں اتصال خفتہ قوی تر است۔ شیخ جلال الدین سیوطی رو گفتہ کہ باین تقریر آنچہ در حدیث آمدہ کہ جائے قرار شان در علیین و سجین است و آنچہ ابن عبد البر از جمہور نقل کردہ کہ نزدیک قبور اند جمع می شوند الخ (تذکرۃ الموتی و القبور ص۲۸) ثم اعلم ان الروح لھا بالبدن خمسۃ انواع الخ والرابع تعلقھا بہ فی البرزخ فانھا وان فارقتہ وتجردت عنہ فانھا لم تفارقہ فراقا کلیا بحیث لا یبقی لھا الیہ التفات البتۃ فانھا واردۃ الیہ وقت سلام المسلم علیہ وورد انہ یسمع خفق نعالھم حین یولون عنہ وھذا الرد اعادۃ خاصۃ لا یوجب حیوۃ البدن قبل یوم القیامۃ (شرح فقہ اکبر ص۱۵۴) ظفیر۔

[1] والحاصل ان احکام الدنیا علی الابدان والارواح تبع لھا، واحکام البرزخ علی الارواح والابدان تبع لھا واحکام الحشر والنشر علی الارواح والاجساد جمیعا (شرح فقہ اکبر ص۱۵۴) ظفیر۔ [2] وفی فتاوی المحقق ابن الحجر المکی الشافعی عن کتابۃ العھد الخ ھل یجوز ولذلک اصل؟ فاجاب الخ قد افتی ابن الصلاح بانہ لا یجوز الخ خوفا من صدید المیت الخ (رد المحتار قبیل باب الشھید ص۸۴۷ ج۱) ظفیر۔

بعد نماز جنازہ ایصال ثواب اور مباح کام پر اصرار

سوال (۳۱۲۵) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جز خامس مصری ص ۵۴۸ و فی روایۃ لهما ان انه وضع عمر علی سریرہ فتکنفه الناس یدعون ویثنون ویصلون علیه قبل ان یرفع وانا فیهم فلم یرعنی الا رجل قد اخذ منکبی من ورائی فالتفت فاذا هو علی بن ابی طالب فترحم علی رضی اللہ عنہ الخ۔

(۲) کفایہ باب الجنائز۔ روی ان رجلاً فعل هکذا بعد الصلوٰۃ فراٰہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع استجب لك۔

(۳) عنایۃ باب الجنائز۔ روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی رجلاً فعل هکذا بعد الفراغ من الصلوٰۃ فقال ادع۔ الخ۔

(۴) قسطلانی کے جزء رابع میں حاشیہ پر شرح مسلم امام نووی مصری ص ۳۰۶۔ قوله حفظت من دعائه ای علمنیه بعد الصلوٰۃ فحفظته۔

(۵) ردایۃ ص ۲۰ و نیز در شرح برزخ ارقام نمودہ تصدق و خواندن قرآن مجید بر میت و دعا در حق او قبل برداشتن جنازہ و پیش از دفن سبب نجات از احوال آخرت و عذاب قبر است۔

(۶) رفاہ المسلمین ص ۹۶: مروی ہے کہ مردے کو گور میں رکھتے وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه۔

(۷) جوہرہ نیرہ۔ حتی یودوا حقه بالصلوٰۃ علیه والدعاء له انتهی۔

(۸) شامی۔ وصول القراءۃ للمیت اذا کانت بحضرته او دعی له عقبها ولو غائبا لان محل القراءۃ تنزل الرحمۃ والبرکۃ والدعاء عقبها ارجی للقبول۔

(۹) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرؤا یٰسٓ علی موتاکم۔

(۱۰) نماز مترجم مولانا ابوالبشیر صاحب ص ۸۵۔ بعد نماز جنازہ کے سب لوگ بیٹھ کر

قل شریف گیارہ بار اور الحمد شریف دس بار پڑھ کر میت کی ارواح کو بخشیں۔

(۱۲) تنبیہ الغافلین صـ۴۷۔ اچھا طریقہ ثواب رسانی کا مردہ کے حق میں یہ ہے کہ قبل دفن کے جس قدر ہو سکے کلمہ یا قرآن شریف یا درود یا کوئی سورۃ پڑھ کر ثواب بخشے۔

(۱۳) مظاہر حق کتاب الجنائز تحت حدیث ابن عباسؓ۔ یعنی سورۃ فاتحہ نماز جنازہ میں پڑھے جیسے کہ حدیث ابن عباسؓ کی میں گذرا۔ یا جنازہ پر بعد از نماز کیا پہلے نماز کے بہ قصد تبرک پڑھی ہو۔

(۱۴) امام محمود بدر الدین عینی شرح صحیح بخاری میں زیر باب موعظۃ المحدث عند القبر بیان فرماتے ہیں :- مصلحۃ المیت ان یجتمعوا عندہ لقراءۃ القرآن والذکر فان المیت ینتفع بہ۔

(۱۵) مشکوٰۃ صـ۱۱۹۔ عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حضرتم المریض او المیت فقولوا خیرا فان الملائکۃ یومنون علی ما تقولون۔

(۱۶) جواہر النفیس شرح در الکیس صـ۱۳۲ :- وفی نافع المسلمین رجل رفع یدیہ بدعاء الفاتحۃ للمیت قبل الدفن جاز۔

سوال مرقومہ بالا دلائل سے بعد سلام نماز جنازہ کے با ایصال ثواب بسورۃ فاتحہ واخلاص سنت ثابت ہوتا ہے یا مستحب یا بدعت حسنہ یا بدعت سیئہ۔ صرف ثبوتی پوچھتا ہوں بلا اجتماع واہتمام اور ضروری جانے۔

الجواب :- امور مستحبہ ومباحہ اصرار والتزام سے بدعت ہو جاتے ہیں۔ عن عبد اللہ بن مسعودؓ لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ ۔ قال القاری فی المرقاۃ فی شرح ھذا الحدیث من اصر علی امر مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان من الاضلال

فکیف من اصر علی بدعۃ ومنکر انتہی[1] . وفی العالمگیریۃ . وما یفعل عقیب الصلوٰۃ مکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنۃ واجبۃ وکل مباح یودی الیہ فمکروہ[2] انتہی . فقط . واللہ تعالیٰ اعلم . کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۲۶ صفر ۱۳۳۵ھ ۔

ایصال ثواب

سوال (۳۱۲۶) میت کو ثواب صدقہ و خیرات کا پہنچتا ہے یا نہیں ۔ اور دعا بزرگوں کی مردوں کے لئے نافع ہے یا نہیں ۔

الجواب :۔ میت کو ثواب صدقہ و خیرات و تلاوت قرآن شریف وغیرہ کا پہنچتا ہے ۔ اہلسنت و جماعت اصل ایصال ثواب میں متفق ہیں ۔ عبادات بدنیہ میں اختلاف ہے ۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام احمد اور جمہور سلف و خلف عبادات بدنیہ میں وصول ثواب کے قائل ہیں اور امام شافعی اور امام مالک عدم وصول کے قائل ہیں ۔ صدقات مالیہ کے ثواب میں کچھ اختلاف نہیں ہے اس میں سب متفق ہیں ۔

دلائل ایصال ثواب الی المیت کے اور اس امر کے کہ اموات کو احیاء کی دعاء اور صدقہ و خیرات سے اور قرآن شریف وغیرہ کا ثواب پہنچانے سے نفع ہوتا ہے بکثرت ہیں اما الآیات فمنہا رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا . رب اغفر لی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا للمومنین والمومنات . ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان واما الاحادیث فعن سعد بن عبادۃ فانہ قال یارسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال علیہ السلام الماء فحفر بیرا وقال ہذہ لام سعد اخرجہ . ابوداؤد . نسائی . مشکوٰۃ ص ــــ قال القونوی والاصل فی ذلک عند اہل البیت ان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوٰۃ او صوما او حجا او صدقۃ او غیرہا والشافعی رحمہ اللہ جوزہا فی الصدقۃ والعبادۃ

[2] مرقاۃ المفاتیح ص ۱۲/۲ ۱۲ ظفیر

المالیۃ وجوزہ فی الحج واذا قرأ علی القبر فللمیت اجر المستمع ومنع وصول ثواب القرآن الی الموتی وثواب الصلوٰۃ والصوم وجمیع الطاعات والعبادات غیر المالیۃ وعند ابی حنیفۃ واصحابہ رحمہم اللہ تعالیٰ یجوز ذلک ویصل ثوابہ الی المیت وتمسک المانع من ذلک بقولہ تعالیٰ وان لیس للانسان الا ما سعی و بقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا مات ابن آدم انقطع عملہ الحدیث و الجواب ان الآیۃ حُجَّۃٌ لنا لان الذی اھدی ثواب عملہ لغیرہ سعی فی ایصال الثواب الی ذلک الغیر فیکون لہ ما سعی ھذہ الآیۃ ولا یکون لہ مما سعی الا بوصول الثواب الیہ فکانت الآیۃ حجۃ لنا لا علینا واما الحدیث فیدل علی انقطاع عملہ ونحن نقول بہ وانما الکلام فی وصول الثواب غیرہ الیہ والموصل للثواب الی المیت ھو اللہ تعالیٰ سبحانہ لان المیت لا یسمع بنفسہ والقرب والبعد سواءٌ فی قدرۃ الحق سبحانہ (شرح فقہ اکبر لملا علی القاریؒ) فقط۔

قبروں پر دعا مانگنا درست ہے یا نہیں

سوال (۳۱۲۷) قبور فقراء و اولیاء و صلحاء پر فاتحہ خوانی کے بعد جو لوگ دعا مانگتے ہیں یہ اگر درست ہے تو کس طریقہ سے۔

الجواب:۔ اس طرح دعا مانگنا درست ہے کہ یا اللہ برکت اپنے نیک بندوں کے میری حاجت پوری فرما[1]۔ فقط۔

عورت کو قبر پر جانے کی اجازت ہے یا نہیں

سوال (۳۱۲۸) میری ہمشیرہ کی قبر مردانہ مکان میں ہے میری والدہ زنانہ مکان سے جو بہت قریب ہے اس کی قبر پر جانا چاہتی ہیں کسی قسم کی آہ و بکا اور بے صبری وغیرہ نہ ہوگی جانا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ بعض فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے بشرطیکہ آہ و بکا نہ ہو۔

---

[1] ویجوز التوسل الی اللہ تعالیٰ والاستغاثۃ بالانبیاء والصالحین بعد موتہم (بریقہ محمودیہ ص ۲ ج ۱) ظفیر۔

لیکن احوط نہ جانا ہی ہے۔[1] فقط۔

تلث قرآن تین بار پڑھ کر ایصال ثواب کیسے تو پورے قرآن کا ثواب ہوگا یا نہیں

سوال (۳۱۲۹) اگر کسی شخص کو پورا قرآن یاد نہ ہو صرف دس پارے یاد ہوں اور وہ ان کو تین مرتبہ پڑھے تو اس صورت میں پورے قرآن شریف کا ثواب میت کو پہنچ جاوے گا یا صرف دس ہی کا۔

الجواب:- پورے قرآن شریف کا ثواب تو اس سے حاصل نہ ہوگا البتہ دس پارہ کا سہ گونہ ثواب حاصل ہو جاوے گا۔ بہر حال اگر پورا قرآن شریف نہ ہو سکے تو یہ ہی بہتر ہے کہ دس پاروں کو بار بار پڑھے اور ثواب پہنچاوے۔ ثواب میت کو پہونچ جاوے گا۔ فقط۔

سوال (۳۱۳۰) میت کو نفل کا ثواب پہنچ سکتا ہے؟۔

الجواب:- پہنچ سکتا ہے[2]؟

میت کی نیکی کا بطور رواج بعد نماز جنازہ تذکرہ کیسا ہے

سوال (۳۱۳۰) اگر شخصے از اہل اسلام بمرد بعد از نماز جنازہ بسبب جہالت وعدم تعارف ورثا میت از مسائل شرعیہ مولوی صاحب بدستور دلالت علی الخیر و تبلیغ حکم شرعیہ وارث مردہ را بریں امر تلقین دہد کہ تو نیکی مردہ را زد

---

[1] وبزيارة القبور ولو للنساء لحديث كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها (در مختار) قوله بزيارة القبور اى لا باس بها بل تندب الخ وقوله ولو للنساء وقيل تحرم عليهن والاصح ان الرخصة ثابتة لهن بحر، وجزم فى شرح المنية بالكراهة الخ وقال الخير الرملى ان كان ذالك لتجديد الحزن والبكاء والندب على ما جرت به عادتهن فلا تجوز الخ وان كان للاعتبار والترحم من غير بكاء الخ فلا باس اذا كن عجائز ويكره اذا كن شواب كحضور الجماعة فى المساجد (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب فى زيارة القبور ص ۸۴۳/۱ ظفير)

[2] وفى البحر من صام او صلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۴۴/۱ ظفير)

بروئے جماعت موجودہ بیان کن وہمہ را برسعادتش گواہ کن پس وارث مردہ برخاستہ افعال جمیلۂ او بیان کند از اعمال حسنۂ او ہمہ حاضرین را شاہد گرداند اگرچہ در زندگی چنداں عمل خیر از و مصادر نہ شدہ باشند بلکہ گناہے گاہے۔

ایں جائز است یا نہ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ انتم شھداء اللہ فی الارض عن انسؓ قال مروا بجنازۃ فاثنوا علیہا خیرا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجبت ثم مروا باخری فاثنوا علیہا شرا فقال وجبت فقال عمر ما وجبت فقال ھذا اثنیتم علیہ خیرا فوجبت لہ الجنۃ وھذا اثنیتم علیہ شرا فوجبت لہ النار انتم شھداء اللہ فی الارض۔ مشکوۃ باب المشی بالجنازۃ۔

الجواب:۔ حاصل ایں حدیث کہ از مشکوۃ شریف نقل کردہ شد ایں است کہ میتے کہ مرداں برو ثناء خیر کنند واز نیکی یاد کنند او جنتی است وآں میت کہ او را مرداں بد گویند آں بد است ودوزخی است وایں ہم در دیگر روایات است کہ محاسن مردگان ذکر کردہ شوند نہ بدی او شاں ولیکن ایں تکلفات کہ در سوال مذکور است کہ بتصنع وتکلف آنچہ آں میت از کارہائے خیر نہ کردہ است بوے نسبت کردہ شوند وارتکاب کذب بے وجہ کردہ شود ماذون شرعی نیست البتہ آں میت آنچہ از کارہائے نیکو کردہ است اگر تذکرہ او شود وآں امور را ذکر کردہ شود بمبالغہ وراں کردہ شود نہ کتمان حق کردہ شود۔ پس ایں تلقین کہ مولوی صاحب مذکور بر بشارت میت میکنند ثابت نیست ودر تکلف داخل است کہ نہی ازاں در کلام الٰہی مذکور است وما انا من المتکلفین۔ فقط۔

قبر پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا

سوال (۱۳۳۱) قبر پر کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ وغیرہ کا پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ شرح شرعۃ الاسلام میں ہے فی الاحیاء والمستحب فی زیارۃ القبور ان یقف مستدبر القبلۃ مستقبلا لوجہ المیت[1] الخ۔ اس

[1] شرح شرعۃ الاسلام فصل فی سنن العبادۃ وحقوق المیت ص۵۸۰ ۱۲ ظفیر۔

اس روایت سے اور نیز دیگر احادیث سے جو زیارۃ قبور کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ہاتھ اٹھانا ایصال ثواب کے وقت ثابت نہیں ہے۔ فقط۔

فاتحہ بزرگان کے لئے تاریخ کی تعیین ضروری نہیں ہے

سوال (۳۱۳۲) فاتحہ بزرگان دین کسی خاص تاریخ پر کرنی چاہیے یا جب ممکن ہو۔ کیا خاص تاریخ پر کرنے سے ثواب زیادہ ملتا ہے۔

الجواب:۔ خاص تاریخ کی ضرورت نہیں ہے[1] اور نہ اس میں ثواب کی زیادتی ثابت ہے۔ فقط۔

ایصال ثواب کس دن افضل ہے

سوال (۳۱۳۳) ایصال ثواب میت کے لئے پہلا روز افضل ہے یا دوسرا و تیسرا وغیرہ یا سب ایام ایصال ثواب میں برابر ہیں یا تیسرے اور دسویں روز کی قید بدعت ہے۔

الجواب:۔ پہلے روز اور تیسرے روز اور دہم و چہلم کی قید کو اڑا دینا چاہیے شرعاً یہ تخصیصات ایصال ثواب کے لئے وارد نہیں ہیں لہذا بدعت و حرام ہیں بلا قید کسی تاریخ کے اور دن کے جب چاہے ایصال ثواب کر دیں۔ چوتھے یا پانچویں یا ساتویں دن یا اور کسی دن بلا تخصیص کھانا وغیرہ فقراء کو دیدیں۔ یہ رسوم اور تخصیصات جو عوام نے مقرر کر رکھی ہیں انکی کچھ اصل نہیں ہے۔ ہر ایک دن ایصال ثواب کے لئے برابر ہے[2]۔ فقط۔

بعد نماز جنازہ ایصال

سوال (۳۱۳۴) بعد نماز جنازہ قبل دفن چند مصلیوں کا ایصال ثواب کے لئے سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار آہستہ آواز سے پڑھنا اور امام جنازہ

---

[1] ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع الخ واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء لاجل الاکل یکرہ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز قبیل مطلب فی زیارۃ القبور ص ۸۴۲ ج ۱) ظفیر۔

[2] ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی المقابر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقراءۃ سورۃ الانعام او الاخلاص الخ (ردالمحتار باب الجنائز ص ۸۴۲ ج ۱) ظفیر۔

یا کسی نیک آدمی کا دونوں ہاتھ اٹھا کر مختصر دعا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔

الجواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے لیکن اس کو رسم کر لینا اور التزام کرنا مثل واجبات کے اس کو بدعت بنا دے گا۔ کما صرح بہ الفقہاء۔ فقط۔

سوال (۳۱۳۵) (ماہ رجب میں ایصال ثواب) ماہ رجب میں اکثر اصحاب مردہ کو بذریعہ تبارک ثواب پہنچایا کرتے ہیں اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں، اور طریقہ صحیح کیا ہے۔

الجواب اس کی کچھ اصل نہیں ہے، بلا کسی قید کے جس دن چاہے فقراء کو کھانا وغیرہ کھلا کر اور نقد دیکر ثواب میت کو پہنچا دیا جاوے[1]۔

سوال (۳۱۳۶) (قرآن پڑھوانے کا رواج) اس طرف رواج عام ہے کہ اگر کوئی شخص مر جاوے تو بعد دفن کے قرآن شریف پڑھواتے ہیں جمعہ تک، اور ملّا نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ قیامت تک حساب منکر نکیر و ضغطہ قبر رفع ہو جاتا ہے۔ آیا بعد دفن کے قبر پر قرآن پڑھوانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: اجرت معروفہ یا مشروطہ پر جو قرآن شریف میت کے لئے پڑھواتے ہیں اس میں محققین نے لکھا ہے کہ میت کو ثواب نہیں پہونچتا کیونکہ جب پڑھنے والے کو ثواب نہ ہوا بوجہ نیت اجر و عوض کے تو میت کو کہاں سے پہنچے گا۔ البتہ اگر کوئی شخص للہ قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچا دے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ثواب میت کو ملے گا۔ خواہ مکان پر پڑھ کر ثواب پہنچا دے یا قبر پر۔

سوال (۳۱۳۷) (ایصال ثواب میں آنحضرت کا واسطہ) ایصال ثواب میں واسطہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] صرح علماؤنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة او صوما او صدقة او غیرها (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۴۴ ج ۱ ظفیر) ولان القرأة لشیٔ من الدنیا لا تجوز وان الآخذ والمعطی آثمان الخ (رد المحتار مطلب فی بطلان الوصیة بالختمات والتهلیل ص ۸۴۳ ج ۱ ظفیر)

علیہ وسلم کا دیوے یا نہیں، یعنی واسطہ کیے ہوئے ثواب طعام یا کلام کا مردہ کو پہونچتا ہے یا نہیں۔

الجواب: - ایصال ثواب ہر دو طرح جائز ہے، ہر طرح پر ثواب پہنچتا ہے۔ فقط

کیا ایصال سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

سوال (۳۱۲۸) جو شخص فوت ہو چکا ہو اور زندگی میں صغائر و کبائر کا مرتکب تھا۔ اب اگر اس کی اولاد اس کو بے شمار قرآن شریف کے ختم اور دوسرے برکت والے کلاموں کے چند لاکھ پڑھ کر بخشے اور صدقہ خیرات بہت سا کرے تو کیا اس شخص کے صغائر و کبائر معاف ہو جائیں گے یا صرف صغائر معاف ہوں گے۔

الجواب: - در مختار میں ہے وقال عیاض اجمع اھل السنۃ والجماعۃ ان الکبائر لا یکفرھا الا التوبۃ ولا قائل بسقوط الدین ولو حقاً للہ تعالیٰ کدین صلاۃ وزکوٰۃ[1] - الخ اس پر بھی اتفاق ہے کہ طاعات و حسنات سے کفارہ صغائر کا ہوتا ہے نہ کبائر کا۔ کما فی الحدیث - الصلوٰت الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینھن اذا اجتنبت الکبائر[2] کما قال اللہ تعالیٰ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ فالمراد بالسیأت الصغائر وعفو الکبائر محول الی مشیۃ اللہ تعالیٰ کما قال اللہ تعالیٰ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ۔ فقط۔

تیسرے دن چنے پڑھنے کی رسم

سوال (۳۱۲۹) تیسرے دن جو میت کے لئے چنے پڑھے جاتے ہیں اور قرآن شریف دو یا زیادہ ختم کئے جاتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔ اور اگر بجائے تیسرے دن کے مثلاً چوتھے دن یا دوسرے دن چنے پڑھے جائیں تو پھر بھی رسم پڑ جاوے گی اس وقت کیا حکم ہوگا۔ اور کھانا آگے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور گیارہویں کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - یہ رسم تیسرے دن چنے پڑھنے کی اور ختم قرآن شریف کی خیر القرون میں ثابت نہیں ہوئی اور اب اس کا التزام اس درجہ ہوگیا ہے کہ عوام اس کو ضروری سمجھتے ہیں اس لئے اس کو ترک کرنا چاہئے اور اس رسم کو توڑنا چاہئے پھر جب اور کوئی دن اسی طرح لازم ہو جاوے اور رسم ہو جاوے اس کو بھی چھوڑنا ضروری ہو جاوے گا اور جو طریقہ سلف سے ثابت نہ ہو اس کو لازم کر لینا اگرچہ اعتقاداً نہ ہو صرف عملاً ہو وہ بھی واجب الترک ہے[1] اور فاتحہ آگے کھانا رکھ کر بھی جائز نہیں ہے۔ اسی طرح گیارہویں بھی جائز نہیں ہے۔ جملہ رسوم اس قسم کے جن کو شارع علیہ السلام اور آپ کے صحابہ وائمہ دین نے نہیں کیا اور اس کا حکم نہیں کیا ناجائز ہیں اور بدعت ہیں۔ مگر کفر و شرک نہیں ہیں۔

مال حرام سے فاتحہ

سوال (۳۱۴۰) اگر کوئی مال حرام سے فاتحہ اولیا کرام کرے اور امید ثواب کی رکھے تو کیسا ہے۔

الجواب: - حرام مال صدقہ کر کے امید ثواب رکھنا معصیت ہے۔ وہ شخص گناہگار ہوتا ہے[2]۔

کفن پر کلمہ شہادت لکھوانا

سوال (۳۱۴۱) میت کے کفن پر کلمہ شہادت پنڈول سے لکھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - کفن میت پر یا سینہ پر یا جبہ پر انگشت سے بغیر سیاہی بعد الغسل قبل تکفین جائز ہے۔ شامی جلد اول ص۶۶۶ نعم نقل بعض المحشین عن فوائد الشرحی ان مما یکتب علی جبهة المیت بغیر مداد بالاصبع المسبحة بسم الله الرحمٰن الرحیم وعلی الصدر لا اله الا الله محمد رسول الله وذالک

---

[1] وفی البزازیة ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث الخ واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن الخ (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص۸۴۲) ظفیر۔ [2] لا یقبل الله الا الطیب (مشکوٰة باب الصدقة ص۱۶۰) ظفیر۔

بعد الغسل قبل التکفین[۱] - واللہ اعلم -

قبر میں شجرہ رکھنا درست نہیں

سوال (۳۱۴۲) شجرہ پیران عظام میت کے ساتھ اندرون قبر رکھنا جائز ہے یا ناجائز یا موجب بے ادبی ہے -

الجواب :- شجرہ پیران عظام رکھنا قبر میں جائز نہیں، اس واسطے کہ سوا اکفان میت کے ساتھ کوئی چیز رکھنا جائز نہیں - شامی جلد اول ص ۶۵۹ ج ۱ ولا یجوز ان یوضع فیہ مضربۃ[۲]

سماع موتی

سوال (۳۱۴۳) سماع موتی میں محققین حنفیہ کا کیا مذہب ہے اور قرآن و حدیث سے کیا ثابت ہے

الجواب :- انک لا تسمع الموتی وغیرہ نصوص سے عدم سماع موتی ظاہر ہے فان عدم الاسماع یستلزم عدم السماع وھو قول محققی الحنفیۃ[۳] فقط -

طریقہ ایصال ثواب بدنیہ کیا ہے

سوال (۳۱۴۴) طریقہ ایصال ثواب بدنیہ چیست و ثواب عبادات بدنیہ بمیت برسد یا نہ -

الجواب :- نزد حنفیہ ثواب طاعات بدنیہ مثل تلاوت قرآن شریف و تسبیح و تہلیل از احیاء باموات می رسد پس صورت ایصال ثواب این است کہ ولی میت از قاریان وغیرہم بگوید کہ شما اللہ ثواب کلام اللہ بفلاں میت بخشید یا او شاں خود بلا امر ولی ثواب تلاوت قرآن شریف وغیرہ باموات بہ بخشند مگر باید کہ غرض قاریان کہ ایصال ثواب باموات می کنند اخذ معاوضہ و اجرت از ولی میت نباشد و گرنہ ثواب نیست - فقط -

کفن پر عہد نامہ لکھنا کیسا ہے

سوال (۳۱۴۵) عہد نامہ برکفن میت نوشتن ثابت است یا نہ؟ اگر ہست بسیاہی بہتر ہست یا بہ خاک؟ علامہ شامی از بزازیہ نقل کردہ است وقد افتی ابن الصلاح بانہ لا یجوز ان یکتب علی الکفن یٰسٓ والکہف ونحوھا خوفا من

---

[۱] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فیما یکتب علی کفن المیت ص ۸۴۷ ج ۱ - ۱۲ ظفیر
[۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۳۶ ج ۱ - ۱۲ ظفیر
[۳] حوالہ گزر چکا - ۱۲

صدید المیت (الی ان قال) فالمنع ھھنا اولیٰ پس معلوم شد کہ جبین وغیرہ اگر چہ از سیاہی ننویسند کہ ایں خوب نیست بلکہ از انگشت بلا مداد نویسد کما فی الشامی ایضاً ان مما یکتب علی جبھۃ المیت بغیر مداد بالاصبع بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الخ شامی ص ۸۹۵ ۔

کیا روح گھر میں آتی ہے اور ثواب کا طریقہ کیا ہے

سوال (۳۱۴۶) میت کی روح مکان پر آتی ہے یا نہیں مساکین کو کھانا کھلا کر میت کو کس طرح ثواب پہنچانا چاہئے ؟

الجواب :۔ روح مکان پر نہیں آتی اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے ، ایسا خیال اور عقیدہ نہ رکھے ۔ اور ایصال ثواب کلام مجید وکلمہ طیبہ سے اور کھانا فقراء کو کھلا کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جاوے یہ درست ، طریقہ اس کا یہ ہے کہ کھانا پکا کر فقراء کو کھلاوے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی جاوے کہ اس کا ثواب فلاں میت کی روح کو پہنچے اور صرف نیت ہونا ایصال ثواب کی کافی ہے ۔ اسی طرح کپڑا اور نقد فقراء کو دیکر نیت ثواب میت کی کیجاوے اور قرآن مجید وکلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب میت کو پہنچایا جاوے[1] ۔ فقط

ایک غلط رسم

سوال (۳۱۴۷) در اکثر مواضع چاٹگام رسم است کہ مردماں چوں بعد دفن میت از کارسازی قبر فارغ شوند پس خوند کارے جانب شمال قبر نزد سر بانہ میت بایستد وہم شخصے دیگر جانب مغرب قبر کہ برابر میانہ قبر نقیلہ پرآب گرفتہ بایستد وہمہ آب نقیلہ را حسب

---

[1] صرح علماءنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ وصوماً او صدقۃ او غیرھا (الی قولہ) زفی البحر من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابھا الیھم عند اھل السنۃ والجماعۃ کذا فی البدائع (رد المحتار ص ۸۴۲ ج ۱) درمختار میں ہے وفی الحدیث من قرأ الاخلاص احد عشر مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر شامی ص ۸۴۲ ج ۱) ظفیر۔

اشارہ خوند کار بر سطح قبر سہ دفعہ از کف خود می افشانند۔ صورتش ہمین است کہ خوند کار بعد صاحب ہیچ دعا خوانندہ از انگشت دست راست خود از جانب سر میت بطرف پائے او اشارہ کند پس مرد فتیلہ گر مسطور مطابق ایماء خوند کارے از جانب سرہا نر بطرف پائے بیش و کم مقدار ثلث آب فتیلہ غرفہ می افشاند باز بطور سابق خوند کار ہیچ دعا خواندہ فتیلہ گر آب بقیہ را بطریق مذکور می افشاند۔ حاصل آنکہ ایں عمل سہ بار کردہ شود خیال مرداں بریں آب افشاں ہمین است کہ ازیں تخفیف عذاب میت خواہد شد ایں رسم جائز است یا نہ۔

الجواب:۔ ایں رسم وایں طریق آب افشاندن بر قبر از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واز صحابہ و تابعین وائمہ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ثابت نہ شدہ لاجرم طریق محدث است کہ لازم الترک است وآنچہ در احادیث در بارہ انداختن آب بر قبر آمدہ است نہ بایں طریق و رسم خاص است و نہ خواندن چیزے بوقت انداختن آب وارد شدہ است لاجرم مجموعہ ایں رسم محدث است و انداختن آب بر قبر ممکن است کہ برائے امساک غبار و تراب باشد و ہمیں راجح است کما اختارہ فی الدر المختار و ممکن است کہ برائے تفاؤل بہ نزول رحمت باشد۔ بہرحال خواندن چیزے بوقت انداختن آب ثابت نہ شدہ است و در نفس انداختن آب بر قبر مضائقہ نیست بل مندوب است ولا باس برش الماء حفظاً للترابہ عن الاندراس درمختار[1]۔ وخواندن اول سورۂ بقرہ بجانب راس وآخر سورۂ بقرہ بجانب قدم از عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ منقول است و مستحب است ولیکن نہ بآں کیفیت کہ در سوال مذکور است الحاصل کیفیتے کہ در سوال مذکور است بدعت است محدث است[2]

ایصال ثواب کرنے والے کو ثواب ملتا ہے یا نہیں

سوال (۲۱۴۸) زید نے قرآن شریف پڑھا اور عمر کے نام سے ایصال ثواب کر دیا۔ اب زید کو اس پڑھنے کا کس قدر ثواب ملیگا؟

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص۸۴۳ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر [2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب الاعتصام ص۲۷) ظفیر

الجواب:۔ قرآن شریف کا ثواب تو عمرو کو ملے گا باقی اس وجہ سے کہ زید نے ایک کام کیا اس کو اس کا بدلہ بھی کم و بیش نہ ملے بلکہ اس سے بھی زیادہ مل سکتا ہے اخلاص شرط ہے بدون اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں الا للّٰہ الدین الخالص من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا۔ فقط

قبر میں حمائل رکھنا

سوال (۳۱۴۹) ایک بزرگ کی قبر میں بوقت دفن کرنے کے ایک حمائل شریف اور مہر نقرئی ایک شخص نے رکھدی ہے، شرع شریف اس بارہ میں کیا ارشاد فرماتی ہے؟۔

الجواب:۔ قرآن شریف اور مہر نقرئی قبر سے نکالی جاوے یہ فعل برا ہوا جس نے ایسا کیا برا کیا یہ فعل جائز نہ تھا وکما اذا سقط فی القبر متاع او کفن بثوب مغصوب او دفن معہ مال وقالوا لو کان المال درہماً اھ شامی۔[1]

اولیاء کے مزارات پر حاضر ہو کر دعا کی درخواست جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۱۵۰) بزرگان دین کی درگاہ میں حاضر ہونا اور ان سے یہ کہنا کہ آپ مستجاب الدعوات ہیں ہمارے لئے دعا کیجئے کہ خداوند عالم فلاں غرض پوری کردے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں اولیاء اللہ کو مزارات پر جانے سے خبر ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس بارہ میں مشروع یہ ہے کہ زیارت کے وقت سلام موافق طریقہ معروف کے کرے اور اہل قبور کے لئے دعا مغفرت کرے اور اگر کچھ پڑھ کر ان کی ارواح کو ثواب پہنچا دیوے تو بہت اچھا ہے اور اگر کچھ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ سے کرے مثلاً اس طریق سے کہ یا اللہ ان کی برکت سے میری حاجت پوری فرما۔ ان بزرگوں سے یہ نہ کہے کہ تم دعا کرو۔ سماع موتی خود مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ حنفیہ سماع موتی کا انکار کرتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہی مذہب ہے۔ اور آیات قرآنیہ اس پر دال ہیں لہذا اس طرح

---

[1] دیکھئے رد المحتار ص ۸۳۹ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

ان سے خطاب کرکے نہ کہے کہ تم دعا کرو بلکہ خود اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعاء مغفرت اور رفع درجات کی دعاء کرے اور اگر ان کے ذریعہ سے اپنی حاجات کے پورا ہونے کے لئے بھی دعا کرے تو مضائقہ نہیں۔ حصن حصین میں مذکور ہے کہ صالحین کے وسیلہ سے دعا کرنا مستحب ہے کہ حق تعالیٰ ان کی برکت سے دعا قبول فرمادے[1]۔ فقط۔

بعد جنازہ سورۂ اخلاص پڑھکر ایصال ثواب کی رسم

سوال (۳۱۵۱) ہمارے یہاں بعد نماز جنازہ تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر میت کو بخشتے ہیں تاکہ اس کو ختم قرآن کا ثواب ملے یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ فقہاء رحمہم اللہ نے نماز جنازہ کے بعد دوبارہ دعا کرنے کو مکروہ اور ممنوع لکھا ہے[2] کیونکہ نماز جنازہ خود دعا للمیت ہے اس میں اور کسی ایجاد و ازدیاد کی حاجت نہیں ہے لہٰذا بعد نماز جنازہ فوراً اس کا التزام کہ تین بار سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جاوے اچھا نہیں ہے۔ دوسرے وقت یا اپنے دل میں بلا اعلان و التزام کے اگر ثواب کسی سورۃ کا پہنچا دیوے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقط

سوا لاکھ کلمہ پڑھ کر ایصال ثواب کی روایت کہاں ہے

سوال (۳۱۵۲) سوا لاکھ دفعہ کلمہ شریف پڑھ کر اگر میت کو بخشا جاوے تو امید مغفرت کی ہے یہ روایت کون سی کتاب میں ہے۔ لا الٰہ الا اللہ پڑھنا چاہئے یا محمد رسول اللہ بھی ملایا جاوے۔

الجواب:۔ یہ روایت کسی حدیث کی کتاب میں نظر سے نہیں گذری۔ بعض مشائخ نے اس کو نقل فرمایا ہے لہٰذا عمل اس پر درست ہے اور معمول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کا نہیں، بلکہ صرف لا الٰہ الا اللہ کا اور کبھی کبھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] وان یتوسل الی اللہ تعالیٰ بانبیائہ والصالحین من عبادہ (حصن حصین آداب الدعاء ص۱۰) ظفیر

[2] ولا یدعو للمیت بعد صلاۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلاۃ الجنازۃ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۶۹/۲) ظفیر۔

ملانے کا ہے، اور حدیث ترمذی و ابن ماجہ میں ہے۔ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ[۱] الحدیث فقط

مردہ سے دعاء کی درخواست جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۱۵۲) ایک صاحب فرماتے ہیں کہ کسی مردہ شخص کی خواہ نبی ہو یا ولی کسی امر میں دعاء کرانا یا ان سے کسی قسم کی مدد طلب کرنا بدعت ہے اور اس کی دلیل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قحط کے زمانہ میں حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے تو ہم ایسے موقعہ پر ان سے دعاء کراتے تھے اب وہ حیات نہیں، آپ ان کے چچا ہیں آپ چل کر دعاء کریں۔ اسی طرح امیر معاویہؓ بھی جب کبھی ایسا واقعہ پیش آتا یا کوئی ضرورت ہوتی تو صحابہؓ سے دعاء کراتے، اگر مردہ سے دعاء کرانا بدعت نہیں یا اس کا حکم ہے تو حضرت عمرؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر جا کر ان سے دعاء کیوں نہیں کرائی۔

الجواب: ثابت سنت اور طریق سلف یہ ہے کہ زیارت قبور کے وقت دعاء للاموات اور ایصال ثواب حسنات بسوئے اہل قبور کرے۔ نہ یہ کہ خود ان صاحب قبور سے دعاء کو کہے کہ میرے لئے دعاء کرو یا ان سے کہے کہ میرا فلاں کام کر دو یہ ثابت نہیں ہے غایت یہ کہ اللہ تعالیٰ سے ان کی وساطت سے دعا کرے مثلاً یہ کہ یا اللہ بہ برکت فلاں بزرگ صاحب قبر کے میری حاجت پوری فرما اور دعاء قبول فرما وغیرہ۔ فقط

فاتحہ و زیارت کی اطلاع مردہ کو ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۳۱۵۳) جب کہ میت کے اعزاہ فاتحہ دلاتے ہیں تو میت کو معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔

سوال (۳۱۵۴) جب میت کے اعزاء قبرستان جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں اس کو معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔

سوال (۳۱۵۵) اگر میت کی طرف سے قربانی یا حج کرایا جاوے تو کیا اس کو

---

[۱] مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح والتحمید فصل ثانی ص ۲۰۱ ۱۲ ظفیر۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے فلاں عزیز نے یہ کام کرایا ہے۔

الجواب:- (۱) اگر معلوم ہوتا ہو تو کچھ عجب نہیں ہے [۱]

(۲) ایسا بھی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے [۲]۔

(۳) ایسا بعض روایات میں وارد ہے کہ میت کو یہ معلوم ہوتا ہے یعنی ملائکہ بتلاتے ہیں

عذاب سے بچانے کا کیا طریقہ ہے

سوال (۳۱۵۵) اگر میت عذاب میں مبتلا ہو تو اس کی نجات کے لئے اعزا کو کونسا فعل کرنا چاہئے۔

الجواب:- قرآن شریف اور کلمہ طیبہ اور صدقہ وخیرات سے ثواب پہنچا دے یہی ذریعہ میت کو کچھ نفع پہنچنے کا ہے [۳]۔ فقط

میت کے لئے دعا کس کس وقت درست ہے

سوال (۳۱۵۶) یہاں مدت سے یہ رسم ورواج ہے کہ کفنانے کے بعد میت کو جنازہ میں رکھ کر جمع ہو کر اہتمام کے ساتھ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ پھر نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد جنازہ اٹھانے سے پہلے سب لوگوں کو روک کر امام کے ساتھ فاتحہ پڑھتے ہیں پھر علاوہ اس دعاء کے جو بعد فراغ دفن متصل پڑھی جاتی ہے اس وقت بھی لوگوں کو روک کر فاتحہ ہوتی ہے۔ جب واپسی میں قبرستان کے دروازے پر پہونچتے ہیں

---

[۱] وانما الکلام فی وصول ثواب غیرہ الیہ والموصل للثواب الی المیت ھو اللہ تعالیٰ مبنی انہ لان المیت لا یسمع بنفسہ والقرب والبعد سواء (شرح فقہ اکبر ص ۱۵۹) ظفیر

[۲] وفی شرح اللباب لملا علی قاری ثم من اداب الزیارۃ ما قالوا من انہ یاتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لا من قبل راسہ لانہ اتعب لبصر المیت (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی زیارۃ القبور ص ۸۴۳ ج ۱) ظفیر

[۳] وفی البحر من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابھا الیھم عند اھل السنۃ والجماعۃ الخ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی القراءۃ للمیت ... ص ۸۴۴ ج ۱) ظفیر۔

بعض جگہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب غسل کے لئے میت کو رکھتے ہیں تب بھی جمع ہو کر فاتحہ پڑھتے ہیں اور دروازہ قبرستان پر فاتحہ پڑھنے کے بعد مکان پر بھی رسم فاتحہ بجالاتے ہیں یعنی اول تین مواقع پر فاتحہ پڑھنے کا عام رواج ہے اور پچھلے دو موقعوں پر فاتحہ پڑھنے کا عام رواج نہیں ہے یعنی کہیں ہے اور کہیں نہیں۔ لیکن اب ایک عالم صاحب تشریف لائے ان سے دریافت کیا گیا تو وہ یہ فرماتے ہیں کہ ان مختلف اوقات میں اس کیفیت کے ساتھ فاتحہ پڑھنا بدعت خلاف سنت ہے بالخصوص جب کہ تارک کو قابل ملامت بھی سمجھتے ہیں اور دلیل یہ بتلاتے ہیں کہ حسب تصریح علامہ شامی وغیرہ کہ صلوٰۃ جنازہ خود دعاء للمیت ہے چنانچہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۴۱ میں تحریر ہے نقدصرحوا عن اٰخرھم بان صلوٰۃ الجنازۃ ھی الدعاء للمیت اذھوالمقصود منھا انتھی۔ اور فاضل اجل علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے باب الجنائز میں تحت حدیث مالک ابن ھبیرہ تحریر فرماتے ہیں ولایدعی للمیت بعد صلوٰۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلوٰۃ الجنازۃ اور بعض کتب میں محیط سے نقل کیا ہے لا یقوم الرجل بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ اور کبیری سے منقول ہے فی السراجیۃ اذا فرغ من الصلوٰۃ لا یقوم بالدعاء اور یوں کہتے ہیں کہ بعد دفن متصل قبر پر دعاء مانگنا کتب احادیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور باقی ادعیہ مروجہ کا ثبوت کتب احادیث و فقہ و اقوال محققین علماء سے ثابت نہیں۔ پس ارشاد ہو کہ ان عالم صاحب کا یہ فرمانا صحیح ہے یا نہیں اور خدا و رسول کے حکم کے موافق میت کے مرنے کے وقت سے بعد دفن مکان پر واپسی تک جمع ہو کر کن کن موقعوں پر شرع شریف میں دعاء مانگنے کا ثبوت ہے۔ یا یہ ہے کہ ہر شخص علاوہ نماز جنازہ کے بلا التزام مالایلزم اور بلا اہتمام و بلا اجتماع اپنی خوشی سے جب چاہے میت کے واسطے دعاء خیر کرے۔

الجواب: ان عالم صاحب کا قول صحیح ہے اور موافق ہے قواعد و نصوص کے

اور تصریحات فقہاء ان کے قول کی مؤید ہیں۔ صلوٰۃ جنازہ خود دعا للمیت ہے اس کے سوا اور کسی موقعہ پر فاتحہ مذکور کا علی وجہ الاجتماع ثبوت نہیں ہے۔ مسند احمد ص۳۵۶ ج۴ میں عبداللہ ابن ابی اوفی سے مروی ہے ثم کبر علیہا اربعاً ثم قام بعد الرابعۃ قدر ما بین التکبیرتین یدعو ثم قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع فی الجنازۃ ھکذا۔ اور فتح الباری ص۱۲۲ ج۱۱ میں ہے وفی حدیث ابن مسعودؓ رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبر عبداللہ ذی البجادین۔ الحدیث۔ وفیہ لما فرغ من دفنہ استقبل القبلۃ رافعاً یدیہ۔ اخرجہ ابو عوانۃ فی صحیحہ۔ فقط۔

ایصال ثواب ثابت ہے مگر دن مقرر کرنا بطور رسم درست نہیں

سوال (۳۱۵۷) موتی کو ایصال ثواب کی نیت سے کچھ خیرات دینے اور قرآن مجید تلاوت کرکے بخشنے کا قرآن و حدیث میں کیا حکم وارد ہے۔ اگر کوئی موتی کو بغرض ایصال ثواب خیرات دیوے اور تلاوت قرآن کرے تو کیا واقعی اس کا ثواب موتی کو پہنچکر عذاب کی تخفیف یا درجات عالیہ کا حصول قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

دن مقرر کرکے فاتحہ خوانی سہ ماہی ششماہی وغیرہ عرس کرنا بزرگوں کی قبروں سے استمداد کرنا اور منت مراد مانگنا آیا درست ہے اور کیا موتی اور عالم میں کچھ تصرف کر سکتے ہیں۔

الجواب:۔ اموات کو ثواب صدقات و قرآن شریف کا پہنچنا اور اموات کو احیاء کے دعاء و استغفار سے نفع پہنچنا نصوص قرآنی اور احادیث سے ثابت ہے کما نقل فی کتب الفقہ۔ انکار اس کا جہل اور معصیت اور خرق اجماع ہے[۱]۔ البتہ ایصال ثواب کیلئے

[۱] ویقرأ یٰس وفی الحدیث من قرأ الاخلاص احد عشر مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات (درمختار) قولہ ویقرأ یٰس لما ورد من دخل المقابر فقرأ سورۃ یٰس خفف اللہ عنھم یومئذ وکان (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

شریعت میں کوئی دن مقرر نہیں ہے لہٰذا دہم چہلم ششماہی برسی اور عرس و فاتحہ خوانی مروجہ یہ سب رسوم خلاف شریعت ہیں اور بدعت ہیں اور قبروں سے استمداد اور منت اور طلب مراد سب ناجائز ہے، اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کا کوئی تصرف اور اختیار نہیں

آیت لیس للانسان الا ما سعیٰ کا صحیح مفہوم اور ایصال ثواب

سوال (۳۱۵۸) آیت لیس للانسان الا ما سعیٰ اور قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم۔ من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیہا۔ کیا ان آیات سے موتیٰ کو ایصال ثواب کرنے کا بطلان ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب :- شرح فقہ اکبر میں اس اعتراض (متعلق آیۃ ولیس للانسان الا ما سعیٰ الآیۃ) کو نقل کر کے یہ جواب دیا ہے کہ اس آیت سے ایصال ثواب ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب یہ فرمایا کہ ہر ایک انسان کے وہ ہے جو اس نے سعی کی تو ثواب پہنچانے والا سعی کرتا ہے اعمال خیر کا ثواب پہنچانے میں اموات کو۔ لہٰذا وہ سعی اس کی رائیگاں نہ جاوے گی بموجب اس آیت کے اور جس کو اس نے ثواب پہنچایا وہ پہنچے گا۔ انتہیٰ۔

(بقیہ حاشیہ از صفحۂ گذشتہ) لہ بعد ومن فیہا حسنات الخ صرح علماء نا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ اوصوما اوصدقۃ او غیرہا کذا فی الهدایۃ الخ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۴۲/۱) ظفیر

لہ اختلف فی العبادات البدنیۃ کالصوم والصلوٰۃ وقراءۃ القرآن والذکر فذہب ابوحنیفۃ واحمد وجمہور السلف الی وصولہا الخ واستدل لہ بقولہ سبحانہ وان لیس للانسان الا ما سعیٰ من نوع بانہ لم ینف انتفاع الرجل بسعی غیرہ وانما نفی ملکہ بغیر سعیہ وبین الامرین فرق بین فاخبر اللہ تعالیٰ انہ لا یملک الا سعیہ واما سعی غیرہ فہو ملک لسعیہ فان شاء ان یبذلہ لغیرہ وان شاء یبقیہ لنفسہ وہو سبحانہ لم یقل لا ینتفع الا بما سعیٰ الخ (شرح فقہ اکبر ص ۱۶۰) ظفیر

اور یہ بھی جواب دیا گیا ہے کہ ما سعٰی سے سعی ایمانی مراد ہے یعنی جس نے سعی ایمانی حاصل کی یعنی ایمان لایا اور مومن مرا اس کو۔ دوسروں کے ثواب پہنچانے سے ثواب پہنچ سکتا ہے نہ کافر کو اور جب کہ احادیث صحیحہ سے ثواب پہنچنا اموات کو ثابت ہو گیا تو پھر ایسے شبہات واہیہ کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی معنی قرآن شریف کے خوب سمجھتے تھے اور یہ بھی جواب دیا گیا ہے کہ الانسان سے مراد کافر ہے یعنی کافر کو ثواب نہیں پہنچتا۔ فقط۔

قبر پر قرآن پڑھنا کیسا ہے

سوال (۳۱۵۹) قبر پر قرآن شریف پڑھنا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- ایصال ثواب میت کے لئے قبر پر قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچانا درست ہے۔ کذا فی الشامی[1]۔ فقط

دفن کرنے والے کا مرنے والے کے گھر اسی دن کھانا کھانا کیسا ہے

سوال (۳۱۶۰) ایک شخص مر گیا اس کے جو دفن کرنے والے ہیں اسی روز اس کے گھر کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- میت کے گھر والوں کے لئے جو اقرباء میں سے کھانا آوے اس کا کھانا اہل میت کو درست ہے (دفن کرنے والے کا اہل میت کو کھانا پکانے پر مجبور کرنا اور کھانا مکروہ ہے[2]) ظفیر۔

---

[1] ویزیارۃ القبور الخ بقول السلام علیکم الخ ویقرأ یٰس (درمختار) لما ورد من دخل المقابر فقرأ سورۃ یٰس خفف اللہ عنہم یومئذ الخ (ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی زیارۃ القبور ص ۸۴۳ ج ۱) ۱۲ ظفیر۔ [2] وترغیبہم فی الصبر وباتخاذ طعام لہم (درمختار) قال فی الفتح ویستحب لجیران اھل المیت والاقرباء الاباعد تھئیۃ طعام لہم یشبعہم یومہم ولیلتہم لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد جاءھم ما یشغلہم حسنہ الترمذی وصححہ الحاکم (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

تمام مسلمانوں کو ایصال کرنا درست ہے

سوال (۳۱۶۱) زید بعد تلاوت قرآن مجید ثواب اس کا بتوسط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ازواج مطہرات و جملہ بزرگان دین کو بخش کر اپنے خاندان کے جملہ مردوں اور جمیع مومنین و مومنات کی روح کو بخش دیتا ہے ایسا کرنا چاہئے یا نہیں اور بہتر طریقہ ایصال ثواب کا کیا ہے۔

الجواب:- یہ طریقہ ایصال ثواب کا جس طرح زید کرتا ہے اچھا ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور زید کو بھی ثواب حاصل ہوتا ہے[1]۔ فقط

تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھ کر بخشنے تو کیا ختم قرآن کا ثواب ملے گا

سوال (۳۱۶۲) ایک مولوی صاحب وعظ میں فرمارہے تھے کہ اگر ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر جملہ مومنین کو ثواب بخش دے گا تو ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ ایک کلام مجید کا ثواب پہنچے گا یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس میں فقہاء کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ ہر ایک میت کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ تقسیم ہو کر پہنچتا ہے اور اس دوسرے قول کو موافق قیاس کے لکھا ہے، اور اللہ کے فضل سے بعید نہیں ہے کہ ہر ایک کو پورا پورا ثواب پہونچے۔ اور یہ

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) ولانا برمعروف الخ وقال ایضاً وقال یکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل الميت لانه شرع في السرور لا في الشرور وهي بدعة مستقبحة الخ (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۱ ج ۱) ۱۲ ظفیر

[1] ويقرأ من القرآن ما تيسر له من الفاتحة الخ ثم يقول اللهم اوصل ثواب ما قرأناه الى فلان او اليهم الخ الافضل لمن يتصدق نفلا ان ينوي لجميع المومنين و المومنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شئ (رد المحتار باب صلاة الجنائز زيارة القبور ص ۸۴۳ ج ۱) ظفير [2] والافضل لمن يتصدق نفلا ان ينوي لجميع المومنين والمومنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شئ (رد المحتار باب صلاة الجنائز) (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ سورۂ قل ہو اللہ کے ایک دفعہ پڑھنے سے ایک تہائی قرآن کا ثواب حاصل ہوتا ہے[1] ۔ فقط

کفن پر کلمہ لکھنا بے ادبی ہے

سوال (۳۱۶۳) کفن میت پر کلمہ شریف لکھنے کا کیا حکم ہے

الجواب :- کلمہ شریف لکھنے میں سوء ادبی ہے اور ملوث بالنجاست کرنا ہے اسلئے محققین نے اس سے منع کیا ہے[2] ۔

قبرستان میں جا کر کیا کرنا چاہئے

سوال (۳۱۶۴) قبرستان میں پہنچکر کیا پڑھنا چاہئے اور درود شریف پڑھنا چاہئے کہ نہیں کیونکہ بعض کا خیال ہے کہ درود شریف صرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مخصوص ہے ۔

الجواب :- درود شریف بھی پڑھ سکتے ہیں اور طریق مشروع زیارت قبور کا یہ ہے کہ کہے السلام علیکم یا اھل القبور انتم لنا سلف وانا انشاء اللہ بکم لاحقون یغفر اللہ لنا ولکم اس کے بعد اگر قل ہو اللہ وغیرہ پڑھ کر ثواب پہنچا وے تو یہ بھی

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ: مطلب فی القراءۃ للمیت ص۸۴۴/۱) سئل ابن حجر المکی عما لو قرأ لاھل المقبرۃ الفاتحۃ ھل یقسم الثواب بینھم او یصل لکل منھم ثواب ذالک کاملا فاجاب بانہ افتی جمع بالثانی وھو اللائق بسعۃ الفضل (ایضاً ص۸۴۵/۱) ظفیر

[1] وعن ابن عباس وانس بن مالک قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا زلزلت تعدل نصف القرآن وقل ھو اللہ احد تعدل ثلث القرآن وقل یا ایھا الکافرون تعدل ربع القرآن رواہ الترمذی (مشکوۃ کتاب فضائل القرآن ص۱۸۸) ظفیر

[2] وفی فتاوی المحقق ابن حجر المکی الشافعی سئل عن کتابۃ العھد علی الکفن وھو لا الٰہ الا اللہ الخ والقیاس المذکور ممنوع لان القصد ثم التمییز وھناک التبرک الخ فلا یجوز تعریضھا للنجاسۃ (رد المحتار مطلب فیما یکتب علی کفن المیت ص۸۴۷/۱) ظفیر۔

اچھا ہے[1]۔ فقط۔

زبان سے ایصالِ ثواب کے لئے کیا کہا جائے

سوال (۳۱۶۵) اور بوقت ثواب رسانی کے اگرچہ نیت کا ہونا کافی ہے لیکن زبان سے جو کہا جاسے وہ کن الفاظ سے وقت پہنچانے ثواب کے کہا جائے۔

الجواب: یہ کہا جائے کہ یا اللہ اس عمل کا ثواب فلاں کو پہنچا دے[2]۔ فقط۔

اپنی زندگی میں کلمہ اور قرآن پڑھ کر اپنے لئے رکھا تو کیا مرنے کے بعد اس کا ثواب ملے گا

سوال (۳۱۶۶) اگر کسی شخص نے اپنے لئے سوا لاکھ کلمہ شریف اور ایک قرآن شریف کا ثواب اپنی زندگی میں واسطے اپنی مغفرت کے امانت رکھا ہو بعد مرگ وہ ثواب اس کو پہنچے گا یا نہیں۔

الجواب: کیوں نہیں (ضرور ملے گا[3])

ثواب پہنچانے والے کو بھی ثواب ملتا ہے

سوال (۳۱۶۷) ثواب پہنچانے والے کو بھی کچھ ثواب یا نیکی ملتی ہے یا نہیں۔

---

[1] قال فی الفتح والسنة زيارتها قائما والدعاء عندها قائما كما كان يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم فی الخروج الى البقيع ويقول السلام عليكم الخ وفی شرح اللباب ويقرأ من ما تيسر له من الفاتحة واول البقرة الى المفلحون وآية الكرسی وآمن الرسول وسورة يٰس وتبارك الملك وسورة التكاثر والاخلاص اثنی عشرة مرة او احدى عشرة او سبعا او ثلاثا ثم يقول اللهم اوصل ثواب ما قرأناه الى فلان او اليهم. رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب زيارة القبور ص ۸۴۳ ج ۱. ظفیر

[2] ويقرء من القرآن ما تيسر من الفاتحة الخ ثم يقول اللهم اوصل ثواب ما قرأناه الى فلان او اليهم. رد المحتار باب الجنائز مطلب زيارة القبور ص ۸۴۴ ج ۱. ظفیر

[3] قال فی البحر من صلى او صام او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

الجواب: ثواب ملتا ہے[1]۔ فقط۔

قبر کو سجدہ کرنا حرام ہے

سوال (۳۱۶۸) زید متبع شریعت ہے لیکن بکر نے ایک مرتبہ بچشم خود دیکھا کہ زید ایک بزرگ کے مزار پر گیا اور قبر پر پیروں کی طرف پیشانی رکھدی اور کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر داہنی جانب کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی۔ زید کا یہ فعل جائز ہے یا نہ۔

الجواب: زید کا یہ فعل بے شبہ ناجائز اور حرام ہے اور عام و خاص کسی کے لئے درست نہیں[2]۔ فقط

اہل ہنود کے بچے جہاں دفن ہوں وہاں پہونچ کر کچھ پڑھنا درست نہیں

سوال (۳۱۶۹) جس جگہ اہل ہنود کے صرف بچے ہی دفن ہوں وہاں اگر کوئی مسلمان آوے تو کچھ پڑھے یا خاموش رہے۔

(بقیہ حاشیہ: صفحہ گذشتہ) عند اهل السنة والجماعة كذا في البدائع ثم قال وبهذا علم انه لا فرق بين ان يكون المجعول له ميتا او حيا والظاهر انه لا فرق بين ان ينوى عند الفعل للغير او يفعله لنفسه ثم (رد المحتار باب الجنائز مطلب في القراءة للميت ص ۸۴۳) ظفير۔

[1] وفي الحديث من قرأ الاخلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطى من الاجر بعدد الاموات (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب في القراءة للميت ص ۸۴۳) ظفير۔

[2] وكذا ما يفعلون من تقبيل الارض بين يدي العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضي به آثمان لانه يشبه عبادة الوثن وهل يكفران على وجه العبادة والتعظيم كفر وان على وجه التحية لا وصار آثما مرتكبا للكبيرة وفي الملتقط التواضع لغير الله حرام (در مختار) وقال شمس الائمة السرخسي ان كان السجود لغير الله تعالى على وجه التعظيم كفر اهـ قال القهستاني وفي الظهيرية يكفر بالسجدة مطلقا (رد المحتار كتاب الحظر والاباحة فصل في الاستبراء ص ۳۷۰) ظفير۔

ہنود کے بچے جنتی ہیں یا جہنمی

سوال (نمبر ۳۱) نہ بچے ہنود کے جنتی ہیں یا جہنمی۔

الجواب:- (۱ و ۲) نا بالغ بچے اہل ہنود کے جو مرتے ہیں وہ جنتی ہیں[۱] اور اہل ہنود کے قبرستان میں جہاں بچے بھی مدفون ہوں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے[۲]۔ فقط۔

رات میں زیارت قبور جائز ہے یا نہیں

سوال (۱/۳۱) رات کے وقت قبور کی زیارت کرنا یعنی مردوں کے واسطے کچھ پڑھ کر بخشنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جائز ہے، لاطلاق قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الا فزوروھا۔ الحدیث[۳]۔ فقط۔

زیارت کرنے والوں کی اطلاع مردہ کو

سوال (۲/۳۱) اکثر کتب فقہ معتبرہ مثلاً شامی طحطاوی علی المراقی الفلاح۔ فتح القدیر میں محمد بن واسع کا فیصلہ یا قول اس طرح درج ہے نقل قال محمد بن واسع الموتی یعلمون بزوارھم یوم الجمعۃ ویومًا قبلہ ویومًا بعد شامی باب زیارۃ القبور۔ وکذا فی الطحطاوی علی المراقی الفلاح۔ وشرح الصدور للعلامۃ السیوطی و فتح القدیر۔ مگر علاوہ علامہ شامی کے باقی کتب میں لفظ بلغنی ہے جو دلالت کرتا ہے کہ محمد بن واسع کو کسی غیر سے یہ قول پہنچا ہے اور شامی میں لفظ بلغنی نہیں ہے جو دلالت کرتا ہے کہ یہ فیصلہ یا حکم خود محمد بن واسع کا ہے۔ عبارت شامی کو معتبر سمجھا جاوے یا دیگر کتب کو کیا یہ فیصلہ درست ہے۔

الجواب:- شامی کی عبارت کا یہ مطلب لینا چاہیے نقل قال محمد بن واسع ناقلاً عن السلف الخ[۴] پس اس صورت میں کچھ تعارض مابین عبارت شامی و عبارت دیگر

---

[۱] وتوقف الامام الاعظم فی سوال اطفال الکفرۃ ودخولھم الجنۃ وغیرہ حکم بذالک فیکونون خدم اھل الجنۃ (شرح فقہ اکبر ص ۱۲۱) [۲] صرف مسلمانوں کے قبرستان میں پڑھنے کا حکم ہے۔ ظفیر۔ [۳] دیکھئے مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور فصل اول ص ۱۵۴۔ ۱۲ ظفیر۔ [۴] سوال میں جو عبارت نقل کی ہے جواب میں اسی کا حوالہ ہے اسکے لئے دیکھئے رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی زیارۃ القبور ص ۸۴۳۔ ۱۲ ظفیر

کتب نہ رہے گا جس کی وجہ سے کسی کی تغلیط کی جاوے بلکہ تطبیق دونوں میں ہو گئی اور ظاہر یہی ہے کہ محارین واسع اس قول کو سلف سے نقل فرما رہے ہیں از خود نہیں کہتے پس لفظ بلغنی کو بحالہ رکھنا چاہئے اور پہلی عبارت میں تاویل کرنی چاہئے۔ فقط۔

صاحب زکوٰۃ کو ثواب کی نیت سے کھلانا کیسا ہے

سوال (۳۱۴۳) ایک مولوی اور حافظ صاحب زکوٰۃ ہیں۔ ان کو بزرگ سمجھ کر کھانا کھلایا جاوے اور اس کا ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین اور اپنے احباب کی ارواح کو پہنچانا درست ہے یا نہیں اور ثواب پہنچتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ فقراء کو کھلانے میں زیادہ ثواب ہے اگر اخلاص نیت کے ساتھ ہو۔

قبر کے گرد اگرد پختہ کرنا

سوال (۳۱۴۴) لحد کو خام رکھنا اور باقی گرداگرد قبر کو پختہ بنانا جائز ہے یا نہیں۔

مزار کے پہلو میں مسجد بنانا کیسا ہے

سوال (۳۱۴۵) پہلوئے مزار پر مسجد بنانا اور مستفیضان کے لئے حجرہ تیار کرنا کیسا ہے۔

بزرگان دین کی قبریں پختہ کیوں بناتے ہیں

سوال (۳۱۴۶) متقدمین و بزرگان دین کے جو مقابر بلاد عرب و ہند وغیرہ میں موجود ہیں علماء نے ان کی پختگی کیسے جائز فرمائی ؟

الجواب:۔ (۱) (عن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجصص القبور وان يكتب عليها وان توطأ) رواه الترمذي[1] وفي الدر المختار ولا الآجر المطبوخ[2] الخ اس حدیث اور روایت کتب فقہ سے معلوم ہوا کہ کسی میت کی قبر کو پختہ کرنا درست نہیں ہے اور تعویذ قبر کو خام چھوڑنا اور گرداگرد پختہ کرنا بھی درست نہیں ہے۔

(۲) قریب مزار کے مسجد کا ہونا اور حجروں کا ہونا کچھ حرج نہیں ہے۔ قبر سامنے نمازی کے

---

[1] ترمذی باب ما جاء فی کراہیۃ تجصیص القبور والکتابۃ علیہا ۱۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجنائز ص ۸۳۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

نہ ہو تو قبرستان میں نماز پڑھنے میں کچھ نہیں ہے۔

(۳) حکم شرعی حدیث مذکورہ ۱ و روایت فقہیہ مذکورہ ۲ سے واضح ہو گیا اور علامہ شامی نے بدائع سے نقل فرمایا ہے قولہ المطبوخ صفۃ کاشفۃ قال فی البدائع لانہ یستعمل للزینۃ ولا حاجۃ للمیت الیھا ولانہ مما مستہ النار فیکرہ ان یجعل علی المیت تفاؤلا[1]۔ اس روایت بدائع سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ پختہ اینٹ قبر پر لگانا دو وجہ سے مکروہ ہے، ایک یہ کہ میت کو زینت اور آراستگی کی ضرورت نہیں دوسرے وہ آگ میں پکی ہے، تفاؤلاً میت کے قریب ایسی چیز نہ رکھی جائے جس کو آگ میں پکایا ہو۔ اور بزرگان دین نے اس کو پسند نہیں فرمایا، کسی دوسرے شخص نے اگر کسی بزرگ کی قبر کو پختہ کر دیا تو اس میں اس بزرگ کے ذمہ کچھ مؤاخذہ نہیں۔

کلام مجید اور کتب تفسیر ہدیہ کر کے ثواب پہنچانا

سوال (۳۱۷۷) سعیدہ بیوہ عورت اپنے شوہر متوفی کی روح کو ثواب پہنچانا چاہتی ہے اور ہندہ خود مالک و مختار ہے۔ کوئی لڑکا وغیرہ نہیں ہے۔ لہٰذا جس طرح جائز ہو ویسا کیا جاوے۔ کلام مجید و تفسیر و حدیث شریف کی کتابیں ہدیہ لیکر کسی عالم یا حافظ یا طالب علم کو دیکر متوفی کو ثواب بخشنا جائز ہے یا نہیں اور کچھ روپیہ مسجد کی مرمت اور مدارس اسلامیہ میں دیکر متوفی کو ثواب پہنچانا جائز ہے یا نہ۔ یا بالالتزام مقررہ کے دعوت عالم حافظ نمازی وغیرہ کی کر کے کھانا کھلا کر متوفی کو ثواب بخشدینا جائز ہے یا جو طریقہ مناسب ہو اس طریقے سے کیا جاوے۔

الجواب:- یہ طریقے ثواب رسانی کے عمدہ اور مستحسن ہیں خواہ مدارس اسلامیہ میں طلبہ مساکین کی امداد کے لئے کچھ نقد و کپڑا وغیرہ دیں یا کتب حدیث و تفسیر و فقہ خرید کر مدرسہ میں وقف کر دیں تاکہ طلبہ ان سے ہمیشہ نفع اٹھاتے رہیں اور میت کو ہمیشہ ثواب پہنچتا رہے اور بلا تعیین تاریخ اور دن فقراء کو کھانا کھلانا اور ثواب میت کو پہنچانا بھی درست ہے

---

[1] ردالمحتار باب الجنائز مطلب فی دفن المیت ص ۸۳۷ ج ۱ ۔ ۲ ظفیر۔

اور میت کو ثواب پہونچے گا۔ اور قرآن شریف و کلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب پہنچانا بھی اچھا ہے[۱]

مردہ دفن کرنے سے پہلے قبرستان سے جانا چاہے تو کیا ورثاء میت سے اجازت ضروری ہے

سوال (۳۱۷۸) جنازہ کی نماز پڑھ کر میت کو دفنانے سے پہلے اگر کوئی شخص قبرستان سے جانا چاہے تو میت کے ورثاء سے اجازت لینے کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب:- اجازت لینے کی ضرورت نہیں البتہ دفنانے سے پہلے چلے آنے میں برنسبت بعد دفنانے کے آنے سے ثواب کم ہو جاتا ہے[۲]۔ فقط

قرآن خوانی اور ایصال ثواب کے لئے تیسرے دن کی قید ضروری نہیں

سوال (۳۱۷۹) میت کے سویم کے دن قرآن پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- اصل یہ ہے کہ اگر قرآن شریف بلامعاوضہ پڑھ کر میت کو ثواب پہنچایا جائے تو ثواب پہنچتا ہے[۳] مگر کسی دن اور تاریخ کی تخصیص نہ ہو اور اگر اس طور سے ہو جیسا کہ اکثر اس زمانہ میں مروج ہے کہ تیسرے دن بچوں اور بڑوں سے قرآن شریف پڑھوا کر ان کو پیسے وغیرہ تقسیم کئے جاتے ہیں تو یہ جائز نہیں ہے اور اس میں میت کو ثواب نہیں پہنچتا۔ فقط

---

[۱] صرح علماءنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة او صوما او صدقة او غیرها کذا فی الهدایة (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی القراءة للمیت ص ۸۴۲ ج ۱) ظفیر

[۲] لما فی ابن ماجة عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی علی جنازة ثم اتی القبر فحثی علیه (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۳۸ ج ۱) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اتبع جنازة مسلم ایمانا واحتسابا وکان معه حتی یصلی علیها ویفرغ من دفنها فانه یرجع من الاجر بقیراطین کل قیراط مثل احد ومن صلی علیها ثم رجع قبل ان تدفن فانه یرجع بقیراط متفق علیه (مشکوٰة باب المشی بالجنازة ج ۱ ص ۱۴۴) ظفیر

[۳] وفی شرح اللباب ان یقرأ من القرآن ما تیسر له من الفاتحة واول البقرة الی المفلحون وآیة الکرسی وآمن الرسول وسورة یٰس الخ ثم یقول اوصل ثواب ما قرأناه الی فلان او الیهم (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی القراءة للمیت ص ۸۴۴ ج ۱) [۴] ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع الخ واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن الخ (رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۴۲ ج ۱) ظفیر

نویں فصل

متفرقات

میت کی تعظیم کے لئے اٹھنا کیسا ہے

سوال (۳۱۸۰) میت کی تعظیم کو اٹھنا کیسا ہے۔

الجواب:- میت کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہونا حدیث شریف میں آیا ہے، لہٰذا اس میں کچھ حرج نہیں ہے[1]۔ فقط۔

قبر پر خوبصورتی کے لئے پھول ڈالنا کیسا ہے

سوال (۳۱۸۱) اگر کوئی شخص قبر پر پھول بطور خوبصورتی کے رکھدے تو کچھ حرج ہے یا نہیں۔

الجواب:- قبر پر پھول وغیرہ ڈالنا نہ چاہئے[2]۔ فقط

---

[1] عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ قال کان سھل بن حنیف وقیس بن سعد قاعدین بالقادسیۃ فمر علیھما بجنازۃ فقاما فقیل لھما انھا من اھل الذمۃ فقالا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرت بہ جنازۃ فقام فقیل لہ انھا جنازۃ یھودی فقال الیست نفسا متفق علیہ (مشکوٰۃ باب المشی بالجنازۃ ص۱۴۷) اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث اس مضمون کی اسی باب میں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے قیام کا حکم تھا پھر وہ حکم منسوخ ہوگیا لیکن جواز پھر بھی باقی رہا، اور یہ کھڑا ہونا دراصل خالق النفس اور ملائکہ کی تعظیم کے لئے ہے واللہ اعلم ظفیر

[2] یوں رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، وضع الورد والریاحین علی القبور حسن وان تصدق بقیمۃ الورد کان احسن (عالمگیری کتاب الکراھیۃ باب سادس عشر ص ۳۶۳/۵) اس سے معلوم ہوا کہ اچھا یہ ہے کہ اس کی قیمت ایصال ثواب کی نیت سے صدقہ کردی جائے اور اس زمانہ میں چونکہ پھول چادر چڑھانیکا رواج ہے اور اسے کار ثواب سمجھ لیا گیا ہے اس لئے یہ سب بدعات میں داخل ہیں اور ان سے اجتناب ضروری ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر مفتاحی۔

ادائے قرض اگر مرنے کے کچھ دنوں بعد ہو تو کیا حکم ہے

سوال (۳۱۸۲) زید متوفی کے ذمہ قرض باقی رہ گیا اس کے ورثاء نے کسی قدر عرصہ گذرنے کے بعد ادا کیا تو قبل ادا کرنے کے عدم ادائے قرض کا عذاب قبر میں ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر قبل ادائے دین عذاب قبر ہوا ہوگا تو وہ عذاب ادائے دین کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ مرتفع ہو گیا حتی الوسع ادائے دین میت میں جلدی کی جائے کیونکہ احادیث میں دین کے متعلق سخت وعید وارد ہے[1]۔ فقط۔

کسی ولی کی قبر پر قصد کر کے جانا کیسا ہے

سوال (۳۱۸۳) کسی بزرگ یا ولی یا پیر کے مزار پر قصد کر کے اور سفر کر کے جانا کیسا ہے۔

اپنے والدین کے مزار پر غیر ملک میں جانا کیسا ہے

سوال (۳۱۸۴) لڑکا اپنے والدین کے مزار پر غیر ملک میں جا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب (۱) بغیر کسی خاص دن کی تعیین کے اگر کبھی چلا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں[2]۔۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر جانا برکت سے خالی نہیں۔

(۲) جا سکتا ہے[3] فقط

---

[1] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مطل الغنی ظلم متفق علیہ (باب المشکوٰۃ الافلاس والانظار فصل اول) ای تاخیرہ اداء الدین من وقت الی وقت ظلم فان المطل منع اداء ما استحق اداؤہ وھو حرام من المتمکن (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب ایضاً ص ۳۳۷ ج ۳) ظفیر [2] و [3] بزیارۃ القبور ولو للنساء لحدیث کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروھا ویقول السلام علیکم دار قوم مومنین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون ویقرأ یٰس الخ (در مختار) قولہ بزیارۃ القبور ای لا باس بھا بل تندب کما فی البحر الخ وزار فی کل اسبوع کما فی مختارات النوازل، قال فی شرح لباب المناسك الا ان الافضل یوم الجمعۃ والسبت والاثنین والخمیس الخ وفیہ ویستحب ان یزور شھداء جبل احد الخ قلت استفید منہ ندب الزیارۃ وان بعد محلھا الخ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی زیارۃ القبر ص ۸۴۳ ج ۱) ظفیر۔

روح کے گھر میں آنے کی روایت محقق نہیں

سوال (۳۱۸۵) شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی مفید المفتی میں روح کے تعلق کی بابت فرماتے ہیں کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اذا مات المومن دار روحہ حول دارہ شھرا فینظر الی خلفہ من مالہ کیف یقسم مالہ وکیف یؤدی دینہ فاذا تم شھر رد الی حضرتہ فیدور حول قبرہ حولاً وینظر روحہ من ید عولہ ویحزن علیہ فاذا تم سنۃ رفع الی حیث یجمع الخلائق الی یوم ینفخ فی الصور۔ انتہی۔ اور مولانا عبدالحی صاحب بجواب استفتار ۳۱۷ ارقام فرماتے ہیں، ظاہرا احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد نقل کے روح علیین کو جاتی ہے۔

روایت بزازیہ میں ہے فاذا خرجت روحہ وضعت علی ذلک المسک والریحان وذھب بہ الی علیین اور یہ امر کہ ایک چلہ گھر میں اور ایک سال قبر پر رہ کر علیین کو جاتی ہے ثابت نہیں ہے، اس میں محقق قول کون سا ہے۔

الجواب:۔ اس میں محقق قول یہ ہے جو کہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے لکھا ہے۔[1]

جمعہ کو فاسق مرجائے تو حساب ہوگا یا نہیں

سوال (۳۱۸۶) اگر جمعہ کے روز فاسق فاجر مرجائے اس سے حساب منکر نکیر کا اور ضغطہ قبر کا ہوگا یا نہیں، اور روز جمعہ کے بعد پھر عود کرے گا یا نہیں۔

الجواب:۔ حدیث شریف میں ہے ما من مسلم یموت یوم الجمعۃ او لیلۃ الجمعۃ الا وقاہ اللہ فتنۃ القبر۔[2] قال القاری فی شرح المرقاۃ فتنۃ القبر ای عذابہ وسوالہ وھو یحتمل الاطلاق والتقیید الاول ھو الاولی بالنسبۃ الی فضل المولیٰ۔[3] اور اس کے بعد

۱؎ اخرج البزاز بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رفعہ الخ ان المومن تصعد روحہ الی السماء فتاتیہ ارواح المومنین الخ عن الحسن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات العبد تلقی روحہ ارواح المومنین (شرح الصدور ص ۶۰) ظفیر۔ ۲؎ مشکوٰۃ باب الجمعۃ عن الترمذی وغیرہ ۱۲ ظفیر

۳؎ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الجمعۃ ص ۲/۲۱۲ ظفیر۔

شارح موصوف نے چند روایات اس بارہ میں نقل فرمائی ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ پھر عذاب نہ ہوگا اور شامی میں نقل ہے کہ جمعہ کے روز عذاب منقطع ہو کر پھر نہ ہوگا۔ فقط

میت کی روح گھر میں آتی ہے یا نہیں اور خواب میں کیوں آتی ہے

سوال (۳۱۸۷) میت کی روح مکان میں آتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں آتی تو خواب میں کیوں نظر آتی ہے۔

الجواب:- خواب میں کسی میت کا نظر آنا اس کو مقتضی نہیں ہے کہ اس کی روح مکان میں آوے بلکہ خواب میں نظر آنا بسبب تعلق روحانیت کے ہے مکان سے اس کو کچھ تعلق آنے کا نہیں ہے۔ بہت سے زندہ لوگوں کو جو دور دراز پر ہیں خواب میں دیکھا جاتا ہے، پس خواب کا قصہ جدا ہے، اجسام ظاہری کا اتصال اس کے لئے ضروری نہیں ہے عالم ارواح دوسرا عالم ہے۔ فقط

بے نمازی کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے اس کو گھسیٹا نہ جائے

سوال (۳۱۸۸) بعض دیہات و شہر میں بے نمازی کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے بلکہ اس کو باندھ کر گھسیٹتے ہیں۔ یہ عمل شریعت میں درست ہے یا نہیں

الجواب:- حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر[۲]۔ یعنی ہر ایک نیک و بد کی نماز جنازہ پڑھو۔ پس یہ عمل ان لوگوں کا درست نہیں ہے کہ بے نمازی کے جنازہ کو گھسیٹ کر اور بلا نماز دفن کریں، ایسا کرنا حرام ہے

صاحب مزار سے دعا کی درخواست جائز ہے یا نہیں

(۳۱۸۹) بروئے مذہب احناف بزرگان دین کے مزارات پر جا کر یہ عرض کرنا کہ آپ مقبول خداوندی ہیں، آپ ہمارے لئے دعا کر دیجئے کہ ہماری فلاں مراد پوری ہو جائے۔ یہ جائز ہے یا نہ۔

امام اعظمؒ کے نزدیک بعد وفات بزرگان دین سنتے ہیں یا نہیں

سوال (۳۱۹۰) امام صاحب

---

[۱] ثم ذکر ان من لا یسئل ثمانیة الشهید الخ والمیت یوم الجمعة او لیلتها، رد المحتار باب الجنائز۔ مطلب ثمانیة لا یسئلون فی قبورهم ۱۲ ظفیر۔ [۲] شرح فقہ اکبر ص ۹۱۔ ۱۲ ظفیر۔

کے نزدیک بزرگان دین بعد وفات زائرین کی باتیں سنتے ہیں یا نہیں۔

کیا امام صاحبؒ نے کسی کو قبر سے التجا کرنے سے روکا تھا

سوال (۱۹۱/۳۱۹۱) کیا یہ صحیح ہے کہ امام صاحب موصوف نے کسی شخص کو کسی قبر پر اہل قبر سے کچھ عرض و معروض کرتے دیکھا تو فرمایا کہ تو ایسے سے التجا کرتا ہے جو سن بھی نہیں سکتا۔

امام صاحب کی تائید میں جو آیت ہو یا حدیث پیش کیجائے

سوال (۱۹۲/۳۱۹۲) اگر کوئی آیت یا حدیث امام صاحب کے قول کی تائید میں ہو تو وہ بھی تحریر فرمائیے۔

الجواب:- (۱ تا ۴) سماع موتی میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف صحابہ رضؓ کے زمانہ سے ہے۔ بہت سے ائمہ سماع موتی کے قائل ہیں اور حنفیہ کی کتب میں بعض مسائل ایسے مذکور ہیں جن سے عدم سماع موتی معلوم ہوتا ہے۔ مگر امام صاحبؒ سے کوئی تصریح اس بارہ میں نقل نہیں کرتے اور استدلال عدم سماع کا آیۃ انک لا تسمع الموتی وغیرہ سے کرتے ہیں۔ اور مجوزین کا استدلال حدیث ما انتم باسمع منهم الخ اور حدیث سماع قرع نعال سے ہے اور آیت مذکورہ کا یہ جواب دیتے ہیں کہ نفی سماع قبول کی ہے۔ غرض یہ کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ اور قول فیصل ہونا اس میں دشوار ہے۔ پس عوام کو سکوت اسمیں مناسب ہے جب کہ علماء کو بھی اس میں تردد ہے اور دلائل فریقین موجود ہیں اور جب کہ سماع موتی میں اختلاف ہوا تو اس میں بھی اختلاف ہوا کہ بزرگان دین کے مزارات پر اسطرح دعاء کرنا کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعاء کرو کہ میری فلاں حاجت پوری فرما دے۔ یہ بھی مختلف فیہ ہوگا۔ البتہ احوط یہ ہے کہ اس طرح دعا کرے کہ یا اللہ اپنے اس نیک بندے کی برکت سے میری دعا قبول فرما اور میری حاجت پوری فرما۔[۲]

---

[۱] حاشیہ گذر چکا ۱۲ ظفیر۔ [۲] دکرہ قولہ بحق رسلك و انبیائك و اولیائك او بحق البیت لانه لا حق للخلق علی الخالق تعالیٰ (درمختار) قولہ کرہ الخ هذا لم یخالف فیه ابو یوسف بخلاف مسئلة المتن السابقة الخ وجاء فی الآثار ما دل علی الجواز (رد المحتار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع ص ۳۳۹ ج ۵)

فرشتوں کے متعلق غلط عقیدہ

سوال (۳۱۹۳) ایک شخص حالت سکتہ میں تھا، عزرائیل علیہ السلام اس کی روح قبض کرلے گئے اور دوزخ میں ڈال دیا، اس کے بعد خداوند عالم نے عزرائیل علیہ السلام سے کہا کہ تم سے غلطی ہوئی اسی نام کا ایک دوسرا شخص ہے اس کی روح قبض کرلاؤ اس کو چھوڑدو مگر فرشتوں نے نہیں چھوڑا۔ مردہ کو علم ہوگیا، اس نے چیخ وپکار کی۔ آخر فرشتوں نے توشہ کی روٹیاں جو جنازہ کے ساتھ رکھی جاتی ہیں رشوت لے کر چھوڑدیا۔ کیا فرشتوں کا حکم عدولی کرنا اور رشوت لینا اور ایسی غلطی کرنا ممکن ہے۔

الجواب: ملائکہ کرام کے بارے میں وارد ہے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ[1] یعنی وہ کسی امر میں اللہ کے حکم کا خلاف نہیں کرتے اور ان کو جو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں، پس ان کی نسبت ایسا اعتقاد غلط اور باطل اور کذب وافتراء ہے۔ فقط

مرنے کے بعد روح کہاں رہتی ہے اور قبر میں سوال وجواب

سوال (۳۱۹۴) مرنے کے بعد جو سوال وغیرہ ہوتے ہیں تو روح مرنے کے بعد آسمان پر چلی جاتی ہے پھر قبر میں لائی جاتی ہے یا جسم میں بند کردی جاتی ہے۔

الجواب: جسم سے روح کو تعلق رہتا ہے[2]۔ فقط۔

غیر انسانوں کی ارواح

سوال (۳۱۹۵) انسانوں وغیرہ کے سوا باقی حیوانات کی ارواح کہاں رہتی ہیں۔

الجواب: حدیث میں ہے کہ حیوانات بعد ایک دوسرے سے بدلہ لینے دینے کے

---

[1] سورۃ التحریم۔ ۱۔

[2] واختلاف کردہ اند کہ عذاب در قبر بر زندہ گردانیدن میت است یا در مقابلہ داشتن روح بادے یا بنوعی دیگر کہ پروردگار تعالیٰ خواہد، و مارا بدریافت کنہ حقیقت آں راہ نباشد و حق آنست کہ باحیاء است، چنانکہ ظاہر احادیث دال است بر آں الخ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص۱۳۰ باب اثبات عذاب القبر) ظفیر۔

بفنا کردیئے جائیں گے ۔ فقط

بوہرے کے عقائد اور ان کے متعلق چند سوالات

سوال (۳۱۹۶) یہاں پر ایک فرقہ ہے جس کو بوہرے کہتے ہیں۔ یہ لوگ داؤدی شیعہ ہیں ان میں ایک جماعت ایسی تیار ہوئی ہے جو اس کے لئے جدوجہد کر رہی ہے کہ مذکورہ فرقہ میں اصلاح ہوجائے۔ تمام فرقے سورت کے ملا طاہر سیف الدین کے ماتحت ہیں جن کو آسمان کے نیچے خدا مانا جاتا ہے، نعوذ باللہ۔ اس اصلاح کن جماعت نے ملا مذکور کے خلاف علم جہاد بلند کیا ہے، اس لئے تمام فرقے نے انہیں خارج از جماعت کر دیا ہے، اس اصلاح پسند جماعت کے خیالات مجملاً حسب ذیل ہیں۔

قرآن کو مکمل کہنا۔ صحابہ کرام پر تبرا کرنا سخت گناہ ہے، ملا مذکور کو ایک انسان کی حیثیت سے زیادہ مرتبہ دینا معصیت ہے۔ ملا مذکور کی بیعت کے بغیر کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ سراسر لغو اور بیہودہ خیال ہے۔ غرض کہ ان میں اور اہل سنت میں یہ فرق ہے کہ وہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے مقلد نہیں۔ علاوہ ازیں موجودہ تحریک خلافت کے بہت بڑے موید اور سرگرم کارکن ہیں۔ اس اصلاح پسند جماعت کا یہاں صرف ایک گھر ہے، چند روز ہوئے ان کے یہاں ایک بیوی کا انتقال ہوگیا جو کہ خود بھی ایسی ہی روشن خیال تھی، قوم نے چونکہ ان سے مقاطعت کرلی ہے اس لئے کوئی ان کی میت میں نہیں آیا، اس لئے اہل سنت نے باقتضائے اخوت اسلامی میت کی تجہیز و تکفین میں شرکت اور امداد کی اور جنازہ کی نماز بھی پڑھی

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتؤدن الحقوق الی اھلھا یوم القیامة حتی یقاد للشاة الجلحاء من الشاة القرناء رواہ مسلم (باب الظلم ص ۴۳۵) ھذا تصریح بحشر البھائم یوم القیامة واعادتھا کما اھل التکلیف من الآدمیین والاطفال الخ واما القصاص من القرناء للجلحاء فلیس من قصاص التکلیف بل ھو قصاص مقابلة الخ (مرقاة ص ۷۶۱ ج ۴) ظفیر۔

ہم لوگوں نے میت کے ولی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی جو کہ اصلاح پسند جماعت کا سرگروہ ہے
نماز جنازہ پڑھانے کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ امام نے کتاب میں دیکھ کر دعاء پڑھی پھر
نماز کی نیت کی پانچ تکبیروں کے ساتھ اور جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں اسی طرح نماز پڑھی
فرق اس قدر ہے کہ ہاتھ میں کتاب لیکر پڑھی، پانچ تکبیرات سے۔ عوام اعتراض کرتے ہیں
کہ جن لوگوں نے اس امام کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی وہ اہل سنت سے خارج ہوگئے ...
دریافت طلب امور درج ذیل ہیں۔

(۱) میت کی اس کس مپرسی میں ہمارا کیا فرض تھا۔

(۲) مذکورہ بالاعقائد والے کے پیچھے فرض وسنت اور نماز جنازہ ہوسکتی ہے یا نہیں

(۳) شیعہ کے پیچھے نماز فرض ونماز جنازہ ہوسکتی ہے یا نہیں۔

(۴) بصورت جواز نعوذ طعن کرنے والوں کے لئے کیا حکم ہے۔

(۵) بصورت عدم جواز معل کا فریاگنہ گار ہوئے۔

الجواب: - اہل سنت وجماعت کے نزدیک نماز جنازہ کے لئے وہی جملہ شرائط ہیں جو دیگر نمازوں کے لئے ہیں۔ سوائے قراءۃ ورکوع وسجود وغیرہ کے جو کہ کتب فقہ میں مذکور ہیں اور جو امور دیگر نمازوں کو فاسد کرتے ہیں وہی نماز جنازہ کو فاسد کرتے ہیں جیسا کہ شامی میں ہے۔ وفی البحر ویفسدھا ما یفسد الصلوٰۃ الا المحاذاۃ[1] اھ پس کتاب ہاتھ میں رکھ کر اور اس میں دیکھ کر نماز جنازہ پڑھانا مفسد صلوٰۃ ہے، لہٰذا وہ نماز نہیں ہوئی۔ باقی جو خیالات وعقائد سوال میں اصلاح پسند جماعت کے لکھے ہیں یہ جہاں تک بھی ہیں صحیح ہیں اور اہل سنت وجماعت کے قریب ہیں سوائے اس کے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید سے علیحدہ رہنا بھی ایک آزادی کا سامان ہے اور عدم تقلید اکثر مقتضی ہوجاتی ہے اہل سنت وجماعت کی مخالفت کی طرف۔ بہرحال جو کچھ اصلاح ہوسکے اس میں سعی کرنا مناسب ہے۔ اھ

[1] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی صلاۃ الجنازۃ ص ۱۱۲ ج ۱۔ ظفیر۔

جملہ مدارج اسلام کے طے کر کے اہل سنت وجماعت[1] ہی ہونا چاہئے اور اصلاح پسند جماعت کی میت کی اگر اہل سنت وجماعت نے تجہیز و تکفین میں اعانت کی تو یہ شرعاً ممنوع نہیں ہے بلکہ بحالت مذکورہ ضروری تھا اور ایسی کس مپرسی کی حالت میں اہل سنت وجماعت اہل اسلام کو بھی لازم تھا کہ وہ تجہیز و تکفین اس میت کی کریں اور اسکی ہر قسم کی امداد کریں۔ البتہ نماز کا امام اس شخص کو بنانا جس نے بطریق مذکورہ نماز پڑھائی جو کہ شرعاً جائز نہیں ہوئی، جائز نہیں تھا اور جب کہ امام اس گروہ میں کا شخص ہوا تھا تو اس کو نماز حسب قاعدہ اہل سنت وجماعت پڑھنی چاہئے تھی، ورنہ اہل سنت وجماعت کو اس کے پیچھے نماز میں شرکت نہ کرنی چاہئے تھی، خیر جو کچھ ہو لیا سو ہو لیا لعن طعن کرنے کی ان کو ضرورت نہیں ہے، آئندہ اس میں احتیاط کرنی چاہئے اور جب کہ اصلاح پسند جماعت نے اصلاح کرنیکی ہمت کی ہے تو پوری طرح اصلاح کرنی چاہئے کیونکہ فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت ہی کا ہے[2]۔ از روئے حدیث شریف کے سر مو اس جماعت سے علیحدہ نہ ہونا چاہئے ؎

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست
میان دیدہ اگر نیم مو است بسیار است

شیعہ یا بوہرہ کے لئے ایصال ثواب اور ان کی نماز جنازہ میں شرکت جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۱۹۷) شیعہ یا بوہرہ کی نماز جنازہ و یا قرآن خوانی بغرض ایصال ثواب یا تعزیت کے وقت دعاء مغفرت کرنا یا میت کی ہمراہ قبرستان تک جانا اہل سنت والجماعت کو درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز جنازہ پڑھنا اور مغفرت ان کے لئے کرنا درست نہیں ہے اور

---

[1] ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلھم فی النار الا ملة واحدة قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی (مشکوٰۃ باب اعتصام ص۳۰) ظفیر۔

[2] وبھذا ظھر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوھیة فی علیؓ او ان جبرئیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فھو کافر لمخالفتہ القواطع المعلومة من الدین بالضرورة (رد المحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات ص۳۶۸) ظفیر۔

قبرستان تک جانے نہ جانے میں یا تعزیت ادا کرنے نہ کرنے میں اپنے مصالح اور ضرورت کے موافق عمل درآمد کرے[1]۔ فقط۔

شیعہ کا جنازہ رستہ زمین پر رکھنا کیسا ہے

سوال (۳۱۹۸) جب شیعہ جنازہ کو قبرستان تک لیجاتے ہیں تو راستہ سے ہٹا کر جنازہ زمین پر پانچ منٹ کے واسطے رکھدیتے ہیں ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ توقف بلا وجہ شرعی جائز نہیں ہے۔ احادیث میں جنازہ کو جلد لیجانے کا حکم ہے[2]۔ فقط۔

ڈرانے کے لئے یہ حکم نکالنا درست ہے کہ جو پنجوقتی نماز نہ پڑھے گا اسکی نماز جنازہ جائز نہیں

سوال (۳۱۹۹) میں نے لوگوں کو نماز کی طرف متوجہ کرنے کیلئے ایک حکم نکالا ہے وہ یہ کہ تارک نماز کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو۔ ایسا حکم دینا تخویفاً و تہدیداً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایسا حکم کرنا درست نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث۔ اور ظاہر ہے کہ تارک نماز بھی فاسق فاجر ہے، کافر عند الجمہور نہیں ہے، اور فقہاء نے باغی وغیرہ کو جو مستثنیٰ کیا ہے اس میں بھی تارک نماز اور ہر ایک فاسق کو داخل نہیں کیا، لہٰذا بالکل بلا ادائے نماز جنازہ مسلمانوں کو دفن کر دینا درست نہیں ہے، اسیطرح لونڈی بھڑووں کو جو مسلمان کہلاتے ہیں بدون نماز کے دفن کر دینا یا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا جائز نہیں ہے، البتہ عبرت کے لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ تارک نماز وغیرہ

[1] ویقال فی تعزیۃ المسلم بالکافر اعظم اللہ اجرک و احسن عزاءک الخ (عالمگیری جنائز ص ۱۵۷ ج ۱) ظفیر۔
[2] ویسرع بہا بلا خبب الخ وکرہ تاخیر صلاتہ و دفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم بعد صلاۃ الجمعۃ (درمختار) للحدیث اسرعوا بالجنازۃ فان کانت صالحۃ قدمتموہا الی الخیر وان کانت غیر ذالک فشر تضعونہ عن رقابکم (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی حمل الجنازۃ ص ۸۳۳ ج ۱) ظفیر۔

فساق کی نماز مقتدا لوگ نہ پڑھیں بلکہ عوام لوگوں سے کہدیں کہ تم نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دو تاکہ تارکین نماز کو آئندہ عبرت ہو۔ کما ورد فی الحدیث[1]۔ فقط۔

بحث سماع موتیٰ

سوال (۳۲۰۰) آپ کا فتویٰ پہنچا، حال معلوم ہوا جواباً گذارش ہے کہ جب میت کو زائر کا علم ادراک ہے اور سماع نہیں، یہ ایک ایسا عقیدہ لاینحل ہے کہ خاکسار کی سمجھ میں نہیں آتا، میت کو زائرین کا علم ہو اور ادراک بھی ہو اور سماع نہ ہو۔ یہ عجیب تماشہ ہے، بجز دیکھنے اور سننے کے علم یا ادراک نہیں ہوتا پھر اموات کس طرح معلوم کر لیتی ہیں۔

الجواب:۔ اس بارہ میں بندہ نے وہی لکھا ہے جو حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا تھا جب ان سے یہ کہا گیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قلیب بدر کے بارہ میں فرمایا ہے ما انتم باسمع منھم کہ تم اموات سے زیادہ سننے والے نہیں ہو تو حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ما انتم باعلم منھم یعنی یہ کہ تم ان سے زیادہ نہیں جانتے غرض ان کی یہ تھی کہ اموات کو علم ہے اور سماع نہیں ہے اور یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ بدون سننے کے علم اور ادراک نہیں ہو سکتا، بہروں کو علم اور ادراک ہوتا ہے اور سماع نہیں ہوتا، پس ان قصوں میں نہ پڑیں اور اس کو کسی عالم سے سمجھ لیں اور یہ مسئلہ جان لیں کہ قرآن شریف میں سماع موتی کا انکار کیا گیا ہے۔ لہٰذا احادیث شریف میں تاویل کرنا مناسب ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] عن سلمة بن الاکوع قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اتی بجنازة فقالوا صل علیھا فقال ھل علیہ دین قالوا لا فصلی علیھا ثم اتی بجنازة اخری فقال ھل علیہ دین قیل نعم قال ھل ترک شیئا قالوا ثلثة دنانیر فصلی علیھا ثم اتی بالثالثة فقال علیہ دین قالوا ثلثة دنانیر، قال ھل ترک شیئا قالوا لا، قال صلوا علی صاحبکم فقال ابو قتادة صل علیہ یا رسول اللہ وعلی دینہ فصلی علیہ رواہ البخاری (مشکوٰة باب الانظار والافلاس ص ۲۵۲) ظفیر۔ حوالہ کی بقدر ضرورت تفصیل پہلے گذر چکی وہاں دیکھ لیا جائے۔

[2] واجابوا عن ھذا الحدیث بانہ مردود من عائشة قالت کیف یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذالک واللہ تعالیٰ یقول ما انت بمسمع من فی القبور وانک لا تسمع الموتی، اقول والحدیث المتفق علیہ لا یصح ان یکون مردودا، لا سیما ولا منافاة بینہ وبین القرآن فان المراد من الموتی الکفار والنفی منصب علی نفی النفع لا علی مطلق السمع کقولہ تعالیٰ، صم بکم عمی فھم لا یعقلون، او علی نفی الجواب المترتب علی السمع (مرقاة باب حکم الاسراء ص ۲۴۶) ظفیر۔

سماعِ موتیٰ کی بحث

سوال (۳۲۰۱) متعلق ۲۸۳۶ مندرجہ رجسٹر ۳۹ھ۔ شک یہ ہے کہ تمام فقہاء حنفیہ عدم سماع اموات کا مسئلہ تحریر فرما رہے ہیں، اور آپ نے بھی ایک جگہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ عدم سماع اموات امام صاحب کا مذہب ہے، پھر بعد میں واسطی کا قول ہے، وہی قول فقہاء نقل کرتے ہیں اور اس پر کسی قسم کی جرح و قدح نہیں کرتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سماع اموات کا مسئلہ درست ہے اور عدم سماع کا غلط، لہٰذا محمد بن واسع ناقل عن السلف ہے وہ کون ہے اور کس مذہب کا شخص ہے۔

الجواب:۔ محمد بن واسع تابعین میں سے ہیں جو کہ ائمہ مجتہدین میں سے سابق ہیں، اس لئے ان کو حنفی یا شافعی کچھ نہیں کہہ سکتے جیسا کہ صحابہ کو۔ اور علم زائرین کا اموات کو ہونا سماع موتیٰ کی دلیل نہیں ہے، کیونکہ سماع موتیٰ دوسری چیز ہے اور علم ادراک امر آخر ہے خود حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ جو سماع موتیٰ کی منکر ہیں، بدلیل قولہ تعالیٰ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى[1] اور آیہ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ[2] - حدیث ما انت باسمع منہم[3] جو اہل قلیب بدر کے بارہ میں وارد ہے، اور مثبتین سماع موتیٰ اس سے دلیل پکڑتے ہیں، کی تاویل بالعلم منہم کے ساتھ کرتی ہیں۔ فقط۔

---

[1] سورۃ النمل ۔ ۶ ۔

[2] فاطر ۔ ۳ ۔

[3] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منہم وفی روایۃ ما انتم باسمع منہم ولکن لا یجیبون وفی شرح مسلم للنووی قال المازری قیل ان المیت یسمع عملا بظاھر ھذا الحدیث وفیہ نظر انہ خاص فی حق ھؤلاء ورد علیہ القاضی وقال یحمل سماعھم علی ما یحمل علیہ سماع الموتی فی احادیث عذاب القبر وفتنتہ التی لا مدفع لھا وذالک باحیائھم او احیاء اجزاء منھم یعقلون بہ ویسمعون فی الوقت الذی یرید اللہ قال الشیخ ھذا ھو المختار (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

عورت کے پیٹ سے بچہ کا کچھ حصہ نکلا اور وہ مرگئی

سوال (۳۲۰۲) عورت کے پیٹ سے لڑکے کا ایک پیر پیدا ہوا اور دونوں مرگئے تو لڑکے کو اس کے پیٹ سے جدا کیا جائے یا ایک ہی غسل وکفن میں دفن کریں۔

الجواب: - لڑکے کو جدا نہ کیا جائے، صرف عورت کا غسل وکفن ونماز پڑھنا کافی ہے۔ فقط۔

عشرۂ محرم میں مرنے والے کی بحث

سوال (۳۲۰۳) مشہور ہے جو شخص عشرۂ محرم میں فوت ہوا اس سے عشرہ کے اندر عذاب قبر نہیں ہوتا نہ حساب ہوتا ہے، بعد دس روز کے حساب وغیرہ ہوگا۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب: - یہ بات غلط ہے عشرۂ محرم میں مرنے والے کے لئے یہ نہیں آیا کہ دس دن تک عذاب قبر وغیرہ نہ ہوگا، البتہ رمضان شریف میں اور جمعہ کے دن میں مرنے والے کے لئے یہ بشارت حدیث میں آئی ہے[1]۔ فقط۔

جمعرات کو روح کا گھر میں آنا تحقیقی بات نہیں

سوال (۳۲۰۴) بہت سے علماء کی زبانی سنا ہے کہ جمعرات کو روح اپنے اقرباء کے گھر آتی ہے اور ثواب کی امیدوار ہوتی ہے اور جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب: - یہ کچھ تحقیقی بات نہیں۔ فقط۔

کافر کا بچہ جو مسلمان کے پاس مرجائے

سوال (۳۲۰۵) ایک بچہ جس کے ماں باپ کافر تھے ایک مسلمان کے پاس پلتا تھا، مسلمان چونکہ لاولد تھا اس بچہ کو متبنیٰ کرلیا۔ بچہ کے ماں باپ کافر بوجہ افلاس وعدم استطاعت پرورش مسلمان سے کچھ نذرانہ لیکر بچہ کو اسکے حوالہ

(بقیہ حاشیہ از صفحۂ گذشتہ) قال ابن الهمام فی شرح الهدایة اعلم ان اکثر من مشائخ الحنفية على ان الميت لا يسمع الخ (مرقاة ص ۲۴۶/ج ۲) ظفیر۔

[1] ثم ذكر ان من لا يسئل ثمانية الشهيد الخ والاطفال: الميت يوم الجمعة اوليلتها (رد المحتار ص ۴۹۷/ج ۱) ظفیر

کر کے کہیں چلے گئے اور بچہ صغیر السن اور بالکل بے شعور تھا، چند روز میں مر گیا، اس لڑکے پر نماز پڑھی جائے گی اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا یا نہیں۔

الجواب: - قاعدہ فقہیہ کے مطابق وہ بچہ کافر سمجھا جائے گا اس لئے کہ بچہ کو مسلمان سمجھنے کے لئے یا اسلام احد الابوین کا شرط ہے یا تبعیت دار یا خود اس بچہ کا بحالت شعور و تمیز اسلام لانا اور جب کہ ان وجوہ میں سے کوئی بھی نہیں ہے تو حسب قواعد فقہیہ وہ بچہ مسلمان نہ سمجھا جائے گا۔ کذا فی الدر المختار[1]۔

دسویں فصل

احکام شہید میں

سوال (۳۲۰۶) خورشید خاں پسر رحمان خاں، قوم پٹھان معمولی بیماری میں فوت ہوا، رحمان خاں پدر اس کا عمر تخمیناً قریب ایک سو سولہ تھا، زوجہ خورشید خاں نے جس کا عقد ثانی پسر رحمان خاں سے ہوا تھا، رحمان خان کو بہکا کر ایک زلیت نامہ بطور وقف اراضی باغ موضع نور پور پرگنہ دیوبند اس مضمون کا تحریر کرا لیا کہ یہ باغ مذکور جس میں اقرار خورشید خاں کا ہے اس کا خرچ روشنی کے واسطے وقف کر دیا ہے، اس کی آمدنی سے خرچ روشنی وغیرہ ہوا کرے گی اور متولی اپنے بیٹا پوتی کو کیا، اب سوال یہ ہے کہ معمولی بیماری میں فوت ہونے والے کو شہید کہنے میں یا نہیں اور خورشید خاں پر بحالت موجودہ اطلاق لفظ شہادت ہو سکتا ہے یا نہیں، اور قبر پر روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(بیماری میں مرنے والا شہید ہے یا نہیں)

---

[1] کصبی سبی مع احد ابویه لا یصلی علیه لانه تبع له ای فی احکام الدنیا الخ وان سبی بدونه فهو مسلم تبعا للدار اذا للسابی او به فاسلم او اسلم الصبی وهو عاقل ای ابن سبع سنین صلی علیه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز قبیل مطلب حمل المیت ص ۸۳۱ ج ۱) ظفیر

الجواب: معمولی بیماری میں مرنے والے کو شہید نہیں کہتے اور اس پر حکم شہادت کا نہیں لگایا جاتا[1]۔ اور قبر شہید کی ہو یا غیر شہید کی، ولی کی ہو یا عاصی کی روشنی مروجہ کرنا ایسی قبر پر درست نہیں ہے[2] اور وقف کے اندر چونکہ یہ ہوتا ہے کہ بالآخر مصارف اس کے فقراء ہوتے ہیں، اس لئے یہ وقف صحیح ہوگیا اور متولی جس کو رحمان خاں نے اپنے بعد بنایا وہ متولی ہوگیا اور رہے گا۔ فقط۔

آنحضرت کو سید الشہداء کہنا درست ہے یا نہیں اور آپ کی حیات شہداء سے بڑھ کر ہے یا نہیں

سوال (۳۲۰۷) حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سید الشہداء ہیں یا نہیں، نیز شہداء کی حیات کے متعلق جو قرآن کریم میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کو مردے مت کہو کیا یہ حیات شہداء ہی کے ساتھ خصوص ہے یا نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حیات میں شہداء سے افضل ہیں یا نہیں۔

الجواب: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء والمرسلین ہیں اور جبکہ آپ جملہ انبیاء علیہم السلام سے بھی افضل ہیں تو جملہ صدیقین اور شہداء سے بھی افضل ہیں اور ان کے سردار ہیں اس میں کچھ جائے تردد اور شک نہیں ہے۔ کما قیل۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لیکن ظاہر میں آپ شہید نہیں ہوئے تاکہ سید الشہداء کا لفظ آپ کیلئے استعمال کیا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کو جبکہ شہید ہوئے تھے سید الشہداء کا لقب عطا فرمایا ہے[3]، کما ورد فی الاحادیث۔ پس ایسا سوال آپ کا قلت علم وتدبر پر مبنی ہے ایسا سوال نہ کرنا چاہئے، اور انبیاء علیہم السلام کی حیات خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شہداء کی حیات سے افضل و اعلیٰ ہے اور بحث اس کی طویل ہے[4]۔ فقط۔

شہادت حکمیہ

سوال (۳۲۰۸) زید مسلمان سید پابند صوم وصلوٰۃ دیندار مگر غریب مرد تھا،

---

[1] ثم الاحسن فی تعریف الشهید الحکمی علی قول ابی حنیفة انه مسلم مکلف طاهر علم انه قتل ظلما قتلا لم یجب به مال ولم یرتث (غنیة المستملی ص ۵۵۵ ظفیر) [2] ومایوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ص ۱۷۵ ج ۲ ظفیر) [3] عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سید الشهداء حمزة بن عبد المطلب (فتح الباری تحت باب قتل حمزة بن عبد المطلب ص ۲۸۲ ج ۱۲ ظفیر)

جو جنگی میں ۱۲۵ ماہوار ملازم محرر پونڈ تھا۔ وہ بمرض نمونیہ چھ روز بحالت سفر و تنہائی بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ ایسی موت کو غریب کی موت کہا جائے گا اور زید شہید مرا یا نہیں

موت الغربۃ شہادۃ۔ ابن ماجہ۔

مردہ کے لئے زندہ ہونے کی دعا

سوال (۳۲۰۹) زید فوت ہو گیا، زید کے بھائی کا یہ عقیدہ ہے کہ دعا میں بہت بڑی طاقت اور بڑا اثر ہے اور وہ حق تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ حق تعالیٰ زید کو دوبارہ زندہ فرما دے اور وہ اپنے عزیز و اقارب سے آملے۔ یہ خیال زید کے بھائی کا صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب[1]:۔ اس صورت میں مصداق حدیث شریف موت الغربۃ شہادۃ کا انشاء اللہ تعالیٰ ہے۔ اور شہادت حکمیہ زید کو حاصل ہے[1]۔

(۲) زید کے بھائی کا یہ خیال صحیح نہیں ہے اور اس کو ایسی دعا نہ کرنی چاہئے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ شہداء اللہ تعالیٰ سے اس کی تمنا کریں گے کہ پھر دنیا میں زندہ ہو کر جاویں اور پھر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارے جائیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ نہیں ہو سکتا جو مر گیا وہ پھر دنیا میں نہیں لوٹایا جاتا۔ الخ فقط۔

پانی میں ڈوب کر مر جائے یا جہاز میں یا مرض ہیضہ، طاعون میں کیا حکم ہے

سوال (۳۲۱۰) شہید یعنی جو پانی میں ڈوب کر مرے یا یا جہاز میں، یا مرض ہیضہ و طاعون میں مر جاوے تو اس کو غسل و کفن دیا جاوے یا نہیں۔

الجواب:۔ جو شخص پانی میں ڈوب کر مرے یا ہیضہ و طاعون میں مرے وہ حکمی شہید ہے۔ اس کو غسل و کفن ہونا چاہئے اور شہید فی سبیل اللہ جو کہ حقیقی شہید ہے اسکو

---

[1] فالمرتث شهيد الآخرة وكذا الجنب الخ والغريق والحريق والغريب (الدر المختار على هامش رد المحتار۔ باب الشهيد ص ۸۵۲ ج ۱) ظفیر۔

حسب شرائط فقہاء غسل و کفن نہیں ہے۔ ۱ھ

ایک پاگل نے ایک عورت کو کلہاڑی سے مار کر شہید کر دیا اسکو غسل دیا جائے یا نہیں

سوال (۲۱۱۱/۳۳) ایک مجنون نے اپنی عورت کے سر میں کلہاڑی مار کر سر پھاڑ دیا عورت مر گئی عورت کو غسل دینا چاہیے یا نہیں۔

الجواب:- وہ عورت شہید ہے اس کو غسل نہ دیا جاوے بلا غسل کے نماز اس پر پڑھ کر دفن کر دیا جاوے لحدیث زملوھم بکلومھم و دمائھم رواہ احمد، شامی۔ فقط۔

جو دیوار کے نیچے دب کر مر جائیں انہیں غسل دیا جائے گا

سوال (۲۱۱۲/۳۴) ایک مسلم عورت حیض و نفاس سے پاک غسل کردہ آتش بازی کا سامان چکی میں پیس رہی تھی اسمیں آگ لگ گئی مکان گر گیا، اس حادثہ سے چند منٹ پہلے چار شخص بعد ادائے خلافت نہر سے غسل کرکے اس مکان میں آئے تھے یہ پانچوں آدمی دب کر مر گئے بغیر غسل کے ان کو دفن کیا گیا مگر دعائے مغفرت جنازہ پڑھا گیا۔

الجواب:- حریق و غریق اور جس پر دیوار وغیرہ گر جائے اور وہ مر جاوے یہ سب

ل فینزع عنہ مالا یصلح للکفن ویزاد ان نقص الخ ینقص ان زاد لاجل ان یتم کفنہ المسنون ویصلی علیہ بلا غسل ویدفن بدمہ وثیابہ الخ وکل ذالک فی الشہید الکامل والا فالمرتث شہید الآخرة وکذا الجنب ونحوہم ومن قصد العدو واصاب نفسہ والغریق والحریق والمهدوم علیہ والبطون والمطعون الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الشہید ص ۸۵۱ ج ۱ و ص ۸۵۲ ج ۱) ظفیر مترادف الصمد۔

لہ ویصلی علیہ بلا غسل ویدفن بدمہ وثیابہ لحدیث زملوهم بکلومهم و دمائهم لقوله صلی اللہ علیہ وسلم فی شہداء احد زملوهم بکلومهم ودمائهم رواہ احمد۔ کذا فی شرح المنیة (ردالمحتار باب الشہید ص ۸۵۱ ج ۱) ظفیر۔

شہید آخرت ہیں ان کو غسل دینا لازم ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو تیمم کرانا چاہیئے تھا اور بلا غسل دفن کر دینے کی حالت میں ان کے لئے حکم یہ تھا کہ بعد دفن کر دینے کے دوبارہ نماز جنازہ قبر پر پڑھی جاتی کیونکہ جو نماز بلا غسل ہوئی وہ نماز معتبر نہیں ہوتی۔ بعد دفن کر دینے کے چونکہ غسل متعذر ہو گیا اس لئے غسل ساقط ہو گیا لہذا نماز دوبارہ ان کی قبور پر پڑھنی چاہئے تھی مگر یہ حکم صلوٰۃ علی القبر کا تفسخ میت سے پہلے پہلے تھا جس کی تقدیر عند البعض تین دن ہے اور اصح عدم تقدیر ہے بوجہ اختلاف وقت تفسخ کے اختلاف امکنہ و ازمنہ وغیرہ کی وجہ سے درمختار میں ہے (وان دفن) واھیل علیہ التراب بغیر صلوٰۃ او بھا بلا غسل (در) صلی علیٰ قبرہ استحسانا مالم یغلب علی الظن تفسخہ من غیر تقدیر وھو الاصح لانہ یختلف باختلاف الاوقات حرًا وبردًا و المیت سمنًا وھزالًا والامکنۃ بحر۔ وقیل یقدر بثلاثۃ ایام[1]۔ الخ شامی۔ وفی باب الشہید من الدر المختار وکل ذلک فی الشہید الکامل الخ قولہ فی الشہید الکامل وھو شہید الدین والآخرۃ۔ وشہادۃ الدنیا بعدم الغسل الا لنجاسۃ اصابتہ غیر دمہ وشہادۃ الآخرۃ بنیل الثواب الموعود للشہید[2] الخ شامی۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہید آخرت کے لئے ثواب موعود آخرت میں حاصل ہوگا اور دنیا میں اس کو حکم شہادت کا دربارہ عدم غسل وغیرہ نہ دیا جاوے گا۔

جو مردہ زخمی ہو اس کو غسل دینا کیسا ہے | **سوال (۳۲۱۴)** جس مردہ کے جسم میں بوجہ قتل کے زخم ہوں اس کو غسل دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر اس کو ظلماً قتل کیا گیا ہے تو وہ شہید ہے اس کو غسل نہ دیا جاوے گا اور نماز پڑھنی چاہیئے[3]۔ فقط

---

[1] رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱ و ص ۸۲۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الشہید ص ۸۵۲ ج ۱ ۱۲ ظفیر

[3] الشہید ھو کل مکلف مسلم طاھر قتل ظلما ولم یجب بنفس القتل مال فانی قولہ ویصلی علیہ بلا غسل ویدفن بدمہ وثیابہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۸۵۱ ج ۱) ۱۲ ظفیر

چوروں نے قتل کر دیا شہید ہوا یا نہیں

سوال (۳۲۱۴) جو آدمی خانگی کام کو گاؤں میں جاتا ہے چوروں نے راستہ میں اس کو قتل کر دیا یہ مسلمان ہے شہید کہلاوے گا یا نہیں اور غسل و نماز کی نسبت کیا حکم ہے؟

الجواب :- وہ شخص شہید ہے اس کو غسل نہ دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے ویصلی علیہ بلا غسل و یدفن بدمه و ثیابه[1] الخ درمختار۔

منکر نکیر کن لوگوں سے سوال نہیں کریں گے

سوال (۳۲۱۵) شہادت صغریٰ پانے والے شہداء سے سوالات منکر نکیر ہوں گے یا نہیں۔

شہادت اخروی پانے والے کا جسم گلتا سڑتا ہے یا نہیں

سوال (۳۲۱۶) شہادت صغریٰ پانے والے شہداء کے جسم قبر میں گلیں سڑیں[2] اور ریزہ ریزہ ہوں گے یا نہیں۔

حقیقی شہید کے جسم کے متعلق کیا فرماتے ہیں

سوال (۳۲۱۷) شہادت کبریٰ پانے والوں کے اجسام کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب :- شامی میں منقول ہے کہ آٹھ شخصوں سے سوال منکر نکیر نہ ہوگا ایک ان میں سے شہید ہے اور طاعون میں مرنے والا اور مرابط وغیرہ[2]

(۲ و ۳) انبیاء کرام علیہم السلام کے بارہ میں حدیث شریف میں وارد ہے ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء[3]۔ باقی سوائے انبیاء علیہم السلام کے دوسروں کے بارہ میں ایسا وارد نہیں ہے۔ فقط۔

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار ص۸۵۱ ج۱ ۱۲ ظفیر [2] ان من لا یسئل ثمانیة الشہید والمرابط، والمطعون والموت زمن الطاعون بغیرہ اذا کان صابرا محتسبا والصدیق والاطفال والمیت یوم الجمعة اولیلتها والقاری کل لیلة تبارک الملک الخ ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب ثمانیة لا یسئلون فی قبورهم ص۷۹۰ ج۱ و ص۷۹۸ ج۱ ظفیر [3] مشکوٰۃ باب الجمعة فصل ثانی ص۱۲۰ ۱۲ ظفیر

کافروں کی شرارت روکنے میں جو مسلمان کام آئیں وہ شہید ہیں یا نہیں

سوال (۳۲۱۸) اس وقت کافر ہندوستان میں مسلمانوں کو ذلیل کرنا اور اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کے امور مذہبی میں مداخلت کرتے ہیں اگر مسلمان ان کی شرارت روکنے میں کام آجاویں تو وہ شہید ہوں گے یا نہیں۔

محرم و عرس میں ہندو کے حملے سے مسلمان مریں ان کا کیا حکم ہے

سوال (۳۲۱۹) محرم اور عرس اور میلہ وغیرہ میں اگر ہندو حملہ آور ہوں اور مسلمان ضائع ہو جائیں تو کیا حکم ہے۔

ہندو خفیہ طور پر مسلمانوں کو مار ڈالیں تو وہ شہید ہیں یا نہیں

سوال (۳۲۲۰) اگر ہندو خفیہ طور سے حملہ کریں یا کوٹھوں پر چڑھ کر نقصان پہنچائیں اور مسلمان مارے جائیں تو کیا حکم ہے۔

الجواب (۱ و ۲ و ۳) ان سب صورتوں میں جو مسلمان مارے جاویں گے وہ شہید ہوں گے کیونکہ جو مسلمان ظلماً کافروں کے ہاتھ سے مارا جاوے وہ شہید ہوتا ہے[1]۔ فقط

اولیاء اللہ مرنے کے بعد زندہ رہتے ہیں یا نہیں

سوال (۳۲۲۱) حضرات اولیاء اللہ بعد وصال زندہ رہتے ہیں یا نہیں بہر صورت دلیل کیا ہے۔

الجواب:- وباللہ التوفیق۔ سب ہی مرنے والے ہیں انک میت و انھم میتون[2] جو کہ مسلمہ ہے پھر اسی حیات روحانی میں درجات انبیاء علیہم السلام کی حیات فوق تر ہے، اس کے بعد شہداء کی، پھر جملہ مؤمنین و مؤمنات کی درجہ بدرجہ اور نصوص صرف

---

[1] هو كل مكلف مسلم طاهر ... قتل ظلما بغير حق بجارحة الخ ولكن ايكون شهيدا لو قتله باغ او حربي او قاطع طريق ولو تسبيبا او بغير آلة جارحة فان مقتولهم شهيد بالم (الدر المختار على هامش رد المختار باب الشهيد ص ۸۴۸ / ۱) ظفیر۔

[2] اور سبھی کو حیات روحانی حاصل رہتی ہے کیونکہ مدار ثواب و عتاب حیات روحانی پر ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی حیات میں وارد ہیں۔ حدیث شریف میں ہے ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔ الحدیث او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور شہداء کے بارہ میں قرآن شریف میں ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتاھم اللہ من فضلہ۔ الآیۃ۔ پس اس قسم کی تصریح کوئی اولیاء اللہ کے لفظ کے ساتھ وارد ہونا یاد نہیں ہے لیکن جب کہ شہداء کے لئے حیات کی تصریح ہے اور شہداء بھی اولیاء اللہ ہیں تو اس وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے لئے بھی تصریح حیات کی ہوگی یا یوں کہا جاوے کہ جب کہ شہداء کے لئے حیات کی تصریح ہے تو چونکہ اولیاء اللہ بھی بحکم شہداء ہیں بلکہ بعض اولیاء شہداء سے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں جیسے صدیقین کہ وہ اولیاء اللہ کی ایک جماعت ہے، شہداء سے افضل ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔ اولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ الآیۃ۔

اس آیت میں انبیاء کے بعد شہداء سے پہلے صدیقین کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ بظاہر یہ ترتیب مقتضی فضیلت صدیقین کو شہداء پر ہے اس لئے اولیاء اللہ کے لئے بھی یہ خاص حیات علی حسب المراتب ثابت ہے فقط۔

مرنے کے بعد اولیاء اللہ کے فیوض باقی رہتے ہیں	**سوال** (۳۲۲۲) اولیاء اللہ کے تصرفات اور انکے فیوض وانوار وبرکات بعد وصال بھی موجود رہتے ہیں یا بعد

موت ظاہری وہ سب ختم ہوجاتے ہیں۔

الجواب:۔ اور فیوض وبرکات ان کے بعد ممات کے باقی رہتے ہیں مثلاً یہ کہ ان کی زیارت اور قرب سے زائرین کو برکات حاصل ہوں اور ان پر بھی درود ورحمت ہو کیونکہ جب وہ اولیاء مورد رحمت الٰہی ہیں تو جو شخص ان کی زیارت کرے گا وہ بھی بحسب المراتب مستفیض ان کی برکات سے ہوگا۔ باقی یہ کہ تصرفات کرتے ہیں یا نہیں اور ان کو

کچھ اختیار دیا گیا ہے یا نہیں اس میں عقیدہ کو صحیح رکھنا لازم ہے۔ متصرف عالم میں سوائے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے کوئی نہیں ایک ذرہ بدون اُس کے حکم وارادہ کے نہیں حرکت کرسکتا اور جو کچھ حق تعالیٰ نے ہر ایک کے لئے مقدر فرمادیا ہے وہی ہوتا ہے اس کے خلاف کچھ نہیں ہوسکتا۔ اس کی خدائی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کسی کو کچھ اختیار نہیں ہے۔

تم الجزاء الخامس من "فتاوٰی دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل" بعون اللہ تعالیٰ و توفیقہ ویلیہ الجزاء السادس اولہ کتاب الزکوٰۃ۔

تحت اشراف حکیم الاسلام مولانا القاری الحافظ محمد طیب صاحب دامت فیوضہ مدیر دار العلوم دیوبند علی یدالعبد الجانی محمد ظفیر الدین المفتاحی۔ ۱۵ ربیع المنور سنہ ۱۳۸۵ھ۔

فالحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

فتاوی دارالعلوم مدلل و مکمل

مرتبہ :- محمد ظفیر الدین

جلد اول — اسمیں پہلے مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمن صاحب قدس سرہ کے حالات و سوانح حکیم الاسلام حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کے قلم سے ۔ پھر ایک عالمانہ مقدمہ فقہ و فتاوی کی تاریخ اہمیت، اور مفتی کے فرائض و خصوصیات وغیرہا مرتب فتاوی کے قلم سے، پھر اصل کتاب شروع ہوتی ہے ۔ اس جلد میں کتاب الطہارۃ کے تمام مسائل آگئے ہیں جن کی تعداد ۵۷۳ ہے ۔

صفحات ۳۴۸ ۔ قیمت پانچ روپے پچاس پیسے

جلد دوم — کتاب الصلوٰۃ ربع اول ۔ اس میں اوقات نماز، اذان و اقامت، صفت صلوٰۃ، شرط صلوٰۃ اور اس طرح کے تمام ابواب آگئے ہیں ۔ تعداد مسائل ۶۳۰ ۔ اور صفحات ۲۶۸ ۔

قیمت چار روپے پچیس پیسے

جلد سوم — کتاب الصلوٰۃ ربع دوم ۔ اس جلد میں جماعت اور امام و مقتدی کی پوری بحث آگئی ہے ۔ تعداد مسائل ۷۹۶ ۔ صفحات ۴۰۴ ۔ قیمت چھ روپے پچاس پیسے ۔

جلد چہارم — کتاب الصلوٰۃ ربع سوم ۔ اس جلد میں مفسدات و مکروہات نماز، مسائل مساجد، قنوت نازلہ، وتر، سنن و نوافل، تراویح، تہجد، صلوٰۃ التسبیح، ادراک الفریضہ، قضاء الفوائت کفارہ یا فدیہ نماز، سجدہ سہو، سجدہ تلاوت، صلوٰۃ مسافر ۔ ان ابواب سے متعلق تمام مسائل آگئے ہیں تعداد مسائل ۱۰۱۵ ۔ صفحات ۴۹۶ ۔ قیمت آٹھ روپے ۔

جلد پنجم — کتاب الصلوٰۃ ربع چہارم ۔ اس جلد پر کتاب الصلوٰۃ پوری ہو جاتی ہے ۔ اس میں جمعہ عیدین، ایام تشریق، نماز جنازہ، تدفین و تکفین، جنازہ اٹھانے اور لیجانے، ایصال ثواب زیارت قبور، مسائل شہید اور دوسرے مسائل آگئے ہیں ۔

صفحات ۴۸۰ ۔ قیمت آٹھ روپے ۔

(ٹائٹل، کتابت طباعت اور کاغذ عمدہ ۔ تصحیح کا پورا اہتمام

شعبہ نشر و اشاعت دار العلوم دیوبند یوپی

لائق مرتب کے قلم سے ۴۲ صفحات کا جو فاضلانہ مقدمہ ہے، وہ فقہ، افتاء اور ان کی تدوین و ترتیب کی تاریخ، خصوصیات اور فقیہ و مفتی کے محاسن و معائب وغیرہ جیسے مباحث پر مشتمل ہے، اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مجموعی حیثیت سے یہ بھی معلومات افزا، اور لائق مطالعہ ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ان فتاویٰ کی اس خوبی اور اہتمام سے یہ اشاعت دارالعلوم دیوبند کا اس زندہ نامرادی و آخرت فراموشی میں نہایت عظیم اور بڑا قابل قدر کارنامہ ہے۔ دعا ہے کہ یہ کام اسی طرح جاری رہے۔ اور مسلمان اس سے بیش از بیش فائدہ اٹھائیں"۔ (رسالہ برہان دہلی ستمبر ۱۹۶۴ء ص ۱۹۰ و ص ۱۹۱)

حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی مد ظلہ امیر شریعت بہار و اڑیسہ و سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر (بہار)

دارالعلوم دیوبند جو دنیا میں اپنی خصوصیات کے پیش نظر علوم اسلامیہ کا واحد مثالی مرکز ہے، وہ ابتدا ہی سے تعلیم اور تعلم کے سوا فتاویٰ کے ذریعہ بھی اسلام اور دینی مسائل کی اشاعت و تبلیغ کرتا رہا ہے۔ یہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کے شعبہ دارالافتاء کے رجسٹروں اور ریکارڈوں میں محفوظ تھے۔ الحمدللہ کہ دارالعلوم کے ارباب حل وعقد نے اس علمی اور دینی خزانہ کو عام کرنے کا عزم کر لیا ہے چنانچہ فتاویٰ دارالعلوم کی چار جلدیں طبع ہو کر ہمارے سامنے آ چکی ہیں، یہ جلدیں جوابات کی صحت اور حسن ترتیب میں اپنی مثال آپ ہیں۔

کتابت طباعت بہتر ہے اور کاغذ بھی اچھا استعمال کیا گیا ہے، پہلی جلد صرف کتاب الطہارۃ پر مشتمل ہے اور ۴۷۳ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ دوسری جلد کتاب الصلوٰۃ سے شروع ہوتی ہے، اور تیسری جلد باب الحدث فی الصلوٰۃ پر ختم ہوتی ہے، دوسری اور تیسری جلد کے صفحات کی مجموعی تعداد ۷۶۲ ہے۔

یہ فتاویٰ نہ صرف عام مسلمانوں کے لئے بلکہ علماء فضلاء کے لئے بھی مفید اور نہایت مستند اور قیمتی دینی دستاویز ہیں جسے سامنے رکھ کر پورے انشراح قلب کے ساتھ مسائل دینیہ بتلائے جا سکتے ہیں، اس سے پہلے بھی دارالعلوم کے فتاویٰ منظر عام پر آ چکے ہیں لیکن ترتیب کی جدت اور تمام ہی مسائل کے معتبر کتابوں سے حوالوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے موجودہ کتاب کی اہمیت و افادیت محض عوام کے لئے نہیں بلکہ علماء اور مفتیان کرام کے لئے بھی بڑھ گئی ہے حق تعالیٰ دارالعلوم کے ارباب حل وعقد اور مرتب فتاویٰ کو جزائے خیر دے، اور عام مسلمانوں کو اور بالخصوص علماء کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین۔